عام فہم تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا
ایک سدا بہار مبارک سلسلہ

درسِ حدیث

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات سنی اور اسکو یاد کیا اور اسکو محفوظ رکھا اور پھر دوسروں کو پہنچادیا۔ (ترمذی)
نیز فرمایا سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ مسلمان علم دین کی بات سیکھے پھر اپنے مسلمان بھائی کو سکھادے۔ (ابن ماجہ)

زیرنگرانی
فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ
رئیس دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

سلسلہ درس حدیث - 7

عام فہم تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا
ایک سدا بہار مبارک سلسلہ

درسِ حدیث

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اللہ تعالیٰ اس شخص کو تر و تازہ رکھے جس نے میری بات سنی اور اسکو یاد کیا اور اسکو محفوظ رکھا اور پھر دوسروں کو پہنچا دیا۔ (ترمذی)
نیز فرمایا سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ مسلمان علم دین کی بات سیکھے پھر اپنے مسلمان بھائی کو سکھا دے۔ (ابن ماجہ)

از افادات:
شیخ الحدیث حضرت
مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ

زیر نگرانی
فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ
رئیس دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

اِدارۂ تالیفاتِ اَشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

درسِ حدیث

تاریخ اشاعت..................شعبان المعظم ۱۴۲۷ھ

ناشر..................ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

طباعت..................سلامت اقبال پریس ملتان

قارئین سے گذارش

ادراہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

ملنے کے پتے

ادارہ تالیفات اشرفیہ....چوک فوارہ....ملتان　مکتبہ رشیدیہ........راجہ بازار........راولپنڈی

ادارہ اسلامیات........انار کلی........لاہور　یونیورسٹی بک ایجنسی....خیبر بازار........پشاور

مکتبہ سید احمد شہید........اردو بازار.....لاہور　ادارۃ الانور........نیوٹاؤن........کراچی نمبر 5

مکتبہ رحمانیہ........اُردو بازار .... لاہور　مکتبہ المنظور الاسلامیہ....جامعہ حسینیہ....علی پور

مکتبہ المنظور الاسلامیہ..........بلاک زیڈ........مدینہ ٹاؤن........بنک موڑ........فیصل آباد

ادارہ اشاعت الخیر - حضوری باغ روڈ - ملتان

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K　119-121- HALLIWELL ROAD
(ISLAMIC BOOKS CENTERE　BOLTON BLI 3NE. (U.K.)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

اللہ تعالیٰ کے فضل وتوفیق سے ''درس حدیث'' کے مبارک سلسلہ کی یہ ساتویں جلد آپ کے سامنے ہے۔

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ کی زیر نگرانی شروع ہونیوالے اس مبارک کام کو اللہ پاک نے شرف قبولیت سے نوازا' اور عوام وخواص نے اس سے خوب استفادہ کیا کہ احادیث مبارکہ کی عام فہم سبق وار تشریح پہلی بار اس جدید انداز میں ترتیب دی گئی۔ یہ محض اللہ کے فضل وکرم اور بزرگان دین کی دُعاؤں کا ثمرہ ہے۔

ہمارے اکابر میں سے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ کی خدمات حدیث ایسی مشہور ومعروف ہوئیں کہ شیخ الحدیث کا مبارک لقب آپ کے نام سے زیادہ معروف ہوا اور عوام وخواص کی زبان پر منجانب اللہ جاری وساری ہوا۔ آپ نے عربی میں احادیث کی ضخیم شروحات لکھ کر اہل عرب سے داد تحسین وصول کی تو اردو زبان میں ''فضائل اعمال'' نے اہل عجم میں آپ کی محدثانہ شان نمایاں ہوئی بلاشبہ اس مبارک کتاب کا قرآن مجید کے بعد سب سے زیادہ مطالعہ کیا جاتا ہے اور ہزاروں افراد کی زندگیوں میں اس سے خوشگوار دینی انقلاب آچکا ہے۔ یقیناً یہ حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے خلوص کا ثمرہ ہے۔

درس حدیث کی یہ جلد بھی حضرت شیخ الحدیث کے مبارک قلم سے لکھے ہوئے رسالہ ''فضائل درود شریف'' سے ترتیب دی گئی ہے۔ لیکن سابقہ ترتیب میں معمولی تبدیلی اور علمی مباحث کے حذف کے بعد اسے مرتب کیا گیا ہے۔ تاکہ عوام الناس کے مطالعہ کا تسلسل باقی رہے اور عام فہم درس کے تقاضے بھی پورے ہو جائیں۔ فضائل درود شریف کے اس جدید انداز میں مرتب ہونے سے ان شاء اللہ اس کی افادیت دوچند ہو جائیگی کہ فضائل اعمال کے مروجہ نسخوں میں یہ مبارک رسالہ نہیں ہوتا۔

کتاب ہذا کے آخر میں حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ کے مرتبہ چالیس درود شریف کے ان کلمات کو ملحق کر دیا گیا ہے جو خاص مصائب میں حل کیلئے مجرب چلے آتے ہیں۔ درس دینے والے حضرات اور سامعین سے گذارش ہے کہ دوران درس آنے والے درود شریف کے عربی کلمات بآواز بلند سب دھرالیں تاکہ حصول ثواب کے ساتھ تلفظ کی درستگی بھی ہو جائے۔

اسی طرح مثنوی جامی اور قصیدہ بہاریہ کا انتخاب بھی ملحق کر دیا ہے تاکہ محبت رسالت میں اضافہ ہو کر اطاعت رسالت کی دولت نصیب ہو۔ دینی دسترخوان جلد اول کے حوالہ سے ان خوش نصیب حضرات کے چند خواب بھی ذکر کئے گئے ہیں جنہیں زیارت نبوی کا شرف حاصل ہوا۔ ان جدید اضافوں کے بعد ان شاء اللہ یہ جلد اپنے موضوع پر مستند مفصل کتاب ثابت ہوگی۔

اللہ پاک درس حدیث کے اس مبارک سلسلہ کو شرف قبولیت سے نوازیں اور دین کے اہم امور پر مستقل جلدوں کا یہ سلسلہ جاری وساری رکھنے کی توفیق سے نوازتے رہیں۔ آمین یارب العالمین

والسلام محمد اسحٰق عفی عنہ شعبان المعظم ۱۴۲۷ھ بمطابق ستمبر 2006ء

تقریظ

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ

رئیس دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان ونگران اعلیٰ مجلس تحقیقات اسلامیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدهٗ ونصلی علی رسوله الکریم.....اما بعد

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے پیش نظر اللہ پاک نے قرآن مجید کی حفاظت جس طرح اپنے ذمہ لی ہے اسی طرح الفاظ قرآن کی تشریح جو ذخیرہ احادیث کی شکل میں موجود ہے اسکی حفاظت وصیانت بھی اللہ پاک نے اس امت کے ذریعے فرمائی۔ یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ حفاظت حدیث کے سلسلہ میں اس امت کے محدثین حضرات نے عجیب کمالات دکھائے۔ اسماء الرجال کے علم ہی کو دیکھ لیجئے اس علم سے سابقہ امتیں محروم رہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تعلیمات چونکہ تا قیامت محفوظ اور قابل عمل تھیں اس لئے ان فرامین کی حفاظت کیلئے محدثین نے اسماء الرجال اور اس کے علاوہ دوسرے علوم متعارف کرائے جنہوں نے احادیث مبارکہ کے گرد ایک قوی حصار کا کام کیا تا کہ کوئی دین دشمن حسب منشاء ان احادیث میں کوئی تغیر وتصرف نہ کر سکے۔

عصر حاضر میں مسلمانوں کی مغلوبیت میں جہاں دیگر عوامل کارفرما ہیں ان سب میں بنیادی چیز یہی ہے کہ ہم اپنی بنیاد یعنی اسلامی تعلیمات سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔ اور اس بات کے جاننے کے باوجود کہ ہماری دینی و دنیاوی فلاح وترقی اسلامی تہذیب' اسلامی تعلیمات اور انہی اقدار میں ہے جن پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو چلایا اور تاریخ گواہ ہے کہ جب تک مسلمان ان اسلامی تعلیمات پر مضبوطی سے عمل پیرا رہے اللہ پاک نے انہیں اخروی نجات کے علاوہ دنیا میں بھی شان وشوکت' غلبہ ونصرت سے نوازا اور پوری دنیا کے غیر مسلم ان کے خادم اور زیردست کی حیثیت سے رہے۔

آج ہم سب مسلمان یہ چاہتے ہیں کہ دنیا میں مسلمان غالب ہوں لیکن اس کے لئے جو بنیادی چیز ہے یعنی تعلیمات نبوت کی روشنی میں زندگی کے سفر کو طے کرنا۔ اسکی طرف ہماری توجہ کم ہوتی ہے اس لئے ضرورت ہے کہ معاشرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تعلیمات کو عام کیا جائے اور جس طرح تلاوت قرآن کو اپنے معمول میں شامل کیا جاتا ہے اسی طرح ہمارے بعض اکابر کے معمول میں تلاوت حدیث بھی شامل تھی۔

''ادارہ تالیفات اشرفیہ'' اس لحاظ سے بڑی مبارک کا مستحق ہے کہ عوام کو اس بنیادی ضرورت کو عام فہم انداز میں درس حدیث کی شکل میں پیش کرنے کا سہرا اُسی کے سر ہے۔ اس سے قبل ''درس قرآن'' بھی عوام الناس میں بے حد مقبول ہو چکا ہے۔

دل سے دُعا ہے کہ فرامین نبوی کا یہ سدا بہار گلدستہ عنداللہ مقبول ہو اور ہم سب تعلیمات نبوی کی روشنی میں اپنا قبلہ درست کر کے دنیا وآخرت کی سعادتوں سے اپنے دامن بھر لیں۔

فقط: عبدالستار عفی عنہ — رجب المرجب ۱۴۲۵ھ

فہرست عنوانات

اللّٰهُمَّ

صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ

إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اللّٰهُمَّ

بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ

إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

كتبه العبد نفيس الحسيني [illegible] في رمضان المبارك سنة ١٤١٣

انتخاب

فضائلِ درود شریف

اللہ تعالیٰ دُرود بھیجتے ہیں تم بھی درود بھیجو

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (پ۲۲ع۷)

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر اے ایمان والو! تم بھی آپ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔ (بیان القرآن)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خصوصی اعزاز

تشریح: حق تعالیٰ شانہ نے قرآن پاک میں بہت سے احکامات ارشاد فرمائے۔ نماز، روزہ، حج وغیرہ اور بہت سے انبیاء کرام کی توصیفیں اور تعریفیں بھی فرمائیں۔ ان کے بہت سے اعزاز واکرام بھی فرمائے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا فرمایا تو فرشتوں کو حکم فرمایا کہ ان کو سجدہ کیا جائے لیکن کسی حکم یا کسی اعزاز واکرام میں یہ نہیں فرمایا کہ میں بھی یہ کام کرتا ہوں تم بھی کرو۔ یہ اعزاز صرف سید الکونین فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے ہے کہ اللہ جل شانہ نے صلوٰۃ کی نسبت اولاً اپنی طرف اس کے بعد اپنے پاک فرشتوں کی طرف کرنے کے بعد مسلمانوں کو حکم فرمایا کہ اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں، اے مومنو! تم بھی دُرود بھیجو۔ اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی کہ اس عمل میں اللہ اور اس کے فرشتوں کے ساتھ مومنین کی شرکت ہے۔ پھر عربی داں حضرات جانتے ہیں کہ آیت شریفہ کو لفظ "انّ" کے ساتھ شروع فرمایا جو نہایت تاکید پر دلالت کرتا ہے اور صیغہ مضارع کے ساتھ ذکر فرمایا جو استمرار اور دوام پر دلالت کرتا ہے یعنی یہ قطعی چیز ہے کہ اللہ اور اس کے فرشتے ہمیشہ دُرود بھیجتے رہتے ہیں نبی پر۔ علامہ سخاویؒ لکھتے ہیں کہ آیتِ شریفہ مضارع کے صیغہ کے ساتھ یصلون ہے جو دلالت کرنے والا ہے۔ استمرار اور دوام پر دلالت کرتی ہے۔ اس بات پر کہ اللہ اور اس کے فرشتے ہمیشہ دُرود بھیجتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بعض علماء نے لکھا ہے کہ اللہ کے درود بھیجنے کا مطلب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مقامِ محمود تک پہنچانا ہے۔ اور وہ مقام شفاعت ہے اور ملائکہ کے درود کا مطلب اُن کی دُعا کرنا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادتی مرتبہ کے لئے اور حضور کی اُمت کے لئے استغفار اور مومنین کے دُرود کا مطلب حضور کا اتباع اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اور حضور کے اوصافِ جمیلہ کا تذکرہ اور تعریف یہ بھی لکھا ہے کہ یہ اعزاز واکرام جو اللہ جل شانہ نے حضور کو عطا فرمایا ہے اس اعزاز سے بہت بڑھا ہوا ہے جو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرشتوں سے سجدہ کرا کر عطا فرمایا تھا اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اعزاز و اکرام میں اللہ جل شانہ خود بھی شریک ہیں، بخلاف حضرت آدمؑ کے اعزاز کے کہ وہاں صرف فرشتوں کو حکم فرمایا۔

علماء نے لکھا ہے کہ آیت شریفہ میں حضور کو نبی کے لفظ کے ساتھ تعبیر کیا، محمد کے لفظ سے تعبیر نہیں کیا جیسا کہ اور انبیاء کو ان کے اسماء کے ساتھ ذکر فرمایا ہے، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ آیا تو اُن کو تو نام کے ساتھ ذکر کیا اور آپ کو نبی کے لفظ سے جیسا کہ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ میں ہے اور جہاں کہیں نام لیا گیا ہے وہ خصوصی مصلحت کی وجہ سے لیا گیا ہے۔

لفظ صلوٰۃ کا معنی

یہاں ایک بات قابلِ غور یہ ہے کہ صلوٰۃ کا لفظ جو آیت شریفہ میں وارد ہوا ہے اور اُس کی نسبت اللہ جل شانہٗ کی طرف اور اس کے فرشتوں کی طرف اور مومنین کی طرف کی گئی وہ ایک مشترک لفظ ہے جو کئی معنی میں مستعمل ہوتا ہے اور کئی مقاصد اس سے حاصل ہوتے ہیں۔ علماء نے اس جگہ صلوٰۃ کے بہت سے معنی لکھے ہیں۔ ہر جگہ جو معنی اللہ تعالیٰ شانہٗ اور فرشتوں اور مومنین کے حال کے مناسب ہونگے وہ مراد ہونگے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ صلوۃ علی النبی کا مطلب نبی کی ثناء و تعظیم رحمت کے ساتھ ہے۔ پھر جس کی طرف یہ صلوٰۃ منسوب ہوگی اسی کی شان و مرتبہ کے لائق ثناء و تعظیم مراد لی جائے گی۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ باپ بیٹے پر، بیٹا باپ پر، بھائی بھائی پر مہربان ہے۔ تو ظاہر ہے کہ جس طرح کی مہربانی باپ کی بیٹے پر ہے اس نوع کی بیٹے کی باپ پر نہیں اور بھائی بھائی پر دونوں سے جُدا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی اللہ جل شانہٗ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجتا ہے یعنی رحمت و شفقت کے ساتھ آپ کی ثناء و اعزاز و اکرام کرتا ہے اور فرشتے بھی بھیجتے ہیں مگر ہر ایک کی صلوٰۃ اور رحمت و تکریم اپنی شان و مرتبے کے موافق ہوگی آگے مؤمنین کو حکم ہے کہ تم بھی صلوٰۃ و رحمت بھیجو۔ امام بخاریؒ نے ابو العالیہؒ سے نقل کیا ہے کہ اللہ کے دُرود کا مطلب آپ کی تعریف کرنا ہے۔ فرشتوں کے سامنے اور فرشتوں کا دُرود انکا دعا کرنا ہے حضرت ابن عباسؓ سے یصلون کی تفسیر یبرکون نقل کی گئی ہے یعنی برکت کی دُعا کرتے ہیں۔ حافظ ابنِ حجرؒ کہتے ہیں یہ قول ابو العالیہؒ کے موافق ہے البتہ اس سے خاص ہے۔ حافظؒ نے دوسری جگہ صلوٰۃ کے کئی معنی لکھ کر لکھا ہے کہ ابو العالیہؒ کا قول میرے نزدیک زیادہ اولیٰ ہے کہ اللہ کی صلوٰۃ سے مراد اللہ کی تعریف ہے حضور پر، اور ملائکہ وغیرہ کی صلوٰۃ اس کی اللہ سے طلب ہے اور طلب سے مراد زیادتی کی طلب ہے۔

دُعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے محبوب جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نصیب فرمایئے۔

ایسی محبت جو ہمیں اتباعِ سنت کی بے غبار راہ پر لے چلے۔

اے اللہ! آپ نے اپنے محبوب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان کی امت کو جن فضائل و انعامات سے نوازا ہے ہمیں ان کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمایئے۔

اے اللہ! ہمیں درود شریف بکثرت پڑھنے اور اس کے انعامات و فضائل سے مالا مال فرمایئے۔

اے اللہ! درود شریف کی برکت سے ہماری دنیا و آخرت کے تمام مصائب و مشکلات حل فرما دیجئے۔

اے اللہ! اپنے محسن اعظم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمایئے۔ اور چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے بکثرت درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمایئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود بھیجنے کا طریقہ اور اس کی برکات

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (پ۲۲ ع ۷)

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر اے ایمان والو! تم بھی آپ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔ (بیان القرآن)

تشریح: حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! سلام کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو چکا یعنی التحیات میں جو پڑھا جاتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ تو آپ صلوٰۃ کا طریقہ بھی ارشاد فرما دیجئے۔ آپ نے درود ابراہیمی ارشاد فرمایا۔ نبی نے اُس کا طریقہ بتا دیا کہ تمہارا درود بھیجنا یہی ہے کہ تم اللہ ہی سے درخواست کرو کہ وہ اپنی بیش از بیش رحمتیں ابدالآباد تک نبی پر نازل فرماتا رہے کیونکہ اس کی رحمتوں کی کوئی حد و نہایت نہیں۔ یہ بھی اللہ کی رحمت ہے کہ اس درخواست پر جو مزید رحمتیں نازل فرمائے وہ ہم عاجز و ناچیز بندوں کی طرف منسوب کر دی جائیں گویا ہم نے بھیجی ہیں حالانکہ ہر حال میں رحمت بھیجنے والا وہی اکیلا ہے کسی بندے کی کیا طاقت تھی کہ سید الانبیاءؐ کی بارگاہ میں ان کے رُتبے کے لائق تحفہ پیش کر سکتا۔ علماء لکھتے ہیں ''اللہ سے رحمت مانگنی اپنے پیغمبر پر اور ان کے ساتھ ان کے گھرانہ پر بڑی قبولیت رکھتی ہے' ان پر ان کے لائق رحمت اُترتی ہے اور ایک دفعہ مانگنے سے دس رحمتیں اترتی ہیں مانگنے والے پر اب جس کا جتنا بھی جی چاہے اتنا حاصل کر لے۔

ایک جاہلانہ اعتراض

اس مضمون سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بعض جاہلوں کا یہ اعتراض کہ آیت شریفہ میں مسلمانوں کو حضور پر صلوٰۃ بھیجنے کا حکم ہے اور اس پر مسلمانوں کا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ اے اللہ تو درُود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر' مضحکہ خیز ہے یعنی جس چیز کا حکم دیا تھا اللہ نے بندوں کو وہی چیز اللہ تعالیٰ شانہٗ' کی طرف لوٹا دی بندوں نے چونکہ اوّل تو خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت شریفہ کے نازل ہونے پر جب صحابہؓ نے اس کی تعمیل کی صورت دریافت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی تعلیم فرمایا جیسا کہ اُوپر گذرا۔ دوسرا اسوجہ سے کہ ہمارا یہ درخواست کرنا اللہ جل شانہٗ' سے کہ تو اپنی رحمتِ خاص نازل کر۔ یہ اس سے بہت ہی زیادہ اُونچا ہے کہ ہم اپنی طرف سے کوئی ہدیہ حضور کی خدمت میں بھیجیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ اللہ نے ہمیں درُود کا حکم فرمایا ہے اور ہم یوں کہہ کر کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ خود اللہ شانہٗ' سے الٹا سوال کریں کہ وہ درُود بھیجے یعنی نماز میں ہم اُصَلِّيْ عَلٰى مُحَمَّدٍ کی جگہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ پڑھیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات میں کوئی عیب نہیں اور ہم سراپا عیوب و نقائص ہیں۔ پس جس شخص میں بہت عیب ہوں وہ ایسے شخص کی کیا ثناء کرے جو پاک ہے۔ اسلئے ہم اللہ ہی سے درخواست کرتے ہیں کہ وہی حضور پر صلوٰۃ بھیجے تاکہ ربِ طاہر سے نبی طاہر پر صلوٰۃ ہو ایسے ہی علامہ نیشاپوریؒ سے بھی نقل کیا ہے کہ آدمی کو نماز میں صَلَّيْتُ عَلٰى مُحَمَّدٍ نہ پڑھنا چاہیے' اس واسطے کہ بندہ کا مرتبہ اس سے قاصر ہے۔ اس لئے اپنے رب ہی سے سوال کرے کہ وہ حضور پر صلوٰۃ بھیجے تو اس صورت میں

رحمت بھیجنے والا تو حقیقت میں اللہ جل شانہٗ ہی ہے اور ہماری طرف اس کی نسبت مجازاً بحیثیت دعا کے ہے۔ ابن ابی حجلہؒ نے بھی اسی قسم کی بات فرمائی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب اللہ جل شانہٗ نے ہمیں دُرود کا حکم فرمایا اور ہمارا درود حق واجب تک نہیں پہنچ سکتا تھا اس لئے ہم نے اللہ جل شانہٗ ہی سے درخواست کی کہ وہی زیادہ واقف ہے اس بات سے کہ حضور کے درجہ کے موافق کیا چیز ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا دوسری جگہ لَآ اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَآ اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ حضور کا ارشاد ہے کہ یا اللہ میں آپ کی تعریف کرنے سے قاصر ہوں، آپ ایسے ہی ہیں جیسا کہ آپ نے اپنی خود ثنا فرمائی ہے۔ علامہ سخاویؒ فرماتے ہیں کہ جب یہ بات معلوم ہوگئی تو جس طرح حضور نے تلقین فرمایا ہے اسی طرح تیرا درود ہونا چاہیے کہ اُسی سے تیرا مرتبہ بلند ہوگا اور نہایت کثرت سے درود شریف پڑھنا چاہیے اور اس کا بہت اہتمام اور اس پر مداومت چاہیے اس لئے کہ کثرتِ درودِ محبت کی علامات میں سے ہیں جس کو کسی سے محبت ہوتی ہے اس کا ذکر بہت کثرت سے کیا کرتا ہے''

ہماری طرف سے درود بھیجنے کا مقصد

علامہ سخاویؒ نے امام زین العابدینؒ سے نقل کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے دُرود بھیجنا اہل سنت والجماعت ہونے کی علامت ہے (یعنی سنّی ہونے کی)

مقصود دُرود شریف سے اللہ تعالیٰ شانہٗ کی بارگاہ میں اس کے حکم کی بجا آوری سے تقرب حاصل کرنا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق جو ہم پر ہیں اس میں سے کچھ کی ادائیگی ہے۔ حافظ عزالدین بن عبدالسلامؒ کہتے ہیں کہ ہمارا دُرود حضور کے لئے سفارش نہیں ہے اس لئے کہ ہم جیسا حضور کے لئے سفارش کیا کرسکتا ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے ہمیں محسن کے احسان کا بدلہ دینے کا حکم دیا ہے اور حضور سے بڑھ کر کوئی محسن اعظم نہیں۔ ہم چونکہ حضور کے احسانات کے بدلہ سے عاجز تھے اللہ جل شانہٗ نے ہمارا عجز دیکھ کر ہم کو اس کا طریقہ بتایا کہ دُرود پڑھا جائے اور چونکہ ہم اس سے بھی عاجز تھے، اسلئے ہم نے اللہ جل شانہٗ سے درخواست کی کہ تو اپنی شان کے موافق مکافات فرما۔

چونکہ قرآن پاک کی آیت بالا میں دُرود شریف کا حکم ہے اس لئے علماء نے دُرود شریف پڑھنے کو واجب لکھا ہے۔

یہاں ایک اشکال پیش آتا ہے جس کو علامہ رازیؒ نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ جب اللہ جل شانہٗ اور اس کے ملائکہ حضور پر دُرود بھیجتے ہیں تو پھر ہمارے دُرود کی کیا ضرورت رہی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارا حضور پر دُرود حضور کی احتیاج کی وجہ سے نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے دُرود کے بعد فرشتوں کے دُرود کی بھی ضرورت نہ رہتی بلکہ ہمارا دُرود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اظہار عظمت کے واسطے ہے جیسا کہ اللہ جل شانہٗ نے اپنے پاک ذکر کا بندوں کو حکم کیا حالانکہ اللہ جل شانہٗ کو اس کے پاک ذکر کی بالکل ضرورت نہیں۔

دُعا کیجئے: اے اللہ! روز محشر ہمیں اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سفاعت نصیب فرمایئے اور ایسے محسن عظیم کے حقوق و آداب بجالنے کی توفیق عطا فرمایئے۔ اے اللہ! درود شریف کے انوار و برکات سے ہماری دنیا و آخرت کے مسائل و مشکلات حل فرما دیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اللہ تعالیٰ کی طرف سلام کی نسبت کیوں نہیں کی گئی

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (پ۲۲ ع ۷)

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر اے ایمان والو! تم بھی آپ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔ (بیان القرآن)

تشریح: حافظ ابنِ حجرؒ لکھتے ہیں کہ مجھ سے بعض لوگوں نے یہ اشکال کیا کہ آیتِ شریفہ میں صلوٰۃ کی نسبت تو اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے سلام کی نہیں کی گئی۔ میں نے اس کی وجہ بتائی کہ شاید اس وجہ سے کہ سلام دو معنی میں مستعمل ہوتا ہے ایک دُعا میں دوسرے انقیاد و اتباع میں۔ مومنین کے حق میں دونوں معنی صحیح ہو سکتے تھے اس لئے اُن کو اس کا حکم کیا گیا۔ اور اللہ اور فرشتوں کے لحاظ سے تابعداری کے معنی صحیح نہیں ہو سکتے تھے اسلئے اس کی نسبت نہیں کی گئی۔

عبرتناک واقعہ

اس آیت شریفہ کے متعلق علاّمہ سخاویؒ نے ایک بہت ہی عبرتناک قصہ لکھا ہے وہ احمد یمانیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ میں صنعاء میں تھا میں نے دیکھا کہ ایک شخص کے گرد بڑا مجمع ہو رہا ہے میں نے پوچھا یہ کیا بات ہے لوگوں نے بتایا کہ یہ شخص بڑی اچھی آواز سے قرآن پڑھنے والا تھا۔ قرآن پڑھتے ہوئے جب اس آیت پر پہنچا تو يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ کے بجائے يُصَلُّوْنَ عَلٰى عَلِيِّ النَّبِيِّ پڑھ دیا۔ جس کا ترجمہ یہ ہُوا کہ اللہ اور اس کے فرشتے حضرت علیؓ پر درود بھیجتے ہیں جو نبی ہیں (غالباً پڑھنے والا رافضی ہوگا)۔ اس کے پڑھتے ہی گونگا ہو گیا، برص اور جذام یعنی کوڑھ کی بیماری میں مبتلا ہو گیا اور اندھا اور اپاہج ہو گیا۔ بڑی عبرت کا مقام ہے اللہ ہی محفوظ رکھے۔ اپنی پاک بارگاہ میں اور پاک رسولوں کی شان میں بے ادبی سے ہم لوگ اپنی جہالت اور لاپرواہی سے اس کی بالکل پرواہ نہیں کرتے کہ ہماری زبان سے کیا نکل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اپنی پکڑ سے محفوظ رکھے۔

منتخب بندوں پر سلام

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى (پ۱۹۔ ع۴)

آپ کہئے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے سزاوار ہیں اور اس کے ان بندوں پر سلام ہو جسکو اس نے منتخب فرمایا ہے۔ (بیان القرآن)

علماء نے لکھا ہے کہ اس آیت شریفہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی تعریف اور اللہ کے منتخب بندوں پر سلام کا حکم کیا گیا ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ اپنی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ نے اپنے رسول کو حکم فرمایا ہے' کہ سلام بھیجیں اللہ کے مختار بندوں پر اور وہ اس کے رسول اور انبیاء کرامؑ ہیں جیسا کہ عبدالرحمٰن بن زید بن اسلمؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى سے مراد انبیاء ہیں جیسا کہ دوسری جگہ اللہ کے پاک ارشاد سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ میں ارشاد ہے۔ اور امام ثوریؒ وسدیؒ وغیرہ سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ اس سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں اور ابن عباسؓ سے بھی یہ قول نقل کیا گیا ہے اور ان

دونوں میں کوئی فرق نہیں کہ اگر صحابہ کرامؓ اس کے مصداق ہیں تو انبیاء کرام اسمیں بطریق اولیٰ داخل ہیں۔

ایک دُرود کے بدلہ دس دُرود

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص مجھ پر ایک دفعہ دُرود پڑھے اللہ جل شانہ اس پر دس دفعہ دُرود بھیجتے ہیں۔

اللہ جل شانہٗ کی طرف سے تو ایک ہی دُرود اور ایک ہی رحمت ساری دنیا کے لئے کافی ہے چہ جائیکہ ایک دفعہ درود پڑھنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دس رحمتیں نازل ہوں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت درود شریف کی ہوگی کہ اسکے ایک دفعہ دُرود پڑھنے پر اللہ جل شانہٗ کی طرف سے دس دفعہ رحمتیں نازل ہوں پھر کتنے خوش قسمت ہیں وہ اکابر جن کے معمولات میں روزانہ سوا لاکھ دُرود شریف کا معمول ہو جیسا بعض بزرگان دین اور اکابر کے متعلق سُنا ہے۔

علامہ سخاویؒ نے عامر بن ربیعہؓ سے حضور کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ دُرود بھیجتا ہے اللہ جل شانہٗ اس پر دس دفعہ دُرود بھیجتا ہے، تمہیں اختیار ہے جتنا چاہے کم بھیجو جتنا چاہے زیادہ اور یہی مضمون عبداللہ بن عمروؓ سے بھی نقل کیا گیا اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ اللہ اور اس کے فرشتے دس دفعہ دُرود بھیجتے ہیں۔ اور بھی متعدد صحابہؓ سے علامہ سخاویؒ نے یہ مضمون نقل کیا ہے اور جگہ لکھتے ہیں کہ جیسا اللہ جل شانہٗ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام کو اپنے پاک نام کے ساتھ کلمہ شہادت میں شریک کیا اور آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت، آپ کی محبت کو اپنی محبت قرار دیا ایسے ہی آپ پر دُرود کو اپنے دُرود کے ساتھ شریک فرمایا۔ پس جیسا کہ اپنے ذکر کے متعلق فرمایا اُذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ ایسے ہی دُرود کے بارے میں ارشاد فرمایا جو آپ پر ایک دفعہ دُرود بھیجتا ہے اللہ اُس پر دس دفعہ دُرود بھیجتا ہے۔

ترغیب کی ایک حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص حضور پر ایک دفعہ دُرود بھیجے اللہ تعالیٰ شانہٗ اور اس کے فرشتے اس پر ستر ۷۰ دفعہ دُرود (رحمت) بھیجتے ہیں۔

مختلف روایات کا مطلب

یہاں ایک بات سمجھ لینا چاہیے کہ کسی عمل کے متعلق اگر ثواب کے متعلق کمی زیادتی ہو جیسا یہاں ایک حدیث میں دس اور ایک میں ستر کا عدد آیا ہے تو اس کے متعلق بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ چونکہ اللہ جل شانہٗ کے احسانات اُمّت محمدیہ پر روز افزوں ہوئے ہیں اسلئے جن روایتوں میں ثواب کی زیادتی ہے وہ بعد کی ہیں گویا اوّلاً حق تعالیٰ شانہٗ نے دس کا وعدہ فرمایا بعد میں ستر کا اور بعض علماء نے اس کو پڑھنے والوں کے احوال اور اوقات کے اعتبار سے کم و بیش بتایا ہے۔ مُلا علی قاریؒ نے ستر ۷۰ والی روایت کے متعلق لکھا کہ شاید یہ جمعہ کے دن کے ساتھ مخصوص ہے، اس لئے کہ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ نیکیوں کا ثواب جمعہ کے دن ستر ۷۰ گنا ہوتا ہے۔

دُعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں درود شریف بکثرت پڑھنے اور اس کے انعامات وفضائل سے مالا مال فرمائیے۔

اے اللہ! درود شریف کی برکت سے ہماری دنیا وآخرت کے تمام مصائب ومشکلات حل فرما دیجئے۔

اے اللہ! درود شریف کے انوار وبرکات سے ہماری دنیا وآخرت کے مسائل ومشکلات حل فرما دیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

ایک دفعہ دُرود بھیجنے پر انعامات خداوندی

وعن انس رضی الله عنه ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال من ذکرت عنده فلیصل علی ومن صلی علی مرة صلی اللہ علیه عشراوفی روایة من صلی علی صلوٰة واحدة صلی اللہ علیه عشر صلوات وحط عنه عشر سیئات ورفعه بها عشر درجات. (رواه احمد)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس کے سامنے میرا تذکرہ آوے اس کو چاہیے کہ مجھ پر دُرود بھیجے اور جو مجھ پر ایک دفعہ دُرود بھیجے گا اللہ جل شانہٗ اس پر دس دفعہ دُرود بھیجے گا اور اس کی دس خطائیں معاف کرے گا اور اس کے دس درجے بلند کرے گا۔

تشریح: علامہ منذریؒ نے ترغیب میں حضرت براءؓ کی روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ یہ اس کے لئے دس غلام آزاد کرنے کے بقدر ہوگا اور طبرانی کی روایت سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ جل شانہٗ اس پر دس دفعہ درود بھیجتا ہے اور جو مجھ پر دس دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ جل شانہٗ اس پر سو مرتبہ دُرود بھیجتا ہے اور جو مجھ پر سو۱۰۰ دفعہ دُرود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی پیشانی پر بَرَآءَ ةٌ مِّنَ النِّفَاقِ وَبَرَآءَ ةٌ مِّنَ النَّارِ۔ لکھ دیتے ہیں۔ یعنی یہ شخص نفاق سے بھی بری ہے اور جہنم سے بھی بری ہے اور قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ اس کا حشر فرمائیں گے۔ علامہ سخاویؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے حضور کا یہ ارشاد نقل کیا ہے جو مجھ پر دس دفعہ دُرود بھیجے گا اللہ تعالیٰ سو۱۰۰ دفعہ اس پر دُرود بھیجیں گے اور جو مجھ پر سو۱۰۰ دفعہ دُرود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر ہزار دفعہ دُرود بھیجیں گے اور جو عشق وشوق میں اس پر زیادتی کریگا میں اس کے لئے قیامت کے دن سفارشی ہونگا اور گواہ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا قصہ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے مختلف الفاظ کے ساتھ یہ مضمون نقل کیا گیا ہے کہ ہم چار پانچ آدمیوں میں سے کوئی نہ کوئی شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتا تھا تا کہ کوئی ضرورت اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آئے تو اس کی تعمیل کی جا ہے۔ ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کسی باغ میں تشریف لے گئے۔ میں بھی پیچھے پیچھے حاضر ہوگیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں جا کر نماز پڑھی اور اتنا طویل سجدہ کیا مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پرواز کرگئی۔ میں اس تصور سے رونے لگا۔ حضور کے قریب جا کر حضور کو دیکھا۔ حضور نے سجدہ سے فارغ ہوکر دریافت فرمایا عبدالرحمٰن کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ نے اتنا طویل سجدہ کیا کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں (خدانخواستہ) آپ کی روح تو پرواز نہیں کرگئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ نے میری اُمت کے بارے میں مجھ پر ایک انعام فرمایا ہے اس کے شکرانہ میں اتنا طویل سجدہ کیا۔ وہ انعام یہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے یوں فرمایا کہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے اللہ جل شانہٗ اس کے لئے دس نیکیاں لکھیں گے اور دس گناہ معاف فرمائیں گے۔ ایک روایت میں اسی قصہ میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے

دریافت فرمایا کہ عبدالرحمٰن کیا بات ہے؟ میں نے اپنا اندیشہ ظاہر کیا۔ حضور نے فرمایا ابھی جبرئیل میرے پاس آئے تھے اور مجھ سے یوں کہا کہ کیا تمہیں اس سے خوشی نہیں ہوگی' کہ اللہ جل شانہٗ نے یہ ارشاد فرمایا ہے جو تم پر درُود بھیجے گا میں اُس پر درُود بھیجوں گا اور جو تم پر سلام بھیجے گا میں اس پر سلام بھیجوں گا (کذافی الترغیب) حضرت علامہ سخاویؒ نے حضرت عمرؓ سے بھی اسی قسم کا مضمون نقل کیا ہے۔''

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ والی روایت

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی بشاش تشریف لائے' چہرہ انور پر بشاشت کے اثرات تھے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے چہرہ انور پر آج بہت ہی بشاشت ظاہر ہورہی ہے۔ حضور نے فرمایا صحیح ہے۔ میرے پاس میرے رب کا پیام آیا ہے جس میں اللہ جل شانہٗ نے یوں فرمایا ہے کہ تیری اُمّت میں سے جو شخص ایک دفعہ درُود بھیجے گا اللہ جل شانہٗ اس کے لئے دس نیکیاں لکھے گا اور دس سیئات اس سے مٹائیں گے اور دس درجے اس کے بلند کریں گے۔ ایک روایت میں اسی قصّہ میں ہے کہ تیری اُمّت میں سے جو شخص ایک دفعہ درُود بھیجے گا میں اس پر دس دفعہ درُود بھیجوں گا اور جو مجھ پر ایک دفعہ سلام بھیجے گا میں اس پر دس دفعہ سلام بھیجوں گا۔ ایک اور روایت میں اسی قصّہ میں ہے' کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور بشاشت سے بہت ہی چمک رہا تھا اور خوشی کے انوار چہرۂ انور پر بہت ہی محسوس ہورہے تھے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! جتنی خوشی آج چہرۂ انور پر محسوس ہورہی ہے اتنی تو پہلے محسوس نہیں ہوتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کیوں نہ خوشی ہو' ابھی جبرئیل میرے پاس سے گئے ہیں اور وہ یوں کہتے تھے کہ آپ کی اُمّت میں سے جو شخص ایک دفعہ بھی درُود پڑھے گا اللہ جل شانہٗ اس کی وجہ سے دس نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھیں گے اور دس گناہ معاف فرمائیں گے اور دس درجے بلند کریں گے اور ایک فرشتہ اس سے وہی کہے گا جو اُس نے کہا۔ حضور فرماتے ہیں میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ فرشتہ کیسا۔ تو جبرئیل نے کہا کہ اللہ جل شانہٗ نے ایک فرشتہ کو قیامت تک کیلئے مقرر کردیا ہے کہ جو آپ پر درُود بھیجے وہ اس کیلئے وَاَنْتَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْكَ کی دُعا کرے (کذافی الترغیب)۔

ایک اشکال کا جواب

علامہ سخاویؒ نے ایک اشکال کیا ہے کہ جب قرآنِ پاک کی آیت مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا کی بناء پر ہر نیکی کا ثواب دس گنے ملتا ہے تو پھر درُود شریف کی کیا خصوصیت رہی۔ بندہ کے نزدیک تو اس کا جواب آسان ہے اور وہ یہ کہ حسبِ ضابطہ اسکی دس نیکیاں علیحدہ ہیں اور اللہ جل شانہٗ کا دس دفعہ درُود بھیجنا مستقل مزید انعام ہے اور خود علامہ سخاویؒ نے اس کا جواب یہ نقل کیا ہے کہ اوّل تو اللہ جل شانہٗ کا دس دفعہ درُود بھیجنا اس کی اپنی نیکی کے دس گنے ثواب سے کہیں زیادہ ہے اسکے علاوہ دس مرتبہ درُود کے ساتھ دس درجوں کا بلند کرنا' دس گناہوں کا معاف کرنا' دس نیکیوں کا اسکے نامہ اعمال میں لکھنا اور دس غلاموں کے آزاد کرنے کے بقدر ثواب ملنا مزید برآں۔

شانِ رسالت پناہ میں ایک گستاخی پر دس لعنتیں نازل ہوتی ہیں

حضرت تھانوی نُور اللہ مرقدہٗ نے زادالسعید میں تحریر فرمایا

ہے کہ جس طرح حدیث شریف کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بار دُرود پڑھنے سے دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں اسی طرح سے قرآن شریف کے اشارہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ارفع میں ایک گستاخی کرنے سے نعوذ باللہ منہا اس شخص پر منجانب اللہ دس لعنتیں نازل ہوتی ہیں۔ چنانچہ ولید بن مغیرہ کے حق میں اللہ تعالیٰ نے بسزا استہزا یہ دس کلمات ارشاد فرمائے۔ حلاف، مہین، ہماز، مشاء بنمیم، مناع للخیر، معتد، اثیم، عتل، زنیم، مکذب الآیات بدلالت قولہ تعالیٰ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ. فقط یہ الفاظ جو حضرت تھانویؒ نے تحریر فرمائے ہیں یہ سب کے سب انتیسویں پارے میں سورۂ نون کی اس آیت میں وارد ہوئے ہیں۔ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيمٍ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيمٍ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيمٍ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ اِذَا تُتْلٰی عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ. ترجمہ "اور آپ کسی ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جو بہت قسمیں کھانے والا ہو بے وقعت ہو، طعنہ دینے والا ہو، چغلیاں لگاتا پھرتا ہو، نیک کام سے روکنے والا ہو۔ حد سے گذرنے والا ہو، گناہوں کا کرنے والا ہو، سخت مزاج ہو، اس کے علاوہ حرام زادہ ہو، اس سبب سے کہ وہ مال و اولاد والا ہو جب ہماری آیتیں اس کے سامنے پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ بے سند باتیں ہیں جو اگلوں سے منقول چلی آتی ہیں۔" (بیان القرآن)

دُعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے محبوب جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نصیب فرمائیے۔

ایسی محبت جو ہمیں اتباع سنت کی بے غبار راہ پر لے چلے۔

اے اللہ! ہمیں درود شریف بکثرت پڑھنے اور اس کے انعامات وفضائل سے مالا مال فرمائیے۔

اے اللہ! درود شریف کی برکت سے ہماری دنیا وآخرت کے تمام مصائب ومشکلات حل فرما دیجئے۔

اے اللہ! اپنے محسن اعظم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اور چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے بکثرت درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! حضرات صحابہ کرام کو حضور صلی اللہ علیہ سے جو محبت تھی ہمیں بھی اس محبت کا ذرہ نصیب فرمائیے۔

اے اللہ! آپ نے جن خوش نصیب حضرات کو درود شریف کی برکات سے نوازا ہے ہمیں بھی محض اپنے فضل وکرم سے ان حضرات میں شامل فرما دیجئے۔

اے اللہ! روز محشر ہمیں اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سفاعت نصیب فرمائیے اور ایسے محسن عظیم کے حقوق وآداب بجالانے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! درود شریف کے انوار وبرکات سے ہماری دنیا وآخرت کے مسائل ومشکلات حل فرما دیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قرب والا شخص

عن ابن مسعود رضی الله عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ان اولی الناس بی یوم القیمة اکثرهم علی صلٰوة. (رواه الترمذی)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بلاشک قیامت میں لوگوں میں سب سے زیادہ مجھ سے قریب وہ شخص ہوگا جو سب سے زیادہ مجھ پر دُرود بھیجے۔

دُرود شریف پر عالمِ آخرت میں ملنے والے انعامات کی دیگر روایات

تشریح: علاّمہ سخاویؒ نے حضور کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ تم میں کثرت سے دُرود پڑھنے والا کل قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب ہوگا۔ حضرت انسؓ کی حدیث سے بھی یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ قیامت میں ہر موقع پر مجھ سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھنے والا ہوگا۔ فصل دوم کی حدیث نمبر۳ میں بھی یہ مضمون آ رہا ہے۔ نیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ مجھ پر کثرت سے دُرود بھیجا کرو' اسلئے کہ قبر میں ابتداءً تم سے میرے بارے میں سوال کیا جائیگا۔ ایک دوسری حدیث میں نقل کیا ہے کہ مجھ پر درود بھیجنا' قیامت کے دن پل صراط کے اندھیرے میں نُور ہے اور جو یہ چاہے کہ اس کے اعمال بہت بڑے ترازو میں تُلیں اس کو چاہیے کہ مجھ پر کثرت سے دُرود بھیجا کرے۔ ایک اور حدیث میں حضرت انسؓ سے نقل کیا ہے سب سے زیادہ نجات والا قیامت کے دن اس کے ہولوں سے' اور اس کے مقامات سے وہ شخص ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ مجھ پر دُرود بھیجتا ہو۔ زاد السعید میں حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نے فرمایا کہ جو مجھ پر دُرود کی کثرت کریگا وہ عرش کے سایہ میں ہوگا۔ علامہ سخاویؒ نے ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ تین آدمی قیامت کے دن اللہ کے عرش کے سایہ میں ہونگے جس دن اس کے سایہ کے علاوہ کسی چیز کا سایہ نہ ہوگا ایک وہ شخص جو کسی مصیبت زدہ کی مصیبت ہٹائے' دوسرا وہ جو میری سُنت کو زندہ کرے۔ تیسرے وہ جو میرے اُوپر کثرت سے دُرود بھیجے۔ ایک اور حدیث میں علامہ سخاویؒ نے حضرت ابن عمرؓ کے واسطہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ اپنی مجالس کو دُرود شریف کے ساتھ مزین کیا کرو اس لئے کہ مجھ پر دُرود پڑھنا تمہارے لئے قیامت میں نور ہے۔

کثرت دُرود کی کم از کم مقدار

علامہ سخاویؒ نے قوت القلوب سے نقل کیا ہے کہ کثرت کی کم سے کم مقدار تین سو مرتبہ ہے اور حضرت اقدس گنگوہی قدس سرہٗ بھی اپنے متوسلین کو تین سو مرتبہ بتایا کرتے تھے۔

محدّثین کی خصوصیت

علامہ سخاویؒ نے حدیث بالا اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ کے ذیل میں لکھا ہے کہ ابن حبان نے اپنی صحیح میں حدیثِ بالا کے بعد لکھا ہے کہ اس حدیث میں واضح دلیل ہے اس بات پر کہ قیامت کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سب سے زیادہ حضرات محدثین ہونگے اس لئے کہ یہ حضرات سب سے زیادہ دُرود پڑھنے والے

ہیں۔اسی طرح حضرت ابوعبیدہؒ نے بھی کہا ہے کہ اس فضیلت کے ساتھ حضرات محدثین مخصوص ہیں اس لئے کہ جب وہ حدیث نقل کرتے ہیں یا لکھتے ہیں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام کے ساتھ دُرودشریف ضرور ہوتا ہے۔اسی طرح سے خطیب نے ابونعیم سے بھی نقل کیا ہے کہ یہ فضیلت محدثین کے ساتھ مخصوص ہے۔علماء نے لکھا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ احادیث پڑھتے ہیں یا نقل کرتے ہیں یا لکھتے ہیں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام کے ساتھ کثرت سے دُرود لکھنے یا پڑھنے کی نوبت آتی ہے۔محدثین سے مراد اس موقعہ پر ائمہ حدیث نہیں ہیں بلکہ وہ سب حضرات اس میں داخل ہیں جو حدیث پاک کی کتابیں پڑھتے یا پڑھاتے ہوں چاہے عربی میں ہوں یا اُردو میں۔

کسی کتاب میں دُرودشریف لکھنے کا اجر

زادالسعید میں طبرانی سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص مجھ پر دُرود بھیجے کسی کتاب میں (یعنی لکھے) ہمیشہ فرشتے اس پر دُرود بھیجتے رہیں گے جب تک میرا نام اس کتاب میں رہیگا۔

صبح شام دُرودشریف کا وظیفہ

اور طبرانی ہی سے حضور کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص صبح کو مجھ پر دس ۱۰ بار دُرود بھیجے اور شام کو دس ۱۰ بار، قیامت کے دن اس کے لئے میری شفاعت ہوگی امام مستغفری سے حضور کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو کوئی ہر روز سو بار مجھ پر درود بھیجے اس کی سو ۱۰۰ حاجتیں پوری کی جائیں گی۔تیس دنیا کی باقی آخرت کی۔

دُرودشریف پہنچانے والے فرشتے

(۶) ابن مسعودؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ کے بہت سے فرشتے ایسے ہیں جو (زمین میں) پھرتے رہتے ہیں۔اور میری اُمت کی طرف سے مجھے سلام پہنچاتے ہیں۔

اور بھی متعدد صحابہؓ سے یہ مضمون نقل کیا گیا ہے۔علامہ سخاویؒ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی روایت سے بھی یہی مضمون نقل کیا ہے کہ اللہ جل شانہٗ کے کچھ فرشتے زمین میں پھرتے رہتے ہیں جو میری اُمت کا دُرود مجھ تک پہنچاتے رہتے ہیں۔ترغیب میں حضرت امام حسنؓ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ تم جہاں کہیں ہو مجھ پر دُرود پڑھتے رہا کرو بیشک تمہارا درود میرے پاس پہنچتا رہتا ہے اور حضرت انسؓ کی حدیث سے حضور کا یہ ارشاد نقل کیا ہے جو کوئی مجھ پر دُرود بھیجتا ہے وہ دُرود مجھ تک پہنچ جاتا ہے اور میں اس کے بدلہ میں اس پر دُرود بھیجتا ہوں اور اس کے علاوہ اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔مشکوٰۃ میں حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث سے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ مجھ پر دُرود پڑھا کرو اس لئے کہ تمہارا دُرود مجھ تک پہنچتا ہے۔

دُعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں درودشریف بکثرت پڑھنے اور اس کے انعامات وفضائل سے مالا مال فرمائیے۔

اے اللہ! درودشریف کی برکت سے ہماری دنیا وآخرت کے تمام مصائب ومشکلات حل فرمادیجئے۔

اے اللہ! حضرات صحابہ کرام کو حضور صلی اللہ علیہ سے جو محبت تھی ہمیں بھی اس محبت کا ذرہ نصیب فرمائیے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

درود شریف پہنچانے والا مخصوص فرشتہ

عن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ وکل بقبری ملکا اعطاہ اسماع الخلائق فلا یصلی علی احد الی یوم القیمۃ الا ابلغنی باسمہ واسم ابیہ ھذا فلان بن فلان قد صلی علیک. (رواہ البزار)

ترجمہ: حضرت عمار بن یاسرؓ نے حضور کا ارشاد نقل کیا ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے ایک فرشتہ میری قبر پر مقرر کر رکھا ہے جس کو ساری مخلوق کی باتیں سننے کی قدرت عطا فرما رکھی ہے پس جو شخص بھی مجھ پر قیامت تک درود بھیجتا رہے گا وہ فرشتہ مجھ کو اس کا اور اس کے باپ کا نام لیکر درود پہنچاتا ہے کہ فلاں شخص جو فلاں کا بیٹا ہے اُس نے آپ پر درود بھیجا ہے۔

تشریح: علامہ سخاویؒ نے قول بدیع میں بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے اور اس میں اتنا اضافہ ہے کہ فلاں شخص جو فلاں کا بیٹا ہے اُس نے آپ پر درود بھیجا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ پھر اللہ جل شانہٗ اس کے ہر درود کے بدلہ میں اس پر دس مرتبہ درود (رحمت) بھیجتے ہیں۔ ایک اور حدیث سے یہ مضمون نقل کیا ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کو ساری مخلوق کی بات سننے کی قوت عطا فرمائی ہے وہ قیامت تک میری قبر پر متعین رہے گا، جب کوئی شخص مجھ پر درود بھیجے گا۔ تو وہ فرشتہ اس شخص کا اور اس کے باپ کا نام لے کر مجھ سے کہتا ہے کہ فلاں نے جو فلاں کا بیٹا ہے، آپ پر درود بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ شانہٗ نے مجھ سے یہ ذمہ لیا ہے کہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا اللہ جل شانہٗ اس پر دس دفعہ درود بھیجیں گے۔ ایک اور حدیث سے بھی یہی فرشتہ والا مضمون نقل کیا ہے اور اس کے آخر میں یہ مضمون ہے کہ میں نے اپنے رب سے یہ درخواست کی تھی کہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے اللہ جل شانہٗ اس پر دس دفعہ درود بھیجے۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے میری یہ درخواست قبول فرمالی۔ حضرت ابوامامہؓ کے واسطہ سے بھی حضور کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ جل شانہٗ اس پر دس دفعہ درود (رحمت) بھیجتے ہیں اور ایک فرشتہ اس پر مقرر ہوتا ہے جو اس درود کو مجھ تک پہنچاتا ہے۔ ایک جگہ حضرت انسؓ کی حدیث سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص میرے اوپر جمعہ کے دن یا جمعہ کی شب میں درود بھیجے اللہ جل شانہٗ اس کی سو ۱۰۰ حاجتیں پوری کرتے ہیں اور اس پر ایک فرشتہ مقرر کر دیتے ہیں جو اس کو میری قبر میں مجھ تک ایسی طرح پہنچاتا ہے جیسے تم لوگوں کے پاس ہدایا بھیجے جاتے ہیں۔

دونوں روایات میں تطبیق

اس حدیث پر یہ اشکال نہ کیا جائے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک فرشتہ ہے۔ جو قبرِ اطہر پر متعین ہے جو ساری دنیا کے صلوٰۃ وسلام حضور تک پہنچاتا رہے اور اس سے پہلی حدیث میں آیا تھا کہ اللہ کے بہت سے فرشتے زمین پر پھرتے رہتے ہیں جو حضور تک اُمّت کا سلام پہنچاتے رہتے ہیں۔ اس لئے کہ جو فرشتہ قبرِ اطہر پر متعین ہے اس کا کام صرف یہی ہے کہ حضور تک اُمّت کا سلام پہنچاتا رہے اور یہ فرشتے جو سیاحین ہیں یہ ذکر کے حلقوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں اور جہاں کہیں درود ملتا ہے اس کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں۔ اور یہ عام مشاہدہ ہے کہ کسی بڑے کی خدمت میں اگر کوئی پیام بھیجا جاتا ہے اور مجمع میں اسکو ذکر کیا جاتا ہے تو ہر شخص اس میں فخر اور تقرب سمجھتا ہے کہ وہ پیام پہنچائے۔ اپنے اکابر اور بزرگوں کے یہاں یہ منظر بارہا دیکھنے کی نوبت آئی۔ پھر سیّد الکونین فخر الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بارگاہ کا تو پوچھنا ہی کیا۔ اس لئے جتنے بھی فرشتے پہنچائیں برمحل ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

روضۂ اطہر پر پڑھا ہوا درود حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں

عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من صلی علی عندقبری سمعته ومن صلی علی نائیاً ابلغته.(رواه البیهقی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص میرے اوپر میری قبر کے قریب دُرود بھیجتا ہے میں اس کو خود سُنتا ہوں اور جو دُور سے مجھ پر دُرود بھیجتا ہے وہ مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔

تشریح: علامہ سخاویؒ نے قول بدیع میں متعدد روایات سے یہ مضمون نقل کیا ہے کہ جو شخص دُور سے دُرود بھیجے فرشتہ اُس پر متعین ہے کہ حضور تک پہنچائے اور جو شخص قریب سے پڑھتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اُس کو خود سنتے ہیں۔ جو شخص دُور سے دُرود بھیجے اس کے متعلق تو پہلی روایات میں تفصیل سے گذر ہی چکا کہ فرشتے اس پر متعین ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر جو شخص دُرود بھیجے اس کو حضور تک پہنچادیں۔ اس حدیثِ پاک میں دوسرا مضمون کہ جو قبر اطہر کے قریب دُرود پڑھے اس کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بنفسِ نفیس خود سُنتے ہیں' بہت ہی قابلِ فخر' قابلِ عزّت' قابلِ لذّت چیز ہے۔

حضرت سلیمان بن سحیمؒ اور حضرت ابراہیم بن شیبانؒ کے واقعات

علامہ سخاویؒ نے قول بدیع میں سلیمان بن سحیمؒ سے نقل کیا ہے کہ میں نے خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ میں نے دریافت کیا یارسول اللہ! یہ جولوگ حاضر ہوتے ہیں اور آپ پر سلام کرتے ہیں آپ اس کو سمجھتے ہیں؟ حضور نے ارشاد فرمایا ہاں سمجھتا ہوں اور اُن کے سلام کا جواب بھی دیتا ہوں۔ ابراہیمؒ بن شیبان کہتے ہیں کہ میں حج سے فراغ پر مدینہ منورہ حاضر ہُوا اور میں نے قبر شریف کے پاس جاکر سلام عرض کیا تو میں نے حجرہ شریف کے اندر سے وَعَلَیۡکَ السَّلَامُ کی آواز سُنی۔

روضۂ اطہر پر حاضر ہو کر دُرود پڑھنے کی فضیلت

مُلا علی قاریؒ کہتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ دُرود شریف قبرِ اطہر کے قریب پڑھنا افضل ہے دور پڑھنے سے۔ اس لئے کہ قرب میں جو خضوع خشوع اور حضورِ قلب حاصل ہوتا ہے وہ دُور میں نہیں ہوتا۔ صاحب مظاہر حق اس حدیث پر لکھتے ہیں۔ یعنی پاس والے کا دُرود خود سُنتا ہوں بلا واسطہ اور دُور والے کا دُرود ملائکہ سیاحین پہنچاتے ہیں اور جواب سلام کا بہر صورت دیتا ہوں۔ اس سے معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنے کی کیا بزرگی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنے والے کو خصوصاً بہت بھیجنے والے کو کیا شرف حاصل ہوتا ہے۔ اگر تمام عمر کے سلاموں کا ایک جواب آوے سعادت ہے چہ جائیکہ ہر سلام کا جواب آوے۔ اس مضمون کو علامہ سخاویؒ نے اسطرح ذکر کیا ہے کہ کسی بندے کی شرافت کیلئے یہ کافی ہے کہ اس کا نام خیر کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آجائے۔

ایک عربی شعر کا ترجمہ ہے: جس خوش قسمت کا خیال بھی تیرے دل میں گذر جائے وہ اس کا مستحق ہے کہ جتنا بھی چاہے فخر کرے اور پیش قدمی کرے (اُچھلے کودے)۔

ع ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے

انبیائے کرام علیہم السلام کی حیاتِ برزخی

اس روایت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خود سُننے میں کوئی اشکال نہیں، اس لئے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔ علامہ سخاویؒ نے قول بدیع میں لکھا ہے کہ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اپنی قبر شریف میں اور آپ کے بدنِ اطہر کو زمین نہیں کھا سکتی اور اس پر اجماع ہے۔ امام بیہقیؒ نے انبیاءؑ کی حیات میں ایک مستقل رسالہ تصنیف فرمایا ہے اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اَلْاَنْبِیَآءُ اَحْیَآءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ علامہ سخاویؒ نے اس کی مختلف طرق سے تخریج کی ہے اور امام مسلمؒ نے حضرت انسؓ ہی کی روایت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ میں شب معراج میں حضرت موسیٰؑ کے پاس سے گذرا وہ اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ نیز مسلم ہی کی روایت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ میں نے حضرات انبیاءؑ کی ایک جماعت کے ساتھ اپنے آپ کو دیکھا تو میں نے حضرت عیسیٰؑ اور حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کو کھڑے ہوئے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نعش مبارک کے قریب حاضر ہوئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کو جو چادر سے ڈھکا ہوا تھا، کھولا اور اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرتے ہوئے عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان اے اللہ کے نبی، اللہ جل شانہٗ آپ پر دو موتیں جمع نہ کریں، ایک موت جو آپ کیلئے مقدر تھی وہ آپ پوری کر چکے (بخاری) علامہ سیوطیؒ نے حیاتِ انبیاء میں مستقل ایک رسالہ تصنیف فرمایا ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے زمین پر یہ چیز حرام کر رکھی ہے کہ وہ انبیا علیہم السّلام کے بدنوں کو کھائے۔

دُعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے محبوب جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نصیب فرمایئے۔

ایسی محبت جو ہمیں اتباع سنت کی بے غبار راہ پر لے چلے۔

اے اللہ! آپ نے اپنے محبوب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان کی امت کو جن فضائل وانعامات سے نوازا ہے ہمیں ان کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمایئے۔

اے اللہ! حضرات صحابہ کرام کو حضور صلی اللہ علیہ سے جو محبت تھی ہمیں بھی اس محبت کا ذرہ نصیب فرمایئے۔

اے اللہ! روز محشر ہمیں اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سفاعت نصیب فرمایئے اور ایسے محسن عظیم کے حقوق وآداب بجالانے کی توفیق عطا فرمایئے۔

اے اللہ! درود شریف کے انوار وبرکات سے ہماری دنیا وآخرت کے مسائل ومشکلات حل فرما دیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

روضۂ اطہر پر پڑھا ہوا درود حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من صلی علی عندقبری سمعته ومن صلی علی نائیاً ابلغته. (رواہ البیھقی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص میرے اوپر میری قبر کے قریب دُرود بھیجتا ہے میں اس کو خود سُنتا ہوں اور جو دُور سے مجھ پر دُرود بھیجتا ہے وہ مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔

مدینہ منورہ میں حاضری کا ادب

تشریح: علامہ سخاویؒ قول بدیع میں تحریر فرماتے ہیں کہ مستحب یہ ہے کہ جب مدینہ منورہ کے مکانات اور درختوں وغیرہ پر نظر پڑے تو دُرود شریف کثرت سے پڑھے اور جتنا قریب ہوتا جائے اتنا ہی دُرود شریف میں اضافہ کرتا جائے اسلئے کہ یہ مواقع وحی اور قرآنِ پاک کے نزول سے معمور ہیں۔ حضرت جبرئیلؑ حضرت میکائیلؑ کی بار بار یہاں آمد ہوئی ہے اور اس کی مٹی سیّد البشر پر مشتمل ہے۔ اسی جگہ سے اللہ کے دین اور اس کے پاک رسول کی سنتوں کی اشاعت ہوئی ہے یہ فضائل اور خیرات کے مناظر ہیں۔ یہاں پہنچ کر اپنے قلب کو نہایت ہیبت اور تعظیم سے بھرپور کرلے گویا کہ وہ حضور کی زیارت کررہا ہے اور یہ تو محقق ہے کہ حضور اُن کا سلام سُن رہے ہیں۔ آپس کے جھگڑے اور فضول باتوں سے احتراز کرے۔

صلوٰۃ وسلام

اس کے بعد قبلہ کی جانب سے قبر شریف پر حاضر ہو اور بقدر چار ہاتھ فاصلہ سے کھڑا ہو اور نیچی نگاہ رکھتے ہوئے نہایت خشوع، خضوع اور ادب واحترام کے ساتھ یہ پڑھے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ. اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ. اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خِیْرَۃَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا قَائِدَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بَشِیْرُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَذِیْرُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی اَھْلِ بَیْتِکَ الطَّاھِرِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی اَزْوَاجِکَ الطَّاھِرَاتِ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی اَصْحَابِکَ اَجْمَعِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی سَآئِرِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَسَآئِرِ عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ جَزَاکَ اللّٰہُ عَنَّا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَفْضَلَ مَاجَزٰی نَبِیًّا عَنْ قَوْمِہٖ وَرَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِہٖ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ کُلَّمَا ذَکَرَکَ الذَّاکِرُوْنَ وَکُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِکَ الْغَافِلُوْنَ وَصَلّٰی عَلَیْکَ فِی الْاَوَّلِیْنَ وَصَلّٰی عَلَیْکَ فِی الْاٰخِرِیْنَ اَفْضَلَ وَاَکْمَلَ وَاَطْیَبَ مَاصَلّٰی عَلٰی اَحَدٍ مِّنَ الْخَلْقِ اَجْمَعِیْنَ کَمَا اسْتَنْقَذَنَا بِکَ مِنَ الضَّلَالَۃِ وَبَصَّرَنَا بِکَ مِنَ الْعَمٰی وَالْجَھَالَۃِ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّکَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاَمِیْنُہٗ وَخِیْرَتُہٗ مِنْ خَلْقِہٖ وَاَشْھَدُ اَنَّکَ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَۃَ وَاَدَّیْتَ الْاَمَانَۃَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّۃَ وَجَاھَدْتَّ فِی اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ. اَللّٰھُمَّ اٰتِہٖ نِھَایَۃَ مَایَنْبَغِیْ اَنْ یَّاْمُلَہُ الْاٰمِلُوْنَ. (قلت وذکرہ النووی فی مناسکه باکثر منه)

آپ پر سلام اے اللہ کے رسول آپ پر سلام اے اللہ کے نبی۔ آپ پر سلام اے اللہ کی برگزیدہ ہستی۔ آپ پر سلام اے اللہ کی مخلوق میں سب سے بہتر ذات۔ آپ پر سلام اے اللہ کے حبیب۔ آپ پر سلام اے رسولوں کے سردار۔ آپ پر

سلام اے خاتم النبیین ۔ آپ پر سلام اے رب العلمین کے رسول۔ آپ پر سلام اے سرداران لوگوں کے جو قیامت میں روشن چہرے والے اور روشن ہاتھ پاؤں والے ہونگے (یہ مسلمانوں کی خاص علامت ہے کہ دنیا میں جن اعضاء کو وہ وضو میں دھوتے رہے ہیں وہ قیامت کے دن نہایت روشن ہونگے) آپ پر سلام اے جنت کی بشارت دینے والے۔ آپ پر سلام اے جہنم سے ڈرانے والے۔ آپ پر اور آپ کے اہل بیتؓ پر سلام جو طاہر ہیں۔ سلام آپ پر اور آپ کے ازواج مطہراتؓ پر جو سارے مومنوں کی مائیں ہیں۔ سلام آپ پر اور آپ کے تمام صحابہ کرام پر۔ سلام آپ پر اور تمام انبیاءؑ اور تمام رسولوںؑ پر اور تمام اللہ کے نیک بندوں پر۔ یارسول اللہ' اللہ جل شانہ' آپ کو ہم لوگوں کی طرف سے ان سب سے بڑھ کر جزائے خیر عطا فرمائے جتنی کہ کسی نبی کو اس کی قوم کی طرف سے اور کسی رسول کو اُس کی اُمت کی طرف سے عطا فرمائی ہو اور اللہ تعالیٰ آپ پر دُرود بھیجے جب بھی ذکر کرنیوالے آپ کا ذکر کریں اور جب بھی کہ غافل لوگ آپ کے ذکر سے غافل ہوں اللہ تعالیٰ شانہ' آپ پر اوّلین میں دُرود بھیجے اللہ تعالیٰ شانہ' آپ پر آخرین میں دُرود بھیجے اس سب سے افضل اور اکمل اور پاکیزہ جو اللہ نے اپنی ساری مخلوق میں سے کسی پر بھی بھیجا ہو جیسا کہ اُس نے نجات دی ہم کو آپکی برکت سے گمراہی سے اور آپ کی وجہ سے جہالت اور اندھے پن سے بصیرت عطا فرمائی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس کے امین ہیں اور ساری مخلوق میں سے اس کی برگزیدہ ذات ہیں اور اسکی گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے اللہ کی رسالت کو پہنچا دیا اس کی امانت کو ادا کر دیا' اُمت کے ساتھ پُوری پوری خیر خواہی فرمائی اور اللہ کے بارے میں کوشش کا حق ادا فرما دیا۔ یا اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ سے زیادہ عطا فرما جس کی اُمید کرنے والے کر سکتے ہیں۔ (یہاں تک سلام کا ترجمہ ہُوا)

اس کے بعد اپنے نفس کے لئے اور سارے مؤمنین اور مؤمنات کیلئے دعا کرے۔ اس کے بعد حضرات شیخین حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر سلام پڑھے اور ان کے لئے بھی دُعا کرے اور اللہ سے اس کی بھی دعا کرے کہ اللہ جل شانہ' ان دونوں حضرات کو بھی ان کی مساعی جمیلہ جو انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد میں خرچ کی ہیں اور جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حق ادائیگی میں خرچ کی ہیں اُن پر بہتر سے بہتر جزائے خیر عطا فرمائے۔

دُرودوسلام دونوں پڑھنا بہتر ہے

اور یہ سمجھ لینا چاہیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کے پاس کھڑے ہو کر سلام پڑھنا درود پڑھنے سے زیادہ افضل ہے (یعنی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ افضل ہے اَلصَّلٰوۃُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ سے) علامہ باجیؒ کی رائے یہ ہے کہ درود افضل ہے۔ علامہ سخاویؒ کہتے ہیں کہ پہلا ہی قول زیادہ صحیح ہے جیسا کہ علامہ مجد الدین صاحبِ قاموسؒ کی رائے ہے۔ اس لئے کہ حدیث میں **مامن مسلم یسلم علی عندقبری** آیا ہے۔ انتہیٰ۔ علامہ سخاویؒ کا اشارہ اس حدیث پاک کی طرف ہے جو ابوداؤد شریف وغیرہ میں حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کی گئی ہے' کہ جب کوئی شخص مجھ پر سلام کرتا ہے تو اللہ جل شانہ' مجھ پر میری روح لوٹا دیتے ہیں یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ لیکن صلوٰۃ کا لفظ (یعنی درود) بھی کثرت سے روایات میں ذکر کیا گیا ہے ایک روایت میں یہ ہے کہ جو شخص میری قبر کے قریب دُرود پڑھتا ہے میں اُس کو سُنتا ہوں۔ اسی طرح بہت سی روایات میں یہ مضمون آیا ہے اس لئے بندہ کے خیال میں اگر ہر جگہ درود و سلام

دونوں کو جمع کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ یعنی بجائے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللہِ وغیرہ کے اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللہِ اسی طرح اخیر تک السلام کے ساتھ الصلوٰۃ کالفظ بھی بڑھادے تو زیادہ اچھا ہے۔ اس صورت میں علامہ باجیؒ اور علامہ سخاویؒ دونوں کے قول پر عمل ہوجائے گا۔

روضۂ اطہر کے قریب مانگنے کی دعاء

وفاء الوفا میں لکھا ہے کہ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن الحسین سامری حنبلیؒ اپنی کتاب مستوعب میں زیادہ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں آداب زیارت ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ پھر قبر شریف کے قریب آئے اور قبر شریف کی طرف منہ کر کے اور منبر کو اپنی بائیں طرف کر کے کھڑا ہو۔ اور اس کے بعد علامہ سامری حنبلیؒ نے سلام اور دُعا کی کیفیت لکھی ہے اور منجملہ اس کے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ قُلْتَ فِیْ کِتَابِکَ لِنَبِیِّکَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَلَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا وَاِنِّیْ قَدْ اَتَیْتُ نَبِیَّکَ مُسْتَغْفِرًا فَاَسْئَلُکَ اَنْ تُوْجِبَ لِیَ الْمَغْفِرَةَ کَمَا اَوْجَبْتَهَا لِمَنْ اَتَاهُ فِیْ حَیَاتِهٖ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم۔

اے اللہ تو نے اپنے کلام میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں ارشاد فرمایا کہ اگر وہ لوگ جب انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا آپ کی خدمت میں حاضر ہوجاتے اور پھر اللہ جل شانہٗ سے معافی چاہتے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی اُن کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ کا قبول کرنیوالا رحمت کرنیوالا پاتے اور میں تیرے نبی کے پاس حاضر ہوا ہوں اس حال میں کہ استغفار کرنیوالا ہوں۔ تجھ سے یہ مانگتا ہوں کہ تُو میرے لئے مغفرت کو واجب کردے جیسا کہ تُو نے مغفرت واجب کی تھی اس شخص کے لئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ان کی زندگی میں آیا ہو۔ اے اللہ میں تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے۔ اس کے بعد اور لمبی چوڑی دعائیں ذکر کی۔

دُعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے محبوب جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نصیب فرمائیے۔
ایسی محبت جو ہمیں اتباع سنت کی بے غبار راہ پر لے چلے۔
اے اللہ! آپ نے اپنے محبوب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان کی امت کو جن فضائل وانعامات سے نوازا ہے ہمیں ان کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔
اے اللہ! ہمیں درود شریف بکثرت پڑھنے اور اس کے انعامات وفضائل سے مالا مال فرمائیے۔
اے اللہ! درود شریف کے انوار وبرکات سے ہماری دنیا وآخرت کے مسائل ومشکلات حل فرما دیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

جو آدمی سارا وقت درُود شریف میں صَرف کرے اس کے سارے کاموں میں کفایت کی جاتی ہے

عن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ قال قلت یارسول اللہ انی اکثر الصلوٰۃ علیک فکم اجعل لک من صلوٰتی فقال ماشئت قلت الربع قال ماشئت فان زدت فھو خیرلک قلت النصف قال ماشئت فان زدت فھوخیرلک قلت فالثلثین قال ماشئت فان زدت فھو خیرلک قلت اجعل لک صلوتی کلھا قال اذا تکفی ھمک ویکفرلک ذنبک (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعبؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں آپ پر درود کثرت سے بھیجنا چاہتا ہوں تو اس کی مقدار اپنے اوقات دعا میں سے کتنی مقرر کروں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنا تیرا جی چاہے میں نے عرض کیا یارسول اللہ ایک چوتھائی۔ حضور نے فرمایا تجھے اختیار ہے اور اگر اس پر بڑھادے تو تیرے لئے بہتر ہے تو میں نے عرض کیا کہ نصف کردوں حضور نے فرمایا تجھے اختیار ہے اور اگر بڑھادے تو تیرے لئے زیادہ بہتر ہے میں نے عرض کیا تو دوتہائی کردوں حضور نے فرمایا تجھے اختیار ہے اور اگر اس سے بڑھادے تو تیرے لئے زیادہ بہتر ہے میں نے عرض کیا یارسول اللہ پھر میں اپنے سارے وقت کو آپ کے درود کے لئے مقرر کرتا ہوں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس صورت میں تیرے سارے فکروں کی کفایت کی جائے گی اور تیرے گناہ بھی معاف کردیئے جائیں گے۔

تشریح: مطلب تو واضح ہے وہ یہ کہ میں نے کچھ وقت اپنے لئے دعاؤں کا مقرر کر رکھا ہے اور چاہتا یہ ہوں کہ درود شریف کثرت سے پڑھا کروں تو اپنے اس معین وقت میں سے درود شریف کے لئے کتنا وقت تجویز کروں۔ مثلاً میں نے اپنے اور اد و وظائف کے لئے دو گھنٹے مقرر کر رکھے ہیں تو اس میں سے کتنا وقت درود شریف کیلئے تجویز کروں۔ علامہ سخاویؒ نے امام احمدؒ کی ایک روایت سے یہ نقل کیا ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ! اگر میں اپنے سارے وقت کو آپ پر درُود کے لئے مقرر کردوں تو کیسا؟ حضور نے فرمایا ایسی صورت میں حق تعالیٰ شانہ تیرے دنیا اور آخرت کے سارے فکروں کی کفایت فرمائے گا۔ علامہ سخاویؒ نے متعدد صحابہؓ سے اسی قسم کا مضمون نقل کیا ہے، اسمیں کوئی اشکال نہیں کہ متعدد صحابہ کرام نے اس قسم کی درخواستیں کی ہوں۔ علامہ سخاویؒ کہتے ہیں کہ درود شریف چونکہ اللہ کے ذکر پر اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم پر مشتمل ہے تو حقیقت میں یہ ایسا ہی ہے جیسا دوسری حدیث میں اللہ جل شانہ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جس کو میرا ذکر مجھ سے دعا مانگنے میں مانع ہو۔ یعنی کثرت ذکر کی وجہ سے دعا کا وقت نہ ملے تو میں اسکو دعا مانگنے والوں سے زیادہ دوں گا۔

تمام کاموں میں کفایت کا راز

صاحب مظاہر حق نے لکھا ہے کہ سبب اس کا یہ ہے کہ جب بندہ اپنی طلب و رغبت کو اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ چیز میں کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھتا ہے اپنے مطالب پر، تو وہ کفایت

کرتا ہے اسکے سب مہمات کی۔ مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ یعنی جو اللہ کا ہو رہتا ہے وہ کفایت کرتا ہے اس کو۔

شیخ عبدالوہاب متقیؒ کی شیخ عبدالحقؒ کو نصیحت

جب شیخ بزرگوار عبدالوہاب متقی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس مسکین کو یعنی شیخ عبدالحق کو واسطے زیارت مدینہ منورہ کی رخصت کیا' فرمایا کہ جانو اور آگاہ ہو کہ نہیں ہے اس راہ میں کوئی عبادت بعد ادائے فرائض کے مانند دُرود کے اوپر سیّد کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے' چاہیے کہ تمام اوقات اپنے کو اس میں صرف کرنا اور چیز میں مشغول نہ ہونا۔ عرض کیا گیا کہ اس کے لئے کچھ عدد معین ہو۔ فرمایا' یہاں معین کرنا عدد کا شرط نہیں' اتنا پڑھو کہ ساتھ اس کا رطب اللسان ہو اور اس کے رنگ میں رنگین ہو اور مستغرق ہو اسمیں اھ۔

ایک اشکال اور اس کا ازالہ

اس پر یہ اشکال نہ کیا جائے کہ اس حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ درود شریف سب اوراد و وظائف کے بجائے پڑھنا زیادہ مفید ہے' اسلئے کہ اوّل تو خود اس حدیث پاک کے درمیان میں اشارہ ہے کہ انہوں نے یہ وقت اپنی ذات کیلئے دعاؤں کا مقرر کر رکھا تھا۔ اس میں سے درود شریف کیلئے مقرر کرنے کا ارادہ فرما رہے تھے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ چیز لوگوں کے احوال کے اعتبار سے مختلف ہُوا کرتی ہے جیسا کہ فضائلِ ذکر کے باب دوم حدیث نمبر ۲۰ کے ذیل میں گذرا ہے کہ بعض روایات میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کو افضل الدعاء کہا گیا ہے اور بعض روایات میں استغفار کو افضل الدعا کہا گیا ہے اسی طرح سے اور اعمال کے درمیان میں بھی مختلف احادیث میں مختلف اعمال کو سب سے افضل قرار دیا گیا ہے یہ اختلاف لوگوں کے حالات کے اختلاف کے اعتبار سے اور اوقات کے اعتبار سے ہوا کرتا ہے جیسا کہ ابھی مظاہر حق سے نقل کیا گیا ہے کہ شیخ عبدالحق محدث نور اللہ مرقدہ' کو اُن کے شیخؒ نے مدینہ پاک کے سفر میں یہ وصیت کی کہ تمام اوقات درود شریف ہی میں خرچ کریں۔ اپنے اکابر کا بھی یہی معمول ہے کہ وہ مدینہ پاک کے سفر میں درود شریف کی بہت تاکید کرتے تھے۔

چوتھائی رات گذرنے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نداء

علامہ منذریؒ نے ترغیب میں حضرت ابیؓ کی حدیث بالا میں ان کے سوال سے پہلے ایک مضمون اور بھی نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ جب چوتھائی رات گذر جاتی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو جاتے اور ارشاد فرماتے' اے لوگو! اللہ کا ذکر کرو' اے لوگو! اللہ کا ذکر کرو (یعنی بار بار فرماتے) راجِفہ آ گئی اور رادِفہ آ رہی ہے' موت ان سب چیزوں کے ساتھ جو اس کے ساتھ لاحق ہیں آ رہی ہے موت ان سب چیزوں کے ساتھ جو اس کے ساتھ لاحق ہیں آ رہی ہے' اس کو بھی دو دفعہ فرماتے۔ راجفہ اور رادفہ قرآنِ پاک کی آیت جو سورہ والنازعات میں ہے کیطرف اشارہ ہے۔ جسمیں اللہ پاک کا ارشاد ہے یَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ قُلُوْبٌ یَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ جس کا ترجمہ اور مطلب یہ ہے کہ اوپر چند چیزوں کی قسم کھا کر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے' قیامت ضرور آئے گی جس دن ہلا دینے والی چیز سب کو ہلا ڈالے گی۔ اس سے مراد پہلا صور ہے اس کے بعد ایک پیچھے آنے والی چیز آئے گی اس سے مراد دوسرا صُور ہے۔ بہت سے دل اس روز خوف کے مارے دھڑک رہے ہوں گے شرم کی وجہ سے ان کی آنکھیں جھک رہی ہوں گی۔ (بیان القرآن مع زیادۃ)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت

عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی حین یصبح عشرا وحین یمسی عشرا ادرکته شفاعتی یوم القیٰمة. (رواه الطبرانی)

ترجمہ: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص صبح اور شام مجھ پر دس ۱۰ دس ۱۰ مرتبہ دُرود شریف پڑھے اس کو قیامت کے دن میری شفاعت پہنچ کر رہے گی۔

تشریح: علامہ سخاویؒ نے متعدد احادیث سے درود شریف پڑھنے والے کو حضور کی شفاعت حاصل ہونے کا مژدہ نقل کیا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حدیث سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے جو مجھ پر درود پڑھے، قیامت کے دن میں اس کا سفارشی بنوں گا۔ اس حدیث پاک میں کسی مقدار کی بھی قید نہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اور حدیث سے درود نماز کے بعد بھی یہ لفظ نقل کیا ہے کہ میں قیامت کے دن اس کی گواہی دوں گا اور اس کے لئے سفارش کروں گا۔ حضرت رُویفع بن ثابتؓ کی روایت سے حضور کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص یہ دُرود شریف پڑھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اس کیلئے میری شفاعت واجب ہے۔

سفارش یا گواہی

علامہ سخاویؒ نے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے نقل کیا ہے کہ جو شخص میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے میں اس کو سُنتا ہوں اور جو شخص دور سے مجھ پر دُرود پڑھتا ہے اللہ جل شانہٗ اس کے لئے ایک فرشتہ مقرر کردیتے ہیں جو مجھ تک درود کو پہنچائے اور اس کے دنیا و آخرت کے کاموں کی کفایت کردی جاتی ہے اور میں قیامت کے دن اس کا گواہ یا سفارشی بنوں گا۔ "یا" کا مطلب یہ ہے کہ بعض کے لئے سفارشی اور بعض کے لئے گواہ۔ مثلاً اہلِ مدینہ کے لئے گواہ، دوسروں کے لئے سفارشی یا فرمانبرداروں کے لئے گواہ اور گناہ گاروں کے لئے سفارشی وغیرہ۔

دُرود شریف کی بارگاہِ الٰہی تک رسائی

حضرت عائشہؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے، تو ایک فرشتہ اس درود کو لے جا کر اللہ جل شانہٗ کی پاک بارگاہ میں پیش کرتا ہے۔ وہاں سے ارشاد عالی ہوتا ہے کہ اس درود کو میرے بندہ کی قبر کے پاس لے جاؤ یہ اس کے لئے استغفار کرے گا اور اس کی وجہ سے اس کی آنکھ ٹھنڈی ہوگی۔

نیکیوں کے کم پڑ جانے پر دُرود شریف کام آئیگا

زادالسعید میں مواہب لدنیہ سے نقل کیا ہے کہ قیامت میں کسی مومن کی نیکیاں کم ہو جائیں گی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک پرچہ سرانگشت کی برابر نکال کر میزان میں رکھ دینگے۔ جس سے نیکیوں کا پلّہ وزنی ہو جائے گا۔ وہ مومن کہے گا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں آپ کون ہیں، آپ کی صورت و سیرت کیسی اچھی ہے۔ آپ فرمائیں گے میں تیرا نبی ہوں اور یہ دُرود ہے جو تو نے مجھ پر پڑھا تھا، تیری حاجت کے وقت میں نے اس کو ادا کر دیا۔

ایک اشکال کا ازالہ

اس پر یہ اشکال نہ کیا جائے کہ ایک پرچہ سرانگشت کے برابر میزان کے پلڑے کو کیسے جھکا دیگا۔ اسلئے کہ اللہ جل شانہٗ کے یہاں اخلاص کی قدر ہے اور جتنا بھی اخلاص زیادہ ہوگا اتنا ہی وزن زیادہ ہوگا۔ حدیث البطاقہ یعنی ایک ٹکڑا کاغذ کا جس پر کلمہ شہادت لکھا ہوا تھا وہ ننانوے دفتروں کے مقابلہ میں اور ہر دفتر اتنا بڑا کہ منتہائے نظر تک ڈھیر لگا ہوا تھا غالب آ گیا۔ ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ اللہ کے نام کے مقابلہ میں کوئی چیز بھاری نہیں ہوسکتی اور بھی متعدد روایات ہیں کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے یہاں وزن اخلاص کا ہے۔

صدقہ کی جگہ کفایت کرنے والی دعاء

عن ابی سعید الخدری رضی اللّٰہ عنہ عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ قال ایمارجل مسلم لم یکن عندہ صدقۃ فلیقل فی دعآئہ اللھم صل علی محمد عبدک ورسولک وصل علی المؤمنین والمؤمنٰت والمسلمین والمسلمت فانھا زکوٰۃ وقال لایشبع المؤمن خیرا حتی یکون منتھاہ الجنۃ. (رواہ ابن حبّان)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جس کے پاس صدقہ کرنے کو کچھ نہ ہو وہ یوں دعا مانگا کرے (اللّٰھم صل سے اخیر تک) اے اللہ درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تیرے بندے ہیں اور تیرے رسول ہیں اور رحمت بھیج مومن عورتوں پر اور مومن مرد اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں پر، پس یہ دعاء اسکے لئے زکوٰۃ یعنی صدقہ ہونے کے قائم مقام ہے اور مومن کا پیٹ کسی خیر سے کبھی نہیں بھرتا یہاں تک کہ وہ جنت میں پہنچ جائے۔

درود شریف پڑھنا افضل ہے یا صدقہ دینا

تشریح: علامہ سخاویؒ نے لکھا ہے کہ حافظ ابن حبانؒ نے اس حدیث پر یہ فصل باندھی ہے اس چیز کا بیان کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود پڑھنا صدقہ نہ ہونے کی صورت میں صدقہ کے قائم مقام ہوجاتا ہے۔ علماء میں اس بات میں اختلاف ہے کہ صدقہ افضل ہے یا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود بعض علماءؒ نے کہا ہے کہ حضور پر درُود صدقہ سے بھی افضل ہے اسلئے کہ صدقہ صرف ایک ایسا فریضہ ہے جو بندوں پر ہے اور درود شریف ایسا فریضہ ہے جو بندوں پر فرض ہونیکے علاوہ اللہ تعالیٰ شانہٗ اور اسکے فرشتے بھی اس عمل کو کرتے ہیں۔ اگرچہ علامہ سخاویؒ خود اس کے موافق نہیں ہیں۔ علامہ سخاویؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے حضور کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ مجھ پر درود بھیجا کرو اس لئے کہ مجھ پر درود بھیجنا تمہارے لئے زکوٰۃ (صدقہ) کے حکم میں ہے۔ ایک اور حدیث سے نقل کیا ہے کہ مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو کہ وہ تمہارے لئے زکوٰۃ (صدقہ) ہے۔ نیز حضرت علیؓ کی روایت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ مجھ پر تمہارا درُود بھیجنا تمہاری دعاؤں کو محفوظ کرنیوالا ہے تمہارے رب کی رضاء کا سبب ہے اور تمہارے اعمال کی زکوٰۃ ہے (یعنی انکو بڑھانیوالا اور پاک کرنیوالا ہے) حضرت انسؓ کی حدیث سے حضور کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ مجھ پر درود بھیجا کرو اسلئے کہ مجھ پر درُود تمہارے لئے (گناہوں کا) کفارہ ہے اور زکوٰۃ (یعنی صدقہ) ہے۔

مومن کی حرص

اور حدیث پاک کا آخری ٹکڑا کہ مومن کا پیٹ نہیں بھرتا، اسکو صاحب مشکوٰۃ نے فضائل علم میں نقل کیا ہے اور صاحب مرقات وغیرہ نے خیر سے علم مراد لیا ہے، اگرچہ خیر کا لفظ عام ہے اور ہر خیر کی چیز اور ہر نیکی کو شامل ہے اور مطلب ظاہر ہے کہ مومن کامل کا پیٹ نیکیاں کمانے سے کبھی نہیں بھرتا، وہ ہر وقت اس کوشش میں رہتا ہے کہ جو نیکی بھی جس طرح ان کو مل جائے وہ حاصل ہوجائے۔ اگر اس کے پاس مالی صدقہ نہیں ہے تو درود شریف ہی سے صدقہ کی فضیلت حاصل کرے۔ خیر کا لفظ علی العموم ہی زیادہ بہتر ہے کہ وہ علم

اور دوسری چیزوں کو شامل ہے۔ لیکن صاحبِ مظاہر حق نے بھی صاحبِ مرقات وغیرہ کے اتباع میں خیر سے علم ہی مراد لیا ہے۔ اس لئے وہ تحریر فرماتے ہیں، ہر گز نہیں سیر ہوتا مومن خیر سے یعنی علم سے یعنی اخیر عمر تک طلبِ علم میں رہتا ہے اور اسکی برکت سے بہشت میں جاتا ہے۔ اس حدیث میں خوشخبری ہے طالب علم کو کہ دنیا سے باایمان جاتا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ اور اس درجہ کو حاصل کرنے کے لئے بعض اہل اللہ اخیر عمر تک تحصیلِ علم میں مشغول رہے ہیں باوجود حاصل کرنے بہت سے علم کے اور دائرہ علم کا وسیع ہے جو کہ مشغول ہو ساتھ علم کے اگر چہ ساتھ تعلیم و تصنیف کے ہو حقیقت میں ثواب طالب علم اور تکمیل اس کی کا ہی ہے اس کو (حق)

دُرود شریف کی برکات

اس فصل کو قرآنِ پاک کی دو آیتوں اور دس احادیث شریفہ پر مختصراً ختم کرتا ہوں کہ فضائل کی روایات بہت کثرت سے ہیں ان کا احصاء بھی اس مختصر رسالہ میں دشوار ہے اور سعادت کی بات یہ ہے کہ اگر ایک بھی فضیلت نہ ہوتی تب بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ واتباعہ وبارک وسلم کے اُمت پر اس قدر احسانات ہیں کہ نہ اُن کا شمار ہو سکتا ہے اور نہ اُن کی حق ادائیگی ہو سکتی ہے اس بنا پر جتنا بھی زیادہ سے زیادہ آدمی درود پاک میں رطب اللّسان رہتا وہ کم تھا چہ جائیکہ اللہ جل شانہٗ نے اپنے لطف و کرم سے اس حق ادائیگی کے اوپر بھی سینکڑوں اجر و ثواب اور احسانات فرما دیئے۔

علامہ سخاویؒ نے اوّل مجملاً ان انعامات کی طرف اشارہ کیا ہے جو درود شریف پر مرتب ہوئے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں باب ثانی درود شریف کے ثواب میں اللہ جل شانہٗ کا بندہ پر درود بھیجنا، اس کے فرشتوں کا درود بھیجنا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا خود اس پر درود بھیجنا، اور درود پڑھنے والوں کی خطاؤں کا کفارہ ہونا اور ان کے اعمال کو پاکیزہ بنا دینا اور ان کے درجات کا بلند ہونا اور گناہوں کا معاف ہونا اور خود درود کا مغفرت طلب کرنا درود پڑھنے والے کیلئے، اور اس کے نامہ اعمال میں ایک قیراط کے برابر ثواب کا لکھا جانا اور قیراط بھی وہ جو اُحد پہاڑ کے برابر ہو، اور اسکے اعمال کا بہت بڑی ترازو میں تلنا اور جو شخص اپنی ساری دعاؤں کو درود بنا دے اس کے دنیا و آخرت کے سارے کاموں کی کفایت اور خطاؤں کا مٹا دینا اور اس کے ثواب کا غلاموں کے آزاد کرنے سے زیادہ ہونا اور اس کیوجہ سے خطرات سے نجات پانا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قیامت کے دن اس کیلئے شاہد و گواہ بننا اور آپکی شفاعت کا واجب ہونا اور اللہ کی رضا اور اس کی رحمت کا نازل ہونا اور اس کی ناراضگی سے امن کا حاصل ہونا اور قیامت کے دن عرش کے سایہ میں داخل ہونا اور اعمال کے تلنے کے وقت نیک اعمال کے پلڑے کا جُھکنا اور حوضِ کوثر پر حاضری کا نصیب ہونا اور قیامت کے دن کی پیاس سے امن کا نصیب ہونا اور جہنم کی آگ سے خلاصی کا نصیب ہونا اور پُل صراط پر سہولت سے گذر جانا، اور مرنے سے پہلے اپنے مقرب ٹھکانا جنت میں دیکھ لینا اور جنت میں بہت ساری بیبیوں کا ملنا اور اس کے ثواب کا بیس جہادوں سے زیادہ ہونا اور نادار کے لئے صدقہ کے قائم مقام ہونا، اور درود شریف زکوٰۃ ہے اور طہارت ہے اور اس کی وجہ سے مال میں برکت ہوتی ہے اور اس کی برکت سے سو ۱۰۰ حاجتیں بلکہ اس سے بھی زیادہ پوری ہوتی ہیں اور عبادت تو ہے ہی اور اعمال میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے اور مجالس کے لئے زینت ہے اور فقر کو اور تنگی معیشت کو دُور کرتا ہے، اور اس کے ذریعہ سے اسباب خیر تلاش کئے جاتے ہیں اور یہ کہ درود پڑھنے والا قیامت کے دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب ہوگا اور اس کی برکات سے خود درود پڑھنے

والا اور اس کے بیٹے اور پوتے منتفع ہوتے ہیں اور وہ بھی منتفع ہوتا ہے کہ جس کو درُود شریف کا ایصال ثواب کیا جائے اور اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں تقرب حاصل ہوتا ہے اور وہ بیشک نور ہے۔ اور دشمنوں پر غلبہ حاصل ہونے کا ذریعہ ہے اور دلوں کو نفاق سے اور زنگ سے پاک کرتا ہے' اور لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا ہونے کا ذریعہ ہے اور خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا ذریعہ ہے اور اس کا پڑھنے والا اس سے محفوظ رہتا ہے کہ لوگ اسکی غیبت کریں۔ درود شریف بہت بابرکت اعمال میں سے ہے اور افضل ترین اعمال میں سے ہے اور دین و دُنیا دونوں میں سب سے زیادہ نفع دینے والا عمل ہے اور اس کے علاوہ بہت سے ثواب جو سمجھدار کیلئے اسمیں رغبت پیدا کرنے والے ہیں ایسا سمجھدار جو اعمال کے ذخیروں کے جمع کرنے پر حریص ہو اور ذخائر اعمال کے ثمرات حاصل کرنا چاہتا ہو۔ علامہ سخاویؒ نے باب کے شروع میں یہ اجمالی مضمون ذکر کرنے کے بعد پھر ان مضامین کی روایات کو تفصیل سے ذکر کیا روایات کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ ان احادیث میں اس عبادت کی شرافت پر بین دلیل ہے کہ اللہ جل شانہٗ کا درود' درُود پڑھنے والے پر المضاعف (یعنی دس گُنا) ہوتا ہے اور اس کی نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے' گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے' درجات بلند ہوتے ہیں' پس جتنا بھی ہوسکتا ہے' سید السّادات اور معدن السّادات پر درود کی کثرت کیا کر' اسلئے کہ وہ وسیلہ ہے مسرات کے حصول کا اور ذریعہ ہے بہترین عطاؤں کا اور ذریعہ ہے مضرات سے حفاظت کا اور تیرے لئے ہر اس درود کے بدلہ میں جو تو پڑھے دس درود ہیں' جبار الارضین والسموت کے طرف سے اور درود ہے اس کے ملائکہ کرام کی طرف سے وغیرہ وغیرہ۔ ایک اور جگہ اقلیشی کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ کونسا وسیلہ زیادہ شفاعت والا ہوسکتا ہے اور کون سا عمل زیادہ نفع والا ہوسکتا ہے اس ذاتِ اقدس پر درود کے مقابلہ میں جس پر اللہ جل شانہٗ درود بھیجتے ہیں اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اور اللہ جل شانہٗ نے اس کو دنیا اور آخرت میں اپنی قربت کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے۔ یہ بہت بڑا نور ہے اور ایسی تجارت ہے جسمیں گھاٹا نہیں۔ اولیاء کرام کا صبح و شام کا مستقل معمول رہا ہے۔ پس جہاں تک ہوسکے درود شریف پر جمار ہا کر اس سے اپنی گمراہی سے نکل آئے گا اور تیرے اعمال صاف ستھرے ہوجائیں گے' تیری اُمیدیں بر آئیں گی' تیرا قلب منور ہوجائے گا۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ کی رضا حاصل ہوگی' قیامت کے سخت ترین' دہشت ناک دن میں امن نصیب ہوگا۔

دُعا کیجئے

اے اللہ! آپ نے اپنے محبوب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان کی امت کو جن فضائل وانعامات سے نوازا ہے ہمیں ان کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! حضرات صحابہ کرام کو حضور صلی اللہ علیہ سے جو محبت تھی ہمیں بھی اس محبت کا ذرہ نصیب فرمائیے۔

اے اللہ! درود شریف کے انوار و برکات سے ہماری دنیا و آخرت کے مسائل ومشکلات حل فرما دیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خاص خاص درُود کے خاص خاص فضائل

عن عبدالرحمن رضی اللّٰہ عنہ بن ابی لیلی قال لقینی کعب بن عجرة فقال الا اهدی لک هدیة سمعتها من النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فقلت بلی فاهدهالی فقال سالنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فقلنا یارسول اللّٰہ کیف الصلوٰة علیکم اهل البیت فان اللّٰہ قدعلمنا کیف نسلم علیک قال قولوا اللهم صل علی محمدوعلٰی ال محمد کما صلیت علی ابراهیم وعلی ال ابراهیم انک حمید مجید اللهم بارک علی محمد وعلی ال محمد کما بارکت علی ابراهیم وعلی ال ابراهیم انک حمید مجید. (رواه البخاری)

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰنؒ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت کعبؓ کی ملاقات ہوئی وہ فرمانے لگے کہ میں تجھے ایک ایسا ہدیہ دوں جو میں نے حضور سے سُنا ہے میں نے عرض کیا ضرور مرحمت فرمایئے انہوں نے فرمایا کہ ہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ آپ پر درود کن الفاظ سے پڑھا جائے یہ تو اللہ نے ہمیں بتلادیا کہ آپ پر سلام کس طرح بھیجیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس طرح دُرود پڑھا کرو۔ (اللّٰھم صل سے اخیر تک یعنی اے اللہ درود بھیج محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور ان کی آل پر جیسا کہ آپ نے درود بھیجا حضرت ابراہیم پر اور انکی آل (اولاد) پر۔ اے اللہ بیشک آپ ستودہ صفات اور بزرگ ہیں اے اللہ برکت نازل فرما محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور انکی آل (اولاد) پر جیسا کہ برکت نازل فرمائی آپ نے حضرت ابراہیم اور انکی آل (اولاد) پر بیشک آپ ستودہ صفات اور بزرگ ہیں۔

صحابہ کرامؓ ایک دوسرے کو کس چیز کا ہدیہ پیش کرتے تھے

تشریح: ہدیہ دینے کا مطلب یہ ہے کہ ان حضرات کے ہاں رضی اللہ عنہم اجمعین مہمانوں اور دوستوں کے لئے بجائے کھانے پینے کی چیزوں کے بہترین تحائف اور بہترین ہدیئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر شریف حضور کی احادیث، حضور کے حالات تھے۔ ان چیزوں کی قدر ان حضرات کے ہاں مادی چیزوں سے کہیں زیادہ تھی جیسا کہ ان کے حالات اس کے شاہد عدل ہیں۔ اسی بناء پر حضرت کعبؓ نے اس کو ہدیہ سے تعبیر کیا۔

حدیثِ مذکورہ کی دیگر روایات

یہ حدیث شریف بہت مشہور ہے اور حدیث کی سب کتابوں میں بہت کثرت سے ذکر کی گئی ہے اور بہت سے صحابہ کرامؓ سے مختصر اور مفصل الفاظ میں نقل کی گئی ہے۔ علامہ سخاویؒ نے قول بدیع میں اس کے بہت طُرق اور مختلف الفاظ نقل کئے ہیں۔ وہ ایک حدیث میں حضرت حسنؓ سے مرسلاً نقل کرتے ہیں کہ جب آیتِ شریف اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ نازل ہوئی تو صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! سلام تو ہم جانتے ہیں کہ وہ کس طرح ہوتا ہے آپ ہمیں دُرود شریف پڑھنے کا کس طرح

حکم فرماتے ہیں تو حضور نے فرمایا کہ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلٰوتِکَ وَبَرَکَاتِکَ الخ پڑھا کرو۔ دوسری حدیث میں ابو مسعودؓ بدری سے نقل کیا ہے کہ ہم حضرت سعد بن عبادہؓ کی مجلس میں تھے کہ وہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ حضرت بشیرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ جل شانہٗ نے ہمیں دُرود پڑھنے کا حکم دیا ہے پس ارشاد فرمائیے کہ کس طرح آپ پر دُرود پڑھا کریں۔ حضور نے سکوت فرمایا یہاں تک کہ ہم تمنا کرنے لگے کہ وہ شخص سوال ہی نہ کرتا۔ پھر حضور نے ارشاد فرمایا کہ یوں کہا کرو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ الخ یہ روایت مسلم وابوداؤد وغیرہ میں ہے۔ اس کا مطلب یہ کہ'' ہم اس کی تمنا کرنے لگے۔'' یہ ہے کہ ان حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو غایت محبت اور غایت احترام کی وجہ سے جس بات کے جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تامل ہوتا یا سکوت فرماتے تو ان کو یہ خوف ہوتا کہ یہ سوال' کہیں منشأ مبارک کے خلاف تو نہیں ہوگیا' یا یہ کہ اس کا جواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم نہیں تھا جس کی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو تامل فرمانا پڑا۔ بعض روایات سے اسکی تائید بھی ہوتی ہے۔ حافظ ابنِ حجرؒ نے طبری کی روایت سے یہ نقل کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا یہانتک کہ حضور پر وحی نازل ہوئی۔ مسند احمد وابن حبان وغیرہ میں ایک اور روایت سے نقل کیا ہے کہ ایک صحابیؓ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور کے سامنے بیٹھ گئے۔ ہم لوگ مجلس میں حاضر تھے۔ ان صاحب نے سوال کیا یا رسول اللہ! سلام کا طریقہ تو ہمیں' معلوم ہوگیا جب ہم نماز پڑھا کریں تو اس میں آپ پر درود کیسے پڑھا کریں۔ حضور نے اتنا سکوت فرمایا کہ ہم لوگوں کی یہ خواہش ہونے لگی کہ یہ شخص سوال ہی نہ کرتا۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ جب نماز پڑھا کرو تو یہ درود پڑھا کرو۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ الخ۔

ایک اور روایت میں عبدالرحمٰن بن بشیرؓ سے نقل کیا ہے۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ اللہ جل شانہٗ نے ہمیں صلوٰۃ وسلام کا حکم دیا ہے' سلام تو ہمیں معلوم ہوگیا آپ پر دُرود کیسے پڑھا' کریں تو حضور نے فرمایا یوں پڑھا کرو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ مسند احمد' ترمذی' بیہقی وغیرہ کی روایات میں ذکر کیا گیا ہے کہ جب آیت شریفہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الایۃ نازل ہوئی تو ایک صاحب نے آ کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! سلام تو ہمیں معلوم ہے۔ آپ پر درود کیسے پڑھا کریں تو حضور نے ان کو دُرود تلقین فرمایا۔

مختلف روایات میں مختلف الفاظ کی حکمت

اور بھی بہت سی روایات میں اس قسم کے مضمون ذکر کیے گئے ہیں اور دُرودوں کے الفاظ میں اختلاف بھی ہے جو اختلاف روایات میں ہوا ہی کرتا ہے جس کی مختلف وجوہ ہوتی ہیں۔ اس جگہ ظاہر یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف صحابہؓ کو مختلف الفاظ ارشاد فرمائے تا کہ کوئی لفظ خاص طور سے واجب نہ بن جائے۔ نفس دُرود شریف کا وجوب علیٰحدہ چیز ہے اور دُرود شریف کے کسی خاص لفظ کا وجوب علیٰحدہ چیز ہے کوئی خاص لفظ واجب نہیں۔

سب سے افضل دُرود شریف

یہ دُرود شریف جو اس فصل کے شروع میں نمبرا پر لکھا گیا ہے۔ یہ بخاری شریف کی روایت ہے جو سب سے زیادہ صحیح ہے اور حنفیہ کے نزدیک نماز میں اسی کا پڑھنا اولیٰ ہے جیسا کہ علامہ شامیؒ نے لکھا ہے کہ حضرت امام محمدؒ سے سوال کیا گیا کہ حضور پر دُرود شریف کن الفاظ سے پڑھے تو انہوں نے یہی دُرود شریف ارشاد فرمایا جو فصل کے شروع میں لکھا گیا اور یہ دُرود موافق ہے جو اس کے صحیحین (بخاری ومسلم) وغیرہ میں ہے۔ علامہ شامیؒ نے

یہ عبارت شرح منیہ سے نقل کی ہے۔شرح منیہ کی عبارت یہ ہے کہ درود موافق ہے اس کے جو صحیحین میں کعب بن عجرہؓ سے نقل کیا گیا ہے انتہیٰ اور کعبؓ بن عجرہ کی یہی روایت ہے جو اُوپر گذری۔ علامہ سخاویؒ کہتے ہیں کہ حضرت کعبؓ وغیرہ کی حدیث سے ان الفاظ کی تعیین ہوتی ہے جو حضور نے اپنے صحابہؓ کو آیت شریفہ کے امتثال امر میں سکھائے۔ اور بھی بہت سے اکابر سے اس کا افضل ہونا نقل کیا گیا ہے۔ ایک جگہ علامہ سخاویؒ لکھتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کے اس سوال پر کہ ہم لوگوں کو اللہ جل شانہٗ نے صلوٰۃ وسلام کا حکم دیا ہے تو کون سا درُود پڑھیں۔ حضور نے یہ تعلیم فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ سب سے افضل ہے۔ امام نوویؒ نے اپنی کتاب روضہ میں تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ قسم کھا بیٹھے کہ میں سب سے افضل درُود پڑھوں گا تو اس درُود کے پڑھنے سے قسم پوری ہو جائیگی۔

چند قابل وضاحت امور

اس کے بعد اس حدیث شریف میں چند فوائد قابل ذکر ہیں۔ ا۔ اوّل یہ کہ صحابہ کرامؓ کا یہ عرض کرنا کہ سلام ہم جان چکے ہیں اس سے مراد التحیات کے اندر اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ ہے۔ علامہ سخاویؒ کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ یعنی حافظ ابنِ حجرؒ کے نزدیک یہی مطلب زیادہ ظاہر ہے۔ اوجز میں امام بیہقی سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے اور اسمیں بھی متعدد علماءً سے یہی مطلب نقل کیا گیا ہے۔ ۲: ایک مشہور سوال کیا جاتا ہے کہ جب کسی چیز کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے مثلاً یوں کہا جائے کہ فلاں شخص حاتم طائی جیسا سخی ہے تو سخاوت میں حاتم کا زیادہ سخی ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اس وجہ سے اس حدیث پاک میں حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے درود کا افضل ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اسکے بھی اوجز میں کئی جواب دیئے گئے ہیں اور حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں دس جواب دیئے ہیں۔ کوئی عالم ہو تو خود دیکھ لے، غیر عالم ہو تو کسی عالم سے دل چاہے تو دریافت کرلے۔ سب سے آسان جواب یہ ہے کہ قاعدہ اکثر یہ تو وہی ہے جو اُوپر گذرا لیکن بسا اوقات بعض مصالح سے اس کا اُلٹا ہوتا ہے جیسے قرآن پاک کے درمیان میں اللہ جل شانہٗ کے نور کے متعلق ارشاد ہے مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ الاية ترجمہ: اسکے نور کی مثال اس طاق کی سی ہے جسمیں، چراغ ہو' اخیر آیت تک' حالانکہ اللہ جل شانہٗ کے نور کو چراغوں کے نور کیساتھ کیا مناسبت۔ ۳: یہ بھی مشہور اشکال ہے کہ سارے انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام ہی کے درود کو کیوں ذکر کیا۔ اسکے بھی اوجز میں کئی جواب دیئے گئے ہیں۔ حضرت اقدس تھانوی نور اللہ مرقدہٗ نے بھی زاد السعید میں کئی جواب ارشاد فرمائے ہیں۔ زیادہ پسند یہ جواب ہے کہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام کو اللہ جل شانہٗ نے اپنا خلیل قرار دیا۔ چنانچہ ارشاد ہے وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا لہٰذا جو درود اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہوگا۔ وہ محبت کی لائن کا ہوگا اور محبت کی لائن کی ساری چیزیں سب سے اُونچی ہوتی ہیں۔ لہٰذا جو درُود محبت کی لائن کا ہوگا وہ یقیناً سب سے زیادہ لذیذ اور اُونچا ہوگا۔ چنانچہ ہمارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ جل شانہٗ نے اپنا حبیب قرار دیا اور حبیب اللہ بنایا اور اسی لئے دونوں کا درود ایک دوسرے کے مشابہ ہوا۔ مشکوٰۃ میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے قصہ نقل کیا گیا ہے کہ صحابہؓ کی ایک جماعت انبیاء کرام کا تذکرہ کررہی تھی کہ اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کو خلیل بنایا اور حضرت موسیٰؑ سے کلام کی اور حضرت عیسیٰؑ اللہ کا کلمہ اور روح ہیں اور حضرت آدمؑ کو اللہ نے اپنا

صفی قرار دیا ہے۔ اتنے میں حضور تشریف لائے۔ حضور نے ارشاد فرمایا میں نے تمہاری گفتگو سُنی، بیشک ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور موسیٰ نجی اللہ ہیں (یعنی کلیم اللہ) اور ایسے ہی عیسیٰ اللہ کا کلمہ اور روح ہیں اور آدمؑ اللہ کے صفی ہیں لیکن بات یوں ہے غور سے سنو کہ میں اللہ کا حبیب ہوں اور اس پر کوئی فخر نہیں کرتا اور قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اور اس جھنڈے کے نیچے آدمؑ اور سارے انبیاءؑ ہونگے اور اس پر فخر نہیں کرتا، اور قیامت کے دن سب سے پہلے میں شفاعت کرنیوالا ہوں گا اور سب سے پہلے جس کی شفاعت قبول کی جائے گی وہ میں ہونگا اور اس پر بھی میں کوئی فخر نہیں کرتا، اور سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھلوانے والا میں ہوں گا اور سب سے پہلے مَیں اور میری اُمّت کے فقراء داخل ہوں گے اور اس پر بھی کوئی فخر نہیں کرتا، اور میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مکرّم ہوں اوّلین اور آخرین میں اور کوئی فخر نہیں کرتا۔ اور بھی متعدد روایات سے حضور کا حبیب اللہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔ محبت اور خلّت میں جو مناسبت ہے وہ ظاہر ہے اسی لئے ایک کے دُرود کو دوسرے کے دُرود کے ساتھ تشبیہ دی اور چونکہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء میں ہیں اسلئے بھی من اشبه اباه فما ظلم آباؤ اجداد کے ساتھ مشابہت بہت ممدوح ہے۔ مشکوٰۃ کے حاشیہ پر لمعات سے اس میں ایک نکتہ بھی لکھا ہے وہ یہ کہ حبیب اللہ کا لقب سب سے اُونچا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ حبیب اللہ کا لفظ جامع ہے خلّت کو بھی اور کلیم اللہ ہونے کو بھی بلکہ اُن سے زائد چیزوں کو بھی جو دیگر انبیاء کے لئے ثابت نہیں اور وہ اللہ کا محبوب ہونا ہے ایک خاص محبت کے ساتھ میں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ساتھ مخصوص ہے۔

دُعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے محبوب جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نصیب فرمائیے۔

ایسی محبت جو ہمیں اتباع سنت کی بے غبار راہ پر لے چلے۔

اے اللہ! آپ نے اپنے محبوب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان کی امت کو جن فضائل و انعامات سے نوازا ہے ہمیں ان کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہمیں درود شریف بکثرت پڑھنے اور اس کے انعامات وفضائل سے مالا مال فرمائیے۔

اے اللہ! درود شریف کی برکت سے ہماری دنیا و آخرت کے تمام مصائب ومشکلات حل فرما دیجئے۔

اے اللہ! اپنے محسن اعظم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اور چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے بکثرت درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! حضرات صحابہ کرام کو حضور صلی اللہ علیہ سے جو محبت تھی ہمیں بھی اس محبت کا ذرہ نصیب فرمائیے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بہت بڑے ثواب والا دُرود شریف

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم من سره ان يكتال بالمكيال الاوفی اذا صلی علينا اهل البيت فليقل اللهم صل علی محمد النبی الامی وازواجه امهات المؤمنين وذريته واهل بيته كما صليت علی ابراهيم انک حميد مجيد. (رواه ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ جب وہ درود پڑھا کرے ہمارے گھرانے پر تو اس کا ثواب بہت بڑے پیمانہ میں ناپا جائے تو وہ ان الفاظ سے دُرود پڑھا کرے (اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ سے اخیر تک) ترجمہ: اے اللہ دُرود بھیج محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جو نبی اُمّی ہیں اور ان کی بیویوں پر جو سارے مسلمانوں کی مائیں ہیں اور آپ کی آل اولاد پر اور آپ کے گھرانے پر جیسا کہ دُرود بھیجا آپ نے آلِ ابراہیم پر بیشک آپ ہی سزاوار حمد ہیں بُزرگ ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اُمّی کہنے کی وجہ

تشریح: نبی اُمّی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص لقب ہے اور یہ لقب آپ کا تورات انجیل اور تمام کتابوں میں جو آسمان سے اُتریں ذکر کیا گیا ہے (کذافی المظاہر)

آپ کو نبی اُمّی کیوں کہا جاتا ہے؟ اس میں علماء کے بہت سے اقوال ہیں جن کو شروحِ حدیث مرقات وغیرہ میں تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ مشہور قول یہ ہے کہ امی ان پڑھ کو کہتے ہیں کہ جو لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو اور یہ چونکہ اہم ترین معجزہ ہے کہ جو شخص لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو وہ ایسا فصیح و بلیغ قرآن پاک لوگوں کو پڑھائے غالباً اسی معجزہ کی وجہ سے کتب سابقہ میں اس لقب کو ذکر کیا گیا ہے۔

یتیمے کہ ناکردہ قُرآں درست کتب خانہ چند ملّت بشست

''جو یتیم کہ اُس نے پڑھنا بھی نہ سیکھا ہو اُس نے کتنے ہی مذہبوں کے کتب خانے دھو دیئے یعنی منسوخ کر دیئے۔''

نگارِ من کہ بمکتب نہ رفت و خط نہ نوشت
بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرّس شُد

''میرا محبوب جو کبھی مکتب میں بھی نہیں گیا' لکھنا بھی نہیں سیکھا وہ اپنے اشاروں سے سینکڑوں مدرسوں کا معلم بن گیا۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ دُرود شریف

حضرت اقدس شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ حرز ثمین میں تحریر فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے ان الفاظ کے ساتھ دُرود پڑھنے کا حکم فرمایا تھا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِيِّ وَاٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ . میں نے خواب میں اس دُرود شریف کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پڑھا تو حضور نے اس کو پسند فرمایا۔

بڑے پیمانے میں ناپے جانے کا مطلب

اس کا مطلب کہ بہت بڑے پیمانہ میں ناپا جائے یہ ہے کہ عرب میں کھجوریں غلّہ وغیرہ پیمانوں میں ناپ کر بیچا جاتا تھا جیسا کہ ہمارے شہروں میں یہ چیزیں وزن سے بکتی ہیں تو بہت بڑے پیمانہ کا مطلب گویا بہت بڑی ترازو ہوا اور گویا حدیث پاک کا مطلب یہ ہوا کہ جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کے دُرود کا

ثواب بہت بڑی ترازو میں تولا جائے اور ظاہر ہے کہ بہت بڑی ترازو میں وہی چیز تولی جائیگی جس کی مقدار بہت زیادہ ہوگی' تھوڑی مقدار بڑی ترازو میں تولی بھی نہیں جاسکتی۔ جن ترازو میں حمام کے لکڑے تولے جاتے ہوں' اُن میں تھوڑی چیز وزن میں بھی نہیں آسکتی۔ پاسنگ میں رہ جائے گی۔ ملا علی قاریؒ نے اور اس سے قبل علامہ سخاویؒ نے یہ لکھا ہے کہ جو چیزیں تھوڑی مقدار میں ہوا کرتی ہیں وہ ترازوؤں میں تُلا کرتی ہیں اور جو بڑی مقداروں میں ہُوا کرتی ہیں وہ عام طور سے پیمانوں ہی میں ناپی جاتی ہیں' ترازوؤں میں ان کا آنا مشکل ہوتا ہے۔ علامہ سخاویؒ نے حضرت ابو مسعودؓ سے بھی حضور کا یہی ارشاد نقل کیا ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ' کی حدیث سے بھی یہی نقل کیا ہے کہ جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کا دُرود بہت بڑے پیمانہ سے ماپا جائے جب وہ ہم اہل بیت پر دُرود بھیجے تو یوں پڑھا کرے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوٰتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اور حسن بصری سے نقل کیا ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض سے بھرپور پیالہ پیئے وہ یہ درود پڑھا کرے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلَادِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَاَصْهَارِهٖ وَاَنْصَارِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ وَمُحِبِّيْهِ وَاُمَّتِهٖ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ اَجْمَعِيْنَ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اس حدیث کو قاضی عیاضؒ نے بھی شفا میں نقل کیا ہے

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

دُعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے محبوب جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نصیب فرمایئے۔

ایسی محبت جو ہمیں اتباع سنت کی بے غبار راہ پر لے چلے۔

اے اللہ! ہمیں درود شریف بکثرت پڑھنے اور اس کے انعامات وفضائل سے مالا مال فرمایئے۔

اے اللہ! درود شریف کی برکت سے ہماری دنیا وآخرت کے تمام مصائب ومشکلات حل فرمادیجئے۔

اے اللہ! اپنے محسن اعظم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمایئے۔ اور چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے بکثرت درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمایئے۔

اے اللہ! حضرات صحابہ کرام کو حضور صلی اللہ علیہ سے جو محبت تھی ہمیں بھی اس محبت کا ذرہ نصیب فرمایئے۔

اے اللہ! آپ نے جن خوش نصیب حضرات کو درود شریف کی برکات سے نوازا ہے ہمیں بھی محض اپنے فضل وکرم سے ان حضرات میں شامل فرمادیجئے۔

اے اللہ! درود شریف کے انوار وبرکات سے ہماری دنیا وآخرت کے مسائل ومشکلات حل فرمادیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

جمعہ کے دن درُود شریف کی کثرت کا حکم

عن ابی الدرداء رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه واله وسلم اکثروامن الصلوة علی یوم الجمعة فانه یوم مشهود تشهده الملٰئکة وان احدالن یصلی علی الاعرضت علی صلوته حتی یفرغ منها قال قلت وبعد الموت قال ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجسادالانبیآء علیهم الصلوٰة والسلام (رواه ابن ماجة)

ترجمہ: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ میرے اوپر جمعہ کے دن کثرت سے درُود بھیجا کرو اسلئے کہ یہ ایسا مبارک دن ہے کہ ملائکہ اسمیں حاضر ہوتے ہیں اور جب کوئی شخص مجھ پر درُود بھیجتا ہے تو وہ درُود اس کے فارغ ہوتے ہی مجھ پر پیش کیا جاتا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے انتقال کے بعد بھی۔ حضور نے ارشاد فرمایا ہاں انتقال کے بعد بھی' اللہ جل شانہٗ نے زمین پر یہ بات حرام کردی ہے کہ وہ انبیاء کے بدنوں کو کھائے۔ پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے رزق دیا جاتا ہے۔

وفات کے بعد بھی درُود پیش ہوتا ہے

ملاعلی قاریؒ کہتے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ نے انبیاء کے اجساد کو زمین پر حرام کردیا۔ پس کوئی فرق نہیں ہے اُن کے لئے دونوں حالتوں یعنی زندگی اور موت میں' اور اس حدیث پاک میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ درود روح مبارک اور بدن مبارک دونوں پر پیش ہوتا ہے اور حضور کا یہ ارشاد کہ اللہ کا نبی زندہ ہے رزق دیا جاتا ہے' سے مراد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات ہوسکتی ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اس سے ہر نبی مراد ہے اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسٰی علیہ السّلام کو اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا اور اسی طرح حضرت ابراہیم علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام کو بھی دیکھا جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے اور یہ حدیث کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں صحیح ہے اور رزق سے مراد رزق معنوی بھی ہوسکتا ہے اور اس میں بھی کوئی مانع نہیں کہ رزقِ حسّی مراد ہو اور وہی ظاہر ہے۔

دوسری روایات

علامہ سخاویؒ نے یہ حدیث بہت سے طُرق سے نقل کی ہے۔ حضرت اوسؓ کے واسطہ سے حضور کا ارشاد نقل کیا ہے تمہارے افضل ترین ایام میں سے جمعہ کا دن ہے' اسی دن میں حضرت آدمؑ کی پیدائش ہوئی۔ اسی میں اُن کی وفات ہوئی اسی دن میں نفخہ (پہلا صور) اور اسی میں صعقہ (دوسرا صور) ہوگا' پس اس دن میں مجھ پر کثرت سے درُود بھیجا کرو اس لئے کہ تمہارا درُود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارا درُود آپ پر کیسے پیش کیا جائیگا آپ تو (قبر میں) بوسیدہ ہوچکے ہونگے؟ حضور نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ نے زمین پر یہ بات حرام کردی ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے بدنوں کو کھاوے۔ حضرت ابوامامہؓ کی حدیث سے بھی حضور کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ میرے اوپر ہر جمعہ کے دن کثرت سے درُود بھیجا کرو اس لئے کہ میری اُمّت کا درُود ہر جمعہ کو پیش کیا جاتا ہے۔ پس جو شخص میرے اوپر درُود پڑھنے میں سب سے زیادہ ہوگا وہ مجھ سے (قیامت کے دن) سب سے زیادہ قریب ہوگا۔ یہ مضمون کہ کثرت سے درُود پڑھنے والا قیامت کے دن حضور سے

سب سے زیادہ قریب ہوگا۔ حضرت ابو مسعودؓ انصاری کی حدیث سے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جمعہ کے دن میرے اوپر کثرت سے درود بھیجا کرو اسلئے کہ جو شخص بھی جمعہ کے دن مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ مجھ پر فوراً پیش ہوتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی حضور کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ میرے اوپر روشن رات اور روشن دن (یعنی جمعہ کے دن) میں کثرت سے درود بھیجا کرو۔ اسلئے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش ہوتا ہے تو میں تمہارے لئے دعا اور استغفار کرتا ہوں۔ اسی طرح حضرت ابن عمرؓ حضرت حسن بصریؒ حضرت خالد بن معدانؒ وغیرہ سے حضور کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔

حضرت سلیمان بن سحیمؒ اور حضرت شیبانؒ کے واقعات

سلیمان بن سحیمؒ کہتے ہیں میں نے خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جو لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور آپ کی خدمت میں سلام کرتے ہیں کیا آپ کو اس کا پتہ چلتا ہے؟ حضور نے فرمایا ہاں! اور میں اُن کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ ابراہیم بن شیبانؒ کہتے ہیں کہ جب میں نے حج کیا اور مدینہ پاک حاضری ہوئی اور میں نے قبر اطہر کی طرف بڑھ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا تو میں نے روضۂ اطہر سے وعلیک السلام کی آواز سُنی۔

جمعہ کے دن دُرود کی فضیلت کی وجہ

حافظ ابن قیمؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ جمعہ کے دن دُرود شریف کی زیادہ فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اطہر ساری مخلوق کی سردار ہے اس لئے اس دن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے ساتھ ایک ایسی خصوصیت ہے جو اور دنوں کو نہیں اور بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم باپ کی پشت سے اپنی ماں کی پیٹ میں اسی دن تشریف لائے تھے۔

علامہ سخاویؒ کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن درود شریف کی فضیلت حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت انس، اوس بن اوسؓ ابوامامہ، ابوالدرداءؓ ابو مسعودؓ حضرت عمرؓ ان کے صاحبزادے عبداللہ وغیرہ حضرات رضی اللہ عنہم سے نقل کی گئی ہے جن کی روایات علامہ سخاویؒ نے نقل کی ہیں۔

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

دُعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں درود شریف بکثرت پڑھنے اور اس کے انعامات وفضائل سے مالا مال فرمائیے۔

اے اللہ! درود شریف کی برکت سے ہماری دنیا وآخرت کے تمام مصائب ومشکلات حل فرمادیجئے۔

اے اللہ! حضرات صحابہ کرام کو حضور صلی اللہ علیہ سے جو محبت تھی ہمیں بھی اس محبت کا ذرہ نصیب فرمائیے۔

اے اللہ! روز محشر ہمیں اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سفاعت نصیب فرمائیے اور ایسے محسن عظیم کے حقوق وآداب بجالانے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! درود شریف کے انوار وبرکات سے ہماری دنیا وآخرت کے مسائل ومشکلات حل فرمادیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اَسّی سال کے گناہ معاف

وعن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الصلوٰة علي نور علي الصراط ومن صلى علي يوم الجمعة ثمانين مرة غفرت له ذنوب ثمانين عاماً (ذکرہ السخاوی)

ترجمہ: ابوہریرہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مجھ پر دُرود پڑھنا۔ پُل صراط پر گذرنے کے وقت نور ہے اور جو شخص جمعہ کے دن اسی ۸۰ دفعہ مجھ پر دُرود بھیجے اس کے اسی ۸۰ سال کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

تشریح: علامہ سخاویؒ نے قولِ بدیع میں اس حدیث کو متعدد روایات سے جن پر ضعف کا حکم بھی لگایا ہے نقل کیا اور صاحبِ اتحاف نے بھی شرح احیاء میں اس حدیث کو مختلف طرق سے نقل کیا ہے اور محدثین کا قاعدہ ہے ضعیف روایت بالخصوص جب کہ وہ متعدد طرق سے نقل کی جائے فضائل میں معتبر ہوتی ہے۔ غالباً اسی وجہ سے جامع الصغیر میں ابوہریرہؓ کی اس حدیث پر حسن کی علامت لگائی ہے۔ ملاّ علی قاریؒ نے شرح شفا میں جامع الصغیر کے حوالہ سے بروایت طبرانی ودارقطنی اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ علامہ سخاویؒ کہتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت انسؓ کی روایت سے بھی نقل کی جاتی ہے اور حضرت ابوہریرہؓ کی ایک حدیث میں یہ نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اپنی جگہ سے اُٹھنے سے پہلے اسی ۸۰ مرتبہ یہ دُرود شریف پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا. اس کے اسی ۸۰ سال کے گناہ معاف ہوں گے اور اسی سال کی عبادت کا ثواب اس کے لئے لکھا جائے گا۔ دارقطنی کی ایک روایت میں حضور کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر اسی ۸۰ مرتبہ دُرود شریف پڑھے اُس کے اسی ۸۰ سال کے گناہ معاف کئے جائیں گے۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! دُرود کس طرح پڑھا جائے؟ حضور نے ارشاد فرمایا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ. اور یہ پڑھ کر ایک انگلی بند کرلے۔ اُنگلی بند کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انگلیوں پر شمار کیا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے انگلیوں پر گننے کی ترغیب وارد ہوئی ہے اور ارشاد ہُوا کہ انگلیوں پر گنا کرو اسلئے کہ قیامت میں ان کو گویائی دی جائیگی اور اُن سے پوچھا جائیگا ہم لوگ اپنے ہاتھوں سے سینکڑوں گناہ کرتے ہیں جب قیامت کے دن پیشی کے وقت میں ہاتھ اور انگلیاں وہ ہزار گناہ گنوائیں' جواُن سے زندگی میں کئے گئے ہیں ان کے ساتھ کچھ نیکیاں بھی گنوائیں جو اُن سے کی گئی ہیں یا اُن سے گنی گئی ہیں۔ دارقطنی کی اس روایت کو حافظ عراقیؒ نے حسن بتلایا ہے۔ حضرت علیؓ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن سو ۱۰۰ مرتبہ دُرود پڑھے اس کے ساتھ قیامت کے دن ایک ایسی روشنی آئیگی کہ اگر اس روشنی کو ساری مخلوق پر تقسیم کیا جائے تو سب کو کافی ہوجائے۔ حضرت سہل بن عبداللہؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ اسی ۸۰ دفعہ پڑھے اس کے اسی ۸۰ سال کے گناہ معاف ہوں۔ علامہ سخاویؒ نے ایک دوسری جگہ حضرت انسؓ کی حدیث میں حضور کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ دُرود بھیجے اور وہ قبول ہوجائے تو اس کے اسی ۸۰ سال کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ نے زاد السّعید میں بحوالہ درمختار اصبہانی سے بھی حضرت انسؓ کی اس حدیث کو نقل فرمایا ہے۔ علامہ شامیؒ نے اس میں طویل بحث کی ہے کہ دُرود شریف میں بھی مقبول اور غیر مقبول ہوتے ہیں یا نہیں۔

دُرود شریف نامقبول نہیں ہوتا

شیخ ابوسلیمان دارانیؒ سے نقل کیا ہے کہ ساری عبادتوں میں مقبول اور مردود ہونے کا احتمال ہے لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر تو درود شریف قبول ہی ہوتا ہے اور بھی بعض صوفیہ سے یہی نقل کیا ہے۔

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کو واجب کرنیوالا دُرود شریف

حضرت رویفعؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں جو شخص اس طرح کہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔

المقعد المقرب کیا ہے

دُرود شریف کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے ''اے اللہ آپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر دُرود بھیجئے اور ان کو قیامت کے دن ایسے مبارک ٹھکانے پر پہنچایئے جو آپ کے نزدیک مقرب ہو۔'' علماء کے مقعد مقرب یعنی مقرب ٹھکانے میں مختلف اقوال ہیں۔ علامہ سخاویؒ کہتے ہیں کہ محتمل ہے کہ اس سے وسیلہ مراد ہو یا مقامِ محمود یا آپ کا عرش پر تشریف رکھنا یا آپ کا وہ مقام عالی جو سب سے اعلیٰ وارفع ہے حرز ثمین میں لکھا ہے کہ مقعد کو مقرب کے ساتھ اس لئے موصوف کیا ہے کہ جو شخص اس میں ہوتا ہے وہ مقرب ہوتا ہے اس وجہ سے گویا اس مکان ہی کو مقرب قرار دیا اور اس کے مصداق میں علاوہ ان اقوال کے جو سخاویؒ سے گذرے ہیں کرُسی پر تشریف فرما ہونے کا اضافہ کیا ہے۔ ملا علی قاریؒ کہتے ہیں کہ مقعد مقرب سے مرادِ مقام محمود ہے اس لئے کہ روایت میں ''یوم القیٰمۃ'' کا لفظ ذکر کیا گیا ہے۔ اور بعض روایات میں ''المقرب عندک فی الجنۃ'' کا لفظ آیا ہے یعنی وہ ٹھکانہ جو جنت میں مقرب ہو اس بناء پر اس سے مراد وسیلہ ہوگا جو جنت کے درجات میں سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دو مقام علیحدہ علیحدہ ہیں۔ ایک مقام تو وہ ہے جب کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کے میدان میں عرشِ معلّٰی کے دائیں جانب ہوں گے جس پر اوّلین وآخرین سب کو رشک ہوگا اور دوسرا آپ کا مقام جنت میں جس کے اُوپر کوئی درجہ نہیں۔ بخاری شریف کی ایک بہت طویل حدیث میں جسمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت طویل خواب جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ، جنت وغیرہ اور زنا کار، سود خوار وغیرہ لوگوں کے ٹھکانے دیکھے اس کے اخیر میں ہے کہ پھر وہ دونوں فرشتے مجھے ایک گھر میں لے گئے جس سے زیادہ حسین اور بہتر مکان میں نے نہیں دیکھا تھا اس میں بہت سے بوڑھے اور جوان عورتیں اور بچے تھے اس کے بعد وہاں سے نکال کر مجھے وہ ایک درخت پر لے گئے وہاں ایک مکان پہلے سے بھی بڑھیا تھا۔ میرے پوچھنے پر اُنہوں نے بتایا کہ پہلا مکان عام مسلمانوں کا ہے اور یہ شہداء کا۔ اسکے بعد انہوں نے کہا ذرا اُوپر سر اٹھایئے تو میں نے سر اُٹھا کر دیکھا تو ایک اَبر سا نظر آیا۔ میں نے کہا کہ میں اسکو بھی دیکھ لوں۔ ان دونوں فرشتوں نے کہا کہ ابھی آپ کی عمر باقی ہے جب پوری ہو جائیگی جب آپ اس میں تشریف لے جائیں گے۔

اللہ اللہ لوٹ کی جائے ہے

درود شریف کی مختلف احادیث میں مختلف الفاظ پر شفاعت واجب ہونے کا وعدہ کسی قیدی یا مجرم کو اگر یہ معلوم ہو جائے کہ حاکم کے یہاں فلاں شخص کا اثر ہے اور اس کی سفارش حاکم کے یہاں بڑی وقیع ہوتی ہے تو اس سفارشی کی خوشامد میں کتنی دوڑ دھوپ کی جاتی ہے۔ ہم میں سے کونسا ایسا ہے جو بڑے سے بڑے گناہ کا مجرم نہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جیسا سفارشی جو اللہ کا حبیب سارے رسولوں اور تمام مخلوق کا سردار، وہ کیسی آسان چیز پر اپنی سفارش کا وعدہ اور وعدہ بھی ایسا مؤکد فرماتے ہیں کہ مجھ پر اس کی سفارش واجب ہے۔ پھر بھی اگر کوئی شخص اس سے فائدہ نہ اٹھائے تو کس قدر خسارہ کی بات ہے۔ لغویات میں اوقات ضائع کرتے ہیں، فضول باتوں بلکہ غیبت وغیرہ گناہوں میں قیمتی اوقات کو برباد کرتے ہیں۔ ان اوقات کو درود شریف میں اگر خرچ کیا جائے تو کتنے فوائد حاصل ہوں۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

دُعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے محبوب جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نصیب فرمائیے۔ ایسی محبت جو ہمیں اتباع سنت کی بے غبار راہ پر لے چلے۔

اے اللہ! آپ نے اپنے محبوب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان کی امت کو جن فضائل و انعامات سے نوازا ہے ہمیں ان کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہمیں درود شریف بکثرت پڑھنے اور اس کے انعامات وفضائل سے مالا مال فرمائیے۔

اے اللہ! درود شریف کی برکت سے ہماری دنیا و آخرت کے تمام مصائب ومشکلات حل فرما دیجئے۔

اے اللہ! اپنے محسن اعظم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اور چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے بکثرت درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! حضرات صحابہ کرام کو حضور صلی اللہ علیہ سے جو محبت تھی ہمیں بھی اس محبت کا ذرہ نصیب فرمائیے۔

اے اللہ! آپ نے جن خوش نصیب حضرات کو درود شریف کی برکات سے نوازا ہے ہمیں بھی محض اپنے فضل وکرم سے ان حضرات میں شامل فرما دیجئے۔

اے اللہ! روز محشر ہمیں اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سفاعت نصیب فرمائیے اور ایسے محسن عظیم کے حقوق وآداب بجالانے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! درود شریف کے انوار وبرکات سے ہماری دنیا وآخرت کے مسائل ومشکلات حل فرما دیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وہ درود جس کا ثواب ستر فرشتے ہزار دن تک لکھتے رہتے ہیں

عن ابن عباس رضی الله عنه قال قال رسول الله صل الله علیه وسلم من قال جزی الله عنا محمد اما هوا هله اتعب سبعین کاتبا الف صباح (رواه الطبرانی)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ حضور کا ارشاد نقل فرماتے ہیں جو شخص یہ دُعا کرے جَزَی اللهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَّا هُوَ اَهْلُهٗ ترجمہ: اللہ جل شانہٗ جزا دے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہم لوگوں کی طرف سے جس بدلے کے وہ مستحق ہیں۔'' تو اس کا ثواب ستر ۷۰ فرشتوں کو ایک ہزار دن تک مشقت میں ڈالے گا۔

تشریح: نزہتہ المجالس میں بروایت طبرانی حضرت جابر کی حدیث سے حضور کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص صبح وشام یہ درود پڑھا کرے اَللّٰهُمَّ رَبَّ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاجْزِ مُحَمَّدًا صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاهُوَ اَهْلُهٗ وہ اس کا ثواب لکھنے والوں کو ایک ہزار دن تک مشقت میں ڈالے رکھے گا۔ مشقت میں ڈالے گا کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایک ہزار دن تک اس کا ثواب لکھتے لکھتے تھک جائیں گے۔ بعض علماء نے ''جس بدلے کے وہ مستحق ہیں''۔ کی جگہ ''جو بدلہ اللہ کی شان کے مناسب ہے''۔ لکھا ہے، یعنی جتنا بدلہ عطا کرنا تیری شایانِ شان ہو وہ عطا فرما اور اللہ تعالیٰ کی شان کے مناسب بالخصوص اپنے محبوب کیلئے ظاہر ہے کہ بے انتہاء ہوگا۔ حضرت حسن بصریؒ سے ایک طویل درود شریف کے ذیل میں نقل کیا گیا ہے کہ وہ اپنے درود شریف میں یہ الفاظ بھی پڑھا کرتے تھے۔ وَاَجْزِهٖ عَنَّا خَيْرَمَا جَزَيْتَ نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهٖ ''اے اللہ حضور کو ہماری طرف سے اس سے زیادہ بہتر بدلہ عطا فرمایئے جتنا کسی نبی کو اس کی اُمت کی طرف سے عطا فرمایا۔''

ایک اور حدیث میں نقل کیا گیا ہے جو شخص یہ الفاظ پڑھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضًا وَّلِحَقِّهٖ اَدَاءً وَّاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَهٗ وَاجْزِهٖ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهٗ وَاجْزِهٖ عَنَّا مِنْ اَفْضَلِ مَاجَزَيْتَ نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلِّ عَلٰی جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصَّالِحِيْنَ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ جو شخص سات جمعوں تک ہر جمعہ کو سات مرتبہ اس دُرود کو پڑھے اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے۔ ایک علامہ جو ابن المشتہر کے نام سے مشہور ہیں یوں کہتے ہیں کہ جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اللہ جل شانہٗ کی ایسی حمد کرے جو اس سب سے زیادہ افضل ہو جو اب تک اسکی مخلوق میں سے کسی نے کی ہو اوّلین و آخرین اور ملائکہ مقربین' آسمان والوں اور زمین والوں سے بھی افضل ہو اور اسی طرح یہ چاہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا دُرود پڑھے جو اس سب سے افضل ہو جتنے دُرود کسی نے پڑھے ہیں۔ اور اسی طرح یہ بھی چاہتا ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ شانہٗ سے کوئی ایسی چیز مانگے جو اس سب سے افضل ہو جو کسی نے مانگی ہو تو وہ یہ پڑھا کرے۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا اَنْتَ اَهْلُهٗ فَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ كَمَآ اَنْتَ اَهْلُهٗ وَافْعَلْ بِنَامَآ اَنْتَ اَهْلُهٗ فَاِنَّكَ اَنْتَ اَهْلُ التَّقْوٰی وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ جس کا ترجمہ یہ ہے ''اے اللہ تیرے ہی لئے حمد ہے جو تیری شان کے مناسب ہے، پس تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج جو تیری شان کے مناسب ہے اور ہمارے ساتھ بھی وہ معاملہ کر جو تیری شایانِ شان ہو بیشک تو ہی اس کا مستحق ہے کہ تجھ سے ڈرا جائے اور مغفرت کرنے والا ہے۔''

روزانہ سومرتبہ درود پڑھنے والے کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام

ابوالفضل قومانیؒ کہتے ہیں کہ ایک شخص خراسان سے میرے پاس آیا اور اُس نے یہ بیان کیا کہ میں مدینہ پاک میں تھا میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ تو حضور نے مجھ سے یہ ارشاد فرمایا۔ جب تو ہمدان جائے تو ابوالفضل بن زیرک کو میری طرف سے سلام کہہ دینا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ کیابات؟ تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ وہ مجھ پر روزانہ سو ۱۰۰ مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ یہ درُود پڑھا کرتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ جَزَی اللّٰہُ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنَّا مَا ھُوَ اَھْلُہٗ۔ ابوالفضلؒ کہتے ہیں کہ اس شخص نے قسم کھائی کہ وہ مجھے یا میرے نام کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب میں بتانے سے پہلے نہیں جانتا تھا۔ ابوالفضلؒ کہتے ہیں کہ میں نے اس کو کچھ غلّہ دینا چاہا تو اُس نے یہ کہہ کر انکار کردیا کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو بیچتا نہیں (یعنی اس کا کوئی معاوضہ نہیں لیتا ابوالفضلؒ کہتے ہیں کہ اس کے بعد پھر میں نے اس شخص کو نہیں دیکھا (بدیع)

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

دُعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے محبوب جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نصیب فرمائیے۔ ایسی محبت جو ہمیں اتباع سنت کی بے غبار راہ پر لے چلے۔

اے اللہ! آپ نے اپنے محبوب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان کی امت کو جن فضائل وانعامات سے نوازا ہے ہمیں ان کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہمیں درود شریف بکثرت پڑھنے اور اس کے انعامات وفضائل سے مالا مال فرمائیے۔

اے اللہ! درود شریف کی برکت سے ہماری دنیا وآخرت کے تمام مصائب ومشکلات حل فرمادیجئے۔

اے اللہ! اپنے محسن اعظم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اور چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے بکثرت درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! حضرات صحابہ کرام کو حضور صلی اللہ علیہ سے جو محبت تھی ہمیں بھی اس محبت کا ذرہ نصیب فرمائیے۔

اے اللہ! آپ نے جن خوش نصیب حضرات کو درود شریف کی برکات سے نوازا ہے ہمیں بھی محض اپنے فضل وکرم سے ان حضرات میں شامل فرمادیجئے۔

اے اللہ! درود شریف کے انوار وبرکات سے ہماری دنیا وآخرت کے مسائل ومشکلات حل فرمادیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اذان کے بعد درُودشریف اور وسیلہ کی دعاء

عن عبدالله بن عمروبن العاص رضی الله عنه انه سمع النبی صلی الله علیه وسلم یقول اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل مایقول ثم صلوا علی فانه من صلی علی صلٰوۃ صلی الله علیه عشرا ثم سلوا الله لی الوسیلة فانها منزلة فی الجنة لا تنبغی الالعبد من عباداللہ وارجوا ان اکون اناھوفمن سال لی الوسیلة حلت علیه الشفاعة(رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جب تم اذان سُنا کرو تو جو الفاظ مؤذن کہے وہی تم کہا کرو۔ اس کے بعد مجھ پر درُود بھیجا کرو اس لئے کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درُود بھیجتا ہے اللہ جل شانہٗ اُس پر دس ۱۰ دفعہ درُود بھیجتے ہیں پھر اللہ جل شانہٗ سے میرے لئے وسیلہ کی دُعا کیا کرو۔ وسیلہ جنت کا ایک درجہ ہے جو صرف ایک ہی شخص کو ملے گا اور مجھے اُمید ہے کہ وہ ایک شخص میں ہی ہوں پس جو شخص میرے لئے اللہ سے وسیلہ کی دُعا کریگا اُس پر میری شفاعت اُتر پڑے گی۔

وسیلہ کی دعاء مانگنے پر شفاعت واجب ہوجاتی ہے

تشریح: اُتر پڑے گی کا مطلب یہ ہے کہ محقق ہوجائے گی۔ اس لئے کہ بعض روایات میں اسکی جگہ یہ ارشاد ہے کہ اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوجائیگی۔ بخاری شریف کی ایک حدیث میں یہ ہے کہ جو شخص اذان سُنے اور یہ دُعا پڑھے اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ ۨالْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا ۨالَّذِىْ وَعَدْتَّهٗ اس کے لئے میری شفاعت اُتر جاتی ہے۔ حضرت ابوالدرداؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اذان سُنتے تو خود بھی یہ دُعا پڑھتے اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰتِهٖ سُؤْلَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور حضور اتنی آواز سے پڑھا کرتے تھے کہ پاس والے اس کو سُنتے تھے۔

وسیلہ کیا چیز ہے

اور بھی متعدد احادیث سے علامہ سخاویؒ نے یہ مضمون نقل کیا ہے اور حضرت ابوہریرہؓ سے حضور کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جب تم مجھ پر درُود پڑھا کرو تو میرے لئے وسیلہ بھی مانگا کرو۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! وسیلہ کیا چیز ہے؟ حضور نے فرمایا کہ جنّت کا اعلیٰ درجہ ہے جو صرف ایک ہی شخص کو ملے گا اور مجھے یہ اُمید ہے کہ وہ شخص میں ہی ہونگا۔ علامہ سخاویؒ کہتے ہیں کہ وسیلہ کے اصلی معنی لغت میں تو وہ چیز ہے کہ جس کیوجہ سے کسی بادشاہ یا کسی بڑے آدمی کی بارگاہ میں تقرب حاصل کیا جائے۔ لیکن اس جگہ ایک عالی درجہ مراد ہے جیسا کہ خود حدیث میں وارد ہے کہ وہ جنت کا ایک درجہ ہے اور قرآنِ پاک کی آیت وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ میں ائمہ تفسیر کے دو قول ہیں ایک تو یہ کہ اس سے وہی تقرب مراد ہے جو اُوپر گذرا۔ حضرت ابن عباسؓ مجاہدؒ عطا وغیرہ سے یہی قول نقل کیا گیا ہے۔ قتادہؓ کہتے ہیں کہ اللہ کی طرف تقرب حاصل کرو اس چیز کے ساتھ جو اس کو راضی کردے۔ واحدیؒ بغدادیؒ زمخشریؒ سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے کہ وسیلہ ہر وہ چیز ہے جس سے تقرب حاصل کیا جاتا ہو، قرابت ہو یا کوئی عمل، اور اس قول میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے توسّل حاصل کرنا بھی داخل ہے اھ اور علامہ جزریؒ نے حِصنِ حَصِین میں آدابِ دعا میں لکھا ہے وَاَنْ يَّتَوَسَّلَ اِلَى اللهِ

تَعَالٰی بِاَنْبِیَآئِہٖ وَالصَّالِحِیْنَ مِنْ عِبَادِہٖ. یعنی توسل حاصل کرے اللہ جل شانہٗ کی طرف اس کی انبیاء کے ساتھ جیسا کہ بخاری، مسندِ بزار اور حاکم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے اور اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ جیسا کہ بخاری سے معلوم ہوتا ہے علامہ سخاویؒ کہتے ہیں اور دوسرا قول آیتِ شریفہ میں یہ ہے کہ اس سے مراد محبت ہے یعنی اللہ کے محبوب بنو جیسا کہ ماوردیؒ وغیرہ نے ابوزید سے نقل کیا ہے۔

مقامِ فضیلت اور مقامِ محمود

اور حدیثِ پاک میں فضیلت سے مراد وہ مرتبہ عالیہ ہے جو ساری مخلوق سے اونچا ہو اور احتمال ہے کوئی اور مرتبہ مراد ہو یا وسیلہ کی تفسیر ہو۔ اور مقامِ محمود وہی ہے جسکو اللہ جل شانہٗ نے اپنے پاک کلام میں سورۂ بنی اسرائیل میں ارشاد فرمایا ہے عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔ ترجمہ: "اُمید ہے کہ پہنچائیں گے آپ کو آپ کے رب مقامِ محمود میں۔" مقامِ محمود کی تفسیر میں علماء کے چند اقوال ہیں یہ کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی اُمت کے اُوپر گواہی دینا ہے اور کہا گیا ہے کہ حمد کا جھنڈا جو قیامت کے دن آپ کو دیا جائیگا مُراد ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اللہ جل شانہٗ آپ کو قیامت کے دن عرش پر اور بعض نے کہا کُرسی پر بٹھانے کو کہا ہے۔ ابنِ جوزیؒ نے ان دونوں قولوں کو بڑی جماعت سے نقل کیا ہے اور بعضوں نے کہا کہ اس سے مراد شفاعت ہے اس لئے کہ وہ ایسا مقام ہے کہ اس میں اولین و آخرین سب ہی آپ کی تعریف کریں گے۔ علامہ سخاویؒ استاذ حافظ ابنِ حجرؒ کے اتباع میں کہتے ہیں، ان اقوال میں کوئی منافات نہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ عرش و کرسی پر بٹھانا شفاعت کی اجازت کی علامت ہو اور جب حضور وہاں تشریف فرما ہو جائیں تو اللہ جل شانہٗ ان کو حمد کا جھنڈا عطا فرمائے اور اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت پر گواہی دیں۔ ابنِ حبان کی ایک حدیث میں حضرت کعب بن مالکؓ سے حضور کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ اللہ جل شانہٗ قیامت کے دن لوگوں کو اٹھائیں گے پھر مجھے ایک سبز جوڑا پہنائیں گے، پھر میں وہ کہوں گا جو اللہ چاہیں، پس یہی مقامِ محمود ہے۔ حافظ ابنِ حجرؒ کہتے ہیں کہ "پھر میں کہوں گا" سے مراد وہ حمد وثنا ہے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، شفاعت سے پہلے کہیں گے اور مقامِ محمود ان سب چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے جو اس وقت میں پیش آئیں گی انتہٰی۔ حضور کے اس ارشاد کا مطلب کہ میں وہ کہوں گا جو اللہ چاہیں گے حدیث کی کتابوں بخاری، مسلم شریف وغیرہ میں شفاعت کی طویل حدیث میں حضرت انسؓ سے نقل کیا گیا ہے۔ جس میں یہ مذکور ہے کہ جب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کروں گا تو سجدہ میں گر جاؤں گا۔ اللہ جل شانہٗ، مجھے سجدہ میں جب تک چاہیں گے پڑا رہنے دیں گے۔ اس کے بعد اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہوگا۔ محمد سر اُٹھاؤ۔ اور کہو، تمہاری بات سُنی جائیگی، سفارش کرو قبول کی جائے گی، مانگو تمہارا سوال پورا کیا جائے گا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، اس پر میں سجدہ سے سر اُٹھاؤں گا۔ پھر اپنے رب کی وہ حمد وثناء کروں گا جو اس وقت میرا رب مجھے الہام کرے گا۔ پھر میں اُمت کے لئے سفارش کروں گا۔ بہت لمبی حدیث سفارش کی ہے جو مشکوٰۃ میں بھی مذکور ہے

ہاں ہاں اجازت ہے تجھے، آ، آج عزت ہے تجھے
زیبا شفاعت ہے تجھے بے شک یہ ہے حصّہ ترا

تنبیہ: یہاں ایک بات قابلِ لحاظ ہے کہ اُوپر کی دُعاء میں اَلْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ کے بعد وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ کا لفظ بھی مشہور ہے۔

محدثین فرماتے ہیں کہ یہ لفظ اس حدیث میں ثابت نہیں۔ البتہ بعض روایات میں جیسا کہ حصنِ حصین میں بھی ہے۔ اس کے اخیر میں اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ کا اضافہ ہے۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

مسجد میں آتے جاتے ہوئے سلام بھیجنا

عن ابی حمیداو ابی اسید الساعدی قال قال رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم اذا دخل احدکم فی المسجد فلیسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم لیقل اللھم افتح لی ابواب رحمتک واذا خرج من المسجد فلیسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم لیقل اللھم افتح لی ابواب فضلک (ابو داوٗد والنسائی)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہوا کرے تو نبی (کریم) صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجا کرے پھر یوں کہا کرے اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ ''اے میرے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھولدے'' اور جب مسجد سے نکلا کرے تب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجا کرے اور یوں کہا کرے اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ ''اے اللہ میرے لئے اپنے فضل (یعنی روزی) کے دروازے کھول دے۔

مسجد میں جانے کے وقت رحمت کے دروازوں کا کھلنا

تشریح: مسجد میں جانے کے وقت رحمت کے دروازے کھلنے کی وجہ یہ ہے کہ جو مسجد میں جاتا ہے وہ اللہ کی عبادت میں مشغول ہونے کیلئے جاتا ہے وہ اللہ کی رحمت کا زیادہ محتاج ہے کہ وہ اپنی رحمت سے عبادت کی توفیق عطا فرمائے پھر اس کو قبول فرمائے۔ مظاہر حق میں لکھا ہے' دروازے رحمتِ کے کھول بسبب برکت اس مکان شریف کے یا بسبب توفیق دینے نماز کی اس میں یا بسبب کھولنے حقائق نماز کے اور مراد فضل سے رزق حلال ہے کہ بعد نکلنے کے نماز سے اس کی طلب کو جاتا ہے اھ اور اس میں قرآنِ پاک کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے جو سورۂ جمعہ میں وارد ہے۔

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل

علامہ سخاویؒ نے حضرت علیؓ کی حدیث سے نقل کیا ہے کہ جب مسجد میں داخل ہوا کرو تو حضور پر دُرُود بھیجا کرو اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو درود وسلام بھیجتے محمد پر (یعنی خود اپنے اُوپر) اور پھر یوں فرماتے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِی ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ

اور جب مسجد سے نکلتے تب بھی اپنے اُوپر درود وسلام بھیجتے اور فرماتے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِی ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ

حضرت انسؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو پڑھا کرتے

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ

اور جب باہر تشریف لاتے تب بھی یہ پڑھا کرتے

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسے حضرت حسنؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ دُعا سکھلائی تھی کہ جب وہ مسجد میں داخل ہوا کریں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا کریں اور یہ دُعا پڑھا کریں

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَافْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ

اور جب نکلا کریں جب بھی یہی دُعا پڑھا کریں اور اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ کی جگہ اَبْوَابَ فَضْلِکَ ۔

دیگر روایات

حضرت ابو ہریرہؓ سے حضور کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص تم میں سے سجد میں جایا کرے تو حضور پر سلام پڑھا کرے اور یوں کہا کرے

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ

اور جب مسجد سے نکلا کرے تو حضور پر سلام پڑھا کرے اور یوں کہا کرے

اَللّٰھُمَّ اعْصِمْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔

حضرت کعبؓ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے کہا کہ میں تجھے دو باتیں بتاتا ہوں انہیں بھولنا مت ایک یہ کہ جب مسجد میں جائے تو حضور پر درُود بھیجے اور یہ دُعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ

اور جب باہر نکلے (مسجد سے) تو یہ دُعا پڑھا کر

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَاحْفَظْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔

اور بھی بہت سے صحابہؓ اور تابعین سے یہ دعائیں نقل کی گئی ہیں۔

مسجد میں جانے کی دعاء

صاحب حِصن حصینؒ نے مسجد میں جانے کی اور مسجد سے نکلنے کی متعدد دعائیں مختلف احادیث سے نقل کی ہیں، ابو داؤد شریف کی روایت سے مسجد میں داخل ہونے کے وقت یہ دُعاء نقل کی ہے

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْھِہِ الْکَرِیْمِ وَسُلْطَانِہِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

”میں پناہ مانگتا ہوں اس اللہ کے ذریعہ سے جو بڑی عظمت والا ہے اور اسکی کریم ذات کے ذریعہ سے اور اسکی قدیم بادشاہت کے ذریعہ سے شیطان مردُود کے حملہ سے۔“ حِصنِ حصین میں تو اتنا ہی ہے۔ لیکن ابو داؤد میں اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پاک ارشاد بھی نقل کیا ہے کہ جب آدمی یہ دُعاء پڑھتا ہے تو شیطان یوں کہتا ہے کہ مجھ سے تو یہ شخص شام تک کے لئے محفوظ ہو گیا۔ اس کے بعد صاحب حِصن مختلف احادیث سے نقل کرتے ہیں کہ جب مسجد میں داخل ہو تو

بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ کہے۔

ایک اور حدیث میں وَعَلٰی سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ہے

اور ایک حدیث میں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

اور مسجد میں داخل ہونے کے بعد

اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ پڑھے

اور جب مسجد سے نکلنے لگے جب بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اور ایک حدیث میں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ اعْصِمْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ہے۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے درُودشریف

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم .... مَنْ صَلّٰی عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَعَلٰی جَسَدِہٖ فِی الْاَجْسَادِ وَعَلٰی قَبْرِہٖ فِی الْقُبُوْرِ (قول بدیع)

ترجمہ: ''جوشخص روحِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پرارواح میں اور آپ کے جسدِ اطہر پر بدنوں میں اور آپ کی قبر مبارک پر قبور میں درود بھیجے گا وہ مجھے خواب میں دیکھے گا۔''

تشریح: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تمنا کونسا مسلمان ایسا ہوگا جس کو نہ ہولیکن عشق ومحبت کی بقدراس کی تمنائیں بڑھتی رہتی ہیں اور اکابرو مشائخ نے بہت سے اعمال اور بہت سے درُودوں کے متعلق اپنے تجربات تحریر کئے ہیں کہ ان پرعمل سے سیدالکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی۔ علامہ سخاویؒ نے قولِ بدیع میں خودحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ایک ارشاد نقل کیا ہے۔ مَنْ صَلّٰی عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَعَلٰی جَسَدِہٖ فِی الْاَجْسَادِ وَعَلٰی قَبْرِہٖ فِی الْقُبُوْرِ ''جوشخص روحِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پرارواح میں اور آپ کے جسدِ اطہر پر بدنوں میں اور آپ کی قبر مبارک پر قبور میں درود بھیجے گا وہ مجھے خواب میں دیکھے گا۔'' اور جو مجھے خواب میں دیکھے گا وہ قیامت میں دیکھے گا اور جو مجھے قیامت میں دیکھے گا میں اُس کی سفارش کروں گا اور جس کی میں سفارش کروں گا وہ میرے حوض سے پانی پئے گا اور اللہ جل شانہٗ اس کے بدن کو جہنم پر حرام فرمادیں گے۔ علامہ سخاویؒ کہتے ہیں کہ ابوالقاسم بستیؒ نے اپنی کتاب میں یہ حدیث نقل کی ہے مگر مجھے اب تک اس کی اصل نہیں ملی۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ جوشخص یہ ارادہ کرے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے وہ یہ درُود پڑھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَنَآ اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْہِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا ھُوَ اَھْلُہٗ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی جو شخص اس درُودشریف کو طاق عدد کے موافق پڑھیگا وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کریگا اور اس پراس کا اضافہ بھی کرنا چاہیے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی جَسَدَ مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْسَادِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی قَبْرِمُحَمَّدٍ فِی الْقُبُوْرِ۔

مختلف بزرگوں کے مختلف عمل

حضرت تھانوی رحمہ اللہ زادالسعید میں تحریرفرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ لذیذ تر اور شیریں تر خاصیت درودشریف کی یہ ہے کہ اس کی بدولت عُشاق کوخواب میں حضورپُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی دولتِ زیارت میسّر ہوتی ہے۔ بعض درودوں کو بالخصوص بزرگوں نے آزمایا ہے۔ شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ترغیب اہل السعادت میں لکھا ہے کہ شبِ جمعہ میں دورکعت نمازنفل پڑھے اور ہر رکعت میں گیارہ ۱۱بار آیت الکرسی اور گیارہ بارقُل ھواللہ اور بعد سلام سو۱۰۰بار یہ درودشریف پڑھے۔ ان شاءاللہ تین ۳ جمعے نہ گذرنے پائیں گے کہ زیارت نصیب ہوگی وہ درُودشریف یہ ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ ۣالنَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ دیگر شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ جو شخص دو۲ رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں بعد الحمد کے پچیس ۲۵ بارقل ھواللہ اور بعد

سلام کے یہ دُرود شریف ہزار مرتبہ پڑھے دولتِ زیارت نصیب ہو، وہ یہ ہے، صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ ۔ دیگر نیز شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ سوتے وقت ستر ۷۰ بار اس درود شریف کو پڑھنے سے زیارت نصیب ہو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدَنِ اَسْرَارِكَ وَلِسَانِ حُجَّتِكَ وَعُرُوْسِ مَمْلُكَتِكَ وَاِمَامِ حَضْرَتِكَ وَطِرَازِ مُلْكِكَ وَخَزَائِنِ رَحْمَتِكَ وَطَرِيْقِ شَرِيْعَتِكَ اَلْمُتَلَذِّذِ بِتَوْحِيْدِكَ اِنْسَانُ عَيْنِ الْوُجُوْدِ وَالسَّبَبُ فِيْ كُلِّ مَوْجُوْدٍ عَيْنُ اَعْيَانِ خَلْقِكَ الْمُتَقَدِّمُ مِنْ نُّوْرِ ضِيَآئِكَ صَلٰوةً قُدُوْمُ بِدَوَامِكَ وَتَبْقٰى بِبَقَآئِكَ لَا مُنْتَهٰى لَهَا دُوْنَ عِلْمِكَ صَلٰوةً تُرْضِيْكَ وَتُرْضِيْهِ وَتَرْضٰى بِهَا عَنَّا يَارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ دیگر اس کو بھی سوتے وقت چند بار پڑھنا زیارت کے لئے شیخ نے لکھا ہے۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْحِلِّ وَالْحَرَامِ وَرَبَّ الْبَيْتِ الْحَرَامِ وَرَبَّ الرُّكْنِ وَالْمُقَامِ اَبْلِغْ لِرُوْحِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مِّنَّا السَّلَامَ ۔ مگر بڑی شرط اس دولت کے حصول میں قلب کا شوق سے پُر ہونا اور ظاہری و باطنی مصیبتوں سے بچنا ہے۔ انتہیٰ۔

حضرت خضر علیہ السلام کا بتایا ہوا عمل

حضرت شیخ المشائخ قطب الارشاد شاہ ولی اللہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے اپنی کتاب نوادر میں بہت سے مشائخ تصوف اور ابدال کے ذریعہ سے حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ السّلام سے متعدد اعمال نقل کئے ہیں اگرچہ محدثانہ حیثیت سے اُن پر کلام ہے لیکن کوئی فقہی مسئلہ نہیں جس میں دلیل اور حجت کی ضرورت ہو، مبشرات اور منامات ہیں۔ منجملہ ان کے لکھا ہے کہ ابدال میں سے ایک بزرگ نے حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے درخواست کی کہ مجھے کوئی عمل بتایئے جو میں رات میں کیا کروں انہوں نے فرمایا کہ مغرب سے عشاء تک نفلوں میں مشغول رہا کر، کسی شخص سے بات نہ کر، نفلوں میں دو، دو رکعت پر سلام پھیرتا رہا کر اور ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ اور تین مرتبہ قُل ہو اللہ پڑھتا رہا کر عشاء کے بعد بھی بغیر بات کئے اپنے گھر چلا جا اور وہاں جا کر دو ۲ رکعت نفل پڑھ، ہر رکعت میں ایک دفعہ سورۂ فاتحہ اور سات ۷ مرتبہ قل ہو اللہ، نماز کا سلام پھیرنے کے بعد ایک سجدہ کر جس میں سات ۷ دفعہ استغفار، سات ۷ مرتبہ دُرود شریف اور سات دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پھر سجدہ سے سر اُٹھا کر دُعا کے لئے ہاتھ اٹھا اور یہ دُعاء پڑھ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا اِلٰهَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ يَا رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا يَا رَبِّ يَا رَبِّ يَارَبِّ يَآاَللّٰهُ يَآاَللّٰهُ يَااَللّٰهُ۔ پھر اسی حال میں ہاتھ اٹھائے ہوئے کھڑا ہو اور کھڑے ہو کر پھر یہی دُعاء پڑھ۔ پھر دائیں کروٹ پر قبلہ کی طرف منہ کر کے لیٹ جا اور سونے تک دُرود شریف پڑھتا رہ۔ جو شخص یقین اور نیک نیتی کے ساتھ اس عمل پر مداومت کرے گا، مرنے سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور خواب میں دیکھے گا۔ بعض لوگوں نے اس کا تجربہ کیا انہوں نے دیکھا کہ وہ جنت گئے۔ وہاں انبیاء کرام اور سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور اُن سے بات کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ اس عمل کے بہت سے فضائل ہیں جن کو ہم نے اختصاراً چھوڑ دیا۔ اور بھی متعدد عمل اس نوع کے حضرت پیرانِ پیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کئے ہیں، علامہ دمیریؒ نے حیٰوۃ الحیوٰن میں لکھا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن جمعہ کی نماز کے بعد باوضو ایک پرچہ پر محمد رسول اللہ احمد رسول اللہ پینتیس ۳۵ مرتبہ لکھے اور اس پرچہ کو اپنے ساتھ رکھے اللہ جل شانہٗ اس کو طاعت پر قوت عطا فرماتا ہے اور اس کی برکت میں مدد فرماتا ہے اور شیاطین کے وساوس سے

حفاظت فرماتا ہے اور اگر اس پرچہ کو روزانہ طلوع آفتاب کے وقت درود شریف پڑھتے ہوئے غور سے دیکھتا رہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں کثرت سے ہوا کرے۔

اصل چیز اطاعت ہے

خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جانا بڑی سعادت ہے لیکن دو امور قابلِ لحاظ ہیں۔ اوّل وہ جس کو حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ نے نشر الطیب میں تحریر فرمایا ہے۔ حضرت تحریر فرماتے ہیں "جاننا چاہیے کہ جس کو بیداری میں یہ شرف نصیب نہیں ہوا' اس کے لئے بجائے اس کے خواب میں زیارت سے مشرف ہو جانا سرمایہ تسلّی اور فی نفسہ ایک نعمتِ عظمٰی دولتِ کبریٰ ہے اور اس سعادت میں اکتساب کو اصلاً دخل نہیں محض وھبی چیز ہے۔

ہزاروں کی عمریں اس حسرت میں ختم ہو گئیں۔ البتہ غالب یہ ہے کہ کثرتِ درود شریف وکمال اتباع سنّت وغلبۂ محبت پر یہ مقام مل جاتا ہے لیکن چونکہ لازمی اور کلی نہیں اسلئے اس کے نہ ہونے سے مغموم ومحزون نہ ہونا چاہیئے کہ بعض کے لئے اسی میں حکمت ورحمت ہے۔ عاشق کو رضاء محبوب سے کام خواہ وصل ہو تب' ہجر ہو تب

عارف شیرازیؒ فرماتے ہیں۔ "فراق ووصل کیا ہوتا ہے محبوب کی رضا ڈھونڈ کہ محبوب سے اس کی رضاء کے سوا تمنا کرنا ظلم ہے۔"

اسی سے یہ بھی سمجھ لیا جاوے کہ اگر زیارت ہو گئی مگر طاعت سے رضا حاصل نہ کی تو وہ کافی نہ ہوگی کیا خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بہت سے صورۃً زائر معنًی مھجور اور بعضے صورۃً مھجور جیسے اویس قرنیؒ۔ اویسؒ قرنی معنًی قرب سے مسرور تھے۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک زمانہ میں کتنے لوگ ایسے تھے کہ جن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر وقت زیارت ہوتی تھی' لیکن اپنے کفر ونفاق کی وجہ سے جہنمی رہے اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور تابعی ہیں۔ اکابر صوفیہ میں ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسلمان ہو چکے تھے لیکن اپنی والدہ کی خدمت کی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے لیکن اس کے باوجود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے ان کا ذکر فرمایا اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو تم میں سے اُن سے مِلے وہ ان سے اپنے لئے دعائے مغفرت کرائے۔ ایک روایت میں حضرت عمرؓ سے نقل کیا گیا کہ حضور نے اُن سے حضرت اویسؒ کے متعلق فرمایا کہ اگر وہ کسی بات پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ اس کو ضرور پُورا کرے۔ تم اُن سے دُعائے مغفرت کرانا (اصابہ)

؎ گو تھے اویسؒ دور مگر ہو گئے قریب
بُوجہل تھا قریب مگر دُور ہو گیا

اس حدیث کی مزید تشریح اگلے درس میں آئے گی ان شاء اللہ

دُعا کیجئے

اے اللہ! درود شریف کی برکت سے ہماری دنیا وآخرت کے تمام مصائب ومشکلات حل فرما دیجئے۔

اے اللہ! اپنے محسن اعظم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اور چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے بکثرت درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اس نے یقیناً آپ ہی کو دیکھا

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ صَلّٰی عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَعَلٰی جَسَدِہٖ فِی الْاَجْسَادِ وَعَلٰی قَبْرِہٖ فِی الْقُبُوْرِ (قول بدیع)

ترجمہ: ”جو شخص روحِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ارواح میں اور آپ کے جسدِ اطہر پر بدنوں میں اور آپ کی قبر مبارک پر قبور میں درود بھیجے گا وہ مجھے خواب میں دیکھے گا۔“

تشریح: اس حدیث کے بارہ میں کچھ تفصیل گذشتہ درس میں بیان ہو چکی ہے مذکورہ بالا حدیث میں دوسرا امر قابلِ تنبیہ یہ ہے کہ جس شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اس نے یقیناً اور قطعاً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زیارت کی۔ روایات صحیحہ سے یہ بات ثابت ہے اور محقق ہے کہ شیطان کو اللہ تعالیٰ نے یہ قدرت عطا نہیں فرمائی کہ وہ خواب میں آ کر کسی طرح اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہونا ظاہر کرے۔ مثلاً یہ کہے کہ میں نبی ہوں یا خواب دیکھنے والا شیطان کو نعوذ باللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ بیٹھے' اس لئے یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ لیکن اسکے باوجود اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اصلی ہیئت میں نہ دیکھے یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی ہیئت اور حلیہ میں دیکھے جو شانِ اقدس کے مناسب نہ ہو تو وہ دیکھنے والے کا قصور ہوگا جیسا کہ کسی شخص کی آنکھ پر سرخ یا سبز یا سیاہ عینک لگا دی جائے تو جس رنگ کی آنکھ پر عینک ہوگی اسی رنگ کی سب چیزیں نظر آئینگی۔ اسی طرح بھینگے کو ایک کے دو نظر آتے ہیں۔ اگر نئے ٹائم پیس کی لمبائی میں کوئی شخص اپنا چہرہ دیکھے تو اتنا لمبا نظر آئے گا کہ حد نہیں۔ اور اگر اس کی چوڑائی میں اپنا چہرہ دیکھے تو ایسا چوڑا نظر آئے گا کہ خود دیکھنے والے کو اپنے چہرہ پر ہنسی آ جائے گی۔ اسی طرح سے اگر خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ارشاد شریعتِ مطہرہ کے خلاف سُنے تو وہ محتاجِ تعبیر ہے' شریعت کے خلاف اس پر عمل کرنا جائز نہیں چاہے کتنے ہی بڑے شیخ اور مقتدیٰ کا خواب ہو۔ مثلاً کوئی شخص دیکھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ناجائز کام کرنے کی اجازت یا حکم دیا تو وہ درحقیقت حکم نہیں بلکہ ڈانٹ ہے جیسا کہ کوئی شخص اپنی اولاد کو کسی بُرے کام کو روکے اور وہ مانتا نہ ہو تو اس کو تنبیہ کے طور پر کہا جاتا ہے کہ کر اور کر۔ یعنی اس کا مزہ چکھاؤ نگا۔ اور اسی طرح سے کلام کے مطلب کا سمجھنا جس کو تعبیر کہا جاتا ہے یہ بھی ایک دقیق فن ہے۔ تعطیر الانام فی تعبیر المنام میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے خواب میں یہ دیکھا کہ اس سے ایک فرشتہ نے یہ کہا کہ تیری بیوی تیرے فلاں دوست کے ذریعہ تجھے زہر پلانا چاہتی ہے۔ ایک صلعب نے اس کی تعبیر یہ دی اور وہ صحیح تھی کہ تیری بیوی اس فلاں سے زِنا کرتی ہے۔ اسی طرح اور بہت سے واقعات اس قسم کے فنِ تعبیر کی کتابوں میں لکھے ہیں۔ مظاہر حق میں لکھا ہے کہ امام نوویؒ نے کہا ہے کہ صحیح یہی ہے کہ جس نے حضور کو خواب میں دیکھا اُس نے آنحضرت ہی کو دیکھا خواہ آپ کی صفت معروفہ پر دیکھا ہو یا اس کے علاوہ' اور اختلاف اور تفاوت صورتوں کا باعتبار کمال و نقصان دیکھنے والے کے ہے۔ جس نے حضرت کو اچھی صورت میں دیکھا بسبب کمال دین اپنے کے دیکھا اور جس نے برخلاف اس کے دیکھا بسبب نقصان اپنے دین کے دیکھا۔ اسی طرح ایک نے بڈھا دیکھا ایک نے

جوان اور ایک نے راضی اور ایک خفا۔ یہ تمام مبنی ہے اوپر اختلاف حال دیکھنے والے کے، پس دیکھنا آنحضرت کا گویا کسوٹی ہے معرفت احوال دیکھنے والے کے اور اس میں ضابطہ مفیدہ ہے سالکوں کے لئے کہ اس سے احوال اپنے باطن کا معلوم کر کے علاج اس کا کریں۔ اور اسی قیاس پر بعض ارباب تمکین نے کہا ہے کہ جو کلام آنحضرت سے خواب میں سُنے تو اس کو سُنّتِ قویمہ پر عرض کرے، اگر موافق ہے تو حق ہے اور اگر مخالف ہے تو بسبب خلل سامعہ اُس کی کے ہے پس رؤیائے ذات کریمہ اور اس چیز کا کہ دیکھی یا سُنی جاتی ہے حق ہے اور جو تفاوت اور اختلاف سے ہے تجھ سے ہے۔ حضرت شیخ علی متقیؒ نقل کرتے تھے کہ ایک فقیر نے فقراء مغرب سے آنحضرت کو خواب میں دیکھا کہ اس کو شراب پینے کے لئے فرماتے ہیں۔ اُس نے واسطے رفع اس اشکال کے علماء سے استفتاء کیا کہ حقیقتِ حال کیا ہے۔ ہر ایک عالِم نے محمل اور تاویل اس کی بیان کی۔ ایک عالِم تھے مدینہ میں نہایت مُتّبع سنت، اُن کا نام شیخ محمد عرات تھا۔ جب وہ استفتاء اُن کی نظر سے گذرا، فرمایا یُوں نہیں جس طرح اُس نے سُنا ہے۔ آنحضرت نے اس کو فرمایا کہ لاتشرب الخمر، یعنی شراب نہ پیا کر۔ اس نے لاتشرب کو اشرب سُنا۔ حضرت شیخ (عبدالحق) نے اس مقام کو تفصیل سے لکھا ہے حضرت شیخ نے فرمایا کہ لاتشرب کو اشرب سن لیا محتمل ہے لیکن اگر اشربِ الخمر ہی فرمایا ہو یعنی پی شراب، تو یہ دھمکی بھی ہوسکتی ہے جیسا کہ لہجے کے فرق سے اس قسم کی چیزوں میں فرق ہو جایا کرتا ہے۔

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

دُعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے محبوب جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نصیب فرمائیے۔ ایسی محبت جو ہمیں اتباع سنت کی بے غبار راہ پر لے چلے۔

اے اللہ! آپ نے اپنے محبوب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان کی امت کو جن فضائل وانعامات سے نوازا ہے ہمیں ان کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہمیں درود شریف بکثرت پڑھنے اور اس کے انعامات وفضائل سے مالا مال فرمائیے۔

اے اللہ! درود شریف کی برکت سے ہماری دنیا وآخرت کے تمام مصائب ومشکلات حل فرما دیجئے۔

اے اللہ! اپنے محسن اعظم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اور چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے بکثرت درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! حضرات صحابہ کرام کو حضور صلی اللہ علیہ سے جو محبت تھی ہمیں بھی اس محبت کا ذرہ نصیب فرمائیے۔

اے اللہ! درود شریف کے انوار وبرکات سے ہماری دنیا وآخرت کے مسائل ومشکلات حل فرما دیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

درود شریف نہ بھیجنے والے کیلئے وعید

عن کعب بن عجرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم احضروا المنبر فحضرنا فلما ارتقی درجة قال امین ثم ارتقی الثانیة فقال امین (رواہ الحاکم)

ترجمہ: حضرت کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ منبر کے قریب ہو جاؤ ہم لوگ حاضر ہوگئے جب حضور نے منبر کے پہلے درجہ پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا آمین جب دوسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین جب تیسرے پر قدم رکھا تو فرمایا آمین جب آپ خطبہ سے فارغ ہو کر نیچے اُترے تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپ سے (منبر پر چڑھتے ہوئے) ایسی بات سُنی جو پہلے کبھی نہیں سُنی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسوقت جبرئیل علیہ السّلام میرے سامنے آئے تھے (جب پہلے درجہ پر میں نے قدم رکھا تو) انہوں نے کہا ہلاک ہو جیو وہ شخص جس نے رمضان کا مبارک مہینہ پایا پھر بھی اسکی مغفرت نہ ہوئی۔ میں کہا آمین، پھر جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو جیو وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر مبارک ہو اور وہ دُرود نہ بھیجے میں نے کہا آمین جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جسکے سامنے اسکے والدین یا اُن میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پاویں اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں میں نے کہا آمین۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمین

تشریح: "اس حدیث میں حضرت جبرئیلؑ نے تین بد دعائیں دی ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں پر آمین فرمائی۔ اوّل حضرت جبرئیل علیہ السّلام جیسے مقرب فرشتے کی بد دعا ہی کیا کم تھی اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمین نے تو جتنی سخت بدُ عا بنادی وہ ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل سے ہم لوگوں کو ان تینوں چیزوں سے بچنے کی توفیق عطا فرماویں اور ان برائیوں سے محفوظ رکھیں ورنہ ہلاکت میں کیا تردّد ہے۔

درمنثور کی بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خود حضرت جبرئیل علیہ السّلام نے حضور سے کہا کہ آمین کہو تو حضور نے آمین فرمایا، جس سے اور بھی زیادہ اہتمام معلوم ہوتا ہے۔" علامہ سخاویؒ نے اس مضمون کی متعدد روایتیں ذکر کی ہیں۔ حضرت مالک بن حویرثؓ سے بھی ایک روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ منبر پر چڑھے۔ جب پہلے درجہ پر قدم رکھا تو فرمایا آمین، پھر دوسرے درجہ پر قدم رکھا تو فرمایا آمین، پھر تیسرے پر قدم رکھا تو فرمایا آمین۔ پھر ارشاد فرمایا کہ میرے پاس جبرئیلؑ آئے تھے انہوں نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو شخص رمضان کو پاوے اور اسکی مغفرت نہ کی جائے اللہ اس کو ہلاک کرے میں کہا آمین اور وہ شخص کہ جس نے ماں باپ یا اُن میں سے ایک کا زمانہ پایا ہو پھر بھی جہنم میں داخل ہو گیا ہو (یعنی ان کی ناراضی کی وجہ سے) اللہ اسکو ہلاک کرے۔ میں نے کہا آمین، اور جس کے سامنے آپ کا ذکر مبارک آوے اور وہ درود نہ پڑھے اللہ اس کو ہلاک کرے میں نے کہا آمین۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہ مضمون نقل کیا گیا ہے وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر کے ایک درجہ پر چڑھے اور فرمایا آمین، پھر دوسرے درجہ پر چڑھ کر فرمایا آمین، پھر

تیسرے پر چڑھ کر فرمایا آمین۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے آمین کس بات پر فرمائی تھی؟ حضور نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیلؑ آئے تھے اور انہوں نے کہا (زمین پر) ناک رگڑے وہ شخص جس نے اپنے والدین یا اُن میں سے ایک کا زمانہ پایا ہو اور انہوں نے اس کو جنت میں داخل نہ کرایا ہو' میں نے کہا آمین۔ اور ناک رگڑے وہ شخص (یعنی ذلیل ہو) جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس کی مغفرت نہ کی گئی ہو' میں نے کہا آمین' اور ناک رگڑے وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر دُرود نہ بھیجے میں نے کہا آمین۔

حضرت جابرؓ سے بھی یہ قصہ نقل کیا گیا ہے اور اسمیں بھی منبر پر تین مرتبہ آمین آمین کے بعد صحابہؓ کے سوال پر حضور نے ارشاد فرمایا کہ جب میں پہلے درجے پر چڑھا تو میرے پاس جبرئیل آئے اور انہوں نے کہا بدبخت ہو جیو وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور وہ مبارک مہینہ ختم ہو گیا اور اس کی مغفرت نہ ہوئی میں نے کہا آمین۔ پھر انہوں نے کہا بدبخت ہو جیو وہ شخص جس نے اپنے والدین کو یا اُن میں سے کسی ایک کو پایا ہو اور انہوں نے اس کو جنت میں داخل نہ کرایا ہو' میں نے کہا آمین' پھر کہا بدبخت ہو جیو وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر مبارک ہو اور اُس نے آپ پر دُرود نہ بھیجا ہو' میں نے کہا آمین۔ حضرت عمار بن یاسرؓ سے بھی یہ قصہ نقل کیا گیا ہے اور اس میں حضرت جبرئیلؑ کی ہر بددُعاء کے بعد یہ اضافہ ہے کہ جبرئیلؑ نے مجھ سے کہا امین کہو۔ حضرت ابنِ مسعودؓ سے بھی یہ حدیث نقل کی گئی ہے حضرت ابنِ عباسؓ سے بھی یہ منبر والا قصہ نقل کیا گیا ہے اور اس میں اور سخت الفاظ ہیں۔ حضور نے فرمایا جبرئیلؑ میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے یہ کہا کہ جس شخص کے سامنے آپ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے وہ جہنم میں داخل ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کرے اور اس کا ملیا میٹ کر دے' میں نے کہا آمین۔ اسی طرح والدین اور رمضان کے قصہ میں بھی نقل کیا۔ حضرت ابوذرؓ حضرت بریدہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی ان مضامین کی روایتیں ذکر کی گئی ہیں' حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں بھی یہ اضافہ ہے کہ ہر مرتبہ میں مجھ سے حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ کہو آمین جس پر میں نے آمین کہا۔ حضرت جابر بن سمرہؓ سے بھی یہ مضمون نقل کیا گیا ہے۔ نیز عبداللہ بن الحارثؓ سے بھی یہ حدیث نقل کی گئی ہے اسمیں بددُعا دو دفعہ ہے۔ اس میں ارشاد ہے کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا ہو اور اس نے دُرود نہ پڑھا ہو اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کرے پھر ہلاک کرے۔ حضرت جابرؓ نے ایک دوسری حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے وہ بدبخت ہے اور بھی اس قسم کی وعیدیں کثرت سے ذکر کی گئی ہیں۔ علامہ سخاویؒ نے ان وعیدوں کو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کے وقت درود شریف نہ پڑھنے پر وارد ہوئی ہیں مختصر الفاظ میں جمع کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ایسے شخص پر ہلاکت کی بددُعاء ہے اور شقاوت کے حاصل ہونے کی خبر ہے' نیز جنت کا راستہ بھول جانے کی اور جہنم میں داخل ہونے کی اور یہ کہ وہ شخص ظالم ہے اور یہ کہ وہ سب سے زیادہ بخیل ہے اور کسی مجلس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف نہ پڑھا جائے اس کے بارہ میں کئی طرح کی وعیدیں ذکر کی ہیں اور یہ کہ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود نہ پڑھے اس کا دین (سالم) نہیں' اور یہ کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کی زیارت نہ کر سکے گا۔ اس کے بعد علامہ سخاویؒ نے ان سب مضامین کی روایات ذکر کی ہیں۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بخیل کون ہے؟

عن علی رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال البخیل من ذکرت عنده فلم یصل علی. (رواه النسائی)

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر کیا جاوے اور وہ مجھ پر دُرود نہ بھیجے۔

تشریح: حدیث بالا کا مضمون بھی بہت سی احادیث میں بہت سے صحابہؓ سے نقل کیا گیا ہے۔ علامہ سخاویؒ نے حضرت امام حسنؓ کی روایت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ آدمی کے بخل کے لئے یہ کافی ہے کہ میرا ذکر اس کے سامنے کیا جائے اور وہ مجھ پر دُرود نہ بھیجے۔ حضرت امام حسینؓ سے بھی حضور کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے بخیل وہ شخص ہے کہ جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث سے یہ مضمون نقل کیا گیا ہے کہ بخیل اور پورا بخیل ہے وہ شخص جسکے سامنے میرا ذکر کیا جاوے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ حضرت انسؓ سے بھی حضور کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ وہ شخص بخیل ہے کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جاوے اور وہ مجھ پر دُرود نہ بھیجے۔ اور ایک حدیث میں یہ الفاظ نقل کئے گئے ہیں کہ میں تم کو سب بخیلوں سے زیادہ بخیل بتاؤں۔ میں تمہیں لوگوں میں سب سے زیادہ عاجز بتاؤں، وہ شخص ہے کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا ہو پھر وہ مجھ پر دُرود نہ بھیجے۔ حضرت عائشہ سے ایک قصہ نقل کیا گیا ہے جس کے اخیر میں حضور کا ارشاد ہے کہ ہلاکت ہے اس شخص کیلئے جو مجھے قیامت میں نہ دیکھے۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ وہ کون شخص ہے جو آپکی زیارت نہ کرے؟ حضور نے فرمایا بخیل۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا بخیل کون؟ حضور نے فرمایا جو میرا نام سُنے اور دُرود نہ بھیجے۔ حضرت جابرؓ سے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے آدمی کے بخل کے لئے یہ کافی ہے کہ جب میرا ذکر اس کے پاس کیا جائے اور وہ مجھ پر دُرود نہ بھیجے۔ حضرت حسن بصریؒ کی روایت سے بھی حضور کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ آدمی کے بخل کے لئے یہ کافی ہے کہ میں اس کے سامنے ذکر کیا جاؤں اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ حضرت ابوذر غفاری کہتے ہیں میں ایک مرتبہ حضور علیہ الصّلوٰۃ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور نے صحابہؓ سے فرمایا۔ میں تم کو سب سے زیادہ بخیل آدمی بتاؤں؟ صحابہؓ نے عرض کیا ضرور حضور نے فرمایا کہ جس شخص کے سامنے میرا ذکر کیا جاوے اور وہ مجھ پر دُرود نہ بھیجے وہ شخص سب سے زیادہ بخیل ہے۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت دُرود نہ بھیجنا ظلم ہے

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ بات ظلم سے ہے کہ کسی آدمی کے سامنے میرا ذکر کیا جاوے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔"

ف: یقیناً اس شخص کے ظلم میں کیا تردّد ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے احسانات پر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود نہ پڑھے۔ حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کی سوانح عمری "تذکرۃ الرشید" میں لکھا ہے کہ حضرت عموماً متوسلین کو دُرود شریف پڑھنے کی تعلیم فرماتے تھے کہ کم سے کم تین سو ۳۰۰ مرتبہ روزانہ پڑھا جائے اور اتنا نہ ہو سکے تو

ایک تسبیح میں تو کمی نہ ہونی چاہیے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا احسان ہے پھر آپ پر درود بھیجنے میں بھی بخل ہو تو بڑی بے مروتی کی بات ہے۔ درُود شریف میں زیادہ تر پسندوہ تھا جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اور اس کے بعد وہ الفاظِ صلوٰۃ وسلام جو احادیث میں منقول ہیں۔ باقی دوسروں کے مؤلفہ درود تاج' لکھی وغیرہ عموماً آپؒ کو پسند نہ تھے بلکہ بعض الفاظ کو دوسرے معنیٰ کا موہم ہونے کے سبب خلافِ شرع فرمادیتے تھے۔ علامہ سخاویؒ فرماتے ہیں کہ جفاء سے مراد بروصلہ کا چھوڑنا ہے اور طبیعت کی سختی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دُوری پر بھی اطلاق کیا جاتا ہے۔

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

جس مجلس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ ہو وہ وبال ہو گی

حضرت ابو ہریرہؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں جو قوم کسی مجلس میں بیٹھے اور اس مجلس میں اللہ کا ذکر اور اس کے نبی پر درود نہ ہو تو یہ مجلس ان پر قیامت کے دن ایک وبال ہوگی۔ پھر اللہ کو اختیار ہے کہ ان کو معاف کردے یا عذاب دے۔

ایک اور حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ ہی سے یہ الفاظ نقل کیے گئے ہیں کہ جو قوم کسی مجلس میں بیٹھتی ہے پھر وہ اللہ کے ذکر اور نبی پر درود سے پہلے مجلس برخاست کردیں، تو اُن پر قیامت تک حسرت رہیگی۔ ایک اور حدیث میں ان الفاظ سے نقل کیا گیا ہے کہ جو قوم کسی مجلس میں بیٹھتی ہے اور اس مجلس میں حضور پر درُود نہ ہو تو وہ مجلس ان پر وبال ہوتی ہے۔ حضرت ابو امامہؓ سے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں پھر اللہ کے ذکر اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود سے پہلے اُٹھ کھڑے ہوں تو وہ مجلس قیامت کے دن وبال ہے حضرت ابو سعید خدریؓ سے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں اور وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود سے پہلے مجلس برخاست کریں تو اُن کو حسرت ہوگی' چاہے وہ جنت ہی میں (اپنے اعمال کی وجہ سے) داخل ہو جائیں بوجہ اس ثواب کے جس کو وہ دیکھیں گے یعنی اگر وہ اپنے دوسرے اعمال کیوجہ سے جنت میں داخل بھی ہو جائیں تب بھی اُن کو درود شریف کا ثواب دیکھ کر اس کی حسرت ہوگی کہ ہم نے اس مجلس میں درُود کیوں نہ پڑھا تھا۔ حضرت جابرؓ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جب لوگ کسی مجلس سے بغیر اللہ کے ذکر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود کے اٹھیں۔ تو ایسا ہے جیسا کسی سڑے ہوئے مُردار جانور پر سے اُٹھے ہوں یعنی ایسی گندگی محسوس ہوگی جیسے کسی سڑے ہوئے جانور کے پاس بیٹھ کر دماغ سڑ جاتا ہے۔

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

دُعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں درود شریف بکثرت پڑھنے اور اس کے انعامات وفضائل سے مالا مال فرمایئے۔

اے اللہ! اپنے محسن اعظم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمایئے۔ اور چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے بکثرت درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمایئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

درود شریف بھیجنے سے دعاء قبول ہوتی ہے

عن فضالة بن عبيد رضی الله عنه قال بينما رسول الله صلى الله عليه وسلم قاعداذدخل رجل فصلى فقال اللهم اغفرلي وارحمني (رواه الترمذی)

ترجمہ: حضرت فضالہؓ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے ایک صاحب داخل ہوئے اور نماز پڑھی پھر اللّٰھم اغفرلی وارحمنی کے ساتھ دُعا کی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اونمازی تو نے جلدی کردی جب تو نماز پڑھے تو اوّل تو اللہ جل شانہ‘ کی حمد کر جیسا کہ اس کی شان کے مناسب ہے۔ پھر مجھ پر دُرود پڑھ پھر دُعا مانگ‘ حضرت فضالہؓ کہتے ہیں پھر ایک اور صاحب آئے انہوں نے اوّل اللہ جل شانہ‘ کی حمد کی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیجا۔ حضور نے اُن صاحب سے یہ ارشاد فرمایا اے نمازی اب دُعا کر تیری دعاء قبول کی جائے گی۔

دعاء میں دُرود شریف کا مستحب ہونا

یہ مضمون بھی بکثرت روایات میں ذکر کیا گیا ہے۔ علامہ سخاویؒ کہتے ہیں کہ دُرود شریف دعاؔ کے اوّل میں‘ درمیان میں اور اخیر میں ہونا چاہیے۔ علماء نے اس کے استحباب پر اتفاق نقل کیا ہے کہ دُعا کی ابتداء اللہ تعالیٰ شانہ‘ کی حمد وثناء پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود سے ہونی چاہیے۔ اور اسی طرح اسی پر ختم ہونا چاہیے۔ اقلیشیؒ کہتے ہیں کہ جب تو اللہ سے دعاء کرے تو پہلے حمد کے ساتھ ابتداء کر پھر حضور پر دُرود بھیج اور دُرود شریف کو دعاء کے اوّل میں‘ دُعا کے بیچ میں‘ دُعا کے اخیر میں کر اور دُرود کے وقت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ فضائل کو ذکر کیا کر۔ اس کی وجہ سے تو مستجاب الدعوات بنے گا اور تیرے اور اس کے درمیان سے حجاب اُٹھ جائے گا۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا۔ حضرت جابرؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مجھکو سوار کے پیالے کی طرح سے نہ بناؤ۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! سوار کے پیالے سے کیا مطلب؟ حضور نے فرمایا اپنی حاجت سے فراغت پر برتن میں پانی ڈالتا ہے اس کے بعد اس کو اگر پینے کی یا وضو کی ضرورت ہوتی ہے تو پیتا ہے یا وضو کرتا ہے ورنہ پھینک دیتا ہے۔ مجھے اپنی دُعا کے اوّل میں بھی کیا کرو‘ اوسط میں بھی آخر میں بھی۔ علامہ سخاویؒ کہتے ہیں کہ مسافر کے پیالہ سے مراد یہ ہے کہ مسافر اپنا پیالہ سواری کے پیچھے لٹکایا کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مجھے دُعا میں سب سے اخیر میں نہ رکھو یہی مطلب صاحب اتحاف نے شرح احیاء میں بھی لکھا ہے کہ سوار اپنے پیالہ کو پیچھے لٹکا دیتا ہے یعنی مجھے اپنی دعاء میں سب سے اخیر میں نہ ڈال دو۔ حضرت ابن مسعودؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص اللہ سے کوئی چیز مانگنے کا ارادہ کرے تو اس کو چاہیے کہ اوّلاً اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے ساتھ ابتدا کرے‘ ایسی حمد وثناء جو اس کی شایانِ شان ہو‘ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور اس کے بعد دعا مانگے۔ پس اقرب یہ ہے کہ وہ کامیاب ہوگا اور مقصد کو پہنچے گا۔ حضرت عبداللہ بن بسیرؓ سے حضور کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ دعائیں ساری کی ساری رُکی رہتی ہیں۔ یہاں تک کہ اس کی ابتداء اللہ کی تعریف اور حضور پر دُرود سے نہ ہو۔ اگر ان دونوں کے بعد دُعا کرے گا تو اس کی دُعا قبول کی جائے گی۔ حضرت انسؓ سے بھی حضور کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ ہر دُعا رُکی رہتی ہے یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیجے۔ حضرت علی

کرم اللہ وجہہ سے حضور کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ تمہارا مجھ پر درود پڑھنا تمہاری دعاؤں کی حفاظت کرنے والا ہے، تمہارے رب کی رضا کا سبب ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ دُعاء آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اوپر نہیں چڑھتی یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے۔ ایک دوسری حدیث میں یہ مضمون ان الفاظ سے ذکر کیا گیا ہے کہ دُعا آسمان پر پہنچنے سے رُکی رہتی ہے اور کوئی دُعا آسمان تک اس وقت تک نہیں پہنچتی جب تک حضور پر دُرود نہ بھیجا جائے۔ جب تک حضور پر دُرود بھیجا جاتا ہے تب وہ آسمان پر پہنچتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے نقل کیا گیا ہے جب تو دُعا مانگا کرے تو اپنی دُعا میں حضور پر دُرود بھی شامل کرلیا کر اسلئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود تو مقبول ہے ہی اور اللہ جل شانہ کے کرم سے یہ بعید ہے کہ وہ کچھ کو قبول کرے اور کچھ کو رد کردے۔ حضرت علیؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں۔ کوئی دعاء ایسی نہیں ہے کہ جسمیں اور اللہ کے درمیان حجاب نہ ہو یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ پس جب وہ ایسا کرتا ہے تو وہ پردہ پھٹ جاتا ہے اور وہ دعاء محلِ اجابت میں داخل ہوجاتی ہے ورنہ لوٹادی جاتی ہے۔ ابنِ عطاؒ کہتے ہیں کہ دُعا کیلئے کچھ ارکان ہیں اور کچھ پَر ہیں۔ کچھ اسباب ہیں اور کچھ اوقات ہیں۔ اگر ارکان کے موافق ہوتی ہے تو دعا قوی ہوتی ہے اور پروں کے موافق ہوتی ہے تو آسمان پر اڑ جاتی ہے اور اگر اپنے اوقات کے موافق ہوتی ہے تو فائز ہوتی ہے اور اسباب کے موافق ہوتی ہے تو کامیاب ہوتی ہے۔ دعاء کے ارکان حضور قلب، رقت، عاجزی خشوع اور اللہ کے ساتھ قلبی تعلق اور اس کے پَر صدق ہے اور اس کے اوقات رات کا آخری حصہ اور اس کے اسباب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیجنا۔ اور بھی متعدد احادیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ دُعا رکی رہتی ہے جب تک کہ حضور پر درود نہ بھیجے۔

حاجت براری کا مسنون عمل

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور باہر تشریف لائے اور یوں ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو کوئی حاجت اللہ تعالیٰ شانہ سے یا کسی بندے سے پیش آجائے تو اس کو چاہیے کہ اچھی طرح وضو کرے اور دو ۲ رکعت نماز پڑھے پھر اللہ جل شانہ کی حمد وثنا کرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیجے۔ پھر یہ دُعا پڑھے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

نہیں کوئی معبود بجز اللہ کے جو بڑے حلم والا ہے اور بڑے کرم والا ہے ہر عیب سے پاک ہے اللہ جو رب ہے عرش عظیم کا تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو رب ہے، سارے جہانوں کا اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ان چیزوں کا جو تیری رحمت کو واجب کرنیوالی ہوں اور مانگتا ہوں تیری مغفرت کی مؤکدات کو (یعنی ایسے اعمال کہ جن سے تیری مغفرت ضروری ہوجائے) اور مانگتا ہوں حصہ ہر نیکی سے اور سلامتی ہر گناہ سے میرے لئے کوئی ایسا گناہ نہ چھوڑیئے جسکی آپ مغفرت نہ کردیں۔ اور نہ کوئی ایسا فکر وغم جس کو تو زائل نہ کردے اور نہ کوئی ایسی حاجت جو تیری مرضی کے موافق ہو اور تو اس کو پورا نہ کردے۔ اے ارحم الراحمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

درود شریف کی شرعی حیثیت

درود شریف کے بارے میں حکم کا تقاضا وجوب ہے اس لئے جمہور علماء کے نزدیک درود شریف کا کم سے کم عمر میں ایک مرتبہ پڑھنا فرض ہے۔ بعض علماء نے اس پر اجماع بھی نقل کیا ہے لیکن تیسری فصل میں جو وعیدیں اس مضمون کی گذری ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام آنے پر درُود نہ پڑھنے والا بخیل ہے' ظالم ہے' بد بخت ہے' اس پر حضور کی اور حضرت جبرئیلؑ کی طرف سے ہلاکت کی بددعائیں ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ان کی بناء پر بعض علماء کا مذہب یہ ہے کہ جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی آئے اس وقت ہر مرتبہ درُود پڑھنا واجب ہے۔ حافظ ابنِ حجرؒ نے فتح الباری میں' اس میں دس مذہب نقل کئے ہیں اور اوجز المسالک میں زیادہ بحث تفصیلی اس پر کی گئی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ بعض علماء نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ ہر مسلمان پر عمر بھر میں کم سے کم ایک مرتبہ پڑھنا فرض ہے اور اس کے بعد میں اختلاف ہے۔ خود حنفیہ کے ہاں بھی اس میں دو قول ہیں۔ امام طحاویؒ وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی آئے تو درود شریف پڑھنا واجب ہے' ان روایات کی بناء پر جو تیسری فصل میں گذریں' امام کرخیؒ وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ فرض کا درجہ ایک ہی مرتبہ ہے اور ہر مرتبہ استحباب کا درجہ ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی کے ساتھ ''سیدنا'' کہنا مستحب ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی کے ساتھ شروع میں ''سیدنا'' کا لفظ بڑھا دینا مستحب ہے۔ درمختار میں لکھا ہے کہ سیدنا کا لفظ بڑھا دینا مستحب ہے اس لئے کہ ایسی چیز کی زیادتی جو واقعہ میں ہو وہ عین ادب ہے جیسا کہ رملیؒ شافعیؒ وغیرہ نے کہا ہے اھ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سیّد ہونا ایک امر واقعی ہے لہٰذا اس کے بڑھانے میں کوئی اشکال کی بات نہیں بلکہ ادب یہی ہے لیکن بعض لوگ اس سے منع کرتے ہیں۔ غالباً ان کو ابوداؤد کی ایک حدیث سے اشتباہ ہو رہا ہے۔ ابوداؤد شریف میں ایک صحابی ابومطرفؓ سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ میں ایک وفد کے ساتھ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ہم نے حضور سے عرض کیا اَنْتَ سَیِّدُنَا آپ ہمارے سردار ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلسَّیِّدُ اللّٰہُ کہ حقیقی سیّد تو اللہ ہی ہے اور یہ ارشاد عالی بالکل صحیح ہے۔ یقیناً حقیقی سیادت اور کمال سیادت اللہ ہی کے لئے ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حضور کے نام پر سیّدنا کا بڑھانا جائز ہے۔ بالخصوص جب کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد جیسا کہ مشکوٰۃ میں حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (الحدیث) کہ میں لوگوں کا سردار ہوں گا قیامت کے دن۔ اور دوسری حدیث میں مسلم کی روایت سے نقل کیا ہے اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ کہ میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہونگا نیز بروایۃ ترمذی حضرت ابوسعید خدریؓ کی حدیث سے بھی حضور کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا فَخْرَ کہ میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور کوئی فخر کی بات نہیں حضور کے اس

پاک ارشاد کا مطلب جو ابوداؤد شریف کی روایت میں گذرا وہ کمالِ سیادت مراد ہے جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے حضور کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ مسکین وہ نہیں جس کو ایک ایک دو دو لقمے دربدر پھیراتے ہوں بلکہ مسکین وہ ہے جس کے پاس نہ وسعت ہو نہ وہ لوگوں سے سوال کرے۔ اسی طرح مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت سے حضور کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ تم پچھاڑنے والا کس کو سمجھتے ہو (یعنی وہ پہلوان جو دوسرے کو زیر کردے) صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کو سمجھتے ہیں جس کو کوئی دوسرا پچھاڑ نہ سکے۔ حضور نے فرمایا یہ پہلوان نہیں بلکہ پچھاڑنے والا (یعنی پہلوان) وہ ہے جو غصہ کے وقت میں اپنے نفس پر قابو پائے اسی حدیث پاک میں حضور کا یہ سوال بھی نقل کیا گیا کہ تم رقوب (یعنی لاولد) کس کو کہتے ہو؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ جس کے اولاد نہ ہو۔ حضور نے فرمایا یہ لاولد نہیں بلکہ لاولد وہ ہے جس نے کسی چھوٹی اولاد کو ذخیرۂ آخرت نہ بنایا ہو (یعنی اس کے کسی معصوم بچہ کی موت نہ ہوئی ہو) اب ظاہر ہے کہ جو مسکین بھیگ مانگتا ہے اس کو مسکین کہنا کون ناجائز کہہ دے گا۔ اسی طرح جو پہلوان لوگوں کو پچھاڑ دیتا ہو لیکن اپنے غصہ پر اس کو قابو نہ ہو وہ تو بہرحال پہلوان ہی کہلائے گا۔ اسی طرح سے ابوداؤد شریف میں ایک صحابیؓ کا قصہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر مہر نبوت دیکھ کر یہ درخواست کی تھی کہ آپ کی پشت مبارک پر یہ (جو اُبھرا ہوا گوشت ہے) مجھے دکھلائیے کہ میں اس کا علاج کروں کیونکہ میں طبیب ہوں۔ حضور نے فرمایا طبیب تو اللہ تعالیٰ شانہٗ ہی ہیں جس نے اس کو پیدا کیا الی آخر القصہ اب ظاہر ہے کہ اس حدیثِ پاک سے معالجوں کو طبیب کہنا کون حرام کہہ دے گا بلکہ

صاحب مجمع نے تو یہ کہا ہے کہ اللہ کے ناموں میں سے طبیب نہیں ہے اور اسی طرح سے احادیث میں بہت کثرت سے یہ مضمون ملے گا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مواقع میں کمال کے اعتبار سے نفی فرمائی ہے، حقیقت کی نفی نہیں۔ علامہ سخاویؒ فرماتے ہیں کہ علامہ مجدالدینؒ (صاحبِ قاموس) نے لکھا ہے کہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بہت سے لوگ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کہتے ہیں، اور اس میں بحث ہے وہ یوں کہتے ہیں کہ نماز میں تو ظاہر ہے کہ نہ کہنا چاہیے۔ نماز کے علاوہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر انکار کیا تھا جس نے آپ کو سیّدنا سے خطاب کیا تھا۔ جیسا کہ حدیث مشہور میں ہے لیکن حضور کا انکار احتمال رکھتا ہے کہ تواضع ہو یا مُنہ پر تعریف کرنے کو پسند نہ کیا ہو یا اس وجہ سے کہ یہ زمانہ جاہلیت کا دستور تھا یا اس وجہ سے کہ انہوں نے مبالغہ بہت کیا۔ چنانچہ انہوں نے کہا تھا کہ آپ ہمارے سردار ہیں، آپ ہمارے باپ ہیں آپ ہم سے فضیلت میں بہت زیادہ بڑھے ہوئے ہیں، آپ ہم پر بخشش کرنے میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں اور آپ جفنۃ الغراء ہیں۔ یہ بھی زمانہ جاہلیت کا ایک مشہور مقولہ ہے کہ وہ اپنے اس سردار کو جو بڑا کھلانے والا ہو اور بڑے بڑے پیالوں میں لوگوں کو دُنبوں کی چکتی اور گھی سے لب ریز پیالوں میں کھلاتا ہو اور آپ ایسے ہیں، تو ان سب باتوں کے مجموعہ پر حضور نے انکار فرمایا تھا اور فرمایا تھا' کہ شیطان تم کو مبالغہ میں نہ ڈالدے۔ حالانکہ صحیح حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ثابت ہے اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ کہ میں اولادِ آدم کا سردار ہوں۔ نیز حضور کا قول ثابت ہے اپنے نواسہ حسنؓ کے لئے اِبْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ اسی طرح سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت

سعدؓ کے بارے میں ان کی قوم کو یہ کہنا قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ کہ کھڑے ہوجاؤ اپنے سردار کے لئے اور امام نسائی کی کتاب "عمل الیوم واللیلۃ" میں حضرت سہل بن حنیفؓ کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یاسیّدی کے ساتھ خطاب کرنا وارد ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے درُود میں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ کا لفظ وارد ہے ان سب امور میں دلالتِ واضحہ ہے اور روشن دلائل ہیں اس لفظ کے جواز میں اور جو اس کا انکار کرے وہ محتاج ہے اس بات کا کہ کوئی دلیل قائم کرے علاوہ اس حدیث کے جو اوپر گذری۔ اس لئے کہ اس میں احتمالاتِ مذکورہ ہونے کی وجہ سے اس کو دلیل نہیں بنایا جاسکتا الی اخر ماذکرہ۔ یہ تو ظاہر ہے جیسا کہ اُوپر بھی ذکر کیا گیا کہ کمالِ سیادت اللہ ہی کے لئے ہے لیکن کوئی دلیل ایسی نہیں جس کی وجہ سے اس کا اطلاق غیر اللہ پر ناجائز معلوم ہوتا ہو۔ قرآنِ پاک میں حضرت یحیٰی علی نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے بارے میں سَیِّدًا وَّحُصُوْرًا کا لفظ وارد ہے۔ بخاری شریف میں حضرت عمرؓ کا ارشاد منقول ہے وہ فرمایا کرتے تھے اَبُوْبَکْرٍ سَیِّدُنَا وَاَعْتَقَ سَیِّدَنَا یَعْنِیْ بِلَالًا ابو بکرؓ ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار یعنی بلالؓ کو آزاد کیا۔ علامہ عینیؒ شرح بخاری میں لکھتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو حضرت سعدؓ کے بارے میں قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ یعنی اپنے سردار کیلئے کھڑے ہوجاؤ' کہا تو اس سے استدلال کیا جاتا ہے اس بات پر کہ اگر کوئی شخص سیّدی اور مولائی کہے تو اس کو نہیں روکا جائے گا اس لئے کہ سیادت کا مرجع اور مآل اپنے ماتحتوں پر بڑائی ہے اور ان کے لئے حُسنِ تدبیر' اسی لئے خاوند کو سیّد کہا جاتا ہے۔ جب قرآنِ پاک میں وَاَلْفَیَا سَیِّدَھَا فرمایا۔ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی شخص نے پوچھا تھا کہ کیا کوئی شخص مدینہ منورّہ میں اس کو مکروہ سمجھتا ہے کہ اپنے سردار کو یا سیّدی کہے؟ انہوں نے فرمایا کوئی نہیں الخ امام بخاریؒ نے اس کے جواز پر حضور کے ارشاد مَنْ سَیِّدُکُمْ سے بھی استدلال کیا ہے جو ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو خود امام بخاریؒ نے ادب المفرد میں ذکر کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوسلمہ سے پوچھا من سید کم کہ تمہارا سردار کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا جد بن قیس۔ حضور نے فرمایا۔ بَلْ سَیِّدُکُمْ عَمْرُوبْنُ جَمُوْحٍ بلکہ تمہارا سردار عمرو بن جموح ہے۔ نیز اِذَا نَصَحَ الْعَبْدُ سَیِّدَہٗ مشہور حدیث ہے جو صحابہ کرامؓ سے حدیث کی اکثر کتابوں بخاری شریف وغیرہ میں مذکور ہے۔ نیز حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے بخاری شریف میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ کوئی شخص اَطْعِمْ رَبَّکَ وَضِّیءْ رَبَّکَ نہ کہے یعنی اپنے آقا کو رب کے لفظ سے تعبیر نہ کرے وَالْیَقُلْ سَیِّدِیْ وَمَوْلَایَ بلکہ یوں کہے کہ میرا سیّد اور میرا مولیٰ' یہ تو سیّد اور مولیٰ کہنے کا حکم صاف ہے۔

دُعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے محبوب جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نصیب فرمایئے۔ ایسی محبت جو ہمیں اتباع سنت کی بے غبار راہ پر لے چلے۔ اے اللہ! آپ نے اپنے محبوب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان کی امت کو جن فضائل وانعامات سے نوازا ہے ہمیں ان کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمایئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کیساتھ دُرود شریف لکھنا

درود شریف کے آداب میں سے یہ ہے کہ اگر کسی تحریر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام گذرے تو وہاں بھی درود شریف لکھنا چاہیے۔ محدثین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے یہاں اس مسئلہ میں انتہائی تشدد ہے کہ حدیث پاک لکھتے ہوئے کوئی ایسا لفظ نہ لکھا جائے جو اُستاذ سے نہ سُنا ہو حتی کہ اگر کوئی لفظ استاذ سے غلط سُنا ہو تو اس کو بھی یہ حضرات نقل میں بعینہ اسی طرح لکھنا ضروری سمجھتے ہیں، جس طرح اُستاذ سے سُنا ہے۔ اس کو صحیح کر کے لکھنے کی اجازت نہیں دیتے۔ اسی طرح اگر توضیح کے طور پر کسی لفظ کے اضافہ کی ضرورت سمجھتے ہیں تو اس کو استاذ کے کلام سے ممتاز کر کے لکھنا ضروری سمجھتے ہیں تاکہ یہ شبہ نہ ہو کہ یہ لفظ بھی استاذ نے کہا تھا۔ اس سب کے باوجود جملہ حضرات محدثین اس کی تصریح فرماتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی آئے تو دُرود شریف لکھنا چاہیے اگرچہ استاذ کی کتاب میں نہ ہو۔ جیسا کہ امام نووی ؒ نے شرح مسلم شریف کے مقدمہ میں اس کی تصریح کی ہے۔

اسی طرح امام نووی ؒ تقریب میں اور علامہ سیوطی ؒ اس کی شرح میں لکھتے ہیں۔ ضروری ہے یہ بات کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کے وقت زبان کو اور انگلیوں کو درود شریف کے ساتھ جمع کرے یعنی زبان سے دُرود شریف پڑھے اور انگلیوں سے لکھے بھی اور اس میں اصل کتاب کا اتباع نہ کرے اگرچہ بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ اصل کا اتباع کرے۔ انتہٰی۔ بہت سی روایاتِ حدیث بھی اس سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں۔ اگرچہ وہ متکلم فیہ بلکہ بعض کے اوپر موضوع ہونے کا بھی حکم لگایا گیا ہے۔ لیکن کئی روایات اس قسم کے مضمون کی وارد ہونے پر اور جملہ علماء کا اس پر اتفاق اور اس پر عمل اس بات کی دلیل ہے کہ ان احادیث کی کچھ اصل ضرور ہے۔ علامہ سخاوی ؒ قولِ بدیع میں لکھتے ہیں کہ جیسا کہ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی لیتے ہوئے زبان سے دُرود پڑھتا ہے اسی طرح نامِ مبارک لکھتے ہوئے اپنی انگلیوں سے بھی درود شریف لکھا کر کہ تیرے لئے اس میں بہت بڑا ثواب ہے اور یہ ایک ایسی فضیلت ہے جس کے ساتھ علمِ حدیث لکھنے والے کامیاب ہوتے ہیں۔ علماء نے اس بات کو مستحب بتایا ہے کہ اگر تحریر میں بار بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام آئے تو بار بار دُرود شریف لکھے اور پورا درود لکھے اور کاہلوں اور جاہلوں کی طرح سے صلعم وغیرہ الفاظ کے ساتھ اشارہ پر قناعت نہ کرے۔ اس کے بعد علامہ سخاوی ؒ نے اس سلسلہ میں چند حدیثیں بھی نقل کی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص کسی کتاب میں میرا نام لکھے، فرشتے اس وقت تک لکھنے والے پر درود بھیجتے رہتے ہیں جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص مجھ سے کوئی علمی چیز لکھے اور اس کے ساتھ درود شریف بھی لکھے، اس کا ثواب اس وقت تک ملتا رہیگا جب تک وہ کتاب پڑھی جائے۔ حضرت ابن عباس ؓ سے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص مجھ پر کسی کتاب میں دُرود لکھے، اس وقت تک اس کو ثواب ملتا رہے گا جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے۔ علامہ سخاوی ؒ نے متعدد روایات سے یہ مضمون بھی نقل کیا ہے کہ قیامت کے دن علماء حدیث حاضر ہوں گے اور ان کے ہاتھوں میں دواتیں ہوں گی (جن سے

وہ حدیث لکھتے تھے) اللہ جل شانہٗ حضرت جبرئیل سے فرمائیں گے کہ ان سے پوچھو یہ کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں۔ وہ عرض کریں گے کہ ہم حدیث پڑھنے لکھنے والے ہیں وہاں سے ارشاد ہوگا کہ جاؤ جنّت میں داخل ہو جاؤ تم میرے نبی پر کثرت سے درود بھیجتے تھے۔ علامہ نوویؒ تقریب میں اور علامہ سیوطیؒ اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ یہ ضروری ہے کہ دُرود شریف کی کتاب کا بھی اہتمام کیا جائے، جب بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام گذرے اس کے بار بار لکھنے سے اکتاوے نہیں، اس واسطے کہ اس میں بہت ہی زیادہ فوائد ہیں اور جس نے اس میں تساہل کیا بہت بڑی خیر سے محروم رہ گیا۔ علماء کہتے ہیں کہ حدیثِ پاک اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ کے مصداق محدثین ہی ہیں کہ وہ بہت کثرت سے درود شریف پڑھنے والے ہیں اور علماء نے اس سلسلہ میں اس حدیث کو بھی ذکر کیا ہے، جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد وارد ہوا ہے جو شخص میرے اوپر کسی کتاب میں درود بھیجے، ملائکہ اُس کے لئے اس وقت تک استغفار کرتے رہتے ہیں، جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے۔ اور یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس جگہ اس کا ذکر کرنا مناسب ہے اور اس کی طرف التفات نہ کیا جائے کہ ابن جوزیؒ نے اس کو موضوعات میں ذکر کر دیا ہے اس لئے کہ اس کے بہت سے طُرق ہیں جو اس کو موضوع ہونے سے خارج کر دیتے ہیں اور اس کے مقتضی ہیں کہ اس حدیث کی اصل ضرور ہے اس لئے کہ طبرانی نے اس کو ابو ہریرہؓ کی حدیث سے نقل کیا ہے اور ابنِ عدیؒ نے حضرت ابو بکرؓ کی حدیث اور اصبہانیؒ نے ابن عباسؓ کی حدیث سے اور ابو نعیمؒ نے حضرت عائشہ کی حدیث سے نقل کیا ہے۔ انتہٰی۔ صاحبِ اتحاف نے شرح احیاء میں بھی اُس کے طُرق پر کلام کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حافظ سخاوی نے کہا ہے کہ یہ حدیث جعفر صادقؒ کے کلام سے موقوفاً نقل کی گئی ہے۔ ابنِ قیمؒ کہتے ہیں کہ یہ زیادہ اقرب ہے۔ صاحبِ اتحاف کہتے ہیں کہ طلبہ حدیث کو عجلت اور جلد بازی کی وجہ سے درود شریف کو چھوڑنا نہ چاہئے۔ ہم نے اس میں بہت مبارک خواب دیکھے ہیں۔ اس کے بعد پھر انہوں نے کئی خواب اس کے بارے میں نقل کئے ہیں۔ حضرت سفیان بن عیینہؒ سے نقل کیا ہے کہ میرا ایک دوست تھا وہ مر گیا تو میں نے اس کو خواب میں دیکھا میں نے اس سے پوچھا کہ کیا معاملہ گذرا۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرما دی۔ میں نے کہا کس عمل پر، اُس نے کہا کہ میں حدیثِ پاک لکھا کرتا تھا اور جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام آتا تھا تو میں اس پر صلی اللہ علیہ وسلم لکھا کرتا تھا، اُسی پر میری مغفرت ہوگئی۔ ابوالحسنؒ میمونی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاذ ابو علی کو خواب میں دیکھا، اُن کی انگلیوں کے اوپر کوئی چیز سونے یا زعفران کے رنگ سے لکھی ہوئی تھی۔ میں نے اُن سے پوچھا یہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں حدیث پاک کے اُوپر صلی اللہ علیہ وسلم لکھا کرتا تھا۔ حسن بن محمدؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ کو خواب میں دیکھا انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ کاش تو یہ دیکھتا کہ ہمارا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کتابوں میں دُرود لکھنا کیسا ہمارے سامنے روشن اور منور ہو رہا ہے (بدیع) اور بھی متعدد خوابات اس قسم کے ذکر کئے ہیں۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

دُعا کیجئے: اے اللہ! روزِ محشر ہمیں اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سفاعت نصیب فرمائیے اور ایسے محسن عظیم کے حقوق و آداب بجالانے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اے اللہ! درود شریف کے انوار و برکات سے ہماری دنیا و آخرت کے مسائل و مشکلات حل فرما دیجئے۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

درود شریف کے متعلق اہم آداب و مسائل

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ' نے زادالسعید میں ایک مستقل فصل آداب متفرقہ میں لکھی ہے اگر چہ اس کے متفرق مضامین پہلے گذر چکے ہیں' اہمیت کی وجہ سے ان کو دوبارہ یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

وہ ارشاد فرماتے ہیں

۱- جب اسمِ مبارک لکھے صلوٰۃ وسلام بھی لکھے یعنی صلی اللہ علیہ وسلم پورا لکھے اس میں کوتاہی نہ کرے صرف یا صلعم پر اکتفا نہ کرے

۲- ایک شخص حدیث شریف لکھتا تھا اور بسبب بخل نامِ مبارک کے ساتھ درود شریف نہ لکھتا تھا اس کے سیدھے ہاتھ کو مرض اکلہ عارض ہوا یعنی اس کا ہاتھ گل گیا

۳- شیخ ابنِ حجر مکیؒ نے نقل کیا ہے کہ ایک شخص صرف صلی اللہ علیہ پر اکتفاء کرتا تھا' وسلم نہ لکھتا تھا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خواب میں ارشاد فرمایا تو اپنے کو چالیس نیکیوں سے کیوں محروم رکھتا ہے یعنی وسلم میں چار حروف ہیں' ہر حرف پر ایک نیکی اور ہر نیکی پر دس ۱۰ گنا ثواب' لہٰذا وسلم میں چالیس نیکیاں ہوئیں۔

۴- درود شریف پڑھنے والے کو مناسب ہے کہ بدن و کپڑے پاک وصاف رکھے

۵- آپ کے نام مبارک سے پہلے سیّدنا بڑھا دینا مستحب اور افضل ہے۔ اسی طرح حضرت تھانویؒ نور اللہ مرقدہ' نے درود شریف کے متعلق ایک مستقل فصل مسائل کے بارے میں تحریر فرمائی ہے۔ اس کا اضافہ بھی اس جگہ مناسب ہے۔ حضرت تحریر فرماتے ہیں:۔

مسئلہ: ۱- عمر بھر میں ایک بار درود شریف پڑھنا فرض ہے بوجہ حکم صلّوا کے جو شعبان ۲ھ میں نازل ہوا۔

۲- اگر ایک مجلس میں کئی بار آپ کا نامِ مبارک ذکر کیا جائے تو طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ ہر بار میں ذکر کرنے والے اور سننے والے پر درود پڑھنا واجب ہے مگر فتویٰ اس پر ہے ایک بار پڑھنا واجب ہے پھر مستحب ہے۔

۳- نماز میں بجز تشہد اخیر کے دوسرے ارکان میں درود شریف پڑھنا مکروہ ہے (درمختار)

۴- جب خطبہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک آوے یا خطیب یہ آیت پڑھے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ اپنے دل میں بلاجنبش زبان کے صلی اللہ علیہ وسلم کہہ لے (درمختار)

۵- بے وضو درود شریف پڑھنا جائز ہے اور باوضو نور علی نور ہے۔

۶- بجز حضرات انبیاء حضرات ملائکہ علی جمیعہم السلام کے کسی اور پر استقلالاً درود شریف نہ پڑھے البتہ تبعاً مضائقہ نہیں۔ مثلاً یوں نہ کہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ بلکہ یوں کہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ (درمختار)

۷- درّ مختار میں ہے کہ اسبابِ تجارت کھولنے کے وقت یا ایسے ہی کسی موقع پر یعنی جہاں درود شریف پڑھنا مقصود نہ ہو بلکہ کسی دنیوی غرض کا اس کو ذریعہ بنایا جائے درود شریف پڑھنا ممنوع ہے۔

۸- درمختار میں ہے کہ درود شریف پڑھتے وقت اعضاء کو حرکت دینا آواز کرنا جہل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض جگہ جو رسم ہے کہ نمازوں کے بعد حلقہ باندھ کر بہت چلّا چلّا کر درود شریف پڑھتے ہیں قابلِ ترک ہے۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

درودشریف کے متعلق حکایات

درودشریف کے بارے میں اللہ تعالیٰ شانہٗ کے حکم اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشادات کے بعد حکایات کی کچھ زیادہ اہمیت نہیں رہتی لیکن لوگوں کی عادت کچھ ایسی ہے کہ بزرگوں کے حالات سے ترغیب زیادہ ہوتی ہے۔ اسی لئے اکابر کا دستور اس ذیل میں کچھ حکایات لکھنے کا بھی چلا آرہا ہے۔ حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ نے ایک فصل زادالسعید میں مستقل حکایات میں لکھی ہیں اس کے بعد چند دوسری حکایات بھی نقل کی جائیں گی۔

درودشریف کی وجہ سے نیکیوں کا پلّہ وزنی ہوجائیگا

مواہب لدنیہ میں ہے کہ قیامت میں کسی مومن کی نیکیاں کم وزن ہوجائیں گی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک پرچہ سرانگشت کے برابر نکال کر میزان میں رکھ دیں گے جس سے نیکیوں کا پلّہ وزنی ہوجائیگا۔ وہ مومن کہے گا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوجائیں آپ کون ہیں؟ آپ کی صورت اور سیرت کیسی اچھی ہے۔ آپ فرمائیں گے میں تیرا نبی ہوں اور یہ دُرودشریف ہے جوتونے مجھ پر پڑھا تھا' میں نے تیری حاجت کے وقت اس کو ادا کردیا (حاشیہ حصن)

روضہ شریفہ پرسلام عرض کرنے کیلئے خصوصی قاصد بھیجنا

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہ جلیل القدر تابعی ہیں اور خلیفہ راشد ہیں شام سے مدینہ منورہ کو خاص قاصد بھیجتے تھے کہ ان کی طرف سے روضہ شریفہ پر حاضر ہوکر سلام عرض کرے (حاشیہ حصن از فتح القدیر)

ایک درود کی برکت

امام اسمٰعیل بن ابراہیم مزنیؒ جو امام شافعیؒ رحمہ اللہ کے بڑے شاگردوں میں ہیں نقل کیا ہے کہ میں نے امام شافعیؒ کو بعد انتقال کے خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالےٰ نے آپ سے کیا معاملہ فرمایا۔ وہ بولے مجھے بخش دیا اور حکم فرمایا کہ مجھ کو تعظیم و احترام کے ساتھ بہشت میں لے جائیں اور یہ سب برکت ایک درود کی ہے جس کو میں پڑھا کرتا تھا۔ میں نے پوچھا وہ کونسا درود ہے؟ فرمایا یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَ کُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ. (حاشیہ حصن)

ڈوبتے ہوئے جہاز کانجات پانا

ایک بزرگ نیک صالح موسیٰ ضریرؒ بھی تھے انہوں نے اپنا گذرا ہوا قصہ مجھ سے نقل کیا کہ ایک جہاز ڈوبنے لگا اور میں اس میں موجود تھا۔ اسوقت مجھ کو غنودگی سی ہوئی۔ اس حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یہ دُرود کی تعلیم فرما کر ارشاد فرمایا کہ جہاز والے اس کو ہزار بار پڑھیں۔ ہنوز تین سو بار پر نوبت پہونچی تھی کہ جہاز نے نجات پائی اور بعد الممات کے انک علی کل شیءٍ قدیر بھی اس میں پڑھنا معمول ہے اور خوب ہے وہ درود یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُنْجِیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِھَآ اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِھَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ

جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيٰوةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ. اور شیخ مجد الدینؒ صاحب قاموس نے بھی اس حکایت کو بسندِ خود ذکر کیا ہے۔

ایک کاتب کی بخشش

عبید اللہ بن قمر قواریریؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ ایک کاتب میرا ہمسایہ تھا وہ مرگیا۔ میں نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کہا مجھے بخشدیا۔ میں نے سبب پوچھا کہا میری عادت تھی جب نام پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کتاب میں لکھتا تو صلی اللہ علیہ وسلم بھی بڑھاتا۔ خدائے تعالیٰ نے مجھ کو ایسا کچھ دیا کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا، نہ کسی دل پر گذرا (گلشنِ جنت)

دُرود شریف پڑھنے والی لڑکی کی کرامت

دلائل الخیرات کی وجہ تالیف مشہور ہے کہ مؤلف کو سفر میں وضو کے لئے پانی کی ضرورت تھی اور ڈول رسی کے نہ ہونے کی وجہ سے پریشان تھے۔ ایک لڑکی نے یہ حال دیکھ کر دریافت کیا اور کنویں کے اندر تھوک دیا۔ پانی کنارے تک اُبل آیا۔ مؤلف نے حیران ہو کر وجہ پوچھی۔ اُس نے کہا یہ برکت ہے درود شریف کی۔ جس کے بعد انہوں نے یہ کتاب دلائل الخیرات تالیف کی۔

قبر سے خوشبو آنا

شیخ زروق رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ مؤلف دلائل الخیرات کی قبر سے خوشبو مشک و عنبر کی آتی ہے اور یہ سب برکت درود شریف کی ہے۔

کاتب کی درود شریف والی بیاض مقبول ہوگئی

ایک معتمد صاحب نے ایک خوشنویس لکھنؤ کی حکایت بیان کی۔ ان کی عادت تھی کہ جب صبح کے وقت کتابت شروع کرتے تو اوّل ایک بار درود شریف ایک بیاض پر جو اسی غرض سے بنائی تھی لکھ لیتے اس کے بعد کام شروع کرتے جب اُنکے انتقال کا وقت آیا تو غلبۂ فکرِ آخرت سے خوفزدہ ہو کر کہنے لگے کہ دیکھیے وہاں جا کر کیا ہوتا ہے۔ ایک مجذوب آ نکلے اور کہنے لگے، بابا کیوں گھبراتا ہے، وہ بیاض سرکار میں پیش ہے اور اس پر صاد بن رہے ہیں۔

ایک مہینہ تک کمرہ سے خوشبو آنا

مولانا فیض الحسنؒ صاحب سہارنپوری مرحوم کے داماد نے مجھ سے بیان کیا کہ جس مکان میں مولوی صاحب کا انتقال ہوا وہاں ایک مہینے تک خوشبو عطر کی آتی رہی۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اس کو بیان کیا۔ فرمایا یہ برکت درود شریف کی ہے۔ مولوی صاحب کا معمول تھا کہ ہر شب جمعہ کو بیدار رہ کر درود شریف کا شغل فرماتے۔

دُعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں درود شریف بکثرت پڑھنے اور اس کے انعامات وفضائل سے مالا مال فرمائیے۔

اے اللہ! درود شریف کی برکت سے ہماری دنیا و آخرت کے تمام مصائب ومشکلات حل فرما دیجئے۔

اے اللہ! اپنے محسن اعظم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اور چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے بکثرت درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! حضرات صحابہ کرام کو حضور صلی اللہ علیہ سے جو محبت تھی ہمیں بھی اس محبت کا ذرہ نصیب فرمائیے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھنا

ابوزرعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو خواب میں دیکھا کہ آسمان میں فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے۔ اُس سے سببِ حصول اس درجے کا پوچھا۔ اُس نے کہا میں نے دس لاکھ حدیثیں لکھی ہیں۔ جب نامِ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آتا' میں درود لکھتا تھا۔ اس سبب سے مجھے یہ درجہ ملا۔ (فض) زادالسعید میں یہ قصہ اسی طرح نقل کیا ہے۔ بندہ کے خیال میں کاتب سے غلطی ہوئی۔ صحیح یہ ہے کہ ابوزرعہ کو ایک شخص نے خواب میں دیکھا جیسا کہ حکایات میں نمبر ۲۹ پر آ رہا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کا معاملہ

امام شافعیؒ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک حکایت ہے کہ ان کو بعد انتقال کے کسی نے خواب میں دیکھا اور مغفرت کی وجہ پوچھی۔ انہوں نے فرمایا یہ پانچ درود شریف جمعہ کی رات کو میں پڑھا کرتا تھا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰی عَلَیْهِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْهِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَ بِالصَّلٰوةِ عَلَیْهِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْهِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا یَنْبَغِیْ اَنْ تُصَلّٰی عَلَیْهِ اس درود کو درودِ خمسہ کہتے ہیں (فض)

درود کی کثرت کی وجہ سے بخشش

شیخ ابنِ حجر مکیؒ نے نقل کیا ہے کہ ایک صالح کو کسی نے خواب میں دیکھا' اس سے حال پوچھا۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رحم کیا اور مجھے بخشدیا اور جنت میں داخل کیا۔ سبب پوچھا گیا تو اُس نے کہا۔ فرشتوں نے میرے گناہ اور میرے درود کو شمار کیا۔ سو ۱۰۰ درود کا شمار زیادہ نکلا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ اتنا بس ہے' اس کا حساب مت کرو اور اس کو بہشت میں لے جاؤ (فض) یہ قصہ نمبر ۱۹ پر قولِ بدیع سے بھی آ رہا ہے۔

درود شریف پڑھنے والے منہ کا بوسہ

شیخ ابنِ حجر مکیؒ نے لکھا ہے کہ ایک مردِ صالح نے معمول مقرر کیا تھا کہ ہر رات کو سوتے وقت درود بعدد معین پڑھا کرتا تھا۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ جنابِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے اور تمام گھر اس کا روشن ہو گیا۔ آپ نے فرمایا وہ منہ لاؤ جو درود پڑھتا ہے کہ بوسہ دوں۔ اس شخص نے شرم کی وجہ سے رخسار سامنے کر دیا۔ آپ نے اس رخسارہ پر بوسہ دیا۔ بعد اس کے وہ بیدار ہو گیا تو سارے گھر میں مشک کی خوشبو باقی رہی (فض)

حضرت حواء علیہا السلام کا مہر

شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ جب حضرت حوّا علیہا السلام پیدا ہوئیں' حضرت آدمؑ نے ان پر ہاتھ بڑھانا چاہا۔ ملائکہ نے کہا صبر کرو۔ جب تک نکاح نہ ہو جائے اور مہر ادا نہ کر دو۔ انہوں نے پوچھا مہر کیا ہے؟ فرشتوں نے کہا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر تین ۳ بار درود شریف پڑھنا اور ایک روایت میں بیس ۲۰ بار آیا ہے۔ فقط یہ واقعات زادالسعید میں نقل کئے ہیں۔ ان میں سے بعض کو دوسرے حضرات نے بھی نقل کیا ہے اور ان کے علاوہ بھی بہت سے واقعات اور بہت سے خواب درود شریف کے سلسلہ میں مشائخ نے لکھے ہیں۔ جن میں سے بعض کا ذکر اس رسالہ میں کیا جاتا ہے جو زادالسعید کے قصوں پر اضافہ ہے۔

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

کثرت درودوالی مجلس میں حاضری کا حکم

علامہ سخاویؒ لکھتے ہیں کہ رشید عطار نے بیان کیا کہ ہمارے یہاں مصر میں ایک بزرگ تھے جن کا نام ابوسعیدؒ خیاط تھا۔ وہ بہت یکسو رہتے تھے۔ لوگوں سے میل جول بالکل نہیں رکھتے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے ابنِ رشیقؒ کی مجلس میں بہت کثرت سے جانا شروع کر دیا اور بہت اہتمام سے جایا کرتے لوگوں کو اس پر تعجب ہوا۔ لوگوں نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی اور کہا کہ حضور نے مجھ سے خواب میں ارشاد فرمایا کہ اُن کی مجلس میں جایا کر اس لئے کہ یہ اپنی مجلس میں مجھ پر کثرت سے دُرود پڑھتا ہے

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

کثرت درود کی وجہ سے اکرام واعزاز

ابوالعباس احمد بن منصورؒ کا جب انتقال ہو گیا تو اہلِ شیراز میں سے ایک شخص نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ شیراز کی جامع مسجد میں محراب میں کھڑے ہیں اور ان پر ایک جوڑا ہے اور سَر پر ایک تاج ہے جو جواہر اور موتیوں سے لدا ہوا ہے۔ خواب دیکھنے والے نے ان سے پوچھا۔ انہوں نے کہا۔ اللہ جل شانہٗ نے میری مغفرت فرمادی اور میرا بہت اکرام فرمایا اور مجھے تاج عطا فرمایا۔ اور یہ سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرتِ دُرود کی وجہ سے ہے (قولِ بدیع)

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

دُرود شریف گناہوں کی مغفرت کا سبب بن گیا

صوفیاء میں ایک بزرگ نقل کرتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو کہ جس کا نام مسطح تھا اور وہ اپنی زندگی میں دین کے اعتبار سے بہت ہی بے پرواہ اور بیباک تھا (یعنی گناہوں کی کچھ پرواہ نہیں کرتا تھا) مرنے کے بعد خواب میں دیکھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا اُس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ نے میری مغفرت فرمادی۔ میں نے پوچھا یہ کس عمل سے ہوئی اُس نے کہا کہ میں ایک محدّث کی خدمت میں حدیث نقل کر رہا تھا۔ اُستاذ نے دُرود شریف پڑھا میں نے بھی ان کے ساتھ بہت آواز سے دُرود پڑھا۔ میری آواز سن کر سب مجلس والوں نے دُرود پڑھا۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے اس وقت ساری مجلس والوں کی مغفرت فرمادی (قولِ بدیع) نزہتہ المجالس میں بھی اسی قسم کا ایک اور قصہ نقل کیا ہے کہ ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میرا ایک پڑوسی تھا' بہت گناہگار تھا۔ میں اس کو بار بار توبہ کی تاکید کرتا تھا۔ جب وہ مرگیا تو میں نے اُسے جنت میں دیکھا میں نے اس سے پوچھا کہ تو اس مرتبہ پر کیسے پہنچ گیا؟ اُس نے کہا میں ایک محدّث کی مجلس میں تھا انہوں نے یہ کہا کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر زور سے دُرود پڑھے اس کیلئے جنت واجب ہے۔ میں نے آواز سے درود پڑھا اور اس پر اور لوگوں نے بھی پڑھا اور اس پر ہم سب کی مغفرت ہو گئی۔ اس قصہ کو روض الفائق میں بھی ذرا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ صوفیاء میں سے ایک بزرگ نے کہا کہ میرا ایک پڑوسی تھا بہت گناہگار' ہر وقت شراب کے نشہ میں مدہوش رہتا تھا اس کو دن رات کی بھی خبر نہ رہتی تھی۔ میں اس کو نصیحت کرتا تو سنتا نہیں تھا۔ میں توبہ کو کہتا تو وہ مانتا نہیں تھا۔ جب وہ مرگیا تو میں نے

اس کوخواب میں بہت اُونچے مقام پر اور جنّت کے لباس فاخرہ میں دیکھا' بڑے اعزاز واکرام میں تھا۔ میں نے اس کا سبب پوچھا تو اُس نے اُوپر والا قصّہ محدّث کا ذکر کیا

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

سیدھا جنت میں جانے کا عمل

ابوالحسن بغدادیؒ دارمی کہتے ہیں کہ انہوں نے ابوعبداللہ بن حامدؒ کو مرنے کے بعد کئی دفعہ خواب میں دیکھا۔ اُن سے پوچھا کہ کیا گذری؟ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی اور مجھ پر رحم فرمایا۔ انہوں نے اُن سے یہ پوچھا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتاؤ جس سے میں سیدھا جنت میں داخل ہوجاؤں۔ انہوں نے بتایا کہ ایک ہزار رکعت نفل پڑھ اور ہر رکعت میں ایک ہزار مرتبہ قل ھواللہ۔ انہوں نے کہا کہ یہ تو بہت مشکل عمل ہے تو انہوں نے کہا کہ پھر تُو ہر شب میں ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا کر۔ دارمیؒ کہتے ہیں کہ یہ میں نے اپنا معمول بنالیا (بدیع)

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

دُعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے محبوب جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نصیب فرمایئے۔ ایسی محبت جو ہمیں اتباع سنت کی بے غبار راہ پر لے چلے۔

اے اللہ! آپ نے اپنے محبوب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان کی امت کو جن فضائل وانعامات سے نوازا ہے ہمیں ان کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمایئے۔

اے اللہ! ہمیں درود شریف بکثرت پڑھنے اور اس کے انعامات وفضائل سے مالا مال فرمایئے۔

اے اللہ! درود شریف کی برکت سے ہماری دنیا وآخرت کے تمام مصائب ومشکلات حل فرمادیجئے۔

اے اللہ! اپنے محسن اعظم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمایئے۔ اور چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے بکثرت درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمایئے۔

اے اللہ! حضرات صحابہ کرام کو حضور صلی اللہ علیہ سے جو محبت تھی ہمیں بھی اس محبت کا ذرہ نصیب فرمایئے۔

اے اللہ! آپ نے جن خوش نصیب حضرات کو درود شریف کی برکات سے نوازا ہے ہمیں بھی محض اپنے فضل وکرم سے ان حضرات میں شامل فرمادیجئے۔

اے اللہ! روز محشر ہمیں اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سفاعت نصیب فرمایئے اور ایسے محسن عظیم کے حقوق وآداب بجالانے کی توفیق عطا فرمایئے۔

اے اللہ! درود شریف کے انوار وبرکات سے ہماری دنیا وآخرت کے مسائل ومشکلات حل فرمادیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

درود شریف کے پڑھنے کی وجہ سے حساب معاف

ایک صاحب نے ابوحفص کاغذیؒ کو اُن کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا۔ اُن سے پوچھا کہ کیا معاملہ گذرا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے مجھ پر رحم فرمایا' میری مغفرت فرمادی۔ مجھے جنت میں داخل کرنے کا حکم دیدیا۔ انہوں نے کہا یہ کیا ہوا؟ انہوں نے بتایا کہ جب میری پیشی ہوئی تو ملائکہ کو حکم دیا گیا۔ انہوں نے میرے گناہ اور میرے درود شریف کو شمار کیا تو میرا درود شریف گناہوں پر بڑھ گیا' تو میرے مولیٰ جل جلالہ' نے ارشاد فرمایا کہ اے فرشتو! بس بس آگے حساب نہ کرو اور اس کو میری جنت میں لے جاؤ (بدیع)

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

درود شریف کی وجہ سے ایک بنی اسرائیلی کی بخشش

علامہ سخاویؒ بعض تواریخ سے نقل کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص بہت گنہگار تھا جب وہ مرگیا تو لوگوں نے اس کو ویسے ہی زمین پر پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی بھیجی کہ اس کو غسل دے کر اس پر جنازہ کی نماز پڑھیں' میں نے اس شخص کی مغفرت کردی۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا یا اللہ یہ کیسے ہوگیا؟ اللہ جل شانہ' نے فرمایا کہ اُس نے ایک دفعہ توراۃ کو کھولا تھا اس میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام دیکھا تھا تو اُس نے اُن پر درُود پڑھا تھا تو میں نے اس کی وجہ سے اس کی مغفرت کردی (بدیع)

ایک ضروری وضاحت: اس قسم کے واقعات میں کوئی اشکال کی بات نہیں۔ نہ تو ان کا یہ مطلب ہے کہ ایک دفعہ درود شریف پڑھ لینے سے سارے گناہِ کبیرہ اور حقوق العباد سب معاف ہوجاتے ہیں اور نہ اس قسم کے واقعات میں کوئی مبالغہ یا جھوٹ وغیرہ ہے' یہ مالک کے قبول کرلینے پر ہے۔ وہ کسی شخص کی معمولی سی عبادت' ایک دفعہ کا کلمہ طیبہ قبول کرلے جیسا کہ فصل اوّل کی حدیث نمبر۱۱ میں حدیث البطاقہ میں گزر چکا ہے تو اس کی برکت سے سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن پاک میں ارشاد ہے۔ ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ شانہ' اس کی مغفرت نہیں فرماتے کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے (یعنی مشرک و کافر کی تو مغفرت ہے نہیں) اس کے علاوہ جس کو چاہیں گے بخش دیں گے'' اس لئے ان قصوں میں اور اس قسم کے دوسرے قصوں میں کوئی اشکال نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ' کو کسی کا ایک دفعہ کا درود پڑھنا پسند آجائے وہ اس کی وجہ سے سارے گناہ معاف کردے۔

وہ بااختیار ہے۔ ایک شخص کے کسی کے ذمہ ہزاروں روپے قرض ہیں۔ وہ قرضدار کی کسی بات پر جو قرض دینے والے کو پسند آگئی ہو یا بغیر ہی کسی بات کے اپنا سارا قرضہ معاف کردے تو کسی کو کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔ اسی طرح اللہ جل شانہ' اگر کسی کو محض اپنے لطف و کرم سے بخشدے تو اس میں کیا اشکال کی بات ہے۔ ان قصّوں سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ درود شریف کو مالک کی خوشنودی میں بہت زیادہ دخل ہے اس لئے بہت ہی کثرت سے پڑھتے رہنا چاہیے نہ معلوم کس

وقت کا پڑھا ہوا اور کس محبت کا پڑھا ہوا پسند آ جائے۔ ایک دفعہ کا بھی پسند آ جائے تو بیڑا پار ہے

بس ہے اپنا ایک ہی نالہ اگر پہنچے وہاں
گرچہ کرتے ہیں بہت سے نالہ و فریاد ہم

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

بدعملی سے نجات کا نسخہ

ایک بزرگ نے خواب میں ایک بہت ہی بُری بدہیئت صورت دیکھی۔ انہوں نے اس سے پوچھا تو کیا بلا ہے؟ اُس نے کہا میں تیرے بُرے عمل ہوں۔ انہوں نے پوچھا تجھ سے نجات کی کیا صورت ہے؟ اس نے کہا کہ حضرت مصطفٰے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی کثرت (بدیع) ہم میں سے کون سا شخص ایسا ہے جو دن رات بداعمالیوں میں مبتلا نہیں ہے۔ اس کے بدرقہ کے لئے درود شریف بہترین چیز ہے۔ چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے جتنا بھی پڑھا جا سکے دریغ نہ کیا جائے کہ اکسیر اعظم ہے۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

شیخ شبلیؒ کے پڑوسی کا واقعہ

شیخ المشائخ حضرت شبلی نور اللہ مرقدہٗ سے نقل کیا گیا ہے کہ میرے پڑوس میں ایک آدمی مرگیا۔ میں نے اس کو خواب میں دیکھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا گذری اس نے کہا شبلی بہت ہی سخت سخت پریشانیاں گذریں اور مجھ پر منکر نکیر کے سوال کے وقت گڑ بڑ ہونے لگی۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ یا اللہ یہ مصیبت کہاں سے آ رہی، کیا میں اسلام پر نہیں مرا۔ مجھے ایک آواز آئی کہ یہ دنیا میں تیری بے احتیاطی کی سزا ہے۔ جب ان دونوں فرشتوں نے میرے عذاب کا ارادہ کیا تو فوراً ایک نہایت حسین شخص میرے اور ان کے درمیان حائل ہو گیا۔ اس میں سے نہایت ہی بہتر خوشبو آ رہی تھی۔ اُس نے مجھ کو فرشتوں کے جواب بتا دیئے میں نے فوراً کہہ دیئے۔ میں نے اُن سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے آپ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے کہا میں ایک آدمی ہوں جو تیرے کثرتِ درُود سے پیدا کیا گیا ہوں۔ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں ہر مصیبت میں تیری مدد کروں (بدیع) نیک اعمال بہترین صورتوں میں اور بُرے اعمال قبیح صورتوں میں آخرت میں ممثل ہوتے ہیں۔ میّت کی نعش جب قبر میں رکھی جاتی ہے تو نماز اس کی دائیں طرف روزہ بائیں طرف اور قرآنِ پاک کی تلاوت اور اللہ کا ذکر سَر کی طرف وغیرہ وغیرہ کھڑے ہو جاتے ہیں اور جس جانب سے عذاب آتا ہے وہ مدافعت کرتے ہیں۔ اسی طرح سے بُرے اعمال خبیث صورتوں میں، زکوٰۃ کا مال ادا نہ کرنے کی صورت میں تو قرآنِ پاک اور احادیث میں کثرت سے ذکر کیا گیا ہے کہ وہ مال اژدہا بن کر اس کے گلے کا طوق ہو جاتا ہے۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

دُعا کیجئے

اے اللہ! روزِ محشر ہمیں اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سفاعت نصیب فرمایئے اور ایسے محسن عظیم کے حقوق و آداب بجالنے کی توفیق عطا فرمایئے۔ اے اللہ! درود شریف کے انوار و برکات سے ہماری دنیا و آخرت کے مسائل و مشکلات حل فرما دیجئے۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

پل صراط پر آسانی

حضرت عبداللہ بن سمرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ میں نے رات کو ایک عجیب منظر دیکھا کہ ایک شخص ہے وہ پل صراط کے اوپر کبھی تو گھسٹ کر چلتا ہے، کبھی گھٹنوں کے بل چلتا ہے، کبھی کسی چیز میں اٹک جاتا ہے۔ اتنے میں مجھ پر درود پڑھنا اس شخص کا پہنچا اور اُس نے اس کو کھڑا کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ پل صراط سے گذر گیا (بدیع عن طبرانی وغیرہ)

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

حدیث کے ایک طالب علم کا اعزاز

حضرت سفیان بن عیینہؒ حضرت خلفؒ سے نقل کرتے ہیں کہ میرا ایک دوست تھا جو میرے ساتھ حدیث پڑھا کرتا تھا۔ اس کا انتقال ہوگیا میں نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ نئے سبز کپڑوں میں دوڑتا پھر رہا ہے میں نے اس سے کہا کہ تو حدیث پڑھنے میں تو ہمارے ساتھ تھا پھر یہ اعزاز و اکرام تیرا کس بات پر ہو رہا ہے؟ اُس نے کہا کہ حدیثیں تو میں تمہارے ساتھ ہی لکھا کرتا تھا لیکن جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام حدیث میں آتا میں اس کے نیچے صلی اللہ علیہ وسلم لکھ دیتا تھا۔ اللہ جل شانہٗ نے اس کے بدلہ میں میرا یہ اکرام فرمایا جو تم دیکھ رہے ہو۔ (بدیع)

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

درود نہ پڑھنے پر تنبیہ

ابوسلیمان محمد بن الحسین حرانیؒ کہتے ہیں کہ ہمارے پڑوس میں ایک صاحب تھے کہ جسکا نام فضل تھا۔ بہت کثرت سے نماز روزہ میں مشغول رہتے تھے انہوں نے بیان کیا کہ میں حدیث لکھا کرتا تھا لیکن اس میں درود شریف نہیں لکھتا تھا وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ جب تو میرا نام لکھتا ہے یا لیتا ہے تو درود شریف کیوں نہیں پڑھتا (اس کے بعد انہوں نے درُود کا اہتمام شروع کر دیا) اس کے کچھ دنوں بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی حضور نے ارشاد فرمایا کہ تیرا درود میرے پاس پہنچ رہا ہے۔ جب میرا نام لیا کرے تو صلی اللہ علیہ وسلم کہا کر (بدیع)

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

سلام چھوڑنے پر تنبیہ

انہیں ابوسلیمان حرانیؒ کا خود اپنا ایک قصہ نقل کیا گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔ ابوسلیمان جب تو حدیث میں میرا نام لیتا ہے اور اس پر درود بھی پڑھتا ہے تو پھر وسلم کیوں نہیں کہا کرتا۔ یہ چار حرف ہیں اور ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں تو تُو چالیس نیکیاں چھوڑ دیتا ہے (بدیع)

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

ابراہیم نسفیؒ کہتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ

اپنے سے منقبض پایا تو میں نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کو بوسہ دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں تو حدیث کے خدمتگاروں میں ہوں، اہل سنت سے ہوں، مسافر ہوں۔ حضور نے تبسم فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ جب تو مجھ پر درود بھیجتا ہے تو سلام کیوں نہیں بھیجتا۔ اس کے بعد سے میرا معمول ہو گیا کہ میں صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے لگا (بدیع)

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

حضرت ابن ابی سلیمان کے والد کی مغفرت

ابن ابی سلیمانؒ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو انتقال کے بعد خواب میں دیکھا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی۔ میں نے پوچھا کس عمل پر انہوں نے فرمایا کہ ہر حدیث میں مَیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود لکھا کرتا تھا (بدیع)

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

فرشتوں کی امامت کا منصب

جعفر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے (مشہور محدّث) حضرت ابوزرعہؒ کو خواب میں دیکھا کہ وہ آسمان پر ہیں اور فرشتوں کی امامت نماز میں کررہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ عالی مرتبہ کس چیز سے ملا؟ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے اس ہاتھ سے دس لاکھ حدیثیں لکھی ہیں اور جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ مبارک لکھتا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نامِ نامی پر صلوٰۃ وسلام لکھتا اور حضور کا ارشاد ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ درود (رحمت) بھیجتے ہیں (بدیع) اس حساب سے حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے ایک کروڑ درود ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ کی تو ایک ہی رحمت سب کچھ ہے پھر چہ جائیکہ ایک کروڑ۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

دُعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے محبوب جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نصیب فرمائیے۔ ایسی محبت جو ہمیں اتباعِ سنت کی بے غبار راہ پر لے چلے۔

اے اللہ! آپ نے اپنے محبوب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان کی امت کو جن فضائل وانعامات سے نوازا ہے ہمیں ان کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہمیں درود شریف بکثرت پڑھنے اور اس کے انعامات وفضائل سے مالا مال فرمائیے۔

اے اللہ! درود شریف کی برکت سے ہماری دنیا وآخرت کے تمام مصائب ومشکلات حل فرما دیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

نور کا ستون

ابوالقاسم مروزیؒ کہتے ہیں کہ میں اور میرے والد رحمۃ اللہ تعالیٰ رات میں حدیث کی کتاب کا مقابلہ کرتے تھے۔ خواب میں یہ دیکھا گیا کہ جس جگہ ہم مقابلہ کیا کرتے تھے اس جگہ ایک نُور کا ستون ہے جو اتنا اُونچا ہے کہ آسمان تک پہنچ گیا۔ کسی نے پوچھا یہ ستون کیسا ہے تو یہ بتایا گیا کہ وہ درود شریف ہے جس کو یہ دونوں کتاب کے مقابلہ کے وقت پڑھا کرتے تھے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَشَرَّفَ وَ کَرَّمَ۔ (بدیع)

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

درود وسلام کی وجہ سے کتاب کی تحسین

ابواسحٰق نہشلؒ کہتے ہیں کہ میں حدیث کی کتاب لکھا کرتا تھا اور اس میں حضور کا پاک نام اس طرح لکھا کرتا تھا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری لکھی ہوئی کتاب ملاحظہ فرمائی اور ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ یہ عمدہ ہے (بظاہر لفظ تسلیما کے اضافہ کی طرف اشارہ ہے) علامہ سخاویؒ نے اور بھی بہت سے حضرات کے خواب اس قسم کے لکھے ہیں کہ ان کے مرنے کے بعد جب بہت اچھی حالت میں دیکھا گیا اور اُن سے پوچھا گیا کہ یہ اعزاز کس وجہ سے ہے تو انہوں نے بتایا کہ ہر حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام پر درود شریف لکھنے کی وجہ سے (بدیع)

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

درود شریف نہ لکھنے پر تنبیہ

حسن بن موسیٰ الحضرمیؒ جو ابن عجینہؒ کے نام سے مشہور ہیں کہ میں حدیث پاک نقل کیا کرتا تھا اور جلدی کے خیال سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام پر درود لکھنے میں چوک ہو جاتی تھی۔ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تو حدیث لکھتا ہے تو مجھ پر درود کیوں نہیں لکھتا' جیسا کہ ابوعمرو طبریؒ لکھتے ہیں۔ میری آنکھ کھلی تو مجھ پر بڑی گھبراہٹ سوار تھی۔ میں نے اُسی وقت عہد کرلیا کہ اب سے جب کوئی حدیث لکھوں گا تو صلی اللہ علیہ وسلم ضرور لکھوں گا (بدیع)

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

حضرت ابوطاہر محدثؒ کا واقعہ

ابوعلی حسن بن علی عطارؒ کہتے ہیں کہ مجھے ابوطاہر نے حدیث پاک کے چند اجزاء لکھ کر دیئے میں نے ان میں دیکھا کہ جہاں بھی کہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام آیا وہ حضور کے پاک نام کے بعد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا لکھا کرتے تھے۔ میں نے پوچھا کہ اس طرح کیوں لکھتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں اپنی نوعمری میں حدیث پاک لکھا کرتا تھا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام پر درود نہیں لکھا کرتا تھا۔ میں نے ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں حاضر ہوا۔ اور میں نے سلام عرض کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مُنہ پھیرلیا۔ میں نے دوسری جانب حاضر ہوکر سلام عرض کیا۔ حضور نے اُدھر سے بھی مُنہ پھیرلیا۔ میں تیسری دفعہ چہرۂ انور کی طرف حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھ سے روگردانی کیوں فرما رہے ہیں، حضور نے ارشاد فرمایا کہ اس لئے کہ جب تو اپنی کتاب میں میرا نام لکھتا ہے تو مجھ پر درود نہیں بھیجتا۔ اس وقت سے میرا یہ دستور ہوگیا کہ جب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام لکھتا ہوں تو صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا لکھتا ہو۔ (بدیع)

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

موئے مبارک پر درود پڑھنے کی برکت

ابو حفص سمرقندیؒ اپنی کتاب رونق المجالس میں لکھتے ہیں کہ بلخ میں ایک تاجر تھا۔ جو بہت زیادہ مالدار تھا اس کا انتقال ہوا۔ اس کے دو بیٹے تھے۔ میراث میں اس کا مال آدھا آدھا تقسیم ہوگیا لیکن ترکہ میں تین بال بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے موجود تھے۔ ایک ایک دونوں نے لے لیا، تیسرے بال کے متعلق بڑے بھائی نے کہا کہ اس کو آدھا آدھا کرلیں۔ چھوٹے بھائی نے کہا ہرگز نہیں، خدا کی قسم حضور کا موئے مبارک نہیں کاٹا جاسکتا۔ بڑے بھائی نے کہا کیا تو اس پر راضی ہے کہ یہ تینوں بال تو لے لے اور یہ مال سارا میرے حصے میں لگادے۔ چھوٹا بھائی خوشی سے راضی ہوگیا۔ بڑے بھائی نے سارا مال لے لیا اور چھوٹے بھائی نے تینوں موئے مبارک لے لئے۔ وہ ان کو اپنی جیب میں ہر وقت رکھتا اور بار بار نکالتا اور ان کی زیارت کرتا اور درود شریف پڑھتا۔ تھوڑا ہی زمانہ گذرا تھا کہ بڑے بھائی کا سارا مال ختم ہوگیا اور چھوٹا بھائی بہت زیادہ مالدار ہوگیا۔ جب اس چھوٹے بھائی کی وفات ہوئی تو صلحاء میں سے بعض نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی کو کوئی ضرورت ہو اس کی قبر کے پاس بیٹھ کر اللہ تعالیٰ شانہٗ سے دعا کیا کرے (بدیع) نزہتہ المجالس میں بھی یہ قصہ مختصر نقل کیا ہے لیکن اتنا اسمیں اضافہ ہے کہ بڑا بھائی جس نے سارا مال لے لیا تھا، بعد میں فقیر ہوگیا تو اُس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی اور حضور سے اپنے فقر و فاقہ کی شکایت کی۔ حضور نے خواب میں فرمایا۔ او محروم تو نے میرے بالوں سے بے رغبتی کی اور تیرے بھائی نے ان کو لے لیا اور وہ جب ان کو دیکھتا ہے مجھ پر دُرود بھیجتا ہے اللہ جل شانہٗ نے اس کو دنیا اور آخرت میں سعید بنادیا۔ جب اُس کی آنکھ کھلی تو آکر چھوٹے بھائی کے خادموں میں داخل ہوگیا۔

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

دُعا کیجئے: اے اللہ! ہمیں اپنے محبوب جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نصیب فرمایئے۔ ایسی محبت جو ہمیں اتباع سنت کی بے غبار راہ پر لے چلے۔ اے اللہ! آپ نے اپنے محبوب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان کی امت کو جن فضائل وانعامات سے نوازا ہے ہمیں ان کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمایئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

ستر ہزار کی بخشش

ایک عورت حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ میری لڑکی کا انتقال ہوگیا۔ میری یہ تمنا ہے کہ میں اس کو خواب میں دیکھوں۔ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ عشاء کی نماز پڑھ کر چار رکعت نفل پڑھ اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد **الھکم التکاثر** پڑھ اور اس کے بعد لیٹ جا اور سونے تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود پڑھتی رہ۔ اُس نے ایسا ہی کیا اُس نے لڑکی کو خواب میں دیکھا کہ نہایت ہی سخت عذاب میں ہے۔ تارکول لباس اس پر ہے' دونوں ہاتھ اس کے جکڑے ہوئے ہیں اور اس کے پاؤں آگ کی زنجیروں میں بندھے ہوئے ہیں۔ میں صبح کو اُٹھ کر پھر حضرت حسن بصریؒ کے پاس گئی۔ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ اسکی طرف سے صدقہ کر شاید اللہ جل شانہٗ اس کی وجہ سے تیری لڑکی کو معاف فرمادے۔ اگلے دن حضرت حسنؒ نے خواب میں دیکھا کہ جنت کا ایک باغ ہے اور اس میں ایک بہت اُونچا تخت ہے۔ اور اس پر ایک بہت نہایت حسین جمیل خوبصورت لڑکی بیٹھی ہوئی ہے' اس کے سر پر ایک نور کا تاج ہے وہ کہنے لگی حسن تم نے مجھے بھی پہچانا۔ میں نے کہا نہیں میں نے تو نہیں پہچانا کہنے لگی' میں وہی لڑکی ہوں جس کی ماں کو تم نے درود شریف پڑھنے کا حکم دیا تھا (یعنی عشاء کے بعد سونے تک) حضرت حسنؒ نے فرمایا کہ تیری ماں نے تو تیرا حال اس کے بالکل برعکس بتایا تھا جو میں دیکھ رہا ہوں۔ اُس نے کہا کہ میری حالت وہی تھی جو ماں نے بیان کی تھی۔ میں نے پوچھا پھر یہ مرتبہ کیسے حاصل ہوگیا اُس نے کہا کہ ہم ستر ہزار آدمی اسی عذاب میں مُبتلا تھے جو میری ماں نے آپ سے بیان کیا۔ صلحاء میں سے ایک بزرگ کا گذر ہمارے قبرستان پر ہوا۔ انہوں نے ایک دفعہ درود شریف پڑھ کر اس کا ثواب ہم سب کو پہنچا دیا۔ ان کا دُرود اللہ تعالیٰ کے یہاں ایسا قبول ہوا کہ اس کی برکت سے ہم سب اس عذاب سے آزاد کردیئے گئے اور ان بزرگ کی برکت سے یہ رتبہ نصیب ہوا (بدیع) روض الفائق میں اسی نوع کا ایک دوسرا قصہ لکھا ہے کہ ایک عورت تھی اس کا لڑکا بہت ہی گنہگار تھا اُس کی ماں اس کو بار بار نصیحت کرتی مگر وہ بالکل نہیں مانتا تھا' اسی حال میں وہ مرگیا۔ اس کی ماں کو بہت ہی رنج تھا کہ وہ بغیر توبہ کے مرا۔ اسکو بڑی تمنا تھی کہ کسی طرح اس کو خواب میں دیکھے اس کو خواب میں دیکھا تو وہ عذاب میں مبتلا تھا۔ اس کی وجہ سے اس کی ماں کو اور بھی زیادہ صدمہ ہوا۔ ایک زمانہ کے بعد اُس نے دوبارہ خواب میں دیکھا تو بہت اچھی حالت میں تھا نہایت خوش وخرّم۔ ماں نے پوچھا کہ یہ کیا ہوگیا۔ اُس نے کہ کہ ایک بہت بڑا گناہگار شخص اس قبرستان پر کو گذرا قبروں کو دیکھ کر اس کو کچھ عبرت ہوئی وہ اپنی حالت پر رونے لگا اور سچے دل سے توبہ کی اور کچھ قرآن شریف اور بیس مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس قبرستان والوں کو بخشا جس میں مَیں تھا۔ اس میں سے جو حصّہ مجھے ملا' اس کا یہ اثر ہے جو تم دیکھ رہی ہو۔ میری امّاں' حضور پر درود دلوں کا نور ہے' گناہوں کا کفارہ ہے اور زندہ اور مُردہ دونوں کیلئے رحمت ہے۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

قرب الٰہی حاصل کرنے کا عمل

حضرت کعب بن احبارؒ جو تورات کے بہت بڑے عالم تھے وہ کہتے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ نے حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ

والسلام کے پاس وحی بھیجی کہ اے موسیٰ! اگر دنیا میں ایسے لوگ نہ ہوں جو میری حمد وثنا کرتے رہتے ہیں تو آسمان سے ایک قطرہ پانی کا نہ ٹپکاؤں اور زمین سے ایک دانہ نہ اُگاؤں اور بھی بہت سی چیزوں کا ذکر کیا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا اے موسیٰ! اگر تو یہ چاہتا ہے کہ میں تجھ سے اس سے بھی زیادہ قریب ہو جاؤں جتنا تیری زبان سے تیرا کلام اور جتنے تیرے دل سے اس کے خطرات اور تیرے بدن سے اس کی روح اور تیری آنکھ سے اس کی روشنی حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا یا اللہ ضرور بتائیں۔ ارشاد ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے دُرود پڑھا کر۔ (بدیع)

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

درود شریف پڑھنے کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ لیا

محمد بن سعید مطرف جو نیک لوگوں میں سے ایک بزرگ تھے۔ کہتے ہیں کہ میں نے اپنا یہ معمول بنا رکھا تھا کہ رات کو جب سونے کیوقت لیٹتا تو ایک مقدار معیّن درود شریف کی پڑھا کرتا تھا۔ ایک رات کو میں بالا خانہ پر اپنا معمول پورا کر کے سو گیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بالا خانہ کے دروازہ سے اندر تشریف لائے۔ حضور کی تشریف آوری سے بالا خانہ سارا ایک دم روشن ہو گیا۔ حضور میری طرف کو تشریف لائے اور ارشاد فرمایا لا اس منہ کو لا' جس سے تو کثرت سے مجھ پر دُرود پڑھتا ہے میں اس کو چوموں گا۔ مجھے اس سے شرم آئی کہ میں دہنِ مبارک کی طرف منہ کروں' تو میں نے اُدھر سے اپنے منہ کو پھر لیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے رخسارے پر پیار کیا۔ میری گھبرا کر ایک دم آنکھ کھل گئی۔ میری گھبراہٹ سے میری بیوی جو میرے پاس پڑی ہوئی تھی' اس کی بھی ایک دم آنکھ کھل گئی تو سارا بالا خانہ مشک کی خوشبو سے مہک رہا تھا اور مشک کی خوشبو میرے رخسار میں سے آٹھ دن تک آتی رہی۔ (بدیع)

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

علی بن عیسیٰ وزیر کا روزانہ ہزار مرتبہ درود پڑھنا

محمد بن مالک کہتے ہیں کہ میں بغداد گیا تا کہ قاری ابوبکر بن مجاہدؒ کے پاس کچھ پڑھوں۔ ہم لوگ ایک جماعت انکی خدمت میں حاضر تھی اور قرائت ہو رہی تھی۔ اتنے میں ایک بڑے میاں انکی مجلس میں آئے جن کے سر پر بہت ہی پرانا عمامہ تھا۔ ایک پرانا کرتا تھا' ایک پرانی سی چادر تھی ابوبکرؒ ان کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور ان کو اپنی جگہ بٹھایا اور ان سے ان کے گھر والوں کی' اہل وعیال کی خیریت پوچھی۔ ان بڑے میاں نے کہا رات میرے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ گھر والوں نے مجھ سے گھی اور شہد کی فرمائش کی۔ شیخ ابوبکر کہتے ہیں کہ میں ان کا حال سن کر بہت ہی رنجیدہ ہوا اور اسی رنج وغم کی حالت میں میری آنکھ لگ گئی تو میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اتنا رنج کیوں ہے۔ علی بن عیسیٰ وزیر کے پاس جا اور اس کو میری طرف سے سلام کہنا اور یہ علامت بتانا کہ تو ہر جمعہ کی رات کو اس وقت تک نہیں سوتا جب تک کہ مجھ پر ایک ہزار مرتبہ درود نہ پڑھ لے اور اس جمعہ کی رات میں تو نے سات سو ۷۰۰ مرتبہ پڑھا تھا کہ تیرے پاس بادشاہ کا آدمی بلانے آ گیا تو وہاں چلا گیا اور وہاں سے آنے کے بعد اور تو نے اس مقدار کو پورا کیا۔ یہ علامت بتانے کے بعد اس سے کہنا کہ اس نومولود کے والد کو سو ۱۰۰ دینار (اشرفیاں) دے دے تا کہ یہ اپنی ضروریات میں خرچ

کر لے۔ قاری ابوبکرؒ اٹھے اور ان بڑے میاں نومولود کے والد کو ساتھ لیا اور دونوں وزیر کے پاس پہنچے۔ قاری ابوبکرؒ نے وزیر سے کہا۔ ان بڑے میاں کو حضور نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ وزیر کھڑے ہوگئے اور ان کو اپنی جگہ بٹھایا اور ان سے قصہ پوچھا۔ شیخ ابوبکرؒ نے سارا قصہ سنایا جس سے وزیر کو بہت ہی خوشی ہوئی اور اپنے غلام کو حکم کیا کہ ایک توڑا نکال کر لائے (توڑا ہمیانی تھیلی جس میں دس ہزار کی مقدار ہوتی ہے) اس میں سو ۱۰۰ دینار اور اس نومولود کے والد کو دیئے۔ اس کے بعد سو ۱۰۰ اور نکالے تا کہ شیخ ابوبکر کو دے۔ شیخ نے ان کے لینے سے انکار کیا۔ وزیر نے اصرار کیا کہ ان کو لے لیجئے اس لئے کہ یہ اس بشارت کی وجہ سے ہے جو آپ نے مجھے اس واقعہ کے متعلق سنائی اس لئے کہ یہ واقعہ یعنی ایک ہزار درود والا ایک راز ہے جس کو میرے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر سو دینار اور نکالے اور یہ کہا کہ یہ اس خوشخبری کے بدلہ میں ہیں کہ تم نے مجھے اس کی بشارت سنائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے درود شریف پڑھنے کی اطلاع ہے اور پھر سو ۱۰۰ اشرفیاں اور نکالیں اور یہ کہا کہ یہ اس مشقت کے بدلہ میں ہے جو تم کو یہاں آنے میں ہوئی اور اسی طرح سو ۱۰۰ سو ۱۰۰ اشرفیاں نکالتے رہے یہاں تک کہ ایک ہزار اشرفیاں نکالیں مگر انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ہم اس مقدار یعنی سو ۱۰۰ دینار سے زائد نہیں لیں گے، جن کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا (بدیع)

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

تیری کثرت درود نے مجھے گھبرا دیا

عبدالرحیم بن عبدالرحمٰنؒ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ غسل خانے میں گرنے کی وجہ سے میرے ہاتھ میں بہت ہی سخت چوٹ لگ گئی۔ اس کی وجہ سے ہاتھ پر ورم ہوگیا۔ میں نے رات بہت بے چینی سے گذاری۔ میری آنکھ لگ گئی تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ میں نے اتنا ہی عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ! حضور نے ارشاد فرمایا کہ تیری کثرتِ درود نے مجھے گھبرا دیا۔ میری آنکھ کھلی تو تکلیف بالکل جاتی رہی تھی اور ورم بھی جاتا رہا تھا۔ (بدیع)

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

دُعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں درود شریف بکثرت پڑھنے اور اس کے انعامات وفضائل سے مالا مال فرمائیے۔

اے اللہ! درود شریف کی برکت سے ہماری دنیا وآخرت کے تمام مصائب ومشکلات حل فرما دیجئے۔

اے اللہ! اپنے محسن اعظم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اور چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے بکثرت درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! حضرات صحابہ کرام کو حضور صلی اللہ علیہ سے جو محبت تھی ہمیں بھی اس محبت کا ذرہ نصیب فرمائیے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

علامہ سخاویؒ کی کتاب کی مقبولیت

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھ سے شیخ احمد بن رسلانؒ کے شاگردوں میں سے ایک معتمد نے کہا کہ ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ کتاب قول بدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ہی کے بیان میں علامہ سخاویؒ کی مشہور تالیف ہے اور اس رسالہ کے اکثر مضامین اسی سے لئے گئے ہیں۔ حضور کی خدمت میں یہ کتاب پیش کی گئی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول فرمایا۔ بہت طویل خواب ہے جس کی وجہ سے مجھے انتہائی مسرت ہوئی اور میں اللہ کے اور اس کے پاک رسول کی طرف سے اس کی قبولیت کی اُمید رکھتا ہوں اور ان شاء اللہ دارین میں زیادہ سے زیادہ ثواب کا امیدوار ہوں ۔ پس تو بھی او مخاطب اپنے پاک نبی کا ذکر خوبیوں کے ساتھ کرتا رہا کر اور دل اور زبان سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجتا رہا کر اس لئے کہ تیرا درود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضور کی قبر اطہر میں پہنچتا ہے اور تیرا نام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے (بدیع)

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَکُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ.

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

حضرت شبلیؒ کا اعزاز

علامہ سخاویؒ، ابوبکر بن محمدؒ سے نقل کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر بن مجاہدؒ کے پاس تھا کہ اتنے میں شیخ المشائخ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ آئے۔ ان کو دیکھ کر ابوبکر بن مجاہدؒ کھڑے ہوگئے۔ اُن سے معانقہ کیا، ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ میرے سردار آپ شبلیؒ کے ساتھ یہ معاملہ کرتے ہیں حالانکہ آپ اور سارے علماء بغداد یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ پاگل ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے وہی کیا کہ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا۔ پھر انہوں نے اپنا خواب بتایا کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی کہ حضور کی خدمت میں شبلیؒ حاضر ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور میرے استفسار پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ ہر نماز کے بعد لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ آخر سورۃ تک پڑھتا ہے اور اس کے بعد مجھ پر درُود پڑھتا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جب بھی فرض نماز پڑھتا ہے اس کے بعد یہ آیت شریفہ لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ پڑھتا ہے اور اس کے بعد تین مرتبہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ پڑھتا ہے۔ ابوبکرؒ کہتے ہیں کہ اس خواب کے بعد جب شبلیؒ آئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ نماز کے بعد کیا درُود پڑھتے ہو تو انہوں نے یہی بتایا ایک اور صاحب

سے اسی نوع کا ایک قصہ نقل کیا گیا ہے۔ ابوالقاسم خفاف ؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شبلیؒ ابوبکر بن مجاہدؒ کی مسجد میں گئے۔ ابوبکرؒ ان کو دیکھ کر کھڑے ہوگئے۔ ابوبکرؒ کے شاگردوں میں اس کا چرچا ہوا۔ انہوں نے استاذ سے عرض کیا کہ آپ کی خدمت میں وزیراعظم آئے ان کے لئے تو آپ کھڑے ہوئے نہیں، شبلیؒ کے لئے آپ کھڑے ہوگئے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں ایسے شخص کے لئے کیوں نہ کھڑا ہوں جس کی تعظیم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود کرتے ہوں۔ اس کے بعد استاذ نے اپنا ایک خواب بیان کیا اور یہ کہا۔ ایک رات میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تھی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ارشاد فرمایا تھا کہ کل کو تیرے پاس ایک جنتی شخص آئے گا جب وہ آئے تو اس کا اکرام کرنا۔ ابوبکرؒ کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے دو ایک دن کے بعد پھر حضور اقدس کی خواب میں زیارت ہوئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ارشاد فرمایا اے ابوبکرؒ اللہ تمہارا بھی ایسا ہی اکرام فرمائے جیسا کہ تم نے ایک جنتی آدمی کا اکرام کیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! شبلیؒ کا یہ اعزاز آپ کے ہاں کس وجہ سے ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہ پانچوں نمازوں کے بعد یہ آیت پڑھتا ہے **لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ الایۃ** اور اسی ۸۰ برس سے اس کا یہ معمول ہے (بدیع)۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

دُعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے محبوب جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نصیب فرمائیے۔ ایسی محبت جو ہمیں اتباع سنت کی بے غبار راہ پر لے چلے۔

اے اللہ! آپ نے اپنے محبوب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان کی امت کو جن فضائل وانعامات سے نوازا ہے ہمیں ان کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! اپنے محسن اعظم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اور چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے بکثرت درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! آپ نے جن خوش نصیب حضرات کو درود شریف کی برکات سے نوازا ہے ہمیں بھی محض اپنے فضل وکرم سے ان حضرات میں شامل فرما دیجئے۔

اے اللہ! روز محشر ہمیں اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سفاعت نصیب فرمائیے اور ایسے محسن عظیم کے حقوق وآداب بجالانے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! درود شریف کے انوار وبرکات سے ہماری دنیا وآخرت کے مسائل ومشکلات حل فرما دیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

عجیب واقعہ

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں عبدالواحد بن زید بصریؒ سے نقل کیا ہے کہ میں حج کو جارہا تھا' ایک شخص میرا رفیق سفر ہوگیا۔ وہ ہر وقت چلتے پھرتے' اٹھتے بیٹھتے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا کرتا تھا۔ میں نے اس سے اس کثرتِ درود کا سبب پوچھا۔ اُس نے کہ جب میں سب سے پہلے حج کے لئے حاضر ہوا تو میرے باپ بھی ساتھ تھے۔ جب ہم لوٹنے لگے تو ہم ایک منزل پر سو گئے۔ میں نے خواب میں دیکھا مجھ سے کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ اٹھ تیرا باپ مرگیا اور اُس کا منہ کالا ہوگیا۔ میں گھبرایا ہوا اٹھا تو اپنے باپ کے منہ پر سے کپڑا اٹھا کر دیکھا' تو واقعی میرے باپ کا انتقال ہو چکا تھا اور اس کا منہ کالا ہو رہا تھا۔ مجھ پر اس واقعہ سے اتنا غم سوار ہوا کہ میں اس کیوجہ سے بہت ہی مرعوب ہو رہا تھا۔ اتنے میں میری آنکھ لگ گئی میں نے دوبارہ خواب میں دیکھا کہ میرے باپ کے سَر پر چار حبشی کالے چہرے والے جنکے ہاتھ میں لوہے کے بڑے ڈنڈے تھے مسلّط ہیں۔ اتنے میں ایک بزرگؒ نہایت حسین چہرہ' دو سبز کپڑے پہنے ہوئے تشریف لائے اور انہوں نے ان حبشیوں کو ہٹا دیا اور اپنے دستِ مبارک کو میرے باپ کے مُنہ پر پھیرا اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اٹھ اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ کے چہرہ کو سفید کر دیا۔ میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا میرا نام محمد ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بعد سے میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کبھی نہیں چھوڑا۔ نزہۃ المجالس میں ایک اور قصہ اسی نوع کا ابو حامد قزوینیؒ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص اور اس کا بیٹا دونوں سفر کر رہے تھے۔ راستہ میں باپ کا انتقال ہوگیا اور اس کا سَر (مُنہ وغیرہ) سؤر جیسا ہوگیا۔ وہ بیٹا بہت رویا اور اللہ جل شانہ' کی بارگاہ میں دُعا اور عاجزی کی۔ اتنے میں اُس کی آنکھ لگ گئی تو خواب میں دیکھا کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ تیرا باپ سُود کھایا کرتا تھا اس لئے یہ صورت بدل گئی لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے بارے میں سفارش کی ہے۔ اسلئے کہ جب یہ آپ کا ذکر مبارک سنتا تو درود بھیجا کرتا تھا۔ آپ کی سفارش سے اس کو اس کی اپنی اصلی صورت پر لوٹا دیا گیا۔

روض افائق میں اسی نوع کا ایک قصہ نقل کیا ہے۔ وہ حضرت سفیان ثوریؒ سے نقل کرتے ہیں کہ میں طواف کر رہا تھا۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ہر قدم پر درود ہی پڑھتا ہے اور کوئی چیز تسبیح تہلیل وغیرہ نہیں پڑھتا۔ میں نے اس سے پوچھا اس کی کیا وجہ؟ تو اس نے پوچھا تو کون ہے میں نے کہا کہ میں سفیان ثوریؒ ہوں۔ اُس نے کہا کہ اگر تو اپنے زمانہ کا یکتا نہ ہوتا تو میں نہ بتاتا اور اپنا راز نہ کھولتا۔ پھر اس نے کہا کہ میں اور میرے والد حج کو جا رہے تھے۔ ایک جگہ پہنچ کر میرا باپ بیمار ہوگیا۔ میں علاج کا اہتمام کرتا رہا کہ ایک دم اُن کا انتقال ہوگیا اور مُنہ کالا ہوگیا۔ میں دیکھ کر بہت ہی رنجیدہ ہوا اور انا للہ پڑھی اور کپڑے سے اُن کا منہ ڈھک دیا۔ اتنے میں میری آنکھ لگ گئی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک صاحب جن سے زیادہ حسین میں نے کسی کو نہیں دیکھا اور ان سے زیادہ صاف ستھرا لباس کسی کا نہیں دیکھا اور ان سے زیادہ بہترین خوشبو میں نے کہیں نہیں دیکھی تیزی

سے قدم بڑھائے چلے آ رہے ہیں۔ انہوں نے میرے باپ کے مُنہ پر سے کپڑا اٹھایا اور اس کے چہرہ پر ہاتھ پھیرا تو اس کا چہرہ سفید ہوگیا۔ وہ واپس جانے لگے تو میں نے جلدی سے ان کا کپڑا پکڑلیا اور میں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے آپ کون ہیں کہ آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میرے باپ پر مسافرت میں احسان فرمایا۔ وہ کہنے لگے کہ تو مجھے نہیں پہچانتا میں محمد بن عبداللہ صاحبِ قرآن ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ تیرا باپ بڑا گناہگار تھا لیکن مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا تھا۔ جب اس پر یہ مصیبت نازل ہوئی تو اس کی فریاد کو پہنچا اور میں ہر اُس شخص کی فریاد کو پہنچتا ہوں جو مجھ پر کثرت سے دُرود بھیجے۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

موت کی تلخی سے حفاظت

نزہتہ المجالس میں لکھا ہے کہ ایک صاحب کسی بیمار کے پاس گئے (ان کی نزع کی حالت تھی) اُن سے پوچھا کہ موت کی کڑواہٹ کیسی مل رہی ہے؟ انہوں نے کہا کہ مجھے کچھ نہیں معلوم ہو رہا ہے' اس لئے کہ میں نے علماء سے سُنا ہے کہ جو شخص کثرت سے درود شریف پڑھتا ہے وہ موت کی تلخی سے محفوظ رہتا ہے۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

تریاقِ مجرّب

نزہتہ المجالس میں لکھا ہے کہ بعض صلحاء میں سے ایک صاحب کو حبسِ بَول ہوگیا۔ انہوں نے خواب میں عارف باللہ حضرت شیخ شہادت الدین بن رسلانؒ کو جو بڑے زاہد اور عالم تھے دیکھا اور اُن سے اپنے مرض کی شکایت و تکلیف کہی۔ انہوں نے فرمایا تو تریاقِ مجرب سے کیوں غافل ہے یہ درود پڑھا کر اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی رُوْحِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْاَرْوَاحِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی قَلْبِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْقُلُوْبِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی جَسَدِ مُحَمَّدٍ فِي الْاَجْسَادِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی قَبْرِسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْقُبُوْرِ. خواب سے اُٹھنے کے بعد اُن صاحب نے اس دُرود کو کثرت سے پڑھا اور ان کا مرض زائل ہوگیا۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

دُعا کیجئے

اے اللہ! اپنے محسن اعظم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمایئے۔ اور چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے بکثرت درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمایئے۔

اے اللہ! حضرات صحابہ کرام کو حضور صلی اللہ علیہ سے جو محبت تھی ہمیں بھی اس محبت کا ذرہ نصیب فرمایئے۔

اے اللہ! آپ نے جن خوش نصیب حضرات کو درود شریف کی برکات سے نوازا ہے' ہمیں بھی محض اپنے فضل وکرم سے ان حضرات میں شامل فرما دیجئے۔ اے اللہ! روز محشر ہمیں اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سفاعت نصیب فرمایئے اور ایسے محسن عظیم کے حقوق وآداب بجالانے کی توفیق عطا فرمایئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

ہر قدم پر درود پڑھنے والے آدمی کا واقعہ

حافظ ابونعیمؒ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ سے نقل کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ باہر جا رہا تھا۔ میں نے ایک جوان کو دیکھا کہ جب وہ قدم اٹھاتا ہے یا رکھتا ہے تو یوں کہتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ میں نے اس سے پوچھا کیا کسی علمی دلیل سے تیرا یہ عمل ہے؟ (یا محض اپنی رائے سے) اس نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا سفیان ثوریؒ۔ اس نے کہا کیا عراق والے سفیان۔ میں نے کہا ہاں! کہنے لگا تجھے اللہ کی معرفت حاصل ہے۔ میں نے کہا ہاں ہے۔ اُس نے پوچھا کس طرح معرفت حاصل ہے؟ میں نے کہا رات سے دن نکالتا ہے، دن سے رات نکالتا ہے، ماں کے پیٹ میں بچے کی صورت پیدا کرتا ہے۔ اُس نے کہا کہ کچھ نہیں پہچانا۔ میں نے کہا پھر تو کس طرح پہچانتا ہے؟ اس نے کہا کسی کام کا پختہ ارادہ کرتا ہوں اس کو فسخ کرنا پڑتا ہے اور کسی کام کے کرنے کی ٹھان لیتا ہوں مگر نہیں کرسکتا۔ اس سے میں نے پہچان لیا کہ کوئی دوسری ہستی ہے جو میرے کاموں کو انجام دیتی ہے۔ میں نے پوچھا یہ درود کیا چیز ہے؟ اس نے کہا، میں اپنی ماں کے ساتھ حج کو گیا تھا۔ میری ماں وہیں رہ گئی (یعنی مرگئی) اس کا منہ کالا ہوگیا اور اس کا پیٹ پھول گیا جس سے مجھے یہ اندازہ ہوا کہ کوئی بہت بڑا سخت گناہ ہوا ہے۔ اس سے میں نے اللہ جل شانہٗ کی طرف دُعاء کیلئے ہاتھ اٹھائے تو میں نے دیکھا کہ تہامہ (حجاز) سے ایک ابر آیا اس سے ایک آدمی ظاہر ہوا۔ اس نے اپنا مبارک ہاتھ میری ماں کے منہ پر پھیرا جس سے وہ بالکل روشن ہوگیا اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو ورم بالکل جاتا رہا۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ کون ہیں کہ میری اور میری ماں کی مصیبت کو آپ نے دور کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں تیرا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ میں نے عرض کیا مجھے کوئی وصیّت کیجئے تو حضور نے فرمایا کہ جب کوئی قدم رکھا کرے یا اٹھایا کرے تو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ پڑھا کر۔ (نزہتہ)

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّھِمِ

دُعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے محبوب جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نصیب فرمایئے۔ ایسی محبت جو ہمیں اتباع سنت کی بے غبار راہ پر لے چلے۔

اے اللہ! اپنے محسن اعظم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمایئے۔ اور چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے بکثرت درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمایئے۔

اے اللہ! درود شریف کے انوار و برکات سے ہماری دنیا و آخرت کے مسائل و مشکلات حل فرما دیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

صاحبِ احیاء نے لکھا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو رہے تھے اور یوں کہہ رہے تھے کہ یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ایک کھجور کا تنہ جس پر سہارا لگا کر آپ منبر بننے سے پہلے خطبہ پڑھا کرتے تھے پھر جب منبر بن گیا اور آپ اُس پر تشریف لے گئے تو وہ کھجور کا تنہ آپ کے فراق سے رونے لگا یہاں تک کہ آپ نے اپنا دستِ مبارک اس پر رکھا جس سے اس کو سکون ہوا (یہ حدیث کا مشہور قصہ ہے) یارسول اللہ! آپ کی امت آپ کے فراق سے رونے کی زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اس تنے کے (یعنی اُمت اپنے سکون کے لئے توجہ کی زیادہ محتاج ہے) یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کا عالی مرتبہ اللہ کے نزدیک اس قدر اونچا ہوا کہ اس نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا چنانچہ ارشاد فرمایا مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ''جس نے رسول کی اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔'' یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کی فضیلت اللہ کے نزدیک اتنی اونچی ہوئی کہ آپ سے مطالبہ سے پہلے معافی کی اطلاع فرمادی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ ''اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کرے تم نے ان منافقوں کو جانے کی اجازت دی ہی کیوں۔'' یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کا علوشان اللہ کے نزدیک ایسا ہے کہ آپ اگرچہ زمانہ کے اعتبار سے آخر میں آئے لیکن انبیاء کی میثاق میں آپ کو سب سے پہلے ذکر کیا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ (الآیۃ) یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کی فضیلت کا اللہ کے یہاں یہ حال ہے کہ کافر جہنم میں پڑے ہوئے اس کی تمنا کریں گے کہ کاش آپ کی اطاعت کرتے اور کہیں گے يٰلَيْتَنَا اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۔ یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان اگر حضرت موسیٰ (علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) کو اللہ جل شانہ نے یہ معجزہ عطا فرمایا ہے کہ پتھر سے نہریں نکالدیں تو یہ اس سے زیادہ عجیب نہیں ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کی انگلیوں سے پانی جاری کر دیا (کہ حضور کا یہ معجزہ مشہور ہے) یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان کہ اگر حضرت سلیمان (علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) کو ہوا ان کو صبح کے وقت میں ایک مہینہ کا راستہ طے کرادے اور شام کے وقت میں ایک مہینہ کا طے کرادے تو یہ اس سے زیادہ عجیب نہیں کہ آپ کا براق رات کے وقت میں آپ کو ساتویں آسمان سے بھی پرے لے جائے اور صبح کے وقت آپ مکہ مکرمہ واپس آجائیں صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ اللہ تعالےٰ ہی آپ پر درود بھیجے۔ یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان اگر حضرت عیسےٰ (علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسلام) کو اللہ تعالےٰ نے یہ معجزہ عطا فرمایا کہ وہ مردوں کو زندہ فرمادیں تو یہ اس سے زیادہ عجیب نہیں کہ ایک بکری جس کے گوشت کے ٹکڑے آگ میں بھون دیئے گئے ہوں وہ آپ سے یہ درخواست کرے کہ آپ مجھے نہ کھائیں، اس لئے کہ مجھ میں زہر ملایا گیا ہے۔ یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان، حضرت نوح (علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام) نے اپنی قوم کے لئے یہ ارشاد فرمایا۔ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا۔ ''اے رب کافروں میں سے زمین پر بسنے

والا کوئی نہ چھوڑ'' اگر آپ بھی ہمارے لئے بددعاء کر دیتے تو ہم میں سے ایک بھی باقی نہ رہتا۔ بے شک کافروں نے آپ کی پُشت مبارک کو روندا (کہ جب آپ نماز میں سجدہ میں تھے آپ کی پُشت مبارک پر اونٹ کا بچہ دان رکھ دیا تھا اور غزوۂ اُحد میں) آپ کے چہرۂ مبارک کو خون آلودہ کیا' آپ کے دندانِ مبارک کو شہید کیا اور آپ نے بجائے بددعاء کے یوں ارشاد فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَایَعْلَمُوْنَ. ''اے اللہ میری قوم کو معاف فرما کہ یہ لوگ جانتے نہیں (جاہل ہیں) یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کی عمر کے بہت تھوڑے سے حصے میں (کہ نبوت کے بعد تئیس ۲۳ ہی سال ملے) اتنا بڑا مجمع آپ پر ایمان لایا کہ حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی طویل عمر (ایک ہزار برس) میں اتنے آدمی مسلمان نہ ہوئے (کہ حجۃ الوداع میں ایک لاکھ چوبیس ہزار تو صحابہؓ تھے اور جو لوگ غائبانہ مسلمان ہوئے حاضر نہ ہو سکے ان کی تعداد تو اللہ ہی کو معلوم ہے) آپ پر ایمان لانے والوں کی تعداد بہت زیادہ سے زیادہ ہے (بخاری کی مشہور حدیث عرضت علی الامم میں ہے رَاَیْتُ سَوَادًا کَثِیْرًا سَدَّ الْاُفُقَ کہ حضور نے اپنی امت کو اتنی کثیر مقدار میں دیکھا کہ جس نے سارے جہاں کو گھیر رکھا تھا) اور حضرت نوح علیہ السّلام پر ایمان لانے والے بہت تھوڑے ہیں (قرآنِ پاک میں ہے وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِیْلٌ) یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان اگر آپ اپنے ہم جنسوں ہی کے ساتھ نشست و برخواست فرماتے تو آپ ہمارے پاس کبھی نہ بیٹھتے اور اگر آپ نکاح نہ کرتے مگر اپنے ہی ہم مرتبہ سے تو ہمارے میں سے کسی کے ساتھ بھی آپ کا نکاح نہ ہوسکتا تھا اور اگر آپ اپنے ساتھ کھانا نہ کھلاتے مگر اپنے ہی ہمسروں کو' تو ہم میں سے کسی کو اپنے ساتھ کھانا نہ کھلاتے بیشک آپ نے ہمیں اپنے پاس بٹھایا' ہماری عورتوں سے نکاح کیا' ہمیں اپنے ساتھ کھانا کھلایا' بالوں کے کپڑے پہنے (عربی) گدھے پر سواری فرمائی اور اپنے پیچھے دوسرے کو بٹھایا اور زمین پر (دسترخوان بچھا کر) کھانا کھایا اور کھانے کے بعد اپنی انگلیوں کو (زبان سے) چاٹا۔ اور یہ سب امور آپ نے تواضع کے طور پر اختیار فرمائے صلی اللہ علیک وسلم۔ اللہ تعالیٰ ہی آپ پر درود وسلام بھیجے۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

دُعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں درود شریف بکثرت پڑھنے اور اس کے انعامات وفضائل سے مالا مال فرمایئے۔

اے اللہ! درود شریف کی برکت سے ہماری دنیا وآخرت کے تمام مصائب ومشکلات حل فرمادیجئے۔

اے اللہ! اپنے محسن اعظم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمایئے۔ اور چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے بکثرت درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمایئے۔

اے اللہ! درود شریف کے انوار وبرکات سے ہماری دنیا وآخرت کے مسائل ومشکلات حل فرمادیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی میزبانی

نزہۃ البساتین میں حضرت ابراہیم خواصؒ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھ کو سفر میں پیاس معلوم ہوئی اور شدت پیاس سے بیہوش ہو کر گر پڑا۔ کسی نے میرے مُنہ پر پانی چھڑکا' میں نے آنکھیں کھولیں تو ایک مرد حسین خوبرو کو گھوڑے پر سوار دیکھا۔ اُس نے مجھ کو پانی پلایا اور کہا میرے ساتھ رہو۔ تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ اُس جوان نے مجھ سے کہا تم کیا دیکھتے ہو۔ میں نے کہا یہ مدینہ ہے اس نے کہا اتر جاؤ۔ میرا اسلام حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنا اور عرض کرنا آپ کا بھائی خضر آپ کو سلام کہتا ہے۔ شیخ ابوالخیر اقطع فرماتے ہیں' میں مدینہ منورہ میں آیا پانچ دن وہاں قیام کیا' کچھ مجھ کو ذوق ولطف حاصل نہ ہوا۔ میں قبر شریف کے پاس حاضر ہوا اور حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو سلام کیا اور عرض کیا اے رسول اللہ آج میں آپ کا مہمان ہوں پھر وہاں سے ہٹ کر منبر کے پیچھے سو رہا۔ خواب میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ حضرت ابوبکرؓ آپ کی داہنی اور حضرت عمرؓ آپ کی بائیں جانب تھے اور حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ' آپ کے آگے تھے۔ حضرت علیؓ نے مجھ کو ہلایا اور فرمایا کہ اٹھ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ میں اٹھا اور حضرت کے دونوں آنکھوں کے درمیان چوما۔ حضور نے ایک روٹی مجھ کو عنایت فرمائی میں نے آدھی کھائی اور جاگا تو آدھی میرے ہاتھ میں تھی۔ یہ شیخ ابوالخیرؒ کا قصّہ علامہ سخاویؒ نے قولِ بدیع میں بھی نقل کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نزہۃ کے ترجمہ میں کچھ تسامح ہوا۔ قولِ بدیع کے الفاظ یہ ہیں:۔ اَقَمْتُ خَمْسَۃَ اَیَّامٍ مَاذُقْتُ ذَوَاقًا. جس کا ترجمہ یہ ہے کہ میں پانچ دن رہا اور مجھے ان دنوں میں کوئی چیز چکھنے کو بھی نہیں ملی۔ ذوق وشوق حاصل نہ ہونا ترجمہ کا تسامح ہے۔ اس ناکارہ کے رسالہ فضائل حج کے زیارتِ مدینہ کے قصوں میں نمبر ۸ پر بھی یہ قصّہ گذر چکا ہے اور اس میں اسی نوع کا ایک قصّہ نمبر ۲۳ پر ابن الجلاء کا بھی وفاء الوفا سے گذر چکا ہے اور اس نوع کے اور بھی متعدد قصّے اکابر کے ساتھ پیش آچکے ہیں جو وفاء الوفاء میں کثرت سے ذکر کئے گئے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ اور ان کے والد کے مکاشفات وخواب

حضرت اقدس شیخ المشائخ مسند ہند امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ اپنے رسالہ حرزثمین فی مبشرات النبی الامین جس میں انہوں نے چالیس خواب یا مکاشفات اپنے یا اپنے والد ماجد کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے سلسلہ میں تحریر فرمائے ہیں۔ اس میں نمبر ۱۲ پر تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز مجھے بہت ہی بھوک لگی (نہ معلوم کتنے دن کا فاقہ ہوگا) میں نے اللہ جل شانہ' سے دُعا کی تو میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوحِ مقدس آسمان سے اتری اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک روٹی تھی گویا اللہ جل شانہ' نے حضور کو ارشاد فرمایا تھا کہ یہ روٹی مجھے مرحمت فرمائیں۔ نمبر ۱۳ پر تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دن مجھے رات کو کھانے کو کچھ نہیں ملا تو میرے دوستوں میں سے ایک شخص دودھ کا پیالہ لایا جس کو میں نے پیا اور سو گیا۔ خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ وہ دودھ میں نے ہی بھیجا تھا یعنی میں نے توجہ سے اس کے دل میں یہ بات ڈالی تھی کہ وہ دودھ لے کر جائے اھ۔ اور جب اکابر صوفیاء کی توجہات معروف و متواتر ہیں تو پھر سیّد الاولین و

الآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ کا کیا پوچھنا۔ حضرت شاہ صاحبؒ نمبر ۱۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھ سے بتایا کہ وہ ایک دفعہ بیمار ہوئے تو خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ حضور نے ارشاد فرمایا میرے بیٹے کیسی طبیعت ہے۔ اس کے بعد شفاءً کی بشارت عطا فرمائی، اور اپنی ڈاڑھی مبارک میں سے دو بال مرحمت فرمائے، مجھے اسی وقت صحت ہوگئی اور جب میری آنکھ کھلی تو وہ دونوں بال میرے ہاتھ میں تھے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ والد صاحب نوراللہ مرقدہٗ نے ان دو بالوں میں سے ایک مجھے مرحمت فرمایا تھا۔ اسی طرح شاہ صاحبؒ نمبر ۱۸ پر تحریر فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد صاحبؒ نے ارشاد فرمایا کہ ابتدائے طالب علمی میں مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ میں ہمیشہ روزہ رکھا کروں مگر مجھے اس میں علماء کے اختلاف کی وجہ سے تردّد تھا کہ ایسا کروں یا نہ کروں۔ میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خواب میں ایک روٹی مرحمت فرمائی۔ حضرات شیخین وغیرہ تشریف فرما تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا الہدایا مشترکۃ۔ میں نے وہ روٹی ان کے سامنے کردی انہوں نے ایک ٹکڑا توڑ لیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا الہدایا مشترکۃ۔ میں نے وہ روٹی ان کے سامنے کردی۔ انہوں نے بھی ایک ٹکڑا توڑ لیا۔ پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔ الہدایا مشترکۃ۔ میں نے عرض کیا کہ اگر یہی الہدایا مشترکۃ رہا یہ روٹی تو اسی طرح تقسیم ہوجائے گی۔ مجھ فقیر کے پاس کیا بچے گا۔ حرزِ ثمین میں تو یہ قصہ اتنا ہی لکھا ہے لیکن حضرت کی دوسری کتاب ''انفاس العارفین'' میں کچھ اور بھی تفصیل ہے وہ یہ کہ میں نے سونے سے اٹھنے کے بعد اس پر غور کیا کہ اس کی کیا وجہ کہ حضرات شیخین کے کہنے پر تو میں نے روٹی ان کے سامنے کردی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فرمانے پر انکار کردیا۔ میرے ذہن میں اس کی وجہ یہ آئی کہ میری نسبت نقشبند یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتی ہے اور میرا سلسلہ نسب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے اس لئے ان دونوں حضرات کے سامنے تو مجھے انکار کی جرأت نہیں ہوئی، اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میرا نہ تو سلسلۂ سلوک ملتا تھا نہ سلسلۂ نسب، اس لئے وہاں بولنے کی جرأت ہوگئی۔ فقط۔ یہ حدیث الہدایا مشترکۃ والی محدثین کے نزدیک تو متکلم فیہ ہے اور اس کے متعلق اپنے رسالہ فضائلِ حج کے ختم پر بھی دو ۲ قصے ایک قصہ ایک بزرگ کا اور دوسرا قصہ حضرت امام ابویوسفؒ فقیہ الامّت کا لکھ چکا ہوں۔ اس جگہ اس حدیث سے تعرض نہیں کرنا تھا۔ اس جگہ تو یہ بیان کرنا تھا کہ **اجود الناس سیدالکونین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم** کی اُمت پر مادی برکات بھی روز افزوں ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ اپنے رسالہ حرزِ ثمین میں نمبر ۱۹ پر تحریر فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے ارشاد فرمایا کہ وہ رمضان المبارک میں سفر کر رہے تھے، نہایت شدید گرمی تھی جس کی وجہ سے بہت ہی مشقت اٹھانی پڑی۔ اسی حالت میں مجھے اُونگھ آگئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی۔ حضور نے بہت ہی لذیذ کھانا جس میں چاول اور میٹھا اور زعفران اور گھی خوب تھا (نہایت لذیذ زردہ) مرحمت فرمایا جس کو خوب سَیر ہوکر کھایا۔ پھر حضور نے پانی مرحمت فرمایا جس کو خوب سَیر ہوکر پیا، جس سے بھوک پیاس سب جاتی رہی اور جب آنکھ کھلی تو میرے ہاتھوں میں سے زعفران کی خوشبو آرہی تھی۔ ان قصّوں میں کچھ تردّد نہ کرنا چاہیے اس لئے کہ احادیث صوم وصال میں اِنِّیْ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِیْ (مجھے میرا رب کھلاتا پلاتا ہے) میں ان چیزوں کا ماخذ

اور اصل موجود ہے اور حضور کا یہ ارشاد انی لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ (کہ میں تم جیسا نہیں ہوں) عوام کے اعتبار سے ہے۔ اگر کسی خوش نصیب کو یہ کرامت حاصل ہو جائے تو کوئی مانع نہیں۔ اہل سُنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ کراماتِ اولیاء حق ہیں۔ قرآنِ پاک میں حضرت مریم علیہا السلام کے قصہ میں کُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَکَرِیَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِندَهَا رِزْقًا (الآیۃ) وارد ہے۔ یعنی جب بھی حضرت زکریاؑ ان کے پاس تشریف لے جاتے تو ان کے پاس کھانے پینے کی چیزیں پاتے اور ان سے دریافت فرماتے کہ اے مریم یہ چیزیں تمہارے پاس کہاں سے آئیں، وہ کہتیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آئی ہیں بے شک اللہ جس کو چاہتے ہیں بے استحقاق رزق عطا فرماتے ہیں۔ درمنثور کی روایات میں اس رزق کی تفاصیل وارد ہوئی ہیں کہ بغیر موسم کے انگوروں کی زنبیل بھری ہوئی ہوتی تھی اور گرمی کے زمانہ میں سردی کے پھل اور سردی کے زمانہ میں گرمی کے پھل

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

رات اور دن کا مناظرہ

نزہتہ المجالس میں ایک عجیب قصہ لکھا ہے کہ رات اور دن میں آپس میں مناظرہ ہوا کہ ہم میں سے کون سا افضل ہے دن نے اپنی فضیلت کیلئے کہا کہ میرے میں تین فرض نمازیں ہیں اور تیرے میں دو ۲ اور مجھ میں جمعہ کے دن ایک ساعت اجابت جس میں آدمی جو مانگے وہ ملتا ہے (یہ صحیح اور مشہور حدیث ہے) اور میرے اندر رمضان المبارک کے روزے رکھے جاتے ہیں تو لوگوں کے لئے سونے اور غفلت کا ذریعہ ہے اور میرے ساتھ تیقظ اور چوکنا پن ہے اور مجھ میں حرکت ہے اور حرکت میں برکت ہے اور میرے میں آفتاب نکلتا ہے جو ساری دنیا کو روشن کر دیتا ہے۔ رات نے کہا کہ اگر تو اپنے آفتاب پر فخر کرتا ہے تو میرے آفتاب اللہ والوں کے قلوب ہیں، اہل تہجد اور اللہ کی حکمتوں میں غور کرنے والوں کے قلوب ہیں۔ تو ان عاشقوں کے شراب تک کہاں پہنچ سکتا ہے جو خلوت کے وقت میں میرے ساتھ ہوتے ہیں، تو معراج کی رات کا کیا مقابلہ کر سکتا ہے۔ تو اللہ جل شانہٗ کے پاک ارشاد کا کیا جواب دے گا جو اس نے اپنے پاک رسول سے فرمایا وَمِنَ اللَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّکَ کہ رات کو تہجد پڑھیئے جو بطورِ نافلہ کے ہے۔ آپ کے لئے اللہ نے مجھے تجھ سے پہلے پیدا کیا۔ میرے اندر لیلۃ القدر ہے جسمیں مالک کی نہ معلوم کیا کیا عطائیں ہوتی ہیں۔ اللہ کا پاک ارشاد ہے کہ وہ ہر رات کے آخری حصّہ میں یوں ارشاد فرماتا ہے کوئی ہے مانگنے والا جس کو دُوں، کوئی ہے توبہ کرنیوالا جس کی توبہ قبول کروں۔ کیا تجھے اللہ کے اس پاک ارشاد کی خبر نہیں یَاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا. کیا تجھے اللہ کے اس ارشاد کی خبر نہیں کہ جسمیں اللہ نے ارشاد فرمایا سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی۔ "پاک ہے وہ ذات جو رات کو لے گیا اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک" فقط۔

دُعا کیجئے

اے اللہ! درود شریف کے انوار و برکات سے ہماری دنیا و آخرت کے مسائل و مشکلات حل فرما دیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

واقعہ معراج

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں معراج کا قصہ بھی یقیناً ایک بڑی اہمیت اور خصوصیّت رکھتا ہے۔ قاضی عیاض شفاء میں فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل میں معراج کی کرامت بہت ہی اہمیت رکھتی ہے اور بہت ہی فضائل کو متضمن ہے اللہ جل شانہٗ سے سرگوشی اللہ تعالیٰ شانہٗ کی زیارت' انبیاء اکرام کی امامت اور سدرۃ المنتہیٰ تک تشریف بری لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى۔ کہ اس جگہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کی بڑی بڑی نشانیوں کی سیر' یہ معراج کا قصہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے اور اس قصہ میں جتنے درجات رفیعہ جن پر قرآنِ پاک اور احادیث صحیحہ میں روشنی ڈالی گئی ہے' یہ سب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات ہیں۔ اس قصہ کو صاحبِ قصیدہ بردہ نے مختصر لکھا ہے اور جس کو حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ نے مع ترجمہ کے نشر الطیب میں ذکر کیا ہے۔ اسی سے یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

مِنَ الْقَصِيدَه

سريت من حرم ليلا الى حرم كما سرى
البدرفی داج من الظلم

''آپ ایک شب میں حرم شریف مکّہ سے حرم محترم مسجد اقصیٰ تک (باوجودیکہ ان میں فاصلہ چالیس روز کے سفر کا ہے' ایسے ظاہر و باہر تیز رو کمال نورانیت و ارتفاع کدورت کے ساتھ) تشریف لے گئے جیسا کہ بدر تاریکی کے پردہ میں نہایت درخشانی کے ساتھ جاتا ہے۔''

وبت ترقى الى ان نلت منزلة من قاب
قوسين لم تدرک ولم ترم

''اور آپ نے بحالتِ ترقی رات گذاری اور یہاں تک ترقی فرمائی کہ ایسا قربِ الٰہی حاصل کیا جس پر مقربانِ درگاہِ خداوندی سے کوئی نہیں پہنچایا گیا تھا بلکہ اس مرتبہ کا بسبب غایت رفعت کسی نے قصد بھی نہیں کیا تھا۔''

وقد متک جمیع الانبیآء بها والرسل
تقديم مخدوم على خدم

''آپ کو مسجد بیت المقدس میں تمام انبیاء و رسل نے اپنا امام و پیشوا بنایا جیسا مخدوم خادموں کا امام و پیشوا ہوتا ہے۔''

وانت تخترق السبع الطباق بهم فی
موكب كنت فيه صاحب العلم

''اور (منجملہ آپ کی ترقیات کے یہ امر ہے کہ) آپ سات آسمانوں کو طے کرتے جاتے تھے جو ایک دوسرے پر ہے ایسے لشکر ملائکہ میں (جو بلحاظ آپ کی عظمت وشان و تالیف قلب مبارک آپ کے ہمراہ تھا اور) جس کے سردار اور صاحبِ علم آپ ہی تھے۔''

حتى اذالم تدع شأو المستبق من
الدنو ولا مرقا لمستنم

''آپ رتبہ عالی کی طرف برابر ترقی کرتے رہے اور آسمانوں کو برابر طے کرتے رہے' یہاں تک کہ جب آگے بڑھنے والے کی قرب و منزلت کی نہایت نہ رہی اور کسی طالب رفعت کے واسطے کوئی موقع ترقی کا نہ رہا تو۔''

خفضت كل مكان بالا ضافة اذ
نوديت بالرفع مثل المفرد العلم

"(جس وقت آپ کی ترقیات نہایت درجہ کو پہنچ گئیں تو آپ نے ہر مقامِ انبیاء گویا ہر صاحب مقام کو) بہ نسبت اپنے مرتبہ کے جو خداوند تعالےٰ سے عنایت ہوا پست کر دیا جب کہ آپ ادن (یعنی قریب آجا) کہہ کر واسطے ترقی مرتبہ کے مثل یکتا و نامور شخص کے پکارے گئے۔"

کیما تفوز بوصل ای مستترعن
العیون وسرای مکتتم

"(یہ ندا یا محمد کی اس لئے تھی) تا کہ آپ کو وہ وصل حاصل ہو جو نہایت درجہ آنکھوں سے پوشیدہ تھا جیل اور کوئی مخلوق اس کو دیکھ نہیں سکتی اور) تا کہ آپ کامیاب ہوں اس اچھے بھید سے جو غایت مرتبہ پوشیدہ ہے۔" (عطر الورود)

یہاں تک تو حضرتؒ نے قیصدہ بردہ سے معراج کا قصہ نقل فرمایا اور عطر الورود جو قصیدہ بردہ کی اُردو شرح حضرت شیخ الہند مولانا الحاج محمود الحسن صاحب دیوبندی قدس سرہٗ کے والد ماجد حضرت مولانا ذوالفقار علی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اس سے ترجمہ نقل کیا۔ اس کے بعد آخری شعر یارب صل وسلم الخ تحریر فرما کر اپنی طرف سے عبارتِ ذیل کا اضافہ کیا ہے۔

ولنختم الکلام علی وقعة الاسراء
بالصلوة علی سیداھل الاصطفاء
والہ واصحابہ اھل الاجتباء
ماد امت الارض والسماء

جس کا ترجمہ یہ ہے: "ہم ختم کرتے ہیں معراج والے قصہ پر کلام کو درود شریف کے ساتھ اس ذات پر جو سردار ہے سارے برگزیدہ لوگوں کی اور اُن کے آل و اصحاب پر جو منتخب ہستیاں ہیں جب تک کہ آسمان وزمین قائم رہیں۔"

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

دُعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے محبوب جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نصیب فرمایئے۔ ایسی محبت جو ہمیں اتباع سنت کی بے غبار راہ پر لے چلے۔

اے اللہ! آپ نے اپنے محبوب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان کی امت کو جن فضائل و انعامات سے نوازا ہے ہمیں ان کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمایئے۔

اے اللہ! حضرات صحابہ کرام کو حضور صلی اللہ علیہ سے جو محبت تھی ہمیں بھی اس محبت کا ذرہ نصیب فرمایئے۔

اے اللہ! آپ نے جن خوش نصیب حضرات کو درود شریف کی برکات سے نوازا ہے ہمیں بھی محض اپنے فضل و کرم سے ان حضرات میں شامل فرما دیجئے۔

اے اللہ! روز محشر ہمیں اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سفاعت نصیب فرمایئے اور ایسے محسن عظیم کے حقوق و آداب بجالانے کی توفیق عطا فرمایئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

چہل درود شریف

زاد السعید سے اخذ شدہ چہل حدیث: (۱) حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ نے زاد السعید میں درود و سلام کی ایک چہل حدیث تحریر فرمائی ہے اور اسی سے نشر الطیب میں بھی حوالوں کے حذف کے ساتھ نقل فرمائی ہے اس کو اس رسالہ میں ترجمہ کے اضافہ کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے تاکہ وہ برکت حاصل ہو جو حضرت نے تحریر فرمائی ہے۔ زاد السعید میں حضرت نے تحریر فرمایا ہے کہ یوں تو مشائخ کرامؒ سے صدہا صیغے اس کے منقول ہیں دلائل الخیرات اس کا نمونہ ہے مگر اس مقام پر صرف جو صیغے صلوٰۃ و سلام کے احادیث مرفوعہ حقیقیہ یا حکمیہ میں وارد ہیں ان میں سے چالیس صیغے مرقوم ہوتے ہیں۔ جس میں پچیس ۲۵ صلوٰۃ اور پندرہ ۱۵ اسلام کے ہیں۔ گویا یہ مجموعہ درود شریف کی چہل حدیث ہے۔ جس کے باب میں بشارت آئی ہے کہ جو شخص امر دین کے متعلق چالیس ۴۰ حدیثیں میری امت کو پہنچاوے اس کو اللہ تعالیٰ زمرۂ علماء میں محشور فرمائیں گے اور میں اس کا شفیع ہوں گا۔ درود شریف کا امر دین سے ہونا بوجہ اس کا مامور بہ ہونے کے ظاہر ہے تو ان احادیث شریف کے جمع کرنے سے مضاعف ثواب (اجرِ درود و اجر تبلیغ چہل حدیث) کی توقع ہے۔ ان احادیث سے قبل دو صیغے قرآن مجید سے تبرکاً لکھے جاتے ہیں جو اپنے عمومِ لفظی سے صلوٰۃ نبویہ کو بھی شامل ہیں۔ اگر کوئی شخص ان سب صیغوں کو روزانہ پڑھ لیا کرے تو تمام فضائل و برکات جو جُدا جُدا ہر صیغے کے متعلق ہیں، وہ سب اس شخص کو حاصل ہو جائیں۔

صیغۂ قرآنی

۱: سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ''سلام نازل ہو اللہ کے برگزیدہ بندوں پر''

۲: سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ. ''سلام ہو رسولوں پر''

چہل حدیث مشتمل بر صلوٰۃ و سلام (باضافہ ترجمہ) صیغۂ صلوٰۃ

(۱) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ.

''اے اللہ سیّدنا محمد اور آل محمد پر درود نازل فرما اور آپ کو ایسے ٹھکانے پر پہنچا جو تیرے نزدیک مقرب ہو۔''

(۲) اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ الْقَآئِمَةِ وَالصَّلٰوةِ النَّافِعَةِ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّارْضَ عَنِّىْ رِضًا لَّا تَسْخَطُ بَعْدَهٗ اَبَدًا.

''اے اللہ (قیامت تک) قائم رہنے والی اس پکار اور نافع نماز کے مالک درود نازل فرما سیّدنا محمد پر اور مجھ سے اسی طرح راضی ہو جا کہ اس کے بعد کبھی ناراض نہ ہو۔''

(۳) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

''اے اللہ دُرود نازل فرما سیّدنا محمد پر جو تیرے بندے اور رسول ہیں اور دُرود نازل فرما سارے مومنین اور مومنات اور مسلمین اور مسلمات پر۔''

(۴) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ

مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

"اے اللہ دُرود نازل فرما محمد اور آلِ سیّدنا محمد پر اور برکت نازل فرما سیّدنا محمد اور آلِ سیّدنا محمد پر اور رحمت نازل فرما سیّدنا محمد اور آلِ سیّدنا محمد پر جیسا کہ تو نے درود و برکت و رحمت سیّدنا ابراہیمؑ اور آلِ سیّدنا ابراہیمؑ پر نازل فرمایا بے شک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔"

(۵) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

"اے اللہ دُرود نازل فرما سیدنا محمد اور آلِ سیّدنا محمد پر جس طرح تُو نے درود نازل فرمایا آلِ سیّدنا ابراہیمؑ پر، بیشک تُو ستودہ صفات بزرگ ہے۔ اے اللہ برکت نازل فرما سیّدنا محمد اور آلِ سیّدنا محمد پر جس طرح تُو نے سیّدنا ابراہیمؑ کی اولاد پر برکت نازل فرمائی۔ بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔"

(۶) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

"اے اللہ دُرود نازل فرما سیّدنا محمد اور آلِ سیّدنا محمد پر جیسا کہ تو نے دُرود نازل فرمایا آلِ سیّدنا ابراہیمؑ پر بے شک تو ستودہ صفات بزرگ ہے، اور برکت نازل فرما سیّدنا محمد اور آلِ سیّدنا محمد پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی سیّدنا ابراہیمؑ کی اولاد پر بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔

(۷) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

"اے اللہ درود نازل فرما سیّدنا محمد اور آلِ سیّدنا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جس طرح تو نے درود نازل فرمایا سیّدنا ابراہیمؑ پر بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔ اے اللہ برکت نازل فرما سیّدنا محمد اور آلِ سیّدنا محمد پر، جس طرح تُو نے سیّدنا ابراہیمؑ پر برکت نازل فرمائی بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔"

(۸) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

"اے اللہ درود نازل فرما سیّدنا محمد اور آلِ سیّدنا محمد پر جیسا کہ تُو نے دُرود نازل فرمایا سیّدنا ابراہیمؑ اور آلِ سیّدنا ابراہیمؑ پر بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے اور برکت نازل فرما سیّدنا محمد اور آلِ سیّدنا محمد پر جیسا کہ تُو نے برکت نازل فرمائی، سیّدنا ابراہیم پر بے شک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔"

(۹) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

''اے اللہ درُود نازل فرما سیّدنا محمد اور آلِ سیّدنا محمد پر جس طرح تُو نے درُود نازل فرمایا سیّدنا ابراہیمؑ پر اور برکت نازل فرما سیّدنا محمد اور آلِ سیّدنا محمد پر جس طرح تُو نے سیّدنا ابراہیم پر برکت نازل فرمائی بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔''

(۱۰) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

''اے اللہ درُود نازل فرما سیّدنا محمد اور آلِ سیّدنا محمد پر جیسا کہ تُو نے درُود نازل فرما سیّدنا ابراہیمؑ پر بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔ برکت نازل فرما سیّدنا محمد اور آلِ سیّدنا محمد پر جیسا کہ تو نے سیّدنا ابراہیمؑ کی اولاد پر برکت نازل فرمائی بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔''

دُعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے محبوب جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نصیب فرمائیے۔ ایسی محبت جو ہمیں اتباع سنت کی بے غبار راہ پر لے چلے۔

اے اللہ! آپ نے اپنے محبوب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان کی امت کو جن فضائل وانعامات سے نوازا ہے ہمیں ان کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہمیں درود شریف بکثرت پڑھنے اور اس کے انعامات وفضائل سے مالا مال فرمائیے۔

اے اللہ! درود شریف کی برکت سے ہماری دنیا وآخرت کے تمام مصائب ومشکلات حل فرما دیجئے۔

اے اللہ! اپنے محسن اعظم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اور چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے بکثرت درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! حضرات صحابہ کرام کو حضور صلی اللہ علیہ سے جو محبت تھی ہمیں بھی اس محبت کا ذرہ نصیب فرمائیے۔

اے اللہ! آپ نے جن خوش نصیب حضرات کو درود شریف کی برکات سے نوازا ہے ہمیں بھی محض اپنے فضل وکرم سے ان حضرات میں شامل فرما دیجئے۔

اے اللہ! روز محشر ہمیں اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سفاعت نصیب فرمائیے اور ایسے محسن عظیم کے حقوق وآداب بجالانے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! درود شریف کے انوار وبرکات سے ہماری دنیا وآخرت کے مسائل ومشکلات حل فرما دیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

چہل درود شریف

(۱۱) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

"اے اللہ دُرود نازل فرما سیّدنا محمد اور آلِ سیّدنا محمد پر جس طرح تونے آلِ سیّدنا ابراہیمؑ پر دُرود نازل فرمایا اور برکت نازل فرما سیّدنا محمد اور آلِ سیّدنا محمد پر جس طرح تُو نے سیّدنا ابراہیم کی اولاد پر برکت نازل فرمائی سارے جہانوں میں بے شک تُو ستودہ صفات بزرگ ہے۔"

(۱۲) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

"اے اللہ دُرود نازل فرما سیّدنا محمد اور آپؐ کی ازواج مطہرات اور ذرّیات پر جس طرح تُو نے سیّدنا ابراہیمؑ کی اولاد پر دُرود نازل فرمایا اور برکت نازل فرما۔ سیّدنا محمد اور آپؐ کی ازواج مطہرات اور ذرّیات پر جس طرح تُو نے سیّدنا ابراہیمؑ کی اولاد پر برکت نازل فرمائی بے شک تُو ستودہ صفات بزرگ ہے۔"

(۱۳) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

"اے اللہ دُرود نازل فرما سیّدنا محمد اور آپ کی ازواجِ مطہرات اور آپ کی ذرّیات پر جیسا تو نے دُرود نازل فرمایا آلِ ابراہیمؑ پر اور برکت نازل فرما سیّدنا محمد اور آپ کی ازواجِ مطہرات اور آپ کی ذرّیات پر جیسا کہ تُو نے آلِ ابراہیم پر برکت نازل فرمائی بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔

(۱۴) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ ِالنَّبِیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

"اے اللہ دُرود نازل فرما نبی اکرم سیّدنا محمد پر اور آپؐ کی ازواجِ مطہرات پر جو سارے مسلمانوں کی مائیں ہیں اور آپ کی ذرّیات اور آپ کے اہل بیت پر جیسا تُو نے سیّدنا ابراہیمؑ پر دُرود نازل فرمایا بیشک "تُو ستودہ صفات بزرگ ہے۔"

(۱۵) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَتَرَحَّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ.

"اے اللہ دُرود نازل فرما سیّدنا محمد اور آلِ سیّدنا محمد پر جس طرح تُو نے دُرود نازل فرمایا سیدنا ابراہیمؑ اور آلِ سیّدنا ابراہیمؑ پر اور برکت نازل فرما سیّدنا محمد اور آلِ سیّدنا محمد پر جس طرح تُو نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیمؑ پر اور رحمت بھیج سیّدنا محمد اور آلِ سیّدنا محمد پر جس طرح تُو نے رحمت بھیجی سیّدنا ابراہیمؑ پر اور سیّدنا ابراہیمؑ کی اولاد پر۔"

(۱۶) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ تَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ تَحَنَّنْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتُ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

''اے اللہ سیّدنا محمد اور آلِ سیّدنا محمد پر درود نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی اولاد پر دُرود نازل فرمایا بے شک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔ اے اللہ سیّدنا محمد اور سیّدنا محمد کی اولاد پر برکت نازل فرما جس طرح تُو نے سیّدنا ابراہیمؑ اور سیّدنا ابراہیمؑ کی اولاد پر برکت نازل فرمائی بے شک تو ستودہ صفات بزرگ ہے اے اللہ رحمت بھیج سیّدنا محمد اور سیّدنا محمد کی اولاد پر جس طرح تو نے سیّدنا ابراہیمؑ اور سیّدنا ابراہیم کی اولاد پر رحمت بھیجی بے شک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔ اے اللہ سیّدنا محمد اور سیّدنا محمد کی اولاد پر محبت آمیز شفقت فرما جس طرح تُو نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی اولاد پر محبت آمیز شفقت فرمائی۔ بے شک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔ اے اللہ سلام بھیج سیّدنا محمد اور سیّدنا محمد کی اولاد پر جس طرح تو نے حضرت ابراہیم اور حضرت ابراہیمؑ کی اولاد پر سلام بھیجا بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔''

(۱۷) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِى الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

''اے اللہ درود نازل فرما سیّدنا محمد اور سیّدنا محمد کی آل پر اور برکت وسلام بھیج سیّدنا محمد اور سیّدنا محمد کی آل پر اور رحمت فرما سیّدنا محمد اور سیّدنا محمد کی اولاد پر جیسا تُو نے درود برکت اور رحمت نازل فرمائی سیّدنا ابراہیمؑ اور آل سیّدنا ابراہیمؑ پر سارے جہانوں میں، بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔''

(۱۸) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَّعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

''اے اللہ سیّدنا محمد اور سیّدنا محمد کی اولاد پر درود نازل فرما جس طرح تُو نے سیّدنا حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی اولاد پر درود نازل فرمایا بے شک تو ستودہ صفات بزرگ ہے اے اللہ سیّدنا محمد اور سیّدنا محمد کی اولاد پر برکت نازل فرما جس طرح تُو نے سیّدنا ابراہیمؑ اور سیّدنا ابراہیمؑ کی اولاد پر برکت نازل فرمائی بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔''

یہ نماز والا مشہور دُرود ہے زاد السعید میں لکھا ہے کہ یہ سب صیغوں سے بڑھ کر صحیح ہے۔ ایک ضروری بات قابلِ تنبیہ یہ ہے کہ زاد السعید کے حوالوں میں کاتب کی غلطی سے تقدم تاخر ہوگیا اس کا لحاظ رہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

چہل درود شریف

(۱۹) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ.

''اے اللہ اپنے بندے اور رسول سیّدنا محمد پر دُرود نازل فرما جیسا کہ تُو نے حضرت ابراہیمؑ کی اولاد پر دُرود نازل فرمایا اور سیّدنا محمد اور آلِ سیّدنا محمد پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیمؑ کی اولاد پر برکت نازل فرمائی۔''

(۲۰) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدِ نِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

''اے اللہ دُرود نازل فرما نبی اُمّی سیّدنا محمد اور سیّدنا محمد کی اولاد پر جس طرح تُو نے حضرت ابراہیمؑ پر دُرود نازل فرمایا۔ اور برکت نازل فرما، نبی اُمّی سیّدنا محمد پر جس طرح تُو نے حضرت ابراہیمؑ پر برکت نازل فرمائی بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔''

(۲۱) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضًى وَّلَهٗ جَزَآءً وَّلِحَقِّهٖٓ اَدَآءً وَّاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ نِالَّذِىْ وَعَدْتَهٗ وَاجْزِهٖ عَنَّا مَاهُوَ اَهْلُهٗ وَاجْزِهٖٓ اَفْضَلَ مَاجَازَيْتَ نَبِيًّا عَنْ قَوْمِهٖ وَرَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلِّ جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصّٰلِحِيْنَ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

''اے اللہ اپنے (برگزیدہ) بندے اور اپنے رسول نبی اُمّی سیّدنا محمد پر اور سیّدنا محمد کی اولاد پر دُرود نازل فرما۔ اے اللہ سیّدنا محمد اور سیّدنا محمد کی اولاد پر ایسا درود نازل فرما جو تیری رضا کا ذریعہ ہو اور حضور کے لئے پُورا بدلہ ہو اور آپ کے حق کی ادائیگی ہو اور آپ کو وسیلہ اور فضیلت اور مقام محمود جس کا تُو نے وعدہ کیا ہے عطا فرما (ان تینوں کا بیان فصل ثانی کی حدیث نمبر ۷ پر گذر گیا) اور حضور کو ہماری طرف سے ایسی جزا عطا فرما جو آپ کی شانِ عالی کے لائق ہو اور آپکو ان سب سے افضل بدلہ عطا فرما جو تو نے کسی نبی کو اس کی قوم کی طرف سے اور کسی رسول کو اُس کی اُمت کیطرف سے عطا فرمایا اور حضور کے تمام برادران انبیاء و صالحین پر اے ارحم الراحمین دُرود نازل فرما۔''

(۲۲) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدِ نِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

''اے اللہ دُرود نازل فرما نبی اُمی سیّدنا محمد پر اور سیّدنا محمد کی اولاد پر جیسا تُو نے دُرود نازل فرمایا حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی اولاد پر اور برکت نازل فرما نبی اُمّی سیّدنا محمد اور سیّدنا محمد کی اولاد پر جیسا تُو نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی اولاد پر، بے شک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔''

(۲۳) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْنَا مَعَهُمْ اَللّٰهم بَارِكْ عَلٰى

مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَيْنَا مَعَهُمْ صَلَوٰتِ اللّٰهِ وَصَلَوٰاتُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ.

''اے اللہ دُرود نازل فرما سیّدنا محمد پر اور آپ کے گھر والوں پر جیسا تُو نے حضرت ابراہیمؑ پر درود نازل فرمایا بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔ اے اللہ ہمارے اُوپر اُن کے ساتھ دُرود نازل فرما' اے اللہ برکت نازل فرما سیّدنا محمد پر اور آپ کے گھر والوں پر جیسا تو نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیمؑ پر بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔ اے اللہ ہمارے اوپر ان کے ساتھ برکت نازل فرما۔ اللہ تعالیٰ کے بکثرت دُرود اور مومنین کے بکثرت دُرود نبی اُمّی سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں۔''

(۲۴) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوٰاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

''اے اللہ اپنے دُرود اور اپنی رحمت اور اپنی برکتیں سیّدنا محمد اور سیّدنا محمد کی اولاد پر (نازل) فرما جیسا تُو نے حضرت ابراہیمؑ کی اولاد پر فرمایا بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے اور برکت فرما سیّدنا محمد اور سیدنا محمد کی اولاد پر جیسا تو نے برکت نازل فرمائی' حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی اولاد پر' بے شک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔''

(۲۵) وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ.

''اور اللہ تعالیٰ دُرود نازل فرمائیں نبی اُمّی پر۔''

صیغ السلام

(۲۶) اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ. اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

''ساری عبادات قولیہ اور عبادات بدنیہ اور عبادات مالیہ اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں' سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اسکی برکتیں آپ پر نازل ہوں' سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ بیشک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور شہادت دیتا ہوں کہ بیشک سیّدنا محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

(۲۷) اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوٰتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ. اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

''ساری عبادات قولیہ عبادات مالیہ عبادات بدنیہ اللہ کیلئے ہیں۔ اے نبی آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اسکی برکتیں نازل ہوں سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

چہل درود شریف

(۲۸) اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ الطَّیِّبَاتُ الصَّلٰوتُ لِلّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ. اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

''تمام عبادات قولیہ' مالیہ' بدنیہ اللہ ہی کے لئے ہیں' اے نبی آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اسکی برکتیں نازل ہوں' سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور شہادت دیتا ہوں کہ سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

(۲۹) اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ الْمُبَارَکَاتُ الصَّلٰوتُ الطَّیِّبَاتُ لِلّٰہِ سَلَامٌ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ سَلَامٌ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ. اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

''ساری بابرکت عبادات قولیہ' عبادات بدنیہ' عبادات مالیہ اللہ کے لئے ہیں۔ سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں' سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر' میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ بے شک سیّدنا محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

(۳۰) بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ التَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَسْاَلُ اللّٰہَ الْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ النَّارِ.

''اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اللہ کی توفیق سے شروع کرتا ہوں ساری عبادات قولیہ عبادات بدنیہ' عبادات مالیہ اللہ کے لئے ہیں سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اسکی برکتیں ہوں ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر (بھی) سلام ہو' میں شہادت دیتا ہوں کہ بیشک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور شہادت دیتا ہوں کہ بیشک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے میں جنت کی درخواست کرتا ہوں اور جہنم سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔''

(۳۱) اَلتَّحِیَّاتُ الزَّاکِیَاتُ لِلّٰہِ الطَّیِّبَاتُ الصَّلٰوتُ لِلّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

''پاکیزہ عبادات قولیہ' عبادات مالیہ' عبادات بدنیہ اللہ کے لئے ہیں سلام ہو آپ پر اے نبی' اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر (بھی) سلام ہو۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ بیشک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور شہادت دیتا ہوں کہ بیشک سیّدنا محمد اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔''

(۳۲) بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ خَیْرِ الْاَسْمَآءِ اَلتَّحِیَّاتُ الطَّیِّبَاتُ الصَّلٰوۃُ لِلّٰہِ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ لَارَیْبَ فِیْهَا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَاهْدِنِیْ.

''اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اللہ ہی کی توفیق سے جو سارے ناموں میں سب سے بہتر نام ہے۔ ساری عباداتِ قولیہ' عباداتِ مالیہ' عباداتِ بدنیہ اللہ کے لئے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ بلاشک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ بلاشک سیّدنا محمد اللہ کے بندے اور اسکے رسول ہیں آپکو حق کے ساتھ (فرمانبرداروں کے لئے) خوشخبری دینے والا (نافرمانوں کیلئے) ڈرانیوالا بنا کر بھیجا اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ قیامت آنیوالی ہے اسمیں کوئی شک نہیں سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر اے اللہ میری مغفرت فرما اور مجھ کو ہدایت دے۔''

(۳۳) اَلتَّحِیَّاتُ الطَّیِّبَاتُ وَالصَّلَوٰتُ وَالْمُلْکُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ.

''ساری عباداتِ قولیہ' عبادات مالیہ اور عباداتِ بدنیہ اور ملک اللہ کے لئے ہے' سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔''

(۳۴) بِسْمِ اللّٰهِ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوٰتُ لِلّٰهِ الزَّاکِیَاتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ . شَهِدْتُّ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ شَهِدْتُّ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

''اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں ساری عبادات قولیہ اللہ کیلئے ہیں ساری عباداتِ بدنیہ اللہ کے لئے ہیں ساری پاکیزہ عباداتِ اللہ کیلئے ہیں سلام ہو نبی پر اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر میں نے اس بات کی گواہی دی کہ بلاشک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں نے گواہی دی کہ بلاشک سیّدنا محمد اللہ کے رسول ہیں۔''

(۳۵) اَلتَّحِیَّاتُ الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوٰتُ الزَّاکِیَاتُ لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ.

''ساری عبادت قولیہ عبادات مالیہ عبادات بدنیہ (اور) ساری پاکیزگیاں اللہ کے لئے ہیں۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ بیشک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور بیشک سیّدنا محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں' سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔''

دُعا کیجئے

اے اللہ! آپ نے اپنے محبوب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان کی امت کو جن فضائل وانعامات سے نوازا ہے ہمیں ان کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمایئے۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

چہل درود شریف

(۳۶) اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلٰوتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ.

"ساری عبادات قولیہ، مالیہ اور عبادات بدنیہ اور ساری پاکیزگیاں اللہ کے لئے ہیں میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ سیّدنا محمد اللہ کے بندے اور اسکے رسول ہیں، سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اسکی برکتیں ہوں سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔"

(۳۷) اَلتَّحِيَّاتُ الصَّلٰوتُ الطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ.

"تمام عبادات قولیہ، بدنیہ اللہ کے لئے ہیں۔ سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں، سلام ہو، ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔"

(۳۸) اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الصَّلٰوتُ الطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ. اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

"تمام عبادات قولیہ، بدنیہ، مالیہ اللہ کیلئے ہیں، سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت ہو، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر میں گواہی دیتا ہوں کہ بلا شک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ سیّدنا محمد بے شبہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔"

(۳۹) اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلٰوتُ الطَّيِّبٰتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

"ساری بابرکت عباداتِ قولیہ عبادات بدنیہ، عباداتِ مالیہ اللہ کیلئے ہیں سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں شہادت دیتا ہوں کہ بے شبہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور شہادت دیتا ہوں کہ بیشک سیّدنا محمد اللہ کے رسول ہیں۔"

(۴۰) بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ.

"اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور سلام ہو اللہ کے رسول پر۔"

دُعا کیجئے

اے **اللہ**! ہمیں درود شریف بکثرت پڑھنے اور اس کے انعامات وفضائل سے مالا مال فرمایئے۔ اے **اللہ**! درود شریف کی برکت سے ہماری دنیا وآخرت کے تمام مصائب ومشکلات حل فرما دیجئے۔ اے **اللہ**! درود شریف کے انوار وبرکات سے ہماری دنیا وآخرت کے مسائل ومشکلات حل فرما دیجئے۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

مخصوص اوقات کے مخصوص درود شریف

علامہ سخاویؒ نے قول بدیع میں مستقل ایک باب ان درودوں کے بارے تحریر فرمایا ہے جو اوقاتِ مخصوصہ میں پڑھے جاتے ہیں اور اس میں یہ مواقع گنوائے ہیں۔ وضوء اور تیمّم سے فراغت پر، اور غسلِ جنابت اور غسلِ حیض سے فراغت پر۔ نیز نماز کے اندر اور نماز سے فراغ پر اور نماز قائم ہونے کے وقت اور اس کا مؤکد ہونا صبح کی نماز کے بعد اور مغرب کے بعد اور التحیات کے بعد اور قنوت میں اور تہجد کے لئے کھڑے ہونے کے وقت اور اس کے بعد اور مساجد پر گذرنے کے وقت اور مساجد کو دیکھ کر اور مساجد میں داخل ہونے کے وقت اور مساجد سے باہر آنے کے وقت اور اذان کے جواب کے بعد اور جمعہ کے دن میں اور جمعہ کی رات میں اور شنبہ کو اتوار کو پیر کو منگل کو اور خطبہ میں جمعہ کے اور دونوں عیدوں کے خطبے میں اور استسقاء کی نماز کے اور کسوف کے اور خسوف کے خطبوں میں اور عیدین اور جنازہ کی تکبیرات کے درمیان میں اور میت کے قبر میں داخل کرنے کے وقت اور، شعبان کے مہینے میں اور کعبہ شریف پر نظر پڑنے کے وقت اور حج میں صفا مروہ پر چڑھنے کے وقت اور لبیک سے فراغت پر اور حجر اسود کے بوسہ کے وقت اور ملتزم سے چمٹنے کے وقت اور عُرفہ کی شام کو اور مِنیٰ کی مسجد میں اور مدینہ منوّرہ پر نگاہ پڑنے کے وقت اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کی زیارت کے وقت اور رخصت کے وقت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار شریفہ اور گذرگاہوں اور قیام گاہوں جیسے بدر وغیرہ پر گذرنے کے وقت اور جانور کو ذبح کرنے کے وقت اور تجارت کے وقت اور وصیت کے لکھنے کے وقت نکاح کے خطبے میں دن کے اوّل آخر میں، سونے کے وقت اور سفر کے وقت اور سواری پر سوار ہونے کے وقت اور جس کو نیند کم آتی ہو اس کے لئے اور بازار جانے کے وقت دعوت میں جانے کے وقت اور گھر میں داخل کرنے کے وقت اور رسالے شروع کرنے کے وقت اور بسم اللہ کے بعد اور غم کے وقت، بے چینی کے وقت، سختیوں کے وقت، اور فقر کی حالت میں اور ڈوبنے کے موقع پر اور طاعون کے زمانہ میں اور دعاء کے اوّل اور آخر اور درمیان میں کان بجنے کے وقت، پاؤں سونے کے وقت، چھینک آنے کے وقت اور کسی چیز کو رکھ کر بھول جانے کے وقت اور کسی چیز کے اچھا لگنے کے وقت اور مولی کھانے کے وقت اور گدھے کے بولنے کے وقت اور گناہ سے توبہ کے وقت اور جب ضرورتیں پیش آویں اور ہر حال میں اور اس شخص کے لئے جس کو کچھ تہمت لگائی گئی ہو اور وہ اس سے بری ہو اور دوستوں سے ملاقات کے وقت اور مجمع کے اجتماع کے وقت اور ان کے علیٰحدہ ہونے کے وقت اور قرآنِ پاک کے ختم کے وقت اور قرآن پاک حفظ کرنے کی دُعا میں اور مجلس سے اُٹھنے کے وقت اور ہر اس جگہ میں جہاں اللہ کے ذکر کے لئے اجتماع کیا جاتا ہو اور ہر کلام کے افتتاح میں اور جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ہو۔ علم کی اشاعت کے وقت، حدیث پاک قرأت کے وقت، فتویٰ اور وعظ کے وقت اور جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لکھا جائے۔ علامہ سخاویؒ نے اوقاتِ مخصوصہ کے باب میں یہ مواقع ذکر کئے ہیں اور پھر ان کی تائید میں روایات اور آثار ذکر کئے ہیں۔ اختصاراً صرف مواقع کے ذکر پر اکتفا کیا گیا۔

کہاں کہاں درُودشریف پڑھنا سنت ومستحب ہے اور کہاں مکروہ وممنوع ہے

البتہ ایک بات قابلِ تنبیہ یہ ہے کہ علامہ سخاویؒ شافعی المذہب ہیں اور یہ سب مواقع شافعیہ کے یہاں مستحب ہیں، حنفیہ کے نزدیک چند مواقع میں مستحب نہیں بلکہ مکروہ ہے۔ علامہ شامیؒ لکھتے ہیں کہ درُودشریف نماز کے قعدۂ اخیر میں مطلقاً اور سنتوں کے علاوہ بقیہ نوافل کے قعدۂ اولیٰ میں بھی اور نماز جنازہ میں بھی سنت ہے اور جن اوقات میں بھی پڑھ سکتا ہو پڑھنا مستحب ہے بشرطیکہ کوئی مانع نہ ہو اور علماء نے تصریح کی ہے اس کے استحباب کی جمعہ کے دن میں اور اس کی رات میں اور شنبہ کو، اتوار کو، جمعرات کو اور صبح، شام اور مسجد کے داخل ہونے میں اور نکلنے میں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کی زیارت کے وقت اور صفا مروہ پر جمعہ وغیرہ کے خطبہ میں، اذان کے جواب کے بعد اور تکبیر کے وقت اور دعاء مانگنے کے شروع میں، بیچ میں اور اخیر میں اور دُعاء قنوت کے بعد اور لبیک سے فراغت کے بعد اور اجتماع اور افتراق کے وقت، وضو کے وقت، کان کے بجنے کے وقت اور کسی چیز کے بھُول جانے کے وقت، وعظ کے وقت، علوم کی اشاعت کے وقت، حدیث کی قرأت کے ابتداء میں اور انتہا میں، استفتاء اور فتویٰ کی کتابت کے وقت اور ہر مصنف اور پڑھنے پڑھانے والے کے لئے اور خطیب کے لئے اور منگنی کرنے والے کے لئے، اپنا نکاح کرنے والے کے لئے، دوسرے کا نکاح کرنے والے کیلئے اور رسالوں میں اور اہم امور کے شروع کے وقت اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام لینے یا سُننے یا لکھنے کیوقت اور سات اوقات میں درُودشریف پڑھنا مکروہ ہے ۱۔ صحبت کے وقت ۲۔ پیشاب پاخانہ کے وقت، ۳۔ بیچنے کی چیز کی تشہیر کے لئے ۴۔ ٹھوکر کھانے کے وقت ۵۔ تعجب کے وقت، ۶۔ جانور کے ذبح کرنے کے وقت، ۷۔ چھینک کے وقت، اسی طرح قرآن پاک کی قرأت کے درمیان میں اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام آئے تو درمیان میں درُودشریف نہ پڑھے۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

دُعا کیجئے

اے اللہ! درودشریف کی برکت سے ہماری دنیا وآخرت کے تمام مصائب ومشکلات حل فرمادیجئے۔

اے اللہ! اپنے محسن اعظم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمایئے۔ اور چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے بکثرت درودشریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمایئے۔

اے اللہ! آپ نے جن خوش نصیب حضرات کو درودشریف کی برکات سے نوازا ہے ہمیں بھی محض اپنے فضل وکرم سے ان حضرات میں شامل فرمادیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

قصیدہ بہاریہ سے چند اشعار

قصائد قاسمی میں سے حضرت اقدس حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم صاحب نور اللہ مرقدہٗ بانی دارالعلوم کے مشہور قصیدہ بہاریہ میں سے چند اشعار پیشِ خدمت ہیں (جو صاحب پورا دیکھنا چاہیں اصل قصیدہ کو ملاحظہ فرمائیں) ان سے حضرت نانوتوی قدس سرہٗ کی والہانہ محبت اور عشقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا اندازہ ہوتا ہے۔

نہ ہووے نغمہ سرا کس طرح سے بُلبل زار	کہ آئی ہے نئے سرسے چمن چمن میں بہار
ہر ایک کو حسبِ لیاقت بہار دیتی ہے	کسی کو برگ، کسی کو گل اور کسی کو بار
خوشی سے مُرغِ چمن ناچ ناچ گاتے ہیں	کفِ ورق سے بجاتے ہیں تالیاں اشجار
بجھائی ہے دلِ آتش کی بھی طپش یارب	کرم میں آپ کو دشمن سے بھی نہیں انکار
یہ قدر خاک ہے، ہیں باغ باغ وہ عاشق	کبھی رہے تھا سدا جنکے دل کے بیچ غبار
یہ سبزہ زار کا رُتبہ ہے شجرہ موسیٰؑ	بنا ہے خاص تجلّی کا مطلعِ انوار
اسی لئے چمنستاں میں رنگِ ہندی ہے	کیا ظہور ور قبائے سبزہ میں ناچار
پہنچ سکے شجرِ طور کو کہیں طُوبےٰ	مقامِ یار کو کب پہنچے مسکنِ یار
زمین وخرچ میں ہو کیوں نہ فرق چرخ وزمین	یہ سب کاربار اُٹھائے وہ سب کے سر پر بار
کرے ہے ذرّہ کوئے محمدی سے خجل	فلک کے شمس و قمر کو زمین لیل و نہار
فلک پہ عیسیٰؑ و ادریسؑ ہیں تو تو خیر سہی	زمین پہ جلوہ نما ہیں محمد مختار
فلک پہ سب سہی پر ہے نہ ثانی احمد	زمین پہ کچھ نہ ہو پر ہے محمّدی سرکار
ثنا کر اس کی فقط قاسم اور سب کو چھوڑ	کہاں کا سبزہ، کہاں کا چمن، کہاں کی بہار
الٰہی کس سے بیاں ہوسکے ثنا اس کی	کہ جس پہ ایسا تری ذاتِ خاص کا ہو پیار
جو تو اُسے نہ بناتا تو سارے عالم کو	نصیب ہوتی نہ دولت وجود کی زنہار
کہاں وہ رُتبہ، کہاں عقلِ نارسا اپنی	کہاں وہ نور خدا اور کہاں یہ دیدۂ زار
چراغ عقل ہے گل اس کے نور کے آگے	زباں کا منہ نہیں جو مدح میں کرے گفتار
جہاں کہ جلتے ہوں پرعقلِ کل کے بھی پھر کیا	لگی ہے جان جو پہنچیں وہاں مرے افکار
مگر کرے مری روح القدس مددگاری	تو اس کی مدح میں مَیں بھی کروں رقم اشعار
جو جبرئیلؑ مدد پر ہو فکر کی میرے	تو آگے بڑھ کے کہوں اے جہان کے سردار
تو فخرِ کون و مکان، زبدۂ زمین و زماں	امیرِ لشکرِ پیغمبراں، شہِ ابرار
تو بوئے گل ہے اگر مثلِ گل ہیں اور نبی	تو نورِ شمس گر اور انبیاءؑ ہیں شمس و نہار

مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا واقعہ

ایک مرتبہ آپ حج کیلئے تشریف لے جانے لگے تو ان کا ارادہ یہ تھا کہ روضۂ اقدس کے پاس کھڑے ہو کر اپنی نعتیہ نظم کو پڑھیں گے جب حج کے بعد مدینہ منورہ کی حاضری کا ارادہ کیا تو امیر مکہ کو خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ان کو یہ ارشاد فرمایا کہ اس کو (جامی کو) مدینہ نہ آنے دیں، امیر مکہ نے ممانعت کر دی مگر ان پر جذب و شوق اس قدر غالب تھا کہ یہ چھپ کر مدینہ منورہ کی طرف چل دیئے امیر مکہ نے دوبارہ خواب دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ آ رہا ہے اس کو یہاں نہ آنے دو، امیر نے آدمی دوڑائے اور ان کو راستہ سے پکڑوا کر بلایا، ان پر سختی کی اور جیل خانہ میں ڈال دیا، اس پر امیر کو تیسری مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ کوئی مجرم نہیں بلکہ اس نے کچھ اشعار کہے ہیں جن کو یہاں آ کر میری قبر پر کھڑے ہو کر پڑھنے کا ارادہ کر رہا ہے اگر ایسا ہوا تو قبر سے مصافحہ کیلئے ہاتھ نکلے گا جس میں فتنہ ہوگا، اس پر ان کو جیل سے نکالا گیا اور بہت اعزاز و اکرام کیا گیا۔

آپ کی نعتیہ نظم بمعہ ترجمہ حاضر خدمت ہے پڑھیئے اور لطف اٹھایئے

مثنوی مولانا جامی رحمہ اللہ

زمہجوری برآمد جانِ عالم	تَرَحَّم یا نبی اللہ تَرَحَّم

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق سے کائنات عالم کا ذرّہ ذرہ جاں بلب ہے اور دم توڑ رہا ہے اے رسولِ خدا نگاہِ کرم فرمائیں اے ختم المرسلیں رحم فرمایئے۔''

نہ آخر رحمۃ للعالمین	زمحروماں چرا غافل نشینی

''آپ یقیناً رحمۃ للعالمین ہیں ہم حرماں نصیبوں اور ناکامان قسمت سے آپ کیسے تغافل فرما سکتے ہیں۔''

زخاک اے لالہ سیراب برخیز	چو نرگس خواب چند از خواب برخیز

''اے لالۂ خوش رنگ اپنی شادابی و سیرابی سے عالم کو مستفید فرمایئے اور خوابِ نرگسیں سے بیدار ہو کر ہم محتاجانِ ہدایت کے قلوب کو منور فرمایئے''۔ اے بسرا پردۂ یثرب بخواب خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

بروں آور سراز بُردِ یمانی	کہ روئے تست صبح زندگانی

''اپنے سرِ مبارک کو یمنی چادروں کے کفن سے باہر نکالئے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روئے انور صبح زندگانی ہے۔''

شب اندوہ مارا روزگرداں	زرویت روز ما فیروز گرداں

''ہماری غمناک رات کو دن بنادیجئے اور اپنے جمال جہاں آراء سے ہمارے دن کو فیروزمندی وکامیابی عطا کردیجئے۔''

بہ تن در پوش عنبر بوئے جامہ	بسر بربند کافوری عمامہ

''جسم اطہر پر حسبِ عادت عنبر بیز لباس آراستہ فرمائیے اور سفید کافوری عمامہ زیبِ سر فرمائیے۔''

فرود آویز از سرگیسواں را	فگن سایہ بپاسروِ رواں را

''اپنی عنبر بارو مشکیں زلفوں کو سر مبارک سے لٹکا دیجئے تا کہ ان کا سایہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت قدموں پر پڑے (کیونکہ مشہور ہے کہ قامت اطہر وجسم انور کا سایہ نہ تھا لہٰذا گیسوئے شبگوں کا سایہ ڈالئے)''

اویم طائفے نعلین پاکُن	شراک از رشتۂ جانہائے ماکُن

''حسبِ دستور طائف کے مشہور چمڑے کے مبارک نعلین (پاپوش) پہنئے اور ان کے تسمے اور پٹیاں ہمارے رشتۂ جاں سے بنائیں''

جہانے دیدہ کردہ فرش راہ اند	چو فرش اقبالِ پابوس تو خواہند

تمام عالم اپنے دیدہ ودل کو فرش راہ کئے ہوئے اور بچھائے ہوئے ہے اور فرش زمیں کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدم بوسی کا فخر حاصل کرنا چاہتا ہے۔''

زحجرہ پائے در صحن حرم نہ	بفرق خاکِ رہ بوساں قدم نہ

''حجرہ شریف یعنی گنبدِ خضرا سے باہر آ کر صحن حرم میں تشریف رکھئے راہِ مبارک کے خاک بوسوں کے سر پر قدم رکھئے۔''

بدہ دستی زپا افتادگاں را	بکن دلدارئے دِل دادگاں را

''عاجزوں کی دستگیری بے کسوں کی مدد فرمائیے اور مخلص عشاق کی دلجوئی ودلداری کیجئے۔''

اگرچہ غرق دریائے گناہم	فتادہ خشک لب برخاک راہم

''اگرچہ ہم گناہوں کے دریا میں از سرتاپا غرق ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہِ مبارک پر تشنہ وخشک لب پڑے ہیں۔''

تو ابر رحمتی آں بہ کہ گاہے	کنی برحال لب خشکاں نگاہے

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابرِ رحمت ہیں شایانِ شان گرامی ہے کہ پیاسوں اور تشنہ لبوں پر ایک نگاہِ کرم بار ڈالی جائے۔"

خوشا کز گردرہ سویت رسیدیم	بدیدہ گرداز کویت کشیدیم

"ہمارے لئے کیسا اچھا وقت ہوتا کہ ہم گرد راہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گرامی میں پہنچ جاتے اور آنکھوں میں آپ کے کوچہ مبارک کی خاک کا سرمہ لگاتے۔

وہ دِن خدا کرے کہ مدینہ کو جائیں ہم خاکِ درِ رسول کا سُرمہ لگائیں ہم

بمسجد سجدۂ شکرانہ کردیم	چراغت را زجاں پروانہ کردیم

"مسجد نبوی میں دوگانہ شکر ادا کرتے، سجدہ شکر بجالاتے روضۂ اقدس کی شمعِ روشن کا اپنی جانِ حزیں کو پروانہ بناتے۔"

بگردِ روضہ ات گشتیم گستاخ	دلم چوں پنجرۂ سوراخ سوراخ

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر اور گنبدِ خضرا کے اس حال میں مستانہ اور بیتابانہ چکر لگاتے کہ دل صد مہائے عشق اور وفورِ شوق سے پاش پاش اور چھلنی ہوتا۔"

زویم از اشک ابرِ چشم بے خواب	حریم آستاں روضہ ات آب

حریم قدس اور روضۂ پُرنور کے آستانہ محترم پر اپنی بے خواب آنکھوں کے بادلوں سے آنسو برساتے اور چھڑکاؤ کرتے۔"

گہے رفیتم زاں ساحت غبارے	گہے چیدیم زو خاشاک و خارے

"کبھی صحنِ حرم میں جھاڑ و دیکر گرد و غبار کو صاف کرنیکا فخر اور کبھی وہاں کے خس وخاشاک کو دُور کرنیکی سعادت حاصل کرتے۔"

ازاں نورِ سواد دیدہ دادیم	وزیں برریش دل مرہم نہادیم

"گو گرد و غبار سے آنکھوں کو نقصان پہنچتا ہے مگر ہم اس سے مردمک چشم کیلئے سامانِ روشنی مہیا کرتے اور گو خس وخاشاک زخموں کیلئے مضر ہے مگر ہم اس کو جراحتِ دل کیلئے مرہم بناتے۔"

بسوئے منبرت رہ برگر فتیم	زچہرہ پایہ اش در زرگر فیتم

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف کے پاس جاتے اور اس کے پائے مبارک کو اپنے عاشقانہ زرد چہرہ سے

مَل مَل کر زریں وطلائی بناتے‘‘

زمحرابت بسجدہ کام جستیم	قدم گاہت بخونِ دیدہ شتیم

’’آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلائے مبارک ومحراب شریف میں نماز پڑھ پڑھ کر تمنائیں پوری کرتے اور حقیقی مقاصد میں کامیاب ہوتے اور جس مصلے میں جس جائے مقدس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک ہوتے تھے اس کو شوق کے اشک خونیں سے دھوتے۔‘‘

بپائے ہر ستون قد راست کردیم	مقام راستاں در خواست کردیم

’’آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسجد اطہر کے ہر ستون کے پاس ادب سے سیدھے کھڑے ہوتے اور صدیقین کے مرتبہ کی درخواست کرے۔‘‘

زداغ آرزویت بادِل خوش	زدیم از دل بہر قندیل آتش

’’آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دل آویز تمناؤں کے زخموں اور دلنشیں آرزوؤں کے داغوں سے (جو ہمارے دل میں) انتہائی مسرت کے ساتھ ہر قندیل کو روشن کرتے۔‘‘

کنوں گرتن نہ خاک آں حریم ست	بحمد اللہ کہ جاں آں جا مقیم ست

’’اب اگر چہ میرا جسم اس حریم انور وشبستان اطہر میں نہیں ہے لیکن خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ روح وہیں ہے۔‘‘

بخود در ماندہ ام از نفس خودرائے	ببیں در ماندۂ چندیں بہ بخشائے

’’میں اپنے خود بین وخودرائے نفسِ اَمارہ سے سخت عاجز آچکا ہوں ایسے عاجز وبیکس کی جانب التفات فرمائیں اور بخشش کی نظر ڈالیے۔‘‘

اگر نہ بود چو لطف دست یارے	زدست ما نیاید ہیچ کارے

’’اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الطافِ کریمانہ کی مدد شامل حال نہ ہوگی تو ہم عضو معطل ومفلوج ہو جائیں گے اور ہم سے کوئی کام انجام نہ پاسکے گا۔‘‘

قضا می افگند ازراہ مارا	خدارا از خدا در خواہ مارا

’’ہماری بدبختی ہمیں صراط مستقیم وراہِ خدا سے بھٹکا رہی ہے خدارا ہمارے لئے خداوند قدوس سے دُعاء فرمائیے۔‘‘

کہ بخشد از یقیں اوّل حیاتے	دہد آنگہ بکاردیں ثباتے

''(یہ دُعاء فرمائیے) کہ خداوند قدوس اولاً ہم کو پختہ یقین اور کامل اعتقاد کی عظیم الشان زندگی بخشے اور پھر احکام دین میں مکمل استقلال اور پوری ثابت قدمی عطا فرمائے۔''

چوہول روز رُستا خیز خیزد	بآتش آبروئے ما نہ ریزد

''جب قیامت کی حشر خیزیاں اور اس کی زبردست ہولناکیاں پیش آئیں تو مالک یوم الدین رحمٰن ورحیم ہم کو دوزخ سے بچاکر ہماری عزت بچائے۔''

کندبا ایں ہمہ گمراہیٔ ما	ترا اذنِ شفاعت خواہیٔ ما

''اور ہماری غلط روی اور صغیرہ کبیرہ گناہوں کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری شفاعت کیلئے اجازت مرحمت فرمائیے کیونکہ بغیر اس کی اجازت شفاعت نہیں ہوسکتی ہے۔''

چو چوگاں سرفگندہ آوری روئے	بمیدانِ شفاعت اُمتی گوے

''ہمارے گناہوں کی شرم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سرخمیدہ چوگاں کی طرح میدان شفاعت میں سر جھکا کر (نفسی نفسی نہیں بلکہ) یارب اُمتی اُمتی فرماتے ہوئے تشریف لائیں۔''

بحسن اہتمامت کارِ جامی	طفیلِ دیگراں یابد تمامی

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اہتمام اور سعی جمیل سے دوسرے مقبول بندگانِ خدا کے صدقہ میں غریب جامیؔ کا بھی کام بن جائے گا۔

دُعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے محبوب جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نصیب فرمائیے۔ ایسی محبت جو ہمیں اتباع سنت کی بے غبار راہ پر لے چلے۔

اے اللہ! آپ نے اپنے محبوب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان کی امت کو جن فضائل وانعامات سے نوازا ہے ہمیں ان کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

چالیس درود شریف

گذشتہ صفحات میں درود شریف کے فضائل و برکات آپ تفصیل کے ساتھ ملاحظہ کر چکے ہیں درج ذیل حضرت مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ العالی کے مرتب و مترجم کردہ درود شریف کے وہ خاص کلمات دیئے جاتے ہیں جو دنیا و آخرت کے جملہ مصائب کے حل کیلئے مجرب ہیں ۔ ان کلمات کے پڑھنے کے وقت سامعین بھی ان کے الفاظ دھرالیں تو ثواب بھی حاصل ہوگا اور تلفظ کی درستگی بھی ہوجائیگی ۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّاَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ
یَوْمَ الْقِیَامَةِ

جو شخص یہ درود شریف پڑھے گا ، اُس کے لئے حضور کی شفاعت واجب ہوگی ۔ (ص ۳۹)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ
فِی الْاَرْوَاحِ وَصَلِّ عَلٰی جَسَدِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْسَادِ
وَصَلِّ عَلٰی قَبْرِ مُحَمَّدٍ فِی الْقُبُوْرِ

جو شخص یہ درود شریف پڑھے گا اُس کو خواب میں حضور کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زیارت ہوگی ۔ (ص ۴۷)

روزی میں برکت

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ اُس کا مال بڑھ جائے وہ مذکورہ درود شریف پڑھا کرے ۔ (زادالسعید)

دوزخ سے نجات

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ
النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ ۔

حضرت خلاد رحمۃ اللہ علیہ جمعہ کے دن یہ درود شریف ایک ہزار مرتبہ پڑھا کرتے تھے ان کے انتقال کے بعد ان کے تکیہ کے نیچے سے ایک کاغذ ملا جس پر لکھا ہوا تھا کہ یہ خلاد بن کثیرؒ کے لئے دوزخ سے آزادی کا پروانہ ہے ۔ (۱۸۲)

مسجد میں آنے اور جانے پر درود

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مسجد میں جاتے یا مسجد سے نکلتے تو یہ درود شریف پڑھا کرتے تھے ۔ (ص ۵۵)

مکمل درود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

حضور اکرم ﷺ نے صحابہؓ سے ایک مرتبہ فرمایا تم نامکمل درود شریف نہ پڑھا کرو پھر صحابہ کرامؓ کے دریافت کرنے پر آپ نے مذکورہ درود شریف تعلیم فرمایا ۔ (ص ۴۴)

جنت میں ٹھکانہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ

النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ

جمعہ کے دن ایک ہزار مرتبہ یہ درود شریف پڑھنے والے کو مرنے سے پہلے جنت میں اُس کا ٹھکانہ دِکھا دیا جائے گا۔ (ص ۸۲)

اَسی سال کی عبادت کا ثواب

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ

النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا

جمعہ کے دن جہاں نمازِ عصر پڑھی ہو اُس جگہ سے اُٹھنے سے پہلے اسی مرتبہ یہ درود شریف پڑھنے سے اَسی سال کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور اَسی سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ (فضائل درود)

پریشانیاں دُور ہوں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ

النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الطَّاھِرِ الزَّکِیِّ صَلٰوۃً تُحَلُّ

بِہِ الْعُقَدُ وَتُفَکُّ بِھَا الْکُرَبُ

یہ درود شریف بار بار پڑھنے سے اللہ تعالیٰ پریشانی دور فرما دیتے ہیں۔ (ص ۱۱۴)

مغفرت کا ذریعہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَکُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ

امام اسماعیل بن ابراہیم مزنیؒ نے حضرت امام شافعیؒ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ پاک نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا تو اُنہوں نے جواب دیا اس درود شریف کی برکت سے اللہ پاک نے مجھے بخش دیا اور عزت واحترام سے جنت میں لے جانے کا حکم دیا۔ (زاد السعید)

ایمان کی حفاظت

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً دَائِمَۃً بِدَوَامِکَ

جو شخص پچاس مرتبہ دن میں اور پچاس مرتبہ رات میں اس درود شریف کا ورد رکھے تو اُس کا ایمان جانے سے محفوظ ہوگا۔ (ص ۱۵۲)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ مبارک کی زیارت

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

صَلٰوۃً تَکُوْنُ لَکَ رِضًا وَّلِحَقِّہٖ اَدَاءً

جو شخص نمازِ فجر اور نمازِ مغرب کے بعد ۳۳-۳۳ بار یہ درود شریف پڑھے گا تو اُس شخص کی قبر کے اور روضۂ اقدس کے درمیان ایک کھڑکی کھول دی جائے گی اور روضۂ اقدس کی راحت اس کو نصیب ہوگی۔ (ص ۱۵۳)

ثواب میں سب سے زیادہ

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ

وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

یہ درود شریف پڑھنے میں چھوٹا اور ثواب میں سب سے زیادہ ہے جو شخص روزانہ پانچ سو مرتبہ اس کو پڑھے تو کبھی محتاج نہ ہوگا۔ (ص ۱۵۳)

ہر درد کی دوا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

بِعَدَدِ کُلِّ دَاءٍ وَّدَوَاءٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

ہر درد اور بیماری دور ہونے کے لئے اول وآخر مذکورہ درود شریف پڑھیں اور درمیان میں مع بسم اللہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کریں۔ (ص ۱۶۰)

قرض کی ادائیگی

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ

ظہر کی نماز کے بعد یہ درود شریف سو مرتبہ پڑھنے والے کو تین باتیں حاصل ہوں گی۔
۱۔ کبھی مقروض نہ ہوگا۔
۲۔ اگر قرض ہوگا تو وہ ادا ہو جائے گا خواہ جتنا بھی قرض ہو۔
۳۔ قیامت کے دن اس کا کوئی حساب نہ ہوگا۔ (ص ۱۶۲)

درود باعثِ زیارت

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلِّمْ

جو شخص جمعہ کے دن ایک ہزار مرتبہ یہ درود شریف پڑھے اُس کو خواب میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوگی۔ پانچ یا سات جمعہ تک پابندی سے اسکو پڑھیں۔ (ص ۱۶۲)

جنت کے پھل

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

جو شخص روزانہ اس درود شریف کی پابندی کرے وہ جنت کے خاص پھل اور میوے کھائے گا۔ (ص ۱۷۳)

ہزار دن تک ثواب ملنا

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّجَزَاهُ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهٗ

جو شخص یہ درود شریف پڑھے تو ثواب لکھنے والے ستر فرشتے ایک ہزار دن تک اُس کا ثواب لکھیں گے۔ (ص ۱۷۷)

تمام درودوں کے برابر

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ ذِكْرٍ اَلْفَ اَلْفِ مَرَّةٍ

یہ درود شریف پڑھنا حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر سارے درود بھیجنے کے برابر ہے۔ (ص ۱۹۰)

عرشِ عظیم کے برابر ثواب

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ مِلْأَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْأَ الْاَرْضِ وَمِلْأَ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

اس درود شریف کے پڑھنے والے کو آسمان و زمین بھر کر اور عرشِ عظیم کے برابر ثواب ملتا ہے۔ (ص ۱۸۲)

دُنیا و آخرت کی برکات کا حصول

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ بِعَدَدِ مَا فِيْ جَمِيْعِ الْقُرْاٰنِ حَرْفًا حَرْفًا وَّبِعَدَدِ كُلِّ حَرْفٍ اَلْفًا اَلْفًا

دُنیا اور آخرت کی برکتیں حاصل کرنے کے لئے اپنے وظائف و معمولات کے ختم پر یہ درود شریف پڑھ لیا کریں۔ (ص ۱۹۲)

چاند کی طرح چہرہ ہونا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنْ صَلٰوتِكَ شَيْءٌ وَّبَارِكْ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنْ بَرَكَاتِكَ شَيْءٌ وَّارْحَمِ النَّبِيَّ حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنْ رَّحْمَتِكَ شَيْءٌ وَّسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنْ سَلَامِكَ شَيْءٌ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اس درود شریف کے پڑھنے والے کا چہرہ پل صراط سے گزرتے وقت چاند سے زیادہ چمکدار ہوگا۔ (ص ۱۷۵)

کامل درود

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
کَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْہِ وَصَلِّ
عَلَیْہِ کَمَا یَنْبَغِیْ اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْہِ

حضرت انسؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا درود شریف دریافت کیا جس کو کامل درود شریف کہا جا سکے تو آپؐ نے درود بالا تلقین فرمایا۔ (ص ۴۴)

قرب خاص کا ذریعہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَہٗ

رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایک روز ایک شخص کو اپنے اور حضرت صدیق اکبرؓ کے درمیان بٹھایا، صحابہؓ کو اس پر تعجب ہوا تو آپؐ نے فرمایا یہ شخص مجھ پر مذکورہ درود شریف پڑھتا ہے۔ (ص ۵۰)

دعا قبول ہونا

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ
وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّارْضَ
عَنْہُ رِضًی لَّا سَخَطَ بَعْدَہٗ

جو شخص اذان کے وقت یہ درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمائیں گے۔ (ص ۵۳)

دعاءِ قنوت کے بعد درود شریف

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ
مُحَمَّدٍ وَّسَلَّمَ

حضرت حسنؓ دعاءِ قنوت کے بعد مذکورہ الفاظ سے درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ (ص ۵۵)

مغفرت کا ذریعہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ
وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ

جو شخص چھینک آنے پر یہ درود شریف پڑھے گا تو منجانب اللہ ایک پرندہ پیدا ہوگا جو عرش کے نیچے پھڑ پھڑائے گا اور عرض کرے گا کہ اس درود شریف کے پڑھنے والے کو بخش دیجئے۔ (ص ۵۸)

تابعینؒ کا درود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰی اَبِیْنَا اِبْرَاھِیْمَ

حضرت سفیان بن عیینہؒ نے فرمایا میں نے ستر سال سے زیادہ حضرات تابعینؒ کو دوران طواف یہ درود شریف پڑھتے ہوئے سنا۔ (ص ۱۰۰)

دشواری دور ہونا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
کَمَا ھُوَ اَھْلُہٗ وَمُسْتَحِقُّہٗ

جس شخص کو کوئی دشواری لاحق ہو اور وہ تنہائی میں باوضو یہ درود شریف ایک ہزار مرتبہ پڑھے اور ایک ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ کر دل سے دعا کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ دشواری دور ہوگی۔ (ص ۱۴۹)

دس ہزار مرتبہ کے برابر

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ

اس درود شریف کے بارے میں منقول ہے کہ یہ دس ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنے کے برابر ہے۔ (ص ۱۵۰)

ایک ہزار دن تک ثواب

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ

وَّجَزَاهُ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهٗ

جو شخص یہ درود شریف پڑھے تو ایک ہزار دن تک ستر فرشتے اس کا ثواب لکھتے رہیں گے.. (ص ۱۷۷)

اسی سال کے گناہ معاف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ

عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق جو شخص اسی ۸۰ مرتبہ یہ درود شریف پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے اسی ۸۰ سال کے گناہ معاف فرما دیں گے۔ (ص ۱۶۶)

اولاد کو عزت ملنا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِ الْعٰلَمِيْنَ

حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ صَلٰوةً اَنْتَ لَهَا

اَهْلٌ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ كَذٰلِكَ

جو شخص صبح وشام سات سات مرتبہ اس درود شریف کو پابندی سے پڑھے گا تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کی اولاد کو باعزت رکھے گا۔ (ص ۱۶۴)

جنت میں اپنا مقام دیکھنا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ

وَّاٰلِهٖ اَلْفَ اَلْفِ مَرَّةٍ

جو شخص جمعہ کے دن ہزار مرتبہ یہ درود شریف پڑھے تو وہ اس وقت تک نہ مرے گا جب تک وہ مرنے سے پہلے جنت میں اپنا ٹھکانہ نہ دیکھ لے۔ (ص ۶۰)

بڑے پیمانے سے ثواب ملنا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِالنَّبِيِّ

وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق جو شخص چاہے کہ بڑے پیمانے کے ساتھ اس کو ثواب دیا جائے تو اس کو چاہیے کہ یہ درود شریف پڑھے۔ (ص ۳۴)

صدقہ کے قائم مقام

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ

وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق جس شخص کے پاس صدقہ دینے کے لئے کوئی چیز نہ ہو وہ یہ درود شریف پڑھا کرے یہ اس کے لئے زکوٰۃ کے قائم مقام ہے۔

بڑا جام کوثر عطا ہونا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ

وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلَادِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ

وَاَصْهَارِهٖ وَاَنْصَارِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ وَمُحِبِّيْهِ وَاُمَّتِهٖ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ

اَجْمَعِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

جو شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوض کوثر سے بڑے پیمانہ کے ساتھ پانی نوش کرے، اُس کو چاہیے کہ یہ درود شریف پڑھا کرے۔ (ص ۹۷)

حضور کی زیارت

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ

كَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُّصَلِّيَ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا

هُوَ اَهْلُهٗ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى لَهٗ

جو شخص خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرنا چاہتا ہو تو وہ یہ درود شریف پڑھا کرے۔ (ص ۱۰۶)

افضل درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ
الَّذِیْ مَلَأْتَ قَلْبَهٗ مِنْ جَلَالِكَ وَعَیْنَیْهِ مِنْ جَمَالِكَ
فَأَصْبَحَ فَرِحًا مَسْرُوْرًا مُؤَیَّدًا مَنْصُوْرًا

شیخ ابو عبداللہ بن نعمانؒ کو خواب میں سو مرتبہ رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زیارت ہوئی۔ آخری مرتبہ میں انہوں نے حضورؐ سے افضل درود شریف دریافت کیا تو آپؐ نے یہ درود شریف تعلیم فرمایا۔ (ص ۷۹)

ستر ہزار فرشتوں کا استغفار

جَزَی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنَّا مُحَمَّدًا
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا هُوَ اَهْلُهٗ (معجم کبیر)

جو شخص یہ کہا کرے تو اسکے لئے ستر ہزار فرشتے ایک ہزار دن تک استغفار کرتے رہیں گے۔ (ص ۴۰)

تمام اوقات میں درود

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
فِیْ اَوَّلِ کَلَامِنَا، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ فِیْ اَوْسَطِ کَلَامِنَا
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ فِیْ آخِرِ کَلَامِنَا

شیخ الاسلام ابو العباسؒ نے فرمایا جو شخص دن اور رات میں تین تین مرتبہ یہ درود شریف پڑھے وہ گویا دن و رات کے تمام اوقات میں درود بھیجتا رہا۔ (ص ۱۹۱)

حُسنِ خاتمہ کی بشارت

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَاَنْزِلْهُ الْمُقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اس درود شریف کے پڑھنے والے کیلئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت واجب ہوگی جس میں اس کے حسن خاتمہ کی بشارت ہے۔ (ص ۱۶۷)

دُعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں درود شریف بکثرت پڑھنے اور اس کے انعامات وفضائل سے مالا مال فرمائیے۔

اے اللہ! درود شریف کی برکت سے ہماری دنیا وآخرت کے تمام مصائب ومشکلات حل فرما دیجئے۔

اے اللہ! اپنے محسن اعظم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اور چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے بکثرت درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! حضرات صحابہ کرام کو حضور صلی اللہ علیہ سے جو محبت تھی ہمیں بھی اس محبت کا ذرہ نصیب فرمائیے۔

اے اللہ! آپ نے جن خوش نصیب حضرات کو درود شریف کی برکات سے نوازا ہے ہمیں بھی محض اپنے فضل وکرم سے ان حضرات میں شامل فرما دیجئے۔

اے اللہ! روز محشر ہمیں اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سفاعت نصیب فرمائیے اور ایسے محسن عظیم کے حقوق وآداب بجالانے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! درود شریف کے انوار وبرکات سے ہماری دنیا وآخرت کے مسائل ومشکلات حل فرما دیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خواب میں زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا، اس نے مجھ ہی کو دیکھا۔ جس نے یہاں مجھے خواب میں دیکھا۔ وہ قیامت میں ضرور مجھے دیکھے گا۔ اور میں قیامت میں دیکھنے والوں کی شفاعت کروں گا۔ اور جس کی میں شفاعت کروں گا اللہ تعالیٰ اس کو حوض کوثر سے پانی پلائے گا۔ اور حوض کوثر سے پانی پینے والے پر آتش دوزخ حرام ہے۔ (حدیث)

وضاحت: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وعقیدت میں اضافہ کیلئے اسلاف کے وہ ایمان افروز خواب درج کئے جاتے ہیں جو ہمارے ایمان ومحبت میں اضافہ کا باعث ہیں۔ یہ خواب بشارت یعنی خوشخبری کے درجہ میں ہیں اور ایک مسلمان کیلئے عظیم سعادت ہیں لیکن شریعت کا مدار احکام پر ہے خوابوں پر نہیں۔

مدرسہ دارالعلوم دیوبند ایک الہامی مدرسہ ہے

۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۸۶۷ء کو اس ادارے کا آغاز کیا گیا۔ زمین مل جانے کے بعد عمارت مدرسہ کے لیے بنیاد رکھ دی گئی۔ جب وقت آیا کہ اسے بھرا جائے اور اس پر عمارت تعمیر کی جائے تو مولانا رفیع الدین مہتمم ثانی دارالعلوم دیوبند نے خواب دیکھا کہ اس زمین پر نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ ہاتھ میں عصا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مولانا سے فرمایا۔ ”شمالی جانب جو بنیاد کھودی گئی ہے اس سے صحن مدرسہ چھوٹا اور تنگ رہے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصائے مبارک سے دس بیس گز شمال کی جانب ہٹ کر نشان لگایا کہ بنیاد یہاں ہونی چاہیے۔ تاکہ مدرسہ کا صحن وسیع رہے۔ (جہاں تک اب صحن کی لمبائی ہے) خواب دیکھنے کے بعد مولانا علی الصبح بنیادوں کے معاینہ کے لیے تشریف لے گئے تو حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا لگایا ہوا نشان بدستور موجود تھا اسی نشان پر بنیاد کھدوائی اور مدرسے کی تعمیر شروع ہوگئی۔

مدینہ تشریف لے آیئے

حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری ثم مدنی کو حضرت نبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”آپ میرے پاس مدینہ تشریف لے آیئے“۔ حضرت مولانا دوسرے ہی دن مدینہ طیبہ کے لیے روانہ ہوگئے۔

حضرت قاری محمد طیب صاحب کے والد ماجد کا خواب

قاری صاحب فرماتے ہیں میرے والد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے بیعت تھے۔ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے خلیفہ تھے۔ حضرت حاجی صاحب میلاد شریف، گیارہویں شریف اور دیگر مسائل میں نرم رویہ اختیار کئے ہوئے تھے کیونکہ وہ وسیع المشرب تھے جبکہ والد ماجد ایک عالم کی حیثیت سے ہر مسئلہ میں خالص شرعی احکامات بیان فرماتے تھے۔ والد صاحب نے ایک رات خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا دیوان خانہ ہے مسند پر حضرت حاجی صاحب بیٹھے ہیں اور میں ان ہی مسائل پر ان سے بحث کر رہا ہوں۔ حاجی صاحب کے نظریات ان کے رسالے فیصلہ ہفت مسئلہ میں موجود ہیں جبکہ میں ان مسائل کی بابت وہی بات کہتا ہوں جو عین شرع کے مطابق ہے۔ اس پر حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ ابھی فیصلہ ہوا جاتا ہے کہ کون حق پر ہے۔ دیوان خانہ کے سامنے ایک لمبی سڑک ہے۔ حاجی صاحب کے ارشاد کے فوراً بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

سڑک پر تشریف لاتے نظر آتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں عصا ہے بدن پر ململ کا کرتہ ہے۔ جس میں سے جسم مبارک جھلک رہا ہے۔ سر مبارک پر پانچ کلی کی ٹوپی ہے اور چہرہ انور بالکل حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی جیسا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری جانب تشریف لا کر میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ارشاد فرماتے ہیں کہ "یہ لڑکا جو کچھ کہتا ہے وہی درست ہے"۔ حاجی صاحب جو چوکھٹ پر ایک طرف کھڑے ہیں یہ سن کر سات مرتبہ فرماتے ہیں۔ بجا اور درست ہے۔ بجا اور درست ہے۔ "اور ہر بار سر اور بدن کو بالکل جھکا لیتے ہیں" میں یہ سن کر بہت خوش ہوتا ہوں۔ کچھ جراءت پیدا ہوتی ہے۔ عرض کرتا ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتب احادیث کے اندر تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک کچھ اور ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرا اصل حلیہ تو وہی ہے مگر چونکہ مولانا رشید احمد گنگوہی تمہارے شیخ ہیں اس لیے میں نے تمہارے شیخ کی صورت اختیار کی۔ تاکہ تم قربت اور موانست محسوس کرو۔ یہ خواب تین چار منٹ جاری رہا۔

صبح والد ماجد نے یہ خواب تحریر کر کے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کی خدمت میں روانہ کیا۔ حضرت گنگوہی نے جب یہ خواب پڑھا تو ان پر عجیب سی کیفیت طاری ہوگئی۔ اور فرمایا کہ اگر فقہاء کفن میں کسی چیز کے رکھنے کو منع نہ فرماتے تو میں وصیت کرتا کہ میرے کفن کے ساتھ اس خط کو شامل کر دیا جائے۔

قادیانیوں کی مذمت

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی نے فرمایا کہ میں مذبذب تھا اور سوچتا تھا کہ قادیانیوں کی لاہوری پارٹی کی تکفیر نہیں کرنی چاہئے البتہ ان کو فاسق سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ وہ مرزا غلام احمد کو نبی نہیں صرف مجدد مانتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی خود مدعی نبوت تھا۔ اور اس وجہ سے کافر تھا۔ پس وہ مجدد کیونکر ہوسکتا ہے۔ اسی زمانہ میں میں نے خواب دیکھا کہ ایک لمبی چوڑی گلی ہے جس کے آخر میں اندھیرا ہے۔ وہیں گلی کے دونوں جانب دو دروازے ہیں جہاں چاندنی چٹکی ہوئی ہے۔ گلی کی انتہا پر ایک تخت بچھا ہوا ہے اور اندھیرے میں اس تخت پر حکیم نورالدین (خلیفہ اول مرزا غلام احمد قادیانی) بیٹھا ہوا ہے۔ اور ایک نوجوان برابر کھڑا قادیانیوں کی تعریف کر رہا ہے تو اسی وقت ایک دروازے میں سے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور پر غصہ کے آثار ہویدا ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے جلال اور نہایت سختی کے ساتھ فرمایا۔ "میری ساری امیدوں پر اس نے پانی پھیر دیا ہے میری توقعات ختم کر دیں۔ اس کی قبر دیکھ لو" (مراد مرزا غلام احمد قادیانی کی قبر ہے) آخری فقرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر غصہ سے فرمایا کہ وہاں کی ہر چیز اڑ گئی۔ نہ تخت رہا، نہ نورالدین نہ نوجوان۔

شہادت عثمان رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب دشمنوں نے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو محصور کر لیا تو میں آپ کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے لیے حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ بھائی بہت اچھا کیا آئے میں نے اس کھڑکی میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ عثمان! تمہیں ان لوگوں نے محصور کر رکھا ہے میں نے عرض کیا جی ہاں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈول پانی کا لٹکایا جس میں سے میں نے پانی پیا۔ اس پانی کی ٹھنڈک اب تک میرے دونوں شانوں اور چھاتیوں کے درمیان محسوس ہو رہی ہے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم چاہو تو ان کے مقابلے میں تمہاری مدد کی جائے اور تمہارا دل چاہے تو یہاں ہمارے پاس آ کر افطار کرو۔ میں نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں حاضری چاہتا ہوں۔ اسی دن شہید کر دیئے گئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ یہ ۳۵ ہجری کا واقعہ ہے۔ (الحاوی)

آنکھ کھلی تو امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ محترمہ سے فرمایا کہ میری شہادت کا وقت آ گیا۔ باغی ابھی مجھے شہید کر ڈالیں گے۔ اہلیہ محترمہ نے نہایت دردمندانہ لہجہ میں فرمایا امیر المومنین ایسا نہیں ہو سکتا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے ابھی یہ خواب دیکھا ہے۔ جب بستر سے اٹھے تو آپ نے وہ پاجامہ طلب فرمایا جس کو پہلے کبھی نہ پہنا تھا۔ اسے زیب تن فرمایا۔ پھر بیس غلام آزاد کر کے کلام اللہ کی تلاوت میں مشغول ہو گئے۔ باغی دیوار پھاند کر محل سرا میں داخل ہو گئے۔ قرآن آپ کے سامنے کھلا ہوا تھا۔ اس خون ناحق نے جس آیت شریفہ کو رنگین بنایا وہ یہ تھی۔ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (خدا کی ذات تم کو کافی ہے وہ سننے والا اور جاننے والا ہے) جمعہ کے دن عصر کے وقت شہادت ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

حضرت عامر رضی اللہ عنہ تمہارے لیے دعا کرتے ہیں

حضرت عامر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک شخص کا خواب لائق ذکر ہے۔ جس سے آپ کے روحانی مرتبہ کا اندازہ ہوتا ہے سعید جرزی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص کو حضرت نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اس شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے التجا کی کہ میرے واسطے مغفرت کی دعا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے لیے عامر دعا کر رہے ہیں۔ اس شخص نے حضرت عامر رضی اللہ عنہ سے یہ خواب بیان کیا یہ لطف و کرم سن کر آپ پر اتنی رقت طاری ہوئی کہ ہچکیاں بندھ گئیں۔ (تابعین از شاہ معین الدین احمد صاحب ندوی ص ۲۴۰ تا ۲۴۱)

حضرت نافع کے منہ سے خوشبو

حضرت نافع بن ابی نعیم مولی جعونہ کی کنیت ابورویم تھی۔ اصفہان اسود کے باشندے تھے۔ مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی۔ عمر بہت دراز پائی۔ تقریباً ۷۰ تابعین سے قرآن مجید حاصل کیا۔ جب آپ پڑھاتے تو منہ سے خوشبو آتی تھی۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا آپ خوشبو استعمال کرتے ہیں تو فرمایا کہ میں نے خوشبو کبھی استعمال نہیں کی۔ البتہ بحالت خواب ایک مرتبہ دیکھا کہ حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے منہ کے قریب قرآن مجید پڑھ رہے ہیں بس اسی وقت سے یہ خوشبو پاتا ہوں۔ معبر نے اس کی یہ تعبیر بتائی کہ تم دنیا میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ کی نشر و اشاعت میں امام بنو گے۔

حضرت خواجہ فضیل بن عیاض:

حضرت خواجہ فضیل بن عیاض وضو کے وقت دو بار ہاتھ دھونا بھول گئے اور نماز اسی طرح ادا کر لی اسی رات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اے فضیل بن عیاض تعجب کی بات ہے کہ وضو میں تم سے غلطی ہوئی'' حضرت خواجہ ڈر کے مارے نیند سے بیدار ہو گئے اور از سرنو تازہ وضو کیا اور اس جرم کے کفارہ میں پانچ سو رکعت نماز ایک برس تک اپنے اوپر لازم کر لی۔

نہر زبیدہ:

خلیفہ ہارون رشید اور اس کی اہلیہ نے یہ خواب دیکھا کہ وہ میدان قیامت میں کھڑے ہیں اور ہر شخص حساب کے بعد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت پر بہشت میں داخل ہو رہا ہے۔ لیکن ان کی نسبت حضرت نبی امی دقیقہ دان عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ یہ پیش نہ کیے جائیں۔ کیونکہ مجھے ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں بہت شرمندہ

ہونا پڑے گا۔ میں ان کی شفاعت نہ کروں گا کیونکہ انہوں نے بیت المال کا مال اپنا سمجھ رکھا ہے اور مستحقین کو محروم کر دیا ہے یہ ہولناک خواب دیکھ کر دونوں جاگ اٹھے اسی دن بیت المال سے ہزارہا درہم و دینار تقسیم کیے اور ہزارہا فلاحی کام انجام دیئے۔ نہر زبیدہ بھی اسی دور کی یادگار ہے۔

امام شافعیؒ کے لیے میزان کا عطیہ

حضرت امام شافعیؒ کا سلسلہ نسب ساتویں پشت پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملتا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خانہ کعبہ میں نماز پڑھتے دیکھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کو تعلیم دینے لگے۔ میں نے قریب ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بھی کچھ سکھایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آستین سے میزان (ترازو) نکال کر مجھ کو عطاء فرمایا اور فرمایا کہ تیرے لیے میرا یہ عطیہ ہے۔

نابینا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پھرتے ہی بینا ہو گیا

مرواح بن مقتل ایک سید حسنی قاہرہ میں رہتے تھے ان کی آنکھوں میں بادشاہ وقت نے سلائی پھروادی تھی۔ جس کے صدمے سے دماغ پک گیا اور پھول گیا۔ اور بدبو دے اٹھا تھا۔ آنکھیں بہہ گئی تھیں اور بے چارے اندھے ہو گئے تھے۔ ایک عرصہ بعد آپ کا جانا مدینہ منورہ ہوا اور روضہ اطہر کے قریب کھڑے ہو کر اپنا حال زار بیان کیا جب سوئے تو خواب میں حضرت محمد رسول اللہ سائیفت آسماں صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ان کی آنکھوں پر اپنا دست مبارک پھیرا۔ بیدار ہوئے تو آنکھیں بالکل درست تھیں۔ تمام مدینہ طیبہ میں اس بات کا شہرہ ہو گیا۔ جب قاہرہ واپس ہوئے تو بادشاہ ان کی آنکھوں کو درست پا کر بہت ناراض ہوا اور سمجھا کہ جلادوں نے جھوٹ بولا ہے اور ان کی آنکھیں پھوڑی ہی نہیں۔ جب لوگوں نے بتایا کہ مدینہ منورہ تک یہ اندھے تھے اور وہاں پہنچ کر یہ واقعہ ہوا تب بادشاہ کا غصہ ٹھنڈا ہوا اور وہ نادم بھی ہوا۔

امام بخاریؒ کا مقام:

حضرت امام بخاریؒ خود بیان فرماتے ہیں کہ ''صحیح بخاری'' کی تدوین کا محرک ایک خواب ہوا۔ ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور میں پنکھے سے ہوا کر رہا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور کے قریب جانے والی مکھیاں بھی اڑا رہا ہوں۔ صبح ایک معبر سے میں نے اپنے اس خواب کی تعبیر چاہی تو اس نے کہا کہ تجھے خداوند تعالیٰ توفیق دے گا اور تو کذب و افتراء کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کرے گا۔ اس کے بعد میرے دل میں ''صحیح بخاری'' کی تدوین و ترتیب کا خیال پیدا ہوا اور سولہ سال کی مدت میں اس کی تکمیل کی۔ سب سے پہلے اس کا مسودہ مسجد حرام میں بیٹھ کر لکھا۔ یہ مجموعہ ترتیب دیتے وقت ہمیشہ روزہ رکھا روایت ہے کہ ہر حدیث پر شب کو خواب میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے تصدیق کی سند ملتی تھی۔

درس حدیث جلد ۷ ختم ہوئی

بحمد اللہ تمام

عام فہم تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا
ایک سدا بہار مبارک سلسلہ

درسِ حدیث

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات سنی اور اسکو یاد کیا اور اسکو محفوظ رکھا اور پھر دوسروں کو پہنچادیا۔ (ترمذی)
نیز فرمایا سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ مسلمان علم دین کی بات سیکھے پھر اپنے مسلمان بھائی کو سکھادے۔ (ابن ماجہ)

زیرِ نگرانی

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ
رئیس دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

سلسلہ درس حدیث-8

عام فہم تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا
ایک سدا بہار مبارک سلسلہ

درسِ حدیث

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات سنی اور اسکو یاد کیا اور اسکو محفوظ رکھا اور پھر دوسروں کو پہنچا دیا۔ (ترمذی)
نیز فرمایا سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ مسلمان علم دین کی بات سیکھے پھر اپنے مسلمان بھائی کو سکھا دے۔ (ابن ماجہ)

تقریظ

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ

از افادات

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی رحمہ اللہ

ادارہ تالیفات اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان 061-540513-519240
Email: Taleefat@mul.wol.net.pk/Website: www.taleefat-e-ashrafia.co

درسِ حدیث

تاریخ اشاعت............... شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ
ناشر........................ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
طباعت...................سلامت اقبال پریس ملتان

انتباہ

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔
الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔
پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں
تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

ملنے کے پتے

ادارہ تالیفات اشرفیہ....چوک فوارہ....ملتان   مکتبہ رشیدیہ........راجہ بازار.......راولپنڈی
ادارہ اسلامیات.........انارکلی.........لاہور   یونیورسٹی بک ایجنسی.....خیبر بازار.......پشاور
مکتبہ سید احمد شہید........اردو بازار......لاہور   ادارۃ الانور.........نیو ٹاؤن.........کراچی نمبر 5
مکتبہ رحمانیہ.........اردو بازار.........لاہور   مکتبہ المنظور الاسلامیہ....جامعہ حسینیہ.....علی پور

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K (ISLAMIC BOOKS CENTERE
119-121- HALLIWELL ROAD BOLTON BL1 3NE. (U.K.)

تقریظ

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ

رئیس دار الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان و نگران اعلیٰ مجلس تحقیقات اسلامیہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے پیش نظر اللہ پاک نے قرآن مجید کی حفاظت جس طرح اپنے ذمہ لی ہے اسی طرح الفاظ قرآن کی تشریح جو ذخیرہ آحادیث کی شکل میں موجود ہے اسکی حفاظت وصیانت بھی اللہ پاک نے اس امت کے ذریعے فرمائی۔ یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ حفاظت حدیث کے سلسلہ میں اس امت کے محدثین حضرات نے عجیب کمالات دکھائے۔ اسماء الرجال کے علم ہی کو دیکھ لیجئے اس علم سے سابقہ امتیں محروم رہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تعلیمات چونکہ تا قیامت محفوظ اور قابل عمل تھیں اس لئے ان فرامین کی حفاظت کیلئے محدثین نے اسماء الرجال اور اس کے علاوہ دوسرے علوم متعارف کرائے جنہوں نے احادیث مبارکہ کے گرد ایک قوی حصار کا کام کیا تا کہ کوئی دین دشمن حسب منشاء ان احادیث میں کوئی تغیر وتصرف نہ کر سکے۔

عصر حاضر میں مسلمانوں کی مغلوبیت میں جہاں دیگر عوامل کارفرما ہیں ان سب میں بنیادی چیز یہی ہے کہ ہم اپنی بنیاد یعنی اسلامی تعلیمات سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔ اور اس بات کے جاننے کے باوجود کہ ہماری دینی ودنیاوی فلاح وترقی اسلامی تہذیب، اسلامی تعلیمات اور انہی اقدار میں ہے جن پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم

اجمعین کو چلایا اور تاریخ گواہ ہے کہ جب تک مسلمان ان اسلامی تعلیمات پر مضبوطی سے عمل پیرا رہے اللہ پاک نے انہیں اخروی نجات کے علاوہ دنیا میں بھی شان وشوکت، غلبہ ونصرت سے نوازا اور پوری دنیا کے غیر مسلم ان کے خادم اور زیر دست کی حیثیت سے رہے۔

آج ہم سب مسلمان یہ چاہتے ہیں کہ دنیا میں مسلمان غالب ہوں لیکن اس کے لئے جو بنیادی چیز ہے یعنی تعلیمات نبوت کی روشنی میں زندگی کے سفر کو طے کرنا۔ اسکی طرف ہماری توجہ کم ہوتی ہے اس لئے ضرورت ہے کہ معاشرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تعلیمات کو عام کیا جائے اور جس طرح تلاوت قرآن کو اپنے معمول میں شامل کیا جاتا ہے اسی طرح ہمارے بعض اکابر کے معمول میں تلاوت حدیث بھی شامل تھی۔

''ادارہ تالیفات اشرفیہ'' اس لحاظ سے بڑی مبارک کا مستحق ہے کہ عوام کو اس بنیادی ضرورت کو عام فہم انداز میں درس حدیث کی شکل میں پیش کرنے کا سہرا اُسی کے سر ہے۔ اس سے قبل ''درس قرآن'' بھی عوام الناس میں بے حد مقبول ہو چکا ہے۔

دل سے دُعا ہے کہ فرامین نبوی کا یہ سدا بہار گلدستہ عند اللہ مقبول ہو اور ہم سب تعلیمات نبوی کی روشنی میں اپنا قبلہ درست کر کے دنیا وآخرت کی سعادتوں سے اپنے دامن بھر لیں۔

فقط: عبدالستار عفی عنہ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ادارہ کی جدید مرتبہ ''درس حدیث'' کی سابقہ سات جلدیں ماشاء اللہ کافی مقبول ہوئیں۔
درس حدیث کا یہ مبارک سلسلہ فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ کی زیر نگرانی شروع ہوا یقیناً یہ بھی حضرت کیلئے دیگر حسنات جاریہ میں سے ایک ہے اس لئے اس جلد پر بھی مقدمہ حضرت ہی کا لکھا ہوا دیا جا رہا ہے۔
عرصہ دراز سے مزید جلدوں کا انتظار تھا۔ اللہ پاک ہمارے اکابر رحمہم اللہ کو اجر عظیم سے نوازیں جو بے حد محنتوں سے ہمارے لئے دین اور اس کے مآخذ کو سہل الوصول فرما گئے۔ اور دین کے ہر شعبہ سے متعلق معلومات فضائل واحکام کا عظیم ذخیرہ جو اپنی عربی زبان کی وجہ سے حلقہ خواص تک محدود تھا۔ ان حضرات اکابر نے دیگر خدمات جلیلہ کے ساتھ ساتھ یہ عظیم خدمت بھی سرانجام دی کہ ان دینی علوم کو اردو کے لباس سے آراستہ کر کے عوام الناس کی ایک بڑی ضرورت کو پورا فرما گئے۔
اللہ تعالیٰ ان کی قبور کو ٹھنڈا فرمائیں اور جنت کو ان کا ٹھکانہ بنائیں آمین
الحمدللہ شروع سے ادارہ کی کوشش رہی ہے کہ اپنے اکابر کی مستند و بے غبار تعلیمات کو مزید مزین وسہل کر کے پیش کیا جائے۔
اس جلد کے سلسلہ میں بھی اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال رہا اور علماء کرام کی مشاورت سے عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی رحمہ اللہ کی مقبول عام تصنیف ''خواتین کے شرعی احکام'' سے مرتب کی گئی ہے جو خاص طور پر خواتین کیلئے نافع ہے اور مرد حضرات بھی استفادہ کر کے اپنے گھر کو بابرکت اور خوشحال بنا سکتے ہیں۔ سابقہ جلدوں کی طرح سبق وار درس کی شکل میں مرتب کیا ہے۔
بلاشبہ گھروں، مساجد، اسکولوں ومکاتب میں ان سبق وار احادیث کو سننے سنانے کی پابندی کی جائے تو مختصر وقت میں دین کی اہم باتیں سیکھی جا سکتی ہیں۔ ان شاء اللہ اس مبارک سلسلہ احادیث کی مزید جلدیں حضرت مولانا ادریس میرٹھی رحمہ اللہ کے افادات سے منظر عام پر آ رہی ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب
نوٹ: بعض جگہ دعائیہ کلمات ذکر نہیں کئے جا سکے قارئین سابقہ درس والے دعائیہ کلمات کو دہرا کر یومیہ درس ختم کر سکتے ہیں۔
اللہ پاک ہم سب کو دین کی صحیح فہم نصیب فرمائیں اور اپنے فضل سے خدمت دین الی یوم الدین لیتے رہیں۔

والسلام محمد اسحٰق عفی عنہ شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ بمطابق اگست 2008ء

فہرست مضامین

ماں باپ کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کا حکم

وَعَنْ اَسْمَاءَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَیَّ اُمِّیْ وَھِیَ مُشْرِکَۃٌ فِیْ عَھْدِ قُرَیْشٍ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمِّیْ قَدِمَتْ عَلَیَّ وَھِیَ رَاغِبَۃٌ اَفَاَصِلُھَا قَالَ نَعَمْ صِلِیْھَا۔ (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میری والدہ اس زمانہ میں مدینہ منورہ آئیں جب کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش مکہ سے معاہدہ کر رکھا تھا اس وقت تک وہ مسلمان نہ ہوئیں تھیں بلکہ مشرک تھیں، میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ آئی ہیں جو مجھ سے ملنے کی امیدوار ہیں کیا میں ان سے صلہ رحمی کا برتاؤ کروں (اور ان کو حسب توفیق کچھ دے دوں) آپ نے فرمایا ہاں ان کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔

تشریح: حضرت اسماء اور ان کے والد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو بہت پہلے مسلمان ہوگئے تھے، بلکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو بالغ مردوں میں سب سے پہلے مسلمان ہیں، لیکن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی والدہ اس وقت تک مسلمان نہ ہوئی تھیں جس وقت کا یہ قصہ ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کفار مکہ کی ایذاؤں سے تنگ آ کر اپنے اصل وطن اور باپ دادوں کے دیس یعنی مکہ معظمہ کو چھوڑ کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے جس کو ہجرت کہتے ہیں، کافروں نے وہاں بھی چین نہ لینے دیا اور لڑائیاں لڑتے رہے جس کے نتیجے میں جنگ بدر اور جنگ اُحد ہوئی۔ ان دونوں جنگوں کے قصے مشہور ہیں اور تاریخ اسلام میں ان کی بڑی اہمیت ہے۔

جب مسلمانوں نے کافروں کے مقابلے میں جوابی کارروائی کی تو کافروں کے دانت کھٹے کر دیئے اور ان کو لینے کے دینے پڑ گئے۔ اگرچہ مسلمان اس زمانہ میں بہت ہی کم تھے اور کافروں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ مگر مسلمانوں کی ہمت بہت زیادہ اور ایمان مضبوط پکا تھا۔ اللہ کے لئے مرنے سے محبت کرتے تھے۔ اس لئے کافر لوگ ان کو نیچا نہ دکھا سکے اور خود مجبور ہو کر دس سال کے لئے خاص خاص شرطوں پر صلح کرنے پر آمادہ ہوگئے۔ یہ صلح ۷ ہجری میں ہوئی۔

ان شرطوں میں یہ بھی طے ہوا تھا کہ فریقین میں سے کوئی فریق ایک دوسرے پر حملہ نہ کرے گا۔ چونکہ یہ صلح مقام حدیبیہ میں ہوئی اس لئے صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے۔ صلح ہو جانے کے بعد فریقین کو امن مل جانے کے باعث آپس میں ملنا جلنا اور ایک دوسرے کے پاس آنا جانا شروع ہوا مذہب کے لحاظ سے گو دشمنی تھی مگر فریقین کے آپس میں خونی رشتے تھے جن کی وجہ سے طبعی طور پر ملاقاتوں کو جی چاہتا تھا۔ حال یہ تھا کہ بیٹا کافر ہے تو باپ مسلمان اور باپ کافر ہے تو بیٹا مسلمان، ماں کافر بیٹی مومن، ایک بھائی دین حق پر دوسرا دین شرک پر ایک بتوں کا پجاری دوسرا مالک حقیقی کا پرستار جو مسلمان تھے سارا دھن دولت مکہ میں چھوڑ کر قرابت داری کے

تقاضوں کو پس پشت ڈال کر مدینہ منورہ میں آ کر بس گئے تھے کیونکہ ان کے دل میں اللہ بس گیا تھا۔

صلح حدیبیہ کے زمانے میں جب امن ہوا اور ملاقات کا موقعہ نکلا تو بعض لوگوں نے اپنے عزیزوں سے ملنے کا ارادہ کیا اسی زمانے میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی والدہ مکہ سے مدینہ آئیں حدیث میں فی عہد قریش کا یہی مطلب ہے یہ اب تک مسلمان نہ ہوئی تھیں اور چونکہ ضرورت مند تھیں اس لئے ان کی خواہش تھی کہ بیٹی سے کچھ ملے لیکن بیٹی اب صرف بیٹی نہ تھی بلکہ حق کی متوالی اور اسلام کی رکھوالی تھی۔

سوچا کہ ماں اگر چہ ماں ہے مگر ہے تو مشرک اس پر خرچ کرنا اللہ کی رضا کے خلاف تو نہیں۔ دل میں کھٹک ہوئی۔ بارگاہ رسالت میں حاضری دی اور عرض کیا یا رسول اللہ! میری والدہ آئی ہیں ان کی تمنا ہے کہ ان کی مالی امداد کروں۔ اس بارے میں جو کچھ ارشاد ہو عمل کروں۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کی مدد کرو اور صلہ رحمی کا برتاؤ کرو۔

درحقیقت اسلام عدل و انصاف کا مذہب ہے کفر کی وجہ سے جو مذہبی دشمنی ہو اس کے ہوتے ہوئے ماں باپ کی خدمت اور مالی امداد کا بھی سبق دیتا ہے ماں باپ کے کہنے سے کفر و شرک اختیار کرنا یا کوئی دوسرا بڑا گناہ کرنے کا تو اختیار نہیں ہے مگر ان کی خدمت کرنا اور ضرورت مند ہوں تو ان پر خرچ کرنا ضروری ہے۔ اگر چہ ماں باپ کافر ہوں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَاِنْ جَاهَدَاکَ عَلٰی اَنْ تُشْرِکَ بِیْ مَالَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ فَلاَ تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا وَّاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ.

اگر وہ دونوں (ماں باپ) تجھے مجبور کریں اس بات پر کہ تو میرے ساتھ ان چیزوں کو شریک کرے جن کا تجھے علم نہیں تو ان کی فرمانبرداری نہ کرنا اور ان کے ساتھ دنیا میں اچھے طریق سے گزارہ کرنا اور اس کی راہ پر چلنا جو میری طرف رخ کرے۔ (سورہ لقمان)

ماں باپ کا بڑا حق ہے مگر آج کل کے لڑکے اور لڑکیاں ایسے ہو گئے ہیں کہ شادی ہوتے ہی ماں باپ سے اس طرح قطع تعلق کر لیتے ہیں کہ جیسے جان پہچان ہی نہ تھی اللہ تعالیٰ ہدایت دے آمین

دُعا کیجئے

یا اللہ! ان احادیث میں ہم نے جو اسلامی آداب و احکام سیکھے ہیں ان پر دل و جان سے عمل کر کے اپنی رضا والی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

یا اللہ! موجودہ دور میں ہمیں دین اسلام پر مضبوطی سے کاربند فرما اور غیر اسلامی تہذیب کے اثرات سے ہمیں اور ہماری نسلوں کی حفاظت فرما۔ آمین

یا اللہ! ہمیں اپنی اتنی محبت عطا فرما کہ آپ کے احکامات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں پر چلنا ہمارے لئے نہایت سہل ہو جائے۔

اپنی اولاد پر خرچ کرنے کا ثواب

عَنْ اُمِّ سَلِمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلِیْ اَجْرٌ اِنْ اُنْفِقُ عَلیٰ بَنِیْ اَبِیْ سَلَمَةَ اِنَّمَا هُمْ بَنِیَّ فَقَالَ اَنْفِقِیْ عَلَیْهِمْ فَلَکِ اَجْرُمَا اَنْفَقْتِ عَلَیْهِمْ. (رواہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا مجھے ثواب ملے گا اگر (اپنے پہلے شوہر) ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے بچوں پر خرچ کروں کہ وہ تو میری ہی اولاد ہے (کیا اپنی اولاد پر خرچ کرنے میں بھی اجر ثواب ملتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان پر خرچ کرتی رہو، تم کو ان پر خرچ کرنے کا اجر ملے گا۔

تشریح: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ ہیں ان کی روایت کی ہوئی سینکڑوں حدیثیں کتابوں میں ملتی ہیں انہوں نے بھی علم دین خوب پھیلایا، ان کا نام ہند تھا، ان کے پہلے شوہر ابوسلمہ رضی اللہ عنہ تھے، دونوں میاں بیوی ہجرت سے پہلے مکہ معظّمہ ہی میں مسلمان ہو گئے تھے۔ اسلام کی راہ میں دونوں نے بہت تکلیفیں اٹھائیں، پہلے دونوں نے اسلام کی خاطر حبشہ کو ہجرت کی بعد میں مدینہ منورہ کو ہجرت کی لیکن اس مرتبہ دونوں ایک ساتھ ہجرت نہ کر سکے۔ اس وقت مکہ معظّمہ میں کافروں کا زور تھا۔

جب دونوں میاں بیوی ہجرت کے لئے نکلے تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو میکہ والوں نے نہ جانے دیا۔ اس کے ایک سال بعد وہ ہجرت کر سکیں ان کا ایک بچہ سلمہ نامی تھا، اسی کی وجہ سے ان کو ام سلمہ (سلمہ کی ماں) اور بچے کے باپ کو ابوسلمہ (سلمہ کا باپ) کہتے تھے۔ عرب میں اس کا بہت دستور تھا اس کو کنیت کہتے ہیں بعض مرتبہ اصل نام بھول بھلیاں ہو جاتا تھا اور کنیت ہی سے آدمی کو جانتے تھے۔

۴ھ میں جب ان کے شوہر ابوسلمہ رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عدت گزر جانے کے بعد ان سے نکاح فرما لیا، جب یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت کدے میں آئیں تو پہلے شوہر کے بچے بھی ساتھ آ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پرورش فرمائی، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی اپنے ذاتی مال میں سے ان بچوں پر خرچ کرتی تھیں ان کو خیال ہوا کہ میں جو ان پر خرچ کرتی ہوں تو گویا حق اولاد ادا کرتی ہوں اس میں ثواب شاید نہ ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم خرچ کرتی رہو، ضرور ثواب ملے گا، کیونکہ اولاد پر خرچ کرنا بھی ثواب ہے۔

بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑے مہربان ہیں، حلال مال مسلمان مرد و عورت خواہ اپنے نفس پر خرچ کرے خواہ اولاد پر خواہ ماں باپ پر خواہ دوسرے عزیزوں پر خواہ دیگر ہمسایوں اور محتاجوں پر اس کے خرچ کرنے میں بڑا ثواب ملتا ہے اللہ اکبر! اپنوں ہی پر خرچ کرو اور ثواب بھی پاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا کرم ہے

فَمَنْ یُّؤْمِنْ بِرَبِّهٖ فَلَا یَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا

دُعا کیجئے: اے اللہ! جو علم آپ نے ہمیں دیا اس سے نفع عطا فرمائے اور ہمیں وہ علم دیجئے جو ہمیں نفع دے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک کھجور صدقہ میں دے دی

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ جَاءَ تْنِيْ اِمْرَاةٌ وَمَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا تَسْئَلُنِيْ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِيْ غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ فَاَعْطَيْتُهَا اِيَّاهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ اِبْنَتَيْهَا وَلَمْ تَاكُلْ مِنْهَا فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ مَنِ ابْتُلِيَ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ فَاَحْسَنَ اِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ (بخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ایک عورت میرے پاس آئی اس کے ساتھ اس کی دو بچیاں تھیں اس نے مجھ سے سوال کیا میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہ تھا میں نے وہ کھجور ہی اس کو دے دی اس نے کھجور کے دو ٹکڑے کر کے دونوں بچیوں کو ایک ایک ٹکڑا دے دیا اور خود ذرا بھی کچھ نہ کھایا اس کے بعد جیسے ہی وہ نکلی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دولت خانے میں تشریف لے آئے میں نے آپ کو پورا قصہ سنایا' آپ نے فرمایا کہ جو شخص (مرد و عورت) لڑکیوں (کی دیکھ بھال اور پرورش و پرداخت) کے ساتھ مبتلا کیا گیا (یعنی ان کی خدمت اور پرورش اس کے ذمہ پڑ گئی) اور پھر اس نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو یہ لڑکیاں آتش دوزخ سے بچانے کے لئے اس کے واسطے آڑ بن جائیں گی۔

تشریح: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک عورت سوال کرنے آئی ایک کھجور کے سوا کچھ موجود نہ تھا انہوں نے ایک کھجور ہی دے دی کم وبیش کا خیال نہ کیا۔ درحقیقت اخلاص کیساتھ دیا جائے تو ایک کھجور اور ایک پیسہ بھی بہت ہے قرآن شریف میں فرمایا:

وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ. (البقرہ ۲۰:۱۱۰' المزمل ۸۳:۲۰)

جو کچھ بھی اپنے لئے پہلے سے بھیج دو گے اسے اللہ کے پاس پالو گے۔

ایک حدیث میں ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کھجور کے برابر بھی حلال کمائی سے جو شخص صدقہ دے دے تو اللہ تعالیٰ اس کو بڑی قدر کے ساتھ قبول فرماتے ہیں پھر جس نے صدقہ دیا ہے اس کے لئے اس صدقہ کو بڑھاتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔ (بخاری ومسلم) بندہ نے دیا کھجور کے برابر اور خدائے رحیم وکریم نے عنایت فرمایا پہاڑ کے برابر' ایسا داتا اللہ ہی ہے' صدقہ سے کبھی دریغ نہ کرو اس سے ضرورت مند کی حاجت بھی پوری ہوتی ہے اور صدقہ والے کو ثواب بھی ملتا ہے کتنا ثواب ملتا ہے کہ اس کا اندازہ ابھی معلوم ہوا۔

دُعا کیجئے: اے اللہ! ہم آپ سے اپنے دین میں' دنیا میں اور اہل وعیال میں معافی اور امن کا سوال کرتے ہیں۔

اے اللہ! ہم ناپسندیدہ اخلاق اور اعمال نفسانی خواہشوں اور بیماریوں سے آپ کی پناہ مانگتے ہیں۔

اے اللہ! ہمارے دل کو نفاق سے عمل کو ریا سے زبان کو جھوٹ سے اور آنکھ کو خیانت سے پاک فرما دیجئے کیونکہ آپ آنکھوں کی چوری اور جو کچھ دل میں چھپاتے ہیں جانتے ہیں۔

پڑوسیوں کے حقوق اور ان کے ساتھ حسن سلوک

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فُلَانَةَ تُذْكَرُ مِنْ كَثْرَةِ صَلَاتِهَا وَصِيَامِهَا وَصَدَقَتِهَا غَيْرَ اَنَّهَا تُؤْذِیْ جِيْرَانَهَا بِلِسَانِهَا هِیَ فِی النَّارِ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فُلَانَةَ تُذْكَرُ مِنْ قِلَّةِ صِيَامِهَا وَصَدَقَتِهَا وَصَلٰوتِهَا وَاِنَّهَا تَصَدَّقُ بِالْاَثْوَارِ مِنَ الْاَقِطِ وَلَا تُؤْذِیْ بِلِسَانِهَا جِيْرَانَهَا قَالَ هِیَ فِی الْجَنَّةِ۔ (رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ فلاں عورت ایسی ہے کہ اس کی نماز اور روزہ اور صدقہ کی کثرت کا (لوگوں میں) تذکرہ رہتا ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے ایذاء دیتی ہے، یہ سن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عورت دوزخ میں ہے۔ پھر اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک فلاں عورت کے بارے میں لوگوں میں یہ تذکرہ رہتا ہے کہ (نفل) روزے اور (نفل) صدقہ اور (نفل) نماز کم ادا کرتی ہے اور پنیر کے کچھ ٹکڑے صدقہ دے دیتی ہے اور اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے ایذاء نہیں دیتی، یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جنت میں جانے والی ہے۔

تشریح: انسان کو اپنے گھر والوں کے بعد سب سے زیادہ اور تقریباً روزانہ اپنے پڑوسیوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ پڑوسیوں کے احوال و اخلاق مختلف ہوتے ہیں، ان کے بچے بھی گھر آجاتے ہیں، بچوں بچوں میں لڑائی بھی ہو جاتی ہے، پڑوس کی بکری اور مرغی بھی گھر میں چلی آتی ہے، ان چیزوں سے ناگواری ہو جاتی ہے اور ناگواری بڑھتے بڑھتے بغض وکینہ وقطع تعلقات تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور ہر فریق ایک دوسرے پر زیادتی کرنے لگتا ہے اور غیبتوں اور تہمتوں بلکہ مقدمہ بازیوں تک نوبت آجاتی ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض مرد اور عورت تیز مزاج اور تیز زبان ہوتے ہیں، بغیر کسی وجہ کے اپنی بدزبانی سے لڑائی کا سامان پیدا کر دیتے ہیں۔

عورتوں کی بدزبانی اور تیز کلامی تو بعض مرتبہ اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ پورا محلہ ان سے بیزار رہتا ہے، اسی طرح کی ایک عورت کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ بڑی نمازن ہے خوب صدقہ کرتی ہے، نفلی روزے بھی کثرت سے رکھتی ہے لیکن اس سب کے باوجود اس میں ایک یہ بات ہے کہ اپنی بدزبانی سے پڑوسیوں کو تکلیف دیتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دوزخی ہے، دیکھو! پڑوسیوں کے ستانے کے سامنے نماز روزوں کی کثرت سے بھی کام نہ چلا، اس کے برخلاف ایک دوسری عورت کا ذکر کیا گیا جو فرض پڑھ لیتی تھی، فرض روزہ رکھ لیتی تھی، زکوٰۃ فرض ہوئی تو وہ بھی دے دی، نفلی نماز، روزہ اور صدقہ کی طرف اس کو خاص توجہ نہ تھی، لیکن پڑوسی اس کی زبان سے محفوظ تھے، جب اس کا تذکرہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جنتی فرمایا۔

پڑوسیوں کے ساتھ اچھے اخلاق اور اچھے معاملات کے ساتھ زندگی گزارنے کی شریعت اسلامیہ میں بہت زیادہ ترغیب دی گئی ہے، اس سے جو تکلیف پہنچے اس پر صبر کرے اور اپنی طرف سے اس کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ پہنچائے اور اس کی مشکلات و مصائب میں کام آئے جہاں تک ممکن ہو اس کی مدد کرے، اس

کے گھر کے سامنے کوڑا کچرا نہ ڈالے' اس کے بچوں کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کرے' ان باتوں کا لکھنا اور بول دینا اور سن لینا تو آسان ہے لیکن عمل کرنے کے لئے بڑی ہمت اور حوصلہ کی ضرورت ہے' اگر کسی طرح کا کوئی اچھا سلوک کر سکے تو کم سے کم اتنا تو ضرور کرے کہ اس کو کوئی تکلیف نہ پہنچائے اور آگے پیچھے اس کی خیر خواہی کرے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام مجھے برابر پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی وصیت کرتے رہے' یہاں تک کہ میں نے یہ گمان کیا کہ آپ پڑوسی کو وارث بنا کر چھوڑیں گے۔ (بخاری و مسلم)

پڑوسی کو تکلیف پہنچانا تو کجا اس کے ساتھ اس طرح زندگی گزارے کہ اس کو کسی قسم کا کوئی خطرہ اور کھٹکا اس بات کا نہ ہو کہ فلاں پڑوسی سے مجھے تکلیف پہنچے گی۔

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ کی قسم وہ مومن نہیں اللہ کی قسم وہ مومن نہیں' اللہ کی قسم وہ مومن نہیں' عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس کے بارے میں ارشاد فرما رہے ہیں؟ فرمایا جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے بے خوف نہ ہو۔ (مسلم)

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے بے خوف نہ ہو۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے بارے میں کیسے جانوں کہ میں اچھا ہوں یا برا ہوں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو اپنے پڑوسیوں سے سنے کہ وہ تیرے بارے میں یہ کہہ رہے ہیں کہ تو اچھے کام کرنے والا ہے تو تو اچھا ہے اور جب تو سنے کہ وہ تیرے بارے میں یہ کہہ رہے ہیں کہ تو برے کام کرنے والا ہے تو تو برا ہے۔ (ابن ماجہ)

یہ اس لئے فرمایا کہ انسان کے اچھے برے اخلاق سب سے زیادہ اور سب سے پہلے پڑوسیوں کے سامنے آتے ہیں اور ان کی گواہی اس لئے زیادہ معتبر ہے کہ ان کو بار بار دیکھنے کا تجربہ کرنے کا موقع ملتا ہے۔

ایک روز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آٹا پیس کر چھوٹی چھوٹی روٹیاں پکائیں اس کے بعد ان کی آنکھ لگ گئی' اس اثناء میں پڑوسن کی بکری آئی اور وہ روٹیاں کھا گئی' آنکھ کھلنے پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے پیچھے دوڑیں' یہ دیکھ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ ہمسایہ کو اس کی بکری کے بارے میں نہ ستاؤ۔ (الادب المفرد باب لایؤ ذی جارہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ شخص مومن نہیں جو پیٹ بھر لے اور اس کا پڑوسی اس کی بغل میں بھوکا ہو۔ (بیہقی)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے مدعی اور مدعا علیہ دو پڑوسی ہوں گے۔ (رواہ احمد)

اب سب احادیث سے معلوم ہوا کہ پڑوسی پر کسی طرح سے کوئی ظلم و زیادتی تو بالکل ہی نہ کرے اور جہاں تک ممکن ہو اس کی خدمت' دلداری اور معاونت کرے۔

دُعا کیجئے: **یا اللہ!** ان احادیث میں ہم نے جو اسلامی آداب و احکام سیکھے ہیں ان پر دل و جان سے عمل کر کے اپنی رضا والی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

یا اللہ! موجودہ دور میں ہمیں دین اسلام پر مضبوطی سے کاربند فرما اور غیر اسلامی تہذیب کے اثرات سے ہمیں اور ہماری نسلوں کی حفاظت فرما۔ آمین

بیوی کے حقوق اور نان نفقہ کے احکام

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فُلَانَةَ تُذْكَرُ مِنْ كَثْرَةِ صَلَاتِهَا وَصِیَامِهَا وَصَدَقَتِهَا غَیْرَ اَنَّهَا تُؤْذِیْ جِیْرَانَهَا بِلِسَانِهَا هِیَ فِی النَّارِ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فُلَانَةَ تُذْكَرُ مِنْ قِلَّةِ صِیَامِهَا وَصَدَقَتِهَا وَصَلٰوتِهَا وَاِنَّهَا تَصَدَّقُ بِالْاَثْوَارِ مِنَ الْاَقِطِ وَلَا تُؤْذِیْ بِلِسَانِهَا جِیْرَانَهَا قَالَ هِیَ فِی الْجَنَّةِ. (رواه احمد والبیهقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ فلاں عورت ایسی ہے کہ اس کی نماز اور روزہ اور صدقہ کی کثرت کا (لوگوں میں) تذکرہ رہتا ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے ایذاء دیتی ہے، یہ سن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عورت دوزخ میں ہے۔ پھر اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک فلاں عورت کے بارے میں لوگوں میں یہ تذکرہ رہتا ہے کہ (نفل) روزے اور (نفل) صدقہ اور (نفل) نماز کم ادا کرتی ہے اور پنیر کے کچھ ٹکڑے صدقہ دے دیتی ہے اور اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے ایذاء نہیں دیتی، یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جنت میں جانے والی ہے۔

تشریح: اس میں بھی متعدد مختلف غلطیاں اور کوتاہیاں ہوتی ہیں، غلطی سے مراد علمی اخلال (علمی خرابی) اور کوتاہی سے مراد عملی اخلال (عملی خرابی) ہے دونوں مختلف طور پر مذکور ہوتی ہیں۔

بیوی کا نفقہ شوہر پر واجب ہے

ایک غلطی یہ ہے کہ بعضے لوگ بی بی کا نفقہ اس وقت واجب سمجھتے ہیں کہ وہ نادار ہو اور اگر وہ مالدار ہو تو اس صورت میں اس کا نفقہ واجب نہیں سمجھتے، سو یہ بالکل غلط ہے، بیوی کا نفقہ دونوں مذکورہ حالتوں میں واجب ہوتا ہے، صرف اتنی شرط ہے کہ بی بی کی طرف سے تسلیم نفس میں بلا عذر کوتاہی نہ ہو اور اگر عذر سے ایسا ہو، جیسے مہر معجل کے لینے کیلئے اپنے نفس کو تسلیم نہ کرے، اس میں نفقہ واجب رہے گا۔

کمسن عورت کو اگر شوہر اپنے گھر میں رکھے تو اس کا نفقہ بھی واجب ہے

البتہ اگر براہِ سرکشی شوہر کے گھر سے چلی گئی اس صورت میں نفقہ واجب نہ ہوگا۔ جب تک کہ واپس نہ آ جائے۔ اسی طرح اگر بی بی بہت کمسن ہو کہ قابل ہمبستری کے نہ ہو لیکن اس قابل ہو کہ مرد کے پاس رہنے سے مرد کا جی بہلے، معمولی خدمت کر سکے تو تسلیم نفس کے بعد اس کا نفقہ بھی واجب ہے، البتہ اگر اس قابل بھی نہ ہو جیسے بعض قوموں میں بہت ہی کم عمری میں شادی کر دیتے ہیں، اس کا نفقہ واجب نہ ہوگا۔ (کذا فی الدر المختار)

لیکن جو قابل تمتع کے نہ ہو محض انس اور خدمت کے لائق ہو، خود شوہر اس کو اپنے گھر رکھنے پر مجبور نہیں ہے، اگر رکھے گا، نفقہ دے گا، اگر نہ رکھے گا نہ دے گا۔ (کذا فی الدر المختار)

جوان عورت کا نکاح کمسن لڑکے سے ہو تب بھی اس کے ذمہ بیوی کا نفقہ واجب ہے

اور بعض قوموں میں یہ بھی عادت ہے جوان عورت کا کم

عمر لڑکے سے عقد کر دیتے ہیں' اس عورت کا نفقہ زوج کے مال سے اگر وہ صاحب جائیداد یا مالک نقد ہو واجب ہوگا۔ کیونکہ مانع تمتع مرد کی طرف سے ہے' عورت کی طرف سے نہیں۔

شوہر کی اجازت کے بغیر میکے چلے جانے سے شوہر کے ذمہ نفقہ واجب نہیں

ایک غلطی بعض عورتوں کی جانب سے یہ ہے کہ شوہر سے مخالفت کر کے اپنے میکے جا بیٹھتی ہے اور نفقہ کا مطالبہ کرتی ہے' سوا بھی مذکور ہوا ہے کہ اس صورت میں نفقہ واجب نہ ہوگا۔

ذی وسعت مرد کے ذمہ ماما کا خرچ بھی واجب ہے

ایک کوتاہی بعض مردوں کی طرف سے ہوتی ہے کہ باوجود فارغ البالی کے بی بی کے خرچ میں تنگی کرتے ہیں اور اتنا کم دیتے ہیں کہ وہ خود اپنے ہاتھ سے پکائے تو کافی ہو سکتا ہے' ورنہ ماما (نوکرانی) رکھنے کی گنجائش نہیں ہوتی حالانکہ مرد اگر ذی وسعت ہو تو اس کے ذمہ ماما کا خرچ بھی واجب ہے۔

تنگدست شوہر ماما رکھنے پر مجبور نہیں

اور کوتاہی بعض عورتوں کی طرف سے یہ ہوتی ہے کہ باوجود شوہر کے تنگدست ہونے کے اس کو مجبور کرتی ہیں کہ ماما لادے' حالانکہ شوہر کی تنگدستی کی صورت میں مرد اس پر مجبور نہیں ہے بلکہ دیکھا جائے گا کہ عورت اپنے کام پر قادر ہے یا نہیں' اگر قادر ہے تو اپنا کھانا بھی پکائے اور شوہر کا بھی پکائے اور اگر قادر نہیں خواہ کسی مرض کے سبب...... خواہ امیر کبیر ہونے کے سبب تو نہ شوہر ماما لانے پر مجبور ہے اور عورت کھانا پکانے پر' بلکہ شوہر کو کہا جائے گا کہ تیار شدہ کھانا عورت کو لا کر دے' خواہ بازار سے یا کہیں اور سے پکوا کر۔ (کذا فی الدر المختار)

تنگدستی کی حالت میں عورت کو تفریق کا مطالبہ کرنا جائز نہیں

ایک کوتاہی بعض عورتوں کی طرف سے ہوتی ہے کہ جہاں ذرا نفقہ میں تنگی ہوئی انہوں نے تفریق کی درخواست شروع کی' سو سمجھ لینا چاہئے کہ سخت تنگی کی حالت میں گو بعض ائمہ کے نزدیک قاضی کو تفریق جائز ہے لیکن اول تو یہاں شرعی قاضی نہیں اور بددین قاضی شرعی کے کسی کے نزدیک بھی تفریق صحیح نہیں' دوسرے ہمارے مذہب حنفی میں خود قاضی کے ہوتے ہوئے بھی اس خاص وجہ سے تفریق جائز نہیں بلکہ قاضی عورت کو حکم دے گا کہ تو قرض لے لے کر خرچ کرتی رہ اور وہ قرض بذمہ شوہر ہوگا۔

روشن خیال حضرات کو حقیقی ہمدردی کی نشاندہی

بعضے روشن خیال حضرات ایسی صورتوں میں بزعم خود علماء پر اور درحقیقت شریعت پر اعتراض کیا کرتے ہیں کہ تفریق کا جائز نہ ہونا عورت کے حقوق کا تلف کرنا ہے کیونکہ ہمارے دیار میں شرعی قاضی تو ہے نہیں تو خود عورت کو ایسی مجبوری میں تفریق کے اختیارات ہونے چاہئیں' ورنہ اگر اس کو قرض بھی نہ ملے تو پھر کہاں سے کھائے؟

میں کہتا ہوں کہ آپ صاحبوں کو تو یہ آسان ہے کہ عورت کی ہمدردی میں شریعت پر اعتراض کر کے اپنا دین برباد کرنے لگے' اس سے زیادہ آسان تو یہ تھا کہ اس کی ہمدردی میں اپنا کچھ مال صرف کرتے اور ایسے ستم دیدہ غم رسیدہ کی مدد کرتے اور خیال کرنا چاہئے کہ آپ کی اس رائے میں عورت کی ہمدردی ہوگئی' لیکن کیا ایسا مجبور مرد قابل ہمدردی کے نہیں...... کیا اس کی یہی ہمدردی ہے کہ اس کی بی بی جو اس کے لئے کسی قدر مایہ انس و تسلی تھی اس سے جدا کر دیا جائے اور جو طریقہ ہمدردی کا ہم نے بتلایا ہے اس میں دونوں کی امداد ہے' مرد کی بھی عورت کی بھی اور دونوں اپنے گھر پر آباد رہیں

گے انصاف کیجئے ہمدردی کہنے کے لائق کونسی صورت ہے۔

قہوہ' حقہ اور موسمی پھل شوہر کے ذمہ واجب نہیں

ایک کوتاہی بعض عورتوں کی طرف سے یہ ہے کہ شوہر کے مال کو بے دریغ اڑاتی ہیں اور سب فضول اخراجات اور تمامی تنعّمات کا خرچ بذمہ شوہر سمجھتی ہیں' خصوص پان' چھالیہ یا بعض چائے وکافی میں اس قدر زیادتی کرتی ہیں کہ خود بھی کھاتی پیتی ہیں اور آنے جانے والیوں کو تقسیم کرتی ہیں اور یہ شوہر کے ذمہ جرمانہ سمجھتی ہیں۔ حالانکہ فقہاء نے یہاں تک تصریح کردی ہے کہ قہوہ اور حقہ اور موسمی پھل بھی شوہر کے ذمہ نہیں' اگرچہ قہوہ اور حقہ کی عادت بھی ہو کہ اس کے چھوڑنے سے تکلیف ہو تب بھی شوہر کے مال میں یہ صرف نہ ڈالا جائے۔

شوہر ان مصارف میں سے جتنے کا متحمل ہو جائے اس کا احسان ہے اور شوہر کی شان کے لائق بھی یہی ہے کہ اگر خدا تعالیٰ وسعت دے تو بی بی کو اس کے لئے سرمایۂ راحت ہے...... راحت پہنچانے میں دریغ نہ کرے' مگر عورت کو بھی مناسب نہیں کہ اس راحت پہنچانے کا یہ صلہ کرے کہ اس کو کلفت پہنچائے۔

مردوں کے رشوت لینے کی زیادہ تر ذمہ دار عورتیں ہیں

واقعی ان عورتوں کی فضول خرچیوں کی بدولت بالخصوص پان اور لباس و آرائش اور رسوم و تقریبات میں مسلمان پنپنے نہیں پاتے اور ان کے گھر کو' جائیداد کو' تجارت کو گھن سا لگ رہا ہے کہ آہستہ آہستہ بالکل خاتمہ ہو جاتا ہے بلکہ ان اخراجات کی بدولت دنیا کے ساتھ ان کا دین تک برباد ہوتا ہے' ملازم مردوں کی رشوت کے زیادہ حصہ کی ذمہ داری یہی فضول خرچیاں ہیں' ورنہ اکثر گھروں میں دنیا کی بھی رونق رہے اور مردوں کا تقویٰ بھی محفوظ رہے۔

عورتیں چاہیں تو مرد کو متقی بنا سکتی ہیں

بلکہ اگر ذرا عورت مضبوطی اختیار کرلے تو مرد کو بمجبوری متقی بننا پڑے' بہت نظائر ایسے موجود ہیں کہ عورتوں نے مردوں پر زور دیا کہ اور اگر تم رشوت نہ چھوڑو گے تو ہم تمہاری کمائی کا کھائیں پئیں گے نہیں' ادھر مرد عورت کا تعلق' ادھر اس خلوص کی برکت' مجموعہ کا اثر یہ ہوا کہ مردوں کو رشوت سے توبہ کرنا پڑی۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! ہمارے پاس اور کوئی سرمایہ نہیں' کوئی وسیلہ نہیں اقرار جرم کرتے ہیں آپ کے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کر کے آپ کی رحمت کے طلب گار ہیں۔

یا اللہ! اس ماہ کا ایک ایک لمحہ' ایک ایک سانس ہمارے لئے باعث رحمت بنا دیجئے۔

یا اللہ! ہمیں ہر خطا و عصیان سے محفوظ رکھئے ہر تقصیر و کوتاہی سے محفوظ رکھئے۔

یا اللہ! آپ کے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اس وقت جہاں جہاں بھی ہیں اور دشمنوں کی زد میں ہیں' سازشوں میں ہیں۔ ان کی حفاظت فرمایئے ان کو ہدایت دیجئے اور ان کو دشمنوں سے آزاد کر دیجئے۔ اعدائے دین کی سازشوں سے ان کو بچا لیجئے۔

یا اللہ! ہمیں اپنی اتنی محبت عطا فرما کہ آپ کے احکامات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں پر چلنا ہمارے لئے نہایت سہل ہو جائے۔

شوہر کے ذمہ نیا جوڑ ا بنانا واجب نہیں

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فُلَانَةَ تُذْکَرُ مِنْ کَثْرَةِ صَلَاتِهَا وَصِیَامِهَا وَصَدَقَتِهَا غَیْرَ اَنَّهَا تُؤْذِیْ جِیْرَانَهَا بِلِسَانِهَا هِیَ فِی النَّارِ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فُلَانَةَ تُذْکَرُ مِنْ قِلَّةِ صِیَامِهَا وَصَدَقَتِهَا وَصَلٰوتِهَا وَاِنَّهَا تَصَدَّقُ بِالْاَثْوَارِ مِنَ الْاَقِطِ وَلَا تُؤْذِیْ بِلِسَانِهَا جِیْرَانَهَا قَالَ هِیَ فِی الْجَنَّةِ. (رواہ احمد والبیهقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ فلاں عورت ایسی ہے کہ اس کی نماز اور روزہ اور صدقہ کی کثرت کا (لوگوں میں) تذکرہ رہتا ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے ایذاء دیتی ہے' یہ سن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عورت دوزخ میں ہے۔ پھر اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک فلاں عورت کے بارے میں لوگوں میں یہ تذکرہ رہتا ہے کہ (نفل) روزے اور (نفل) صدقہ اور (نفل) نماز کم ادا کرتی ہے اور پنیر کے کچھ ٹکڑے صدقہ دے دیتی ہے اور اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے ایذاء نہیں دیتی' یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جنت میں جانے والی ہے۔

ایک کوتاہی بعض عورتوں کی طرف سے یہ ہے کہ بری کے جوڑے انبار کا انبار ان کے صندوقوں میں ذخیرہ رہتا ہے' پھر بھی روزانہ شوہر سے جوڑے بنوانے کی فرمائش کی جاتی ہے۔ سو سمجھ لینا چاہئے کہ شوہر کے گھر کے جوڑے جب تک موجود رہیں اس وقت تک شوہر کے ذمہ نیا جوڑا بنانا واجب نہیں...... اور یوں وہ بنادے اس کا احسان ہے۔

خاوند کے مال کو ضائع کرنے کی قیامت کے روز باز پرس ہوگی

اسی طرح اکثر عورتوں کو بیکار چیزوں کی بے حد حرص ہے اور دھاندہ ہے کہ خواہ ضرورت بھی نہ ہو بس پسند آنے کی دیر ہے کہ فوراً ہی خرید لیتی ہیں اور ذخیرہ کرتی چلی جاتی ہیں۔ پھر لطف یہ کہ نہ وہ کام میں آتی ہیں نہ ان کی حفاظت کرتی ہیں' یوں ہی ضائع ہو جاتی ہیں تو اس طرح سے خاوند کے مال کو اڑانا قیامت میں موجب باز پرس ہے۔ حدیث:

اَلْمَرْأَةُ رَاعِیَةٌ فِیْ بَیْتِ زَوْجِهَا... الخ

میں اس کی تصریح ہے۔

عید' بقرعید اور شادیوں پر مستقل جوڑ ا بنانا شوہر کیلئے ضروری نہیں

علیٰ ہذا عید بقرعید کے لئے یا شادیوں میں شرکت کے لئے مستقل جوڑا بنانا شوہر کے ذمہ نہیں تو اس کے مال میں سے بلا اس کی رضا کے بنانا بھی عورت کے لئے جائز نہ ہوگا۔ یہ تو دنیوی مصارف ہیں ان میں تو بلا رضائے شوہر اس کا مال صرف کرنا کہاں جائز ہوتا۔

شوہر کی اجازت کے بغیر دینی مصارف میں بھی چندہ دینا جائز نہیں

دینی مصارف میں بھی مثلاً کسی سائل کو دینا یا کسی مدرسہ وغیرہ

کے چندہ میں دینا یا کسی عالم یا واعظ یا یتیم و مسکین و بیوہ محتاج کی خدمت کرنا بھی بلا رضائے شوہر اس کے مال میں سے جائز نہیں، نہ ایسا دیا ہوا چندہ خدا تعالیٰ کے یہاں قبول ہے، حدیث میں ہے:

اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا الطَّيِّبَ

یعنی اللہ تعالیٰ پاک ہے وہ صرف پاک چیز کو ہی قبول فرماتا۔

عورتوں کو اخراجات کے لئے مال دینے کے بارے میں مردوں کو ایک مشورہ

چونکہ ایسے مصارف دینیہ و دنیویہ کی اکثر حاجت واقع ہوتی ہے اور اکثر عورتوں کے پاس جداگانہ مال نہیں ہوتا، اس لئے مردوں کو مناسب ہے کہ نفقہ واجبہ کے علاوہ حسب وسعت کچھ خرچ ایسے مواقع کے لئے جداگانہ بھی دے دیا کریں۔ پھر اس کا حساب نہ لیا کریں تاکہ وہ اپنی مرضی کے موافق آزادی کے ساتھ بے تکلف ایسے مصارف میں صرف کر سکیں۔

شوہر کے ذمہ عورت کا صدقہ فطر قربانی اور اسکے اپنے زیور کی زکوٰۃ واجب نہیں

نیز شوہر کے ذمہ عورت کے مملوکہ زیور کی زکوٰۃ یا اس کی طرف سے صدقہ، فطر یا قربانی واجب نہیں۔ سوا گر ایسی رقم ان کو مل جایا کرے گی تو ان واجبات کی ادائیگی میں ان کی سہولت ہوگی لیکن چونکہ شوہر پر واجب تو ہے نہیں، اگر شوہر نے نہ دیا تو عورت اپنا زیور بیچ کر یہ سب حقوق اس سے ادا کرے، شوہر کے مال سے بلا اس کی رضا کے ان عبادات میں صرف کرنا جائز نہ ہوگا، خوب سمجھ لینا چاہئے، عورتیں اس میں سخت بے احتیاطی کرتی ہیں اور اس کے ناجائز ہونے کا ان کو وسوسہ تک بھی نہیں آتا، گویا شوہر کے مال کا اپنے کو بالکل مالک سمجھتی ہیں، سو یہ بناء ہی باطل ہے۔

شوہر اور بیوی کی ملک جدا جدا ہے

ان دونوں کی ملک جدا جدا ہے، یہ شوہر کے لئے بھی ظلم ہوگا کہ اگر عورت کے مال میں بلا اس کی رضا کے تصرف کرے اور عورت کے لئے بھی خیانت ہوگی اگر مرد کے مال میں بلا اس کی رضا کے تصرف کرے۔

رضا کا مفہوم و مطلب

اور رضا سے مراد سکوت کرنا یا ناراضی کا اظہار نہ کرنا یا پوچھنے پر رضا ظاہر کرنا نہیں۔ تجربہ سے ثابت ہے کہ اکثر اوقات باوجود گرانی اور کراہت کے لحاظ و شرم و مروت کے سبب بھی ایسا کیا جاتا ہے۔ رضا وہ ہے کہ قرائن قویہ غیر مشتبہ سے مالک کا طیب خاطر جزم و یقینی طور پر دلی رضامندی کے ساتھ معلوم ہو جائے۔ قرآن و حدیث میں اسی مادہ کا استعمال شرف جواز مال میں کیا گیا ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْئًا مَّرِيْئًا.

فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہاں اگر وہ بیبیاں خوشدلی سے چھوڑ دیں تم کو اس مہر کا کوئی جز تو تم اس کو کھاؤ مزہ دار و خوشگوار سمجھ کر۔

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اَلَا لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ اِلَّا بِطِيْبِ نَفْسٍ مِّنْهُ.

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبردار! کہ مسلمان کا مال بغیر اس کی رضامندی کے حلال نہیں۔

شوہر پر اپنی بی بی کو رہنے کے لئے جداگانہ گھر یا کمرہ دینا واجب ہے

اور نفقہ ہی کا ایک جز و بی بی کو رہنے کے لئے گھر دینا ہے...... اس کے متعلق ایک عام غلطی میں اکثر مرد مبتلا ہیں کہ جداگانہ گھر دینا اپنے اوپر واجب نہیں سمجھتے بس اپنے عزیزوں میں عورت کو لا ڈالتے

ہیں۔ سواس میں حکم یہ ہے کہ اگر شامل رہنے پر عورت بخوشی راضی ہو تب تو خیر ورنہ اگر وہ سب سے جدا رہنا چاہے تو مرد پر اس کا انتظام واجب ہے اور یہاں بھی راضی ہونے کے وہی معنی ہیں جو اوپر مذکور ہوئے۔ یعنی طیب خاطر سے راضی ہو حتیٰ کہ اگر مرد کو قرائن قویہ سے معلوم ہو جائے کہ وہ جدا رہنا چاہتی ہے مگر زبان سے اس کی درخواست نہ کر سکے تب بھی مرد کو شامل رکھنا جائز نہیں۔ البتہ اتنی گنجائش ہے کہ اگر پورا گھر جدا نہ دے سکے تو بڑے گھر میں سے ایک کوٹھڑی یا کمرہ ایسا دینا کہ اس کی ضروریات کو کافی ہو سکے اور اس میں اپنا مال واسباب مقفل کر کے (تالا وغیرہ لگا کر) رکھ سکے اور آزادی کے ساتھ اپنے میاں کے ساتھ تنہائی میں بیٹھ اُٹھ سکے، بات چیت کر سکے، یہ واجب کے ادا کرنے کے لئے کافی ہوگا۔

عورت کو اپنے عزیزوں سے جدا رکھنے ہی میں سلامتی ہے

اور آج کل کے طبائع و واقعات کا مقتضاء تو یہ ہے کہ اگر عورت شامل رہنے پر راضی بھی ہو اور جدا رہنے سے سب اعزہ (رشتہ دار) ناخوش بھی ہوں تب بھی مصلحت یہی ہے کہ جدا ہی رکھے، اس میں ہزاروں مفاسد کا انسداد (ہزاروں خرابیوں کی روک تھام) ہے اور گو اس میں چند روز کیلئے عزیزوں کا ناک منہ چڑھے گا۔ مگر اس کی مصلحتیں جب مشاہد ہوں گی۔ سب خوش ہو جائیں گے۔ خصوص چولہا تو ضرور یہ علیحدہ ہونا چاہئے، زیادہ تر آگ چولہے سے ہی بھڑکتی ہے۔ فقہاء نے یہاں تک فرمایا کہ مرد کی اگر پہلی بی بی سے کچھ اولاد ہو دوسری بی بی کو اس کے ساتھ بھی شامل رہنے پر مجبور نہیں کر سکتا اور آج کل واقعات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بالخصوص دوسری اولاد کے ساتھ شامل رہنا بڑے بڑے فسادوں کی جڑ ہے کہ دوسرے عزیزوں کے ساتھ اتنا فساد نہیں ہوتا۔

ساس کی خدمت کرنا فرض نہیں

بعضے آدمی اس کو بڑی سعادت مندی سمجھتے ہیں کہ بی بی کو اپنی ماں کا محکوم و مغلوب بنا کر رکھیں اور اس کی بدولت بیبیوں پر بڑے بڑے ظلم ہوتے ہیں، سو سمجھ لینا چاہئے یہ بی بی پر فرض نہیں کہ ساس کی خدمت کیا کرے، تم سعادت مند ہو، خود خدمت کرو، خدمت کے لئے نوکر لاؤ۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! تمام ممالک اسلامیہ میں پھر اسلام کی حیات طیبہ عطا فرما دیجئے۔ ان کی اعانت و نصرت فرمائیے۔

یا اللہ! یہ ملک پاکستان جو اسلام کے نام پر قائم ہوا تھا اس کو گمراہیوں سے بچائیے۔ ہر قسم کے فواحش و منکرات سے جو رائج الوقت ہو رہے ہیں۔ ان سے محفوظ رکھئے۔

یا اللہ! ہمارے قلوب کی صلاحیتیں درست فرما دیجئے، ایمانوں میں تازگی عطا فرما دیجئے۔ تقاضائے ایمان بیدار فرما دیجئے ہمارے دلوں میں گناہوں سے نفرت پیدا فرما دیجئے، غیرت پیدا فرما دیجئے۔

یا اللہ! ہمیں ظاہری و باطنی ہلاکت سے بچا لیجئے اور اپنی مغفرت و رحمت کا مورد بنا دیجئے اور عذاب نار سے بچا لیجئے۔

یا اللہ! اپنے محبوب شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی حیثیت سے حشر میں ہم پر اپنی رحمتیں نازل فرمائیے۔ ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ نصیب فرمائیے ہمارے ظاہر کو بھی پاک کر دیجئے اور باطن کو بھی پاک کر دیجئے۔

لڑکا ہو یا لڑکی بالغ ہوتے ہی اس کی شادی کردی جائے

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْھُمْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰـہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مَنْ وُّلِدَ لَہٗ وَلَدٌ فَلْیُحْسِنِ اسْمَہٗ وَاَدِّبْہُ فَاِذَا بَلَغَ فَلْیُزَ وِّجْہُ فَاِنْ بَلَغَ وَلَمْ یُزَوِّجْہُ فَاَصَابَ اِثْمًا فَاِنَّمَا اِثْمُہٗ عَلٰی اَبِیْہِ. (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کے کوئی اولاد ہو تو اس کا اچھا نام رکھے اور اسے ادب سکھائے پھر جب بالغ ہو جائے تو اس کا نکاح کردے اگر اولاد بالغ ہوئی اور اس کا نکاح نہ کیا جس کی وجہ سے اس نے کوئی گناہ کرلیا تو باپ پر اس کا گناہ ہوگا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ توراۃ شریف میں یہ مضمون لکھا ہوا ہے کہ جس شخص کی بیٹی بارہ سال کو پہنچ گئی اور اس نے (موقع مناسب ہوتے ہوئے) اس کا نکاح نہ کیا اس نے کوئی گناہ کرلیا تو اس کا گناہ اسی شخص پر یعنی اس کے باپ پر ہوگا۔

تشریح: ان دونوں حدیثوں میں بہت اہم نصیحتیں ہیں۔

اچھا نام رکھنے کا حکم

اولاً تو یہ فرمایا کہ جب کسی کو اولاد ہو تو اس کا نام اچھا رکھے بچوں کا اچھا نام رکھنا بھی ماں باپ کی اہم ذمہ داری ہے اور بچوں کا یہ حق ہے کہ ان کا اچھا نام رکھا جائے، ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ قیامت کے روز تم اپنے ناموں اور اپنے باپوں کے ناموں سے پکارے جاؤ گے، لہٰذا تم اپنے نام اچھے رکھو۔ (ابوداؤد شریف)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ فرشتے مومن کی روح لیکر آسمان کی طرف جاتے ہیں تو فرشتوں کی جس جماعت پر گزرتے ہیں ہر جماعت یہ پوچھتی ہے کہ یہ کون پاکیزہ روح ہے اس روح کو لے جانیوالے فرشتے اس کا وہ اچھے سے اچھا نام لے کر جواب دیتے ہیں، جسکے ذریعہ دنیا میں بلایا جاتا تھا کہ فلاں ابن فلاں ہے اور جب کافر کی روح کو اوپر لے کر چڑھتے ہیں تو فرشتوں کی جس جماعت پر گزرتے ہیں ہر جماعت پوچھتی ہے کہ یہ کون خبیث روح ہے تو روح کو لے جانے والے فرشتے اس کا وہ برے سے برا نام لیکر جسکے ذریعہ دنیا میں پکارا جاتا تھا جواب دیتے ہیں کہ فلاں ابن فلاں ہے اور اس کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے۔ (مشکوٰۃ)

بُرا نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یغیر الاسم القبیح

یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم برے نام کو بدل دیا کرتے تھے۔ (ترمذی)

ماں باپ پر لازم ہے کہ بچوں کے نام اچھے رکھیں اور اچھے نام وہ ہیں جن سے اللہ کا بندہ ہونا معلوم ہوتا ہے، اسلام اور ایمان کی صفات ظاہر ہوتی ہوں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبیوں کے ناموں پر نام رکھو اور اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہے اور سب سے برا نام حرب اور مرۃ ہے۔ (مشکوٰۃ)

حرب لڑائی کو اور مُرۃ کڑوے کو کہتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں ناموں کو بدترین نام فرمایا۔ انسان انس اور ہمدردی کے لئے پیدا ہوا ہے۔ دین اسلام سراسر صلح اور سلامتی سکھاتا ہے، پھر کسی کا نام "حرب" یعنی جنگ رکھنا کیسے پسندیدہ ہوسکتا ہے اور مومن خوش اخلاق پاکیزہ صفات، محبت کا پیکر اور الفت کا مجسمہ ہوتا ہے بھلا وہ کڑوا کیوں ہونے لگا ،حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ، عبدالرحمٰن نام رکھنے کو بہت پسند فرمایا اور انبیاءؑ کے ناموں پر نام رکھنے کی ترغیب دی ہے۔ زمانہ ہائے گزشتہ میں ماں باپ اسلامی نام رکھتے تھے۔ عبداللہ، عبدالرحمٰن، عبدالرحیم، عبدالکریم وغیرہ جن سے بندگی ٹپکتی تھی اور مالک و خالق سے خاص تعلق کا اظہار ہوتا تھا حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے ناموں پر بھی نام رکھتے تھے جس کا نتیجہ یہ تھا کہ ان جلیل القدر ہستیوں کے ناموں سے اور ناموں کے ذریعہ ان کے کاموں سے ذہن مانوس رہتا تھا، چند لوگ آج بھی ایسے ہیں جو بچوں کے نام رکھنے میں احادیث شریفہ کے بتائے ہوئے اصولوں کی پابندی کرتے ہیں لیکن اکثر لوگوں میں نئے نئے نام رواج پا گئے ہیں اب تو پروین اور پرویز ،غزالہ اور شاہین نے بہت رواج پالیا ہے۔ حالانکہ پرویز فارس کے اس بادشاہ کا نام تھا جس نے ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی چاک کردیا تھا جو آپ نے تبلیغ کے لئے لکھا تھا، ایسے دشمن کے نام پر نام رکھنا بڑی ناسمجھی کی بات ہے۔ شاہین باز کو کہتے ہیں، غزالہ ہرن کو کہتے ہیں، کیا نام نکالے ہیں اچھے نام چھوڑ کر جانوروں کے نام اختیار کر لئے اس سلسلہ میں ہم نے ایک رسالہ لکھا ہے جو اسلامی نام کے عنوان سے چھپا ہوا ہے، اس کا مطالعہ کیا جائے۔

بُندا، گھسیٹا، چھجو (برصغیر میں پیار سے کم پڑھے لکھے گھرانوں میں اس طرح کے نام رکھے جاتے تھے، یہ ان کا ذکر ہے) بعض عورتیں ٹوٹکہ، ٹونہ کرتی ہیں اور بچوں کے نام اسی عنوان سے رکھ دیتی ہیں، مثلاً کسی بچے کے کان میں ٹوٹکے کے لئے بندہ ڈالا تو وہ بندہ ہوگیا اور کسی کو چھاج میں رکھ کر گھسیٹ گیا تو وہ گھسیٹا یا چھجو ہوگیا اور اسی طرح بہت سی حرکتیں کرکے نام رکھتی ہیں یہ سب شرک ہے بہت سے خراب نام احقر نے خود سنے ہیں اور ایسے لوگوں سے ملاقات ہوئی ہے۔ ایک شخص کا نام کوڑا تھا بعض لوگوں نے بتایا کہ اس طرح کا نام عورتیں یہ سمجھ کر رکھتی ہیں کہ ایسا نام رکھنے سے بچہ زندہ رہے گا۔ یہ بھی شرک ہے اور اب ایک مصیبت اور چلی ہے وہ یہ کہ بچوں کے انگریزی نام رکھے جاتے ہیں۔ اور بچوں کو سکھایا جاتا ہے کہ باپ کو ابا کے بجائے ڈیڈی کہا جائے۔ اور نام رکھنے کا ایک اصول یہ بنا رکھا ہے کہ جو نالائق، بے شرم، بے حیا، بے دین مرد اور عورت سینما کی فلموں میں کام کرتے ہیں، ان کے ناموں پر بچوں کے نام رکھے جاتے ہیں۔ اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ والے بزرگوں کی یادگار باقی رکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتے بے حیا بے شرم لوگوں کے ناموں کو زندہ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بچوں کو دینی زندگی پر ڈالنے کا حکم

دوسری نصیحت اولاد کو ادب سکھانے کے بارے فرمائی، پسندیدہ اعمال اور بلند اخلاق یہ سب ادب کے ذیل میں آجاتے ہیں۔ فرائض کا اہتمام کرنا اور ممنوعات سے بچنا آداب عبودیت میں سے ہے اور انسانوں کے ساتھ اس طریقہ سے پیش آنا کہ کسی کو تکلیف نہ ہو یہ آداب معاشرت میں سے ہے آج کل لوگ اپنی اولاد کو نہ اللہ کی راہ پر لگاتے ہیں نہ یہ آداب عبودیت سکھاتے ہیں اور نہ اسلامی معاشرت کے آداب البتہ یورپ اور امریکہ کی بے حیا قوموں کے طرز زندگی کو اپناتے ہیں اور بچوں کو انہیں کے طور طریق سکھاتے ہیں۔

ایک چھوٹا سا بچہ کلمہ طیبہ اور سبحانک اللھم نہیں سنا سکتا لیکن پتلون پہننے اور ٹائی لگانے کے آداب سے واقف ہوتا ہے آہ! ماں باپ اپنی اولاد کا کیسے کیسے خون کر رہے ہیں۔ مسلمان ہونے کے بھی مدعی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ طور پر طریق، سج دھج رنگ ڈھنگ، رفتار گفتار اور دوسرے شعبہ ہائے زندگی میں بے شرم انگریزوں کے مقتدی اور متبع بنے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ سب کو سمجھ دے۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! ہم کو اپنی عبادات و طاعات خاصہ کی توفیق' اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی توفیق فرمائیے۔

یا اللہ! یا اللہ لغزشوں سے نفس وشیطان کے مکائد سے ہم کو محفوظ فرمائیے۔

یا اللہ! مجبوراً معاشرہ کے غلبہ سے اور نفس وشیطان کے غلبہ سے ہم سے جو فسق و فجور کے کام ہوئے ہیں ہم ان سے نفرت کرتے ہیں اور چھوڑ دینے کا عزم کرتے ہیں۔ مگر ڈرتے ہیں کہ پھر ہم سے ان کا ارتکاب ہو جائے گا۔ یا اللہ آپ ہی محافظ حقیقی ہیں۔ رحم کرنے والے ہیں ہم پر رحم فرمائیے' ہمیں محفوظ رکھئے اور اپنا مور دِ رحمت بنا لیجئے۔

یا اللہ! ہم سے زیادہ محتاج اور کون ہے' ہم آپ کے فضل و کرم کے بہت محتاج ہیں' ہمیں اپنا فرمانبر دار بنا لیجئے' اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا وفادار' سچا اُمتی بنا دیجئے'

نکاحوں میں تاخیر کرنے کے اسباب

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰـهِ صلی اللّٰه علیه وسلم مَنْ وُّلِدَ لَهٗ وَلَدٌ فَلْیُحْسِنِ اسْمَهٗ وَاَدَبَهٗ فَاِذَا بَلَغَ فَلْیُزَوِّجْهُ فَاِنْ بَلَغَ وَلَمْ یُزَوِّجْهُ فَاَصَابَ اِثْمًا فَاِنَّمَا اِثْمُهٗ عَلٰی اَبِیْهِ. (رواه البیهقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کے کوئی اولاد ہو تو اس کا اچھا نام رکھے اور اسے ادب سکھائے پھر جب بالغ ہو جائے تو اس کا نکاح کردے اگر اولاد بالغ ہوئی اور اس کا نکاح نہ کیا جس کی وجہ سے اس نے کوئی گناہ کرلیا تو باپ پر اس کا گناہ ہوگا۔

تیسری نصیحت حدیث بالا میں یہ فرمائی کہ جب اولاد بالغ ہو جائے تو اس کا نکاح کردیا جائے، آج کل اس نصیحت سے بہت غفلت ہو رہی ہے انگریزی پڑھنے اور امتحان دینے کی جو مصیبت سوار ہوگئی ہے اس نے اس نصیحت کو پس پشت ڈلوا دیا ہے۔ تیس پینتیس سال کی لڑکیاں ہو جاتی ہیں ان کی شادی نہیں ہوتی۔ ایک تو اس وجہ سے کہ لڑکیاں بھی ڈگریوں کی دوڑ دھوپ میں لڑکوں کے ساتھ شریک ہیں، شادی کریں تو کالج اور یونیورسٹی کیسے جائیں۔ شادی شدہ ہو کر تو گھر لے کر بیٹھنا پڑتا ہے۔

دوسرے جب ڈگریاں حاصل کرلیتی ہیں تو اپنی برابر کا جوڑ (جسے اسی طرح کی ڈگریاں حاصل ہوں) نہیں ملتا، اگر ملتا ہے تو وہ یورپ اور امریکہ کی لیڈی پر نظر ڈالتا ہے، مشرق کی عورت کو پوچھتا ہی نہیں اور ظاہر ہے کہ ڈگریاں لینے سے نفس امارہ نہیں مر جاتا، شرعی نکاح ہوتا نہیں اور فلمیں دیکھ دیکھ کر خواہشات کو ابھار ہوتا رہتا ہے، پھر ان خواہشات کے پورا کرنے کے لئے حلال نہ ہونے پر حرام ہی کو اختیار کیا جاتا ہے اور غیر شادی شدہ عورتیں مائیں بن جاتی ہیں اور بے باپ کی اولاد سڑکوں پر پڑی ملتی ہے۔

اس گناہ کا وبال کرنے والوں پر تو ہے ہی، ماں باپ بھی اس گناہ میں شریک ہوتے ہیں کیونکہ وہ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی شادی مؤخر کرتے ہیں۔ باپ شادی کرنا چاہتے ہیں اور لڑکا لڑکی شادی پر راضی نہیں اور گناہ کرتے ہیں تو ماں باپ گناہ سے بچ جاتے ہیں، وہی تنہا گناہ کے ذمہ دار ہوں گے۔

عورتوں کو بی اے، ایم اے، پی ایچ ڈی اور ڈاکٹر بننے کی کوئی ضرورت نہیں، اسلام نے بیوی کا خرچ مرد پر رکھ دیا ہے، بالغ ہونے پر شادی کرے، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں گھومنے کی کوئی ضرورت نہیں، گھر میں پردہ کے ساتھ قرآن مجید، دینی تعلیم اور حساب و کتاب بقدر ضرورت پڑھ لینا کافی ہے۔

حدیث گزشتہ میں ارشاد فرمایا کہ جس کی لڑکی بارہ سال کو پہنچ گئی اور اس کا نکاح نہ کیا جس کی وجہ سے وہ گناہ کر بیٹھی تو اس کا گناہ باپ پر ہوگا بارہ سال کی عمر میں چونکہ لڑکیاں عموماً بالغ ہو جاتی ہیں اس لئے اس عمر کا ذکر کر دیا گیا، اگر دیندار خوش خلق جوڑا ملنے میں کچھ دیر لگ جائے تو اور بات ہے ورنہ بالغ ہونے پر جلد از جلد نکاح کر دینا لازم ہے۔

دور حاضر کے گمراہ لوگوں کو ہماری باتیں ناگوار تو معلوم ہوتی ہوں گی اور یہ پرانی بات ہے کہ حق کڑوا ہوتا ہے پس جیسے مریض کو کڑوی دوا پینی پڑتی ہے اور آپریشن کرانا پڑتا ہے اسی طرح جو حق پر عمل پیرا نہ ہوا سے حق سن کر کان دبا لینے چاہئے اور کڑوی دوا کا گھونٹ سمجھ کر حق کو حلق سے نیچے اتار لے تا کہ دنیا وآخرت میں کامیاب ہو۔

موقع کا رشتہ نہ ملنے کا عذر بالکل صحیح نہیں

اور بعضے لوگ دیر میں یہ عذر کرتے ہیں کہ کیا کریں کہیں سے موقع کا رشتہ ہاتھ ہی نہیں آتا تو کیا کسی کے ہاتھ...... پکڑا دیں؟ یہ عذر اگر واقعی ہوتا تو صحیح تھا، یعنی سچ مچ اگر موقع کا رشتہ نہ آتا تو واقعی یہ شخص معذور تھا لیکن خود اسی میں کلام ہے کہ جو رشتے آتے ہیں آیا وہ سب ہی بے موقع ہیں، بات یہ ہے کہ بے موقع کا مفہوم خود انہوں نے اپنے ذہن میں تصنیف کر رکھا ہے جس کے اجزاء یہ ہیں۔

لائق داماد کی ذہنی تراشیدہ صفات

۱۔ حسب نسب حضرات حسنین رضی اللہ عنہما جیسا ہو۔
۲۔ اور اخلاق میں جنیدؒ جیسا ہو۔
۳۔ اور علم میں اگر وہ دینی ہے تو ابو حنیفہؒ کے برابر ہو۔ اگر دنیوی ہے تو بو علی سینا کا مثل ہو۔
۴۔ حسن میں یوسف علیہ السلام کا ثانی ہو۔
۵۔ اور ثروت و ریاست میں قارون و فرعون کے ہم پلہ ہو۔

بس اس کا لقب کہیں لائق داماد ہوگا۔ ان صفات کے لحاظ کا مضائقہ نہیں بلکہ منجملہ حقوق اولاد کے ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی دو امر اور بھی لحاظ کے قابل ہیں۔

غلوّ ہر امر میں مذموم ہے

ایک یہ کہ ہر امر میں استدلال مدِ نظر رکھنا چاہئے، غلو ہر امر میں مذموم ہے۔ دوسرے یہ کہ ایک شخص میں تمام صفات کا مجتمع ہونا بھی شاذ و نادر ہے، پس اگر صفات مذکورہ بقدر ضرورت کسی میں مجتمع ہوں مگر ان میں جو اہم ہیں وہ موجود ہیں اور وہ تین امر ہیں۔

نکاح کرتے وقت لڑکے میں تین امر کا دیکھنا ضروری ہے

ایک قوتِ اکتساب (کمانے کی قوت)، دوسرے کفاءت (برابری) میں زیادہ تفاوت نہیں، تیسرے دینداری، ان دونوں صورتوں میں زیادہ کاوش (کھوج) چھوڑ دے ورنہ وہی بات پیش آئے گی جس کا ذکر حدیث میں ہے کہ جب خلق و دین میں کفاءت ہو تو نکاح کر دیا کرو ورنہ زمین میں فساد کبیر ہوگا، یہ تو حقیقی جواب ہے۔ ان لوگوں کی غلط فہمی کا۔

موقع کا رشتہ نہ ملنے کے عذر کے تین الزامی جوابات

اور تین جواب الزامی میں بھی ان کے جواب میں قابل احتجاج ہیں۔ ایک یہ کہ جن صفات کو جس درجہ میں تم دوسروں میں ڈھونڈتے ہو۔ تم کو جس شخص نے لڑکی دی تھی جس کی بدولت آج اپنی لڑکی کے باپ بن کر یہ جولانیاں دکھا رہے ہو کیا اس شخص نے بھی تمہارے لئے ایسی ہی تفتیش و کاوش (تحقیق وجستجو) کی تھی، اگر وہ ایسا کرتا تو تم کو عورت ہی میسر نہ ہوتی اور ان باتوں کے بنانے کا موقع ہی نہ ملتا۔ غرض اس نے ایسا نہیں کیا، تو اس نے جب ایسا نہ کیا تو تم نے یا تمہارے باپ نے دوسرے بھائی مسلمانوں کی بدخواہی کیوں کی؟ کہ باوجود تمہارے اندر ان اوصاف کے علیٰ سبیل الکمال (مکمل طور پر) مجتمع نہ ہونے کے اس کی لڑکی پر نکاحی قبضہ کرلیا۔ آنچہ برخود نہ پسندی بر دیگراں مپسند (جو چیز تم اپنے لئے پسند نہیں کرتے وہ دوسروں کے لئے کیوں پسند کرتے ہو) پر عمل کیوں نہیں کیا؟

دوسرا الزامی جواب یہ ہے کہ جب تم اپنی دختر کے لئے ان صفات کا شوہر تلاش کرتے ہو، انصاف کرو تم جب اپنے

فرزند کے لئے کسی کی لڑکی کی درخواست کی تھی یا کرنے کا خیال ہے کیا اپنے صاحبزادہ میں بھی یہ صفات اسی درجہ کی دیکھ لی ہیں یا دیکھنے کا ارادہ ہے، افسوس! آنچہ برخودنہ پسندی بردیگراں مپسند کے مقولہ کا یہاں بھی خون کیا!

تیسرا جواب یہ ہے کہ جس طرح لڑکوں میں بے شمار خوبیاں ڈھونڈھی جاتی ہیں اگر دوسرا شخص تمہاری لڑکیوں میں اس سے عشر (دسواں حصہ) خوبیاں اور ہنر بھی دیکھنے لگے تو میں یقین کرتا ہوں کہ تمام عمر ایک لڑکی بھی بیاہی نہ جائے، یہاں بھی وہی آنچہ برخودنہ پسندی بردیگراں مپسند کا اہمال (چھوڑ دینا) لازم آتا ہے۔

غرض یہ عذر کہ رشتہ موقع کا نہیں آتا اکثر احوال میں بے موقع ہے، یہ تو بیان تھا عورتوں کے حق میں شادی کے باب میں عملاً تنگی کرنے کا۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! تمام ممالک اسلامیہ میں پھر اسلام کی حیات طیبہ عطا فرما دیجئے۔ ان کی اعانت ونصرت فرمائیے۔

یا اللہ! یہ ملک پاکستان جو اسلام کے نام پر قائم ہوا تھا اس کو گمراہیوں سے بچائیے۔ ہر قسم کے فواحش ومنکرات سے جو رائج الوقت ہو رہے ہیں۔ ان سے محفوظ رکھئے۔

یا اللہ! ہمارے قلوب کی صلاحیتیں درست فرما دیجئے' ایمانوں میں تازگی عطا فرما دیجئے۔ تقاضائے ایمان بیدار فرما دیجئے ہمارے دلوں میں گناہوں سے نفرت پیدا فرما دیجئے' غیرت پیدا فرما دیجئے۔

یا اللہ! ہمیں ظاہری وباطنی ہلاکت سے بچا لیجئے اور اپنی مغفرت ورحمت کا مورد بنا دیجئے اور عذاب نار سے بچا لیجئے۔

یا اللہ! اپنے محبوب شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی حیثیت سے حشر میں ہم پر اپنی رحمتیں نازل فرمائیے۔ ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ نصیب فرمائیے ہمارے ظاہر کو بھی پاک کر دیجئے اور باطن کو بھی پاک کر دیجئے۔

یا اللہ! جو جو دشواریاں' بیماریاں' پریشانیاں جس میں ہم مبتلا ہیں اور آنے والے خدشات آفات ہیں ان سب سے ہم کو محفوظ رکھئے۔

دیندار عورت سے نکاح کرو

وَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم تُنْکَحُ الْمَرْأَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِیْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاکَ. (راوہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت سے چار چیزیں دیکھ کر نکاح کیا جاتا ہے۔(۱)..... اسکے مال کی وجہ سے (۲)..... اسکی حیثیت کی وجہ سے (۳)..... اسکی خوبصورتی کیوجہ سے (۴)..... اسکی دینداری کی وجہ سے پس اے مخاطب تو دیندار عورت کو اپنے نکاح میں لاکر کامیاب ہو جا تیرا بھلا ہو۔ (مشکوٰۃ)

نیک عورت دنیا کی بہترین شئے ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پوری دنیا نفع حاصل کرنے کی چیز ہے اور دنیا کی چیزوں میں سب سے بہتر چیز جس سے نفع حاصل کیا جائے نیک عورت ہے۔ (مشکوٰۃ)

تشریح: دیکھنے میں سب انسان گوشت پوست کے بنے ہوئے ہیں۔ عموماً سب کے اعضاء و جوارح یکساں ہیں۔ البتہ ایمان اور اخلاق حسنہ و اعمال صالحہ کی وجہ سے اس کو دوسرے پر فضیلت حاصل ہے۔ کالا گورا ہونا یا کسی خاص ملک کا باشندہ ہونا موٹا تازہ ہونا یہ کوئی فضیلت کی بات نہیں۔ اگر آدمی حسن و جمال میں بڑھ کر ہو، رنگ روپ کے اعتبار سے بہتر ہو لیکن اس میں کسی کی ہمدردی نہ ہو، تو اس کی خوبصورتی اسے انسانیت کے شرف سے متصف نہیں کرسکتی، اسی طرح کسی شخص کو اگر دنیوی حیثیت سے کوئی بڑائی حاصل ہے، عہدہ دار ہے یا کسی منصب پر فائز ہے مگر اخلاق کے اعتبار سے پھاڑ کھانے والا بھیڑیا یا لوٹ لینے والا غنڈہ ہے تو اسے عہدہ یا منصب کی وجہ سے کوئی پسندیدہ انسان نہیں کہہ سکتا۔ اسی طرح اگر کسی کے پاس دولت بہت ہے مگر بداخلاق ہے، حریص اور کنجوس ہے تو محض مال کی وجہ سے اسے کوئی تفوق اور امتیازی شان حاصل نہیں، ہاں اگر کوئی شخص (مرد یا عورت) دیندار ہے یعنی صاحب خلق عظیم خاتم النبیین، تاجدار دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع ہے آپ کے اخلاق کا پیرو ہے تو وہ باکمال انسان ہے وہ انسانیت کی شرف سے مالا مال ہے اس کا نفس مہذب ہے۔ وہ انس والفت کا مجسمہ ہے اور محبت و اخوت کا پتلا ہے، دوسروں کی خاطر تکلیف برداشت کرسکتا ہے۔ احباب واصحاب سے نباہ کرنے کا خوگر ہے۔ اس سے جو قریب ہوگا خوش رہے گا اس کی الفت ومحبت سفر کے ساتھیوں کو اور گھر کے پڑوسیوں کو گرویدہ کرلے گی، اگر ایسے شخص سے کسی عورت کا نکاح ہو گیا تو وہ عورت اس کے اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ کی وجہ سے زندگی بھر خوش رہے گی۔ اگر اس کا خیال نہ رکھا گیا تو دنیاوی زندگی سراپا مصیبت بن جائے گی۔ اسی لئے تو سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی ایسا شخص تمہارے پاس نکاح کا پیغام بھیجے

جس کے اخلاق اور دینداری سے تم خوش ہو تو اس کا پیغام رد نہ کرو بلکہ جس عورت نے نکاح کرنے کا پیغام دیا ہے اس سے نکاح کر دو۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو زمین میں بڑا فتنہ وفساد ہو گا۔ ایک پیغام دینے والے مرد میں دینداری اور حسن خلقی نہ دیکھی بلکہ صرف مال یا حسن و جمال یا دنیوی منصب و مرتبہ دیکھ لیا اور ان چیزوں کے پیش نظر کسی عورت کا نکاح کر دیا تو اس عورت کی دینداری تو تباہ ہو ہی جائے گی جس کی وجہ سے آخرت برباد ہو گی مگر اس کی دنیا بھی آرام سے نہ گزرے گی۔ جو خدا کو جانتا ہے چونکہ وہ احکام شریعت کو سمجھتا ہے اس لئے وہ مخلوق کے حقوق بھی ادا کرے گا اور ایذاء و تکلیف سے باز رہے گا۔ جو خدا کا نہیں وہ کسی کا نہیں، جس نے اپنے خالق و مالک کے احکام کی پرواہ نہ کی وہ اپنی ماتحت مخلوق کے حقوق ادا کرنے اور آرام پہنچانے کے لئے کیونکر فکر مند ہو سکتا ہے۔

آج کل دین کو نہیں دیکھتے، دوسری چیزیں دیکھ کر لڑکی بیاہ دیتے ہیں، کوئی دنیوی تعلیم دیکھ کر اور کوئی مال دیکھ کر رشتہ کر دیتا ہے اور کوئی دنیوی عہدہ و ملازمت دیکھ کر لڑکی دے دیتا ہے۔ پھر اس کے نتیجے بھگتتے رہتے ہیں۔ یہ لوگ مسائل نہ جاننے کی وجہ سے تین طلاق دے کر بھی عورت کو رکھے رہتے ہیں۔ اور ان میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو سال دو سال تعلقات ٹھیک رکھ کر عورت کو ادھر ہی چھوڑ دیتے ہیں، نہ اسے طلاق دیتے ہیں نہ خرچہ پانی دیتے ہیں اور بعض بداخلاق لوگ بے جا مار پیٹ کر کے عورت کا ڈھیر کر دیتے ہیں۔ اب لڑکی کے اولیاء مفتی کے پاس آتے ہیں کہ بڑے ظالم سے پالا پڑا، وہ تو ایسا ہے ویسا ہے، کوئی چھٹکارا کا راستہ نکالئے، حالانکہ جب اس سے نکاح کیا تھا، وہ اس وقت بھی ایسا ہی تھا، جو لوگ خدا ترس دیندار ہیں، ان کی داڑھیوں سے ڈرتے ہیں، اگر ان کو لڑکی دے دیں گے تو گویا لڑکی داڑھی کے دو تولہ بوجھ میں دب جائے گی اور گویا لڑکی کے ماں باپ معاشرہ میں بے عزت ہو جائیں گے۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون**

جب دیندار ناپسند ہے تو لامحالہ بے دینوں اور ٹیڈیوں نیز ہپیوں کو لڑکیاں دیتے ہیں۔ پھر یہ لوگ مندرجہ بالا طریقوں سے تکلیف پہنچاتے ہیں۔ افسوس ہے کہ دیندار لڑکی بھی بے دین کے پلے باندھ دیتے ہیں جو اس بے چاری کو نہ نماز پڑھنے دے نہ روزہ رکھنے دے، بے پردہ ہونے پر مجبور کرتا ہے اور سینما ساتھ لے جانے کے لئے ضد کرتا ہے۔ یہ وہی فتنہ وفساد ہے جس کا حدیث شریف میں ذکر فرمایا ہے کہ اگر ایسے شخص سے لڑکی کا نکاح نہ کرو گے جس کی دینداری اور خوش خلقی سے اطمینان ہو تو زمین میں بڑا فتنہ اور (لمبا) چوڑا فساد ہو گا۔ البتہ بعض ظاہری دینداروں سے بھی تکلیف پہنچ جاتی ہے مگر یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو حقیقی دیندار نہیں ہوتے۔ باطن کی اصلاح نہ ہونے کی وجہ سے مصیبت بنتے ہیں۔ دیندار وہ ہے جس کا ظاہر و باطن دونوں اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ سے آراستہ ہوں۔

جس طرح سے شوہر دیندار خدا ترس تلاش کرنے کی ضرورت ہے، اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ عورت دیندار تلاش کی جائے جو اعمال صالح کی خوگر ہو، مذکورہ بالا دونوں حدیثوں میں اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ پہلی حدیث میں فرمایا کہ عورت کی دینداری دیکھ کر نکاح کرلو۔ اس کا مال و جمال نیز مرتبہ وحیثیت نہ دیکھو۔ اگر عورت دیندار نہ ہو گی تو نہ شوہر کے حقوق ادا کرے گی نہ اولاد کو دیندار بنائے گی۔ شوہر کا مال بے جا اڑائے گی، نامحرموں کے سامنے بے پردہ ہو کر آئے گی اور اس کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچیں گی اسی لئے تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: **خیر متاع الدنیا المرأة الصالحة۔**

یعنی دنیا میں نفع حاصل کرنے کی جو چیزیں ہیں ان میں

سب سے بہتر نیک عورت ہے۔

بہت سے لوگ خوبصورت عورت پر ریجھ جاتے ہیں اس کی سفید کھال تو دیکھ لیتے ہیں لیکن سیاہ قلب کو نہیں دیکھتے۔ وہ ہے تو خوبصورت لیکن نہ روزہ رکھتی ہے نہ نماز پڑھتی ہے دن بھر غیبتوں میں مبتلا اور ساس نندوں سے لڑنے میں مشغول رہتی ہے۔ شوہر کی پوری آمدنی پر قبضہ کر لیتی ہے اگر شوہر والدہ کو کوئی پیسہ دے دے تو ناراض والد کی خدمت کرے تو غصہ، بہنوں کو کچھ دے دے تو خفگی، پہلی بیوی کی اولاد پر خرچ کر دے تو لڑتے لڑتے جان تباہ کر دے، رات دن لڑائی اور شوہر کے لئے ایک عذاب، خوبصورتی دیکھ کر شادی کرنے سے ایسی آفتیں آ جاتی ہیں۔

دیندار عورت کا شوہر اگر اپنے ماں باپ پر خرچ نہ بھی کرے گا تب بھی وہ صلح رحمی کی ترغیب دے گی اور نیکی پر آمادہ کرے گی۔ سب کے حقوق خود بھی پہچانے گی اور شوہر کو بھی حق شناسی پر ابھارے گی

بس آج کل شوہر ایکٹرس بیوی سے اور عورتیں فلم کار اور موسیقار شوہر سے شادی کرنے کو کمال سمجھتی ہیں۔ کہاں کی دینداری اور کیسی شرافت سب کو بالائے طاق رکھ چکے ہیں، دینداری، خدا ترسی عیب بن چکی ہے اور اس سب کے باوجود دامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی وابستگی کے دعوے دار ہیں، کیا یہ حماقت اور جہالت نہیں ہے۔

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ آج کل پڑھی لکھی لڑکیاں بھی معاشرہ میں مصیبت بن گئی ہیں، لڑکیوں کو میٹرک ہی نہیں بلکہ بی اے، ایم اے اور پی ایچ ڈی تک کراتے ہیں اب ان کے لئے جوڑا ڈھونڈتے ہیں تو ایسا شخص چاہتے ہیں جو تعلیم میں ان کے برابر یا ان سے زیادہ ہو، ایسا شخص نہیں ملتا، یا ملتا ہے تو اس کی اپنی شرطیں لڑکی والے پوری نہیں کر پاتے لامحالہ تیس تیس سال بلکہ اس سے بھی زیادہ عمر تک لڑکیاں یوں ہی بیٹھی رہتی ہیں۔ جس عورت کا کالج میں آنا جانا رہا، یونیورسٹی میں آئے گئی اس کے دیندار اور پردہ دار ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دیندار مرد اسے پسند نہیں کرتے اور وہ دیندار کو پسند نہیں کرتے اور مطلب کا جوڑا ملتا نہیں، لہٰذا یا تو بیٹھی رہ جاتی ہیں یا بے دین کے پلے پڑتی ہیں۔ پھر دونوں سے مل کر پیدا ہونے والے بچوں کو خالص یورپین بنا دیتے ہیں۔ غرض کہ فتنے ہی فتنے ہیں۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ.

دُعا کیجئے

یا اللہ! ان احادیث میں ہم نے جو اسلامی آداب واحکام سیکھے ہیں ان پر دل و جان سے عمل کر کے اپنی رضا والی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

یا اللہ! موجودہ دور میں ہمیں دین اسلام پر مضبوطی سے کاربند فرما اور غیر اسلامی تہذیب کے اثرات سے ہمیں اور ہماری نسلوں کی حفاظت فرما۔ آمین

یا اللہ! ہمیں اپنی اتنی محبت عطا فرما کہ آپ کے احکامات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں پر چلنا ہمارے لئے نہایت سہل ہو جائے۔

منکوحہ کے مال پر نظر رکھنا بڑی بے غیرتی ہے

وَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم تُنْکَحُ الْمَرْأَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَا لِهَا وَلِحَسْبِهَا وَلِجَمَا لِهَا وَلِدِیْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاکَ. (راوہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت سے چار چیزیں دیکھ کر نکاح کیا جاتا ہے۔ (۱)..... اسکے مال کی وجہ سے (۲)..... اسکی حیثیت کی وجہ سے (۳)..... اسکی خوبصورتی کی وجہ سے (۴)..... اسکی دینداری کی وجہ سے پس اے مخاطب تو دیندار عورت کو اپنے نکاح میں لا کر کامیاب ہو جا تیرا بھلا ہو۔ (مشکوٰۃ)

تشریح: ایک کوتاہی ناکحین (نکاح کرنے والوں) میں یہ ہے کہ منکوحہ (جس سے نکاح کرنا مطلوب ہے) کے مال کو دیکھتے ہیں اور در حقیقت یہ اس سے بھی بدتر ہے کہ منکوحہ یا اس کے اولیاء مرد کے مال کو دیکھیں کیونکہ یہ تو کسی درجہ میں اگر اس میں غلو نہ ہو امر معقول ہے کیونکہ مرد پر نفقہ و مہر عورت کا واجب ہوتا ہے تو اس پر استطاعت رکھنے کو دیکھنا مضائقہ نہیں بلکہ ایک قسم کی ضروری مصلحت ہے البتہ اس میں ایک قسم کا غلو ہو جانا کہ اس کو اور ضروری اوصاف پر ترجیح دی جائے یا مذموم ہے لیکن عورت کے مالدار ہونے پر نظر کرنا محض اس غرض سے کہ ہم اس سے منتفع (فائدہ اٹھانے والے) ہوں گے یا ہم پر نفقات وغیرہ کا بار کم پڑے گا بڑی بے غیرتی اور بے حمیتی ہے۔

چوں باز باش کہ صدی کنی وہ لقمہ دہی
طفیل خوردہ مشو چوں کلاغِ بے پر و بال

اس کے علاوہ تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ مالدار عورت نادار مرد کو کبھی خاطر میں نہیں لاتی، اس کو حقیر اور خادم سمجھتی ہے اور ناکح کے والدین کا اس پر نظر کرنا کہ ایسی بہو بیاہ کر لائیں کہ جہیز بہت سالائے وہ بھی احمق ہیں، ان کی بھی وہی مثل ہے کہ ع

چو موش بر سرِ دکانِ روستا خورسند

اول تو وہ جہیز ملک بہو کا، کسی کو اس سے کیا؟ لیکن اگر یہ بھی سمجھا جائے کہ گھر میں رہے گا تو ہمارے بھی کام آئے گا (اس سے) اول تو وہی بے حمیتی (بے غیرتی) دوسرے اگر اس کو گوارہ بھی کر لیا جائے تو اس خیال کے ناکح کو تو کسی درجہ میں گنجائش ہے مگر ساس سسر کا کیا واسطہ، آج صاحبزادہ صاحب اپنی رائے سے یا بیوی کے کہنے سے جدا ہو جائیں بس ساری امیدوں پر پانی پھر جائے گا۔

اپنے برابر والوں سے تعلق نکاح کرنے سے ہر قسم کے مصالح محفوظ رہتے ہیں

البتہ اگر منکوحہ کے زیادہ مفلس نہ ہونے پر ایک مصلحت کی تحصیل کے لئے مناسب ہے وہ منفعت تو یہی ہے کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ مفلس محض میں دو امر کی کمی ہوتی ہے، ایک سلیقہ کی دوسری سیر چشمی کی، پس سلیقہ کی کمی سے اس میں خدمت کی لیاقت نہیں ہوتی اور اس سے کلفت ہوتی ہے اور سیر چشمی کی کمی

سے بعض اوقات ضروری خرچوں میں تنگی کرتی ہے جس سے بعض اہل حقوق کے حقوق بھی ضائع ہوتے ہیں اور بعض مقامات پر شرمندگی بھی ہوتی ہے، کسی مہمان کو روٹی کم دے دی، کسی سائل حاجتمند کو محروم کر دیا اور اگر وہ بچپن سے کھانے پینے، دینے، دلانے، کھلانے پکانے میں رہی ہوگی تو راحت اور انتظام کی زیادہ امید ہے اور وہ مضرت (نقصان) یہ ہے کہ بعض کو دیکھا گیا ہے کہ دفعتاً مال و دولت کو دیکھ کر آنکھیں پھٹ جاتی ہیں اور اچھلنے لگتی ہیں اور سلیقہ ہوتا نہیں پس بے تمیزی سے اس کو اڑانا شروع کر دیتی ہے، چنانچہ اکثر نو دولتیوں کو یا بخل کی بلا میں مبتلا پایا یا اسراف کی، ان میں اعتدال کم ہوتا ہے، کیونکہ عادت نہیں اموال سے متمتع ہونے کی جو اعتدال سیکھتی، اور اکثر دیکھا گیا ہے کہ خاوند کے گھر سے اس کو محبت نہیں ہوتی، نقد الگ، جنس الگ، کبھی ظاہر میں کبھی خفیہ میں (چھپا کر) جس طرح بن پڑتا ہے اپنے میکے والوں کو بھرنا شروع کر دیتی ہے اور عمر بھر یہی نزلہ بہتا رہتا ہے اور اس سے گھر میں بے حد بے برکتی ہوتی ہے، مرد کماتا کماتا تھک جائے مگر وہ اڑانے سے نہیں تھکتی، اس لئے مناسب یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے اپنے برابر والوں میں تعلق نکاح کا کرے تاکہ سب مصالح محفوظ رہیں اور یوں کسی کی طبیعت ہی خاص رنگ کی ہو اس کا ذکر نہیں۔

شوہر کی خواہش وغیرہ کے بغیر عورت اگر خلوصِ کامل سے اس کی کوئی مالی خدمت کرے تو اس کا مضائقہ نہیں البتہ اگر خلوصِ کامل سے شوہر کی کچھ خدمت کی جائے بدون اس کے کہ شوہر کو اس کی خواہش یا اس پر نظر یا اس کی نگرانی و انتظار ہو تو مضائقہ نہیں۔ وہو معنی قولہ تعالیٰ:

وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى.

اور تنگ دست پایا تو غنی کر دیا (سورۃ الضحیٰ)

واشتراط عدم التطلع والتشرف بقوله عليه السلام ما اتاک من غير اشرافٍ فخذوه ومالا فلا تتبعه نفسک او كما قال عليه الصلوٰة والسلام.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کچھ تمہارے پاس ہے بغیر اشراف نفس (بغیر انتظار کے) کے آجائے اسے لے لو اور جو تمہارے پاس نہیں آتا نفس کو اس کے پیچھے مت لے جاؤ۔

عورت صرف سلیقہ سے اپنے شوہر کی خدمت نہیں کر سکتی بلکہ اس میں خدمت گزاری وغیرہ کا مادہ ہونا ضروری ہے

اور اگر یہ مقصود ہے کہ ایسی عورت سلیقہ دار ہوگی ہم کو راحت زیادہ پہنچائے گی، سو خوب سمجھ لو، راحت رسانی کے لئے صرف سلیقہ کافی نہیں بلکہ اطاعت و خلوص و خدمت گزاری کے مادہ (جذبہ) کی اس سے زیادہ ضرورت ہے اور سلیقہ میں کچھ کمی بھی ہو تو اس کو برداشت کر لیا جاتا ہے اور اگر نرا سلیقہ ہو اور وہ اوصاف نہ ہوں تو اول تو وہ خدمت ہی کیوں کرے گی؟

دُعا کیجئے

یا اللہ! ہم کو اپنی عبادات و طاعات خاصہ کی توفیق اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی توفیق فرمایئے۔

یا اللہ! یا اللہ لغزشوں سے نفس و شیطان کے مکائد سے ہم کو محفوظ فرمایئے۔

عورتوں کو انگریزی تعلیم سے ان میں اخلاق ذمیمہ پیدا ہوجاتے ہیں

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تُنْکَحُ الْمَرْأَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَا لِهَا وَلِحَسْبِهَا وَلِجَمَا لِهَا وَلِدِیْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاکَ. (راوہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت سے چار چیزیں دیکھ کر نکاح کیا جاتا ہے۔ (۱)..... اسکے مال کی وجہ سے (۲)..... اسکی حیثیت کی وجہ سے (۳)..... اسکی خوبصورتی کیوجہ سے (۴)..... اسکی دینداری کی وجہ سے پس اے مخاطب تو دیندار عورت کو اپنے نکاح میں لاکر کامیاب ہوجا تیرا بھلا ہو۔ (مشکوٰۃ)

تجربہ سے اس تعلیم جدید کا اثر خاص کر عورتوں کو یہ تعلیم دی جائے کہ وہ فطرۃً ہی ضعیف العقل وضعیف القلب (کم عقل اور کمزوردل) ہوتی ہے جس کے لئے زیادہ زیادت تأثر (اثر قبول کرنا) لازم ہے، یہ ثابت ہوا ہے کہ اس سے تکبر وخودغرضی وخود رائی و بے باکی اور آزادی و بے حیائی و چالاکی و نفاق وغیرہ اخلاق ذمیمہ (برے اخلاق) جو تمام اخلاق ذمیمہ کی جڑ ہیں، پیدا ہوتے ہیں، پس جب ان کا دماغ تکبر ونخوت سے پر ہے تو وہ تمہاری خدمت ہی کیوں کرے گی؟ جس سے تم کو راحت پہنچے۔

نوتعلیم یافتہ عورت بجائے شوہر کی خدمت کرنے کے اس سے خدمت لینے کی طالب ہوگی

بلکہ برعکس بوجہ خودغرضی کے وہ خود تم سے اپنے حقوق کا اعلیٰ پیمانہ پر مطالبہ کرے گی جس سے تمہاری عافیت (سلامتی) تنگ ہوجائے گی۔ غرض وہ خود تم ہی سے اپنی خدمت چاہے گی اور تم ان سے وہ خدمتیں چاہو گے بھی جو ایک شریف سادہ طبیعت کی عورت اس کا اپنا فکر سمجھتی ہے تو وہ تم کو ضابطہ کا جواب دیں گی کہ یہ کام ہمارے ذمہ نہیں بلکہ جو ان کے ذمہ بھی قاعدہ سے ہوگا اس میں بھی خلاف تہذیب ہونے کا مخل صحت (صحت خراب کرنے) کا عذر کر کے ٹکا سا جواب دیں گی اور اپنے حقوق تم سے پورے وصول کریں گی۔ تنخواہ تم سے کل رکھوالیں گی اور تین پانچ، ٹال مٹول کرو گے تو عدالت پہنچیں گی اور اگر کہو کہ یہ بہت کم ہوتا ہے تو جواب میں عرض کروں گا کہ پھر وہ تعلیم یافتہ نہیں ہے اور اگر کہو کہ ہم ایسی تعلیم یافتہ نہیں چاہتے تو خیر وہ اس قدر خطرناک نہیں ہوگی، لیکن آزادی، بے حیائی مکروفریب، چالاکی اور نفاق تو تمغۂ مشترکہ (سب کا مشترکہ اعزازی نشان) ہے جو پوری اور ادھوری تعلیم سب میں ہے تو اس کے خطرات بھی ایک شریف اور غیور آدمی کے لئے کچھ کم نہیں ہوں گے۔

اگر عورت میں سب ہنر ہوں اور حیا نہ ہو تو وہ صحیح معنوں میں عورت نہیں

میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر عورت میں کوئی ہنر نہ ہو لیکن حیا ہو تو وہ اور کچھ نہیں مگر عورت تو ہے، اگر سب ہنر ہوں لیکن حیا نہ ہو تو وہ سب کچھ ہے مگر عورت نہیں اور نکاح کے مصالح کے لئے چاہئے عورت، جب وہ حکماً عورت ہی نہیں تو پھر اس سے مصالح نکاح کیسے حاصل ہوں گے پھر نکاح سے کیا فائدہ؟ بالائی مصالح کے لئے چار مہذب نوکر رکھ لو اور آب ریزی (شہوت کی ہوس پوری

کرنے) کے لئے اہل فرانس نے بہت سے طریقے ایجاد کردیئے، ان پر کفالت کرلو۔ رہی اولاد سو وہ اختیار ہی سے خارج ہے، اس کی فکر ہی کیا؟ پھر وہ ہر بد ہنر عورت سے بھی حاصل ہوسکتی ہے۔ اس کے لئے اتنی کنج وکاوش (جستجو اور تلاش) بیکار ہے اور اس کی کیا ضرورت ہے کہ سب مصالح ایک ہی شخص سے حاصل ہوں، غرض نکاح میں مصالح نکاح کی رعایت سب سے مقدم ہے جو عورت کی بے حیائی کے ہوتے ہوئے سب گرد ہے۔

عورتوں میں دینی تعلیم کا ڈھونڈنا ضروری ہے

البتہ اگر عورتوں میں دینی تعلیم ڈھونڈی جائے تو وہ علوم دینیہ کی تعلیم ہے جو انسان کو مہذب کامل بنا دیتی ہے جبکہ اس پر عمل کرے اور غالب یہ ہے کہ جب علم دین حاصل ہوتا ہے تو کبھی نہ کبھی عمل کی بھی توفیق ہو ہی جاتی ہے، سو اگر بے عملی سے فرضاً (فرض کرو) کچھ کلفت بھی ہوئی تو وہ دائمی نہ ہوگی۔ عارضی ہوگی جو ایک منٹ میں ختم ہوسکتی ہے۔ غرض اصل تعلیم قابل اہتمام تعلیم دینی ہے۔

دینی تعلیم سب تہذیبوں کی جڑ ہے

اور اس کے اساس التہذیب (تہذیبوں کی جڑ) ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہوتا ہے اور جس کے قلب میں خدا کا خوف ہوگا وہ اس قدر چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھے گا کہ اس سے احتمال ہی نہیں ہوگا کہ وہ کسی کا ذرا حق ضائع کرے یا کسی کو اس سے تکلیف پہنچے یا وہ اپنی غرض کو دوسرے کے حق پر مقدم کرے یا کسی کی بدخواہی کرے یا کسی کو دھوکا دے اور اس سے بڑھ کر کونسی تہذیب ہوگی؟

آج کل کی تہذیب تو تعذیب ہے

اور جس کا نام آج کل تہذیب رکھا گیا ہے، جس کا حاصل تصنع وتلبیس وخداع ونفاق (بناوٹ، اپنا عیب چھپانا، دھوکہ دہی اور منافقت) ہے وہ سراسر تعذیب (عذاب دینا) ہے، جس کا پایا جانا عورت میں اس کو اس شعر کا مصداق بناتا ہے۔

زنِ بد در سرائے مرد نکو ہم دریں عالم است دوزخِ او

بری عورت نیک مرد کے گھر میں بعینہٖ اس عالم میں اس کے لئے دوزخ ہے۔

اس تقریر کے بعض اجزائے تعلیم نسواں کے متعلق بھی حل ہوگئے اور مکمل بحث اس کی ایک مستقل تقریر میں بندہ نے لکھی ہے جو القاسم شوال ۱۳۳۱ھ کے پرچے میں شائع بھی ہوچکی ہے۔

عورتوں کو علم دین گھر پر ہی پڑھانا چاہئے

جسکی روح دو امر ہیں ایک یہ کہ انکو صرف علم دین پڑھایا جائے دوسرے یہ کہ یہ تعلیم خاص طرز سے متفرق طور پر گھروں میں ہونا چاہئے، مدارس کے طرز پر مجتمع طور پر نہ ہونا چاہئے کہ شریعت نے بلا ضرورت شدیدہ ان کے اجتماع وخروج عن البیوت (گھروں سے نکلنے) کو پسند نہیں کیا اور واقعات نے بھی اس کے مفاسد ایسے دکھلا دیئے کہ بجز متعامی (خود اندھا بننے والے) کے اعمٰی (اندھے) نے بھی ان کو دیکھ لیا اور راز اس میں یہ ہے کہ اس اجتماع کو جس درجہ کی نگرانی کی ضرورت ہے وہ عورتوں سے بن نہیں پڑتی کہ وہ خود مستتر (پردے میں رہنے والی) ہیں اور مردوں کے دخل میں وہ نگرانی پھر کہاں رہی؟ کہ اس نگرانی کا حاصل یہی عدم اختلاط بالرجال (مردوں سے میل جول نہ رکھنا) تو تھا ہی، تو نگرانی تو کم اور خروج عن البیوت کے بعد مواقع فساد میں وسعت ہوگئی، دور سے معلّمہ اگر شریف ومتدین وشفیق وذی اثر وباوجاہت وبارعب ہو تو اس کا نوکر رکھنے کے لئے میسر ہونا قریب بہ محال اور جو نوکر رکھنے کے لئے مل سکتی ہے وہ ان اوصاف سے معری (خالی) جس کی صحبت مردوں سے زیادہ خطرناک، خیر یہ جملۂ معترضہ استطراداً (برسبیل تذکرہ) آگیا، اصل بحث یہ ہے کہ منکوحہ میں تعلیم پر نظر کرنا کیسا ہے؟

تو تعلیم یافتہ ہونے سے عورت کا بے علم ہونا اچھا ہے

وَ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَا لِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَا لِهَا وَلِدِیْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاکَ. (راوہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت سے چار چیزیں دیکھ کر نکاح کیا جاتا ہے۔(۱)....اسکے مال کی وجہ سے (۲).....اسکی حیثیت کی وجہ سے (۳)....اسکی خوبصورتی کیوجہ سے (۴)....اسکی دینداری کی وجہ سے پس اے مخاطب تو دیندار عورت کو اپنے نکاح میں لاکر کامیاب ہوجا تیرا بھلا ہو۔(مشکوٰۃ)

اصل بات یہ ہے کہ اگر اس میں علم دین ہو تو نور علیٰ نور ہے اور اگر علم دین نہ ہو تو اس کا بے علم ہونا یقیناً اس کے نئے علوم کے عالم ہونے سے اسلم (محفوظ ترین) اور بے خطر ہے، کیونکہ بے علم میں اگر اخلاق حمیدہ نہ ہوں گے تو وہ اخلاق رذیلہ جو جڑ ہیں تمام اخلاق رذیلہ اور افعال ذلیلہ کی وہ بھی تو نہ ہوں گے، تو اس مصرعہ کا مضمون ہاتھ آئے گا۔ ع

"میرا بخیر امید نیست و بد مرساں"

یعنی مجھے آپ سے بھلائی کی توقع اور امید تو نہیں ہے لیکن بدی بھی تو نہ پہنچاؤ۔

نکاح کیلئے اخبارات میں ناکح اور منکوح کی اشتہار بازی مذموم ہے

آجکل تو یہ طوفان ہوگیا کہ اشتہاری دواؤں کی طرح ناکح ومنکوح کے اشتہارات بھی اخباروں میں چھپنے لگے ......کبھی ناکح صاحب جب اعلان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس یہ جائیداد، یہ نوکری، یہ کمالات ہیں اور ہم کو ان اوصاف کی منکوحہ چاہئے، جس کو منظور ہو ہم سے خط و کتابت کرے، پھر اس کے جواب میں کوئی بی بی صاحبہ اخبار میں یا خاص طور پر جواب لکھتی ہیں اور اپنا جامع اوصاف اور حسین ہونا اپنے بے شرم قلم سے لکھتی ہیں اور کچھ شرطیں کرتی ہیں، بس اسی طرح خط و کتابت ہوکر کبھی سودا بن جاتا ہے کبھی نہیں بنتا، کبھی نکاح سے پہلے ہی دو چار ملاقاتیں ہو جاتی ہیں تاکہ تجربہ اور بصیرت کے بعد نکاح ہو...... انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کیسی آفتیں نازل ہورہی ہیں!!!

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَابَطَنَ.

اے اللہ! ہم آپ سے فتنوں سے پناہ مانگتے ہیں جو ان میں سے ظاہر ہیں اور جو پوشیدہ ہیں

عاقلہ بالغہ کا بلا ضرورت از خود نکاح کرنا مذموم ہے

اس میں کلام نہیں کہ عاقلہ بالغہ خود اپنے نکاح کی بات چیت ٹھہرا لے اور ایجاب و قبول کرلے تو ایسا نکاح منعقد ہو جائے گا لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آیا بلا ضرورت و بلا مصلحت معتد بہا ایسا کرنا کیسا ہے؟ سو یہ امر نہ شرعاً محمود (پسندیدہ) ہے نہ عقلاً، شرعاً تو اسلئے کہ تخریج زیلعی میں دار قطنی و بیہقی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد روایت کیا ہے:

لَاتَنْكِحُوا النِّسَآءَ اِلَّا مِنَ الْاِكْفَآءِ وَلَا يُزَوِّجُهُنَّ اِلَّا الْاَوْلِيَآءَ وَلَا مَهْرَ اَقَلَّ

مِنْ عَشْرَةِ دَرَاهِمَ (دارقطنی وبیهقی)

یعنی عورتوں کا نکاح نہ کرو مگران کے کفو میں اوران کی شادی نہ کرو مگرانکے ولی کی موجودگی میں اورانکا مہر دس درہم سے کم مقرر نہ کرو۔

گو بوجہ دوسری حدیث کے:

اَلْاَيِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا. (رواه مسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی ومالک فی المؤطا لا یزوجهن)

یعنی بالغ عورت (اپنے نکاح کے معاملہ میں) اپنے ولی سے زیادہ حقدار ہے۔

کو نہی کہیں گے نفی نہ کہیں گے جو کہ مستلزم ہو عدم صحت کو لیکن نہی بھی تو عمل ہی کے واسطے ہے اور کوئی باطنی راز ہے جس کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے توسط اولیاء کا تجویز فرمایا ہے، اگر چہ ہم کو اس کی لم بھی معلوم نہ ہو۔

بزرگوں کے تجویز کردہ نکاح میں آثار برکت ہوتے ہیں

مگر ہمارے پاس اِنّیٰ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بات اس میں ضرور ہے اور وہ دلیل اِنّیٰ یہ ہے کہ ہم نے جو آثار برکت کے بزرگوں کے تجویز کئے ہیں نکاح میں دیکھے ہیں وہ اس نکاح میں نہیں دیکھے جو براہ راست خود زوجین کر لیتے ہیں باقی خاص خاص مواقع ضرور مستثنیٰ ہوا ہی کرتے ہیں اور عقلاً اس لئے محمود نہیں کہ ظاہر ہے کہ بلاضرورت شدیدہ خود نکاح کی بات چیت یا خط وکتابت کرنا دلیل اس کی وقاحت (بے حیائی) کی ضرور ہے:

وَاِذَا فَاتَکَ الْحَیَاءُ فَافْعَلْ مَاشِئْتَ

یعنی جب تم میں حیاء کا مادہ نہ رہا تو بس جو چاہو کرو۔

ع " بے حیاء باش و ہرچہ خواہی کن"

کے موافق قلیل الحیاء آدمی سے جو اخلاق رذیلہ بھی صادر ہو جائے بعید نہیں، عاقل آدمی کو ایسی عورت سے بچنے کے لئے یہی علامت کافی ہے کہ وہ بے حیا ہے۔

نکاح کا مقصد اعظم زوجین میں باہم محبت ومودت اور توافق ہے

اور وجہ بھی اس کی ظاہر ہے کیونکہ نکاح جن مصالح کے لئے موضوع اور مشروع ہے وہ زیادہ تر سب موقوف ہیں توافق (باہمی موافقت) و دوستی وتوادد (آپس میں محبت) پر والیه الاشارة فی قوله علیه السلام۔

تَزَوَّجُوا الْوَلُوْدَ الْوَدُوْدَ فَاِنِّی اُبَاهِیْ بِکُمُ الْاُمَمَ

یعنی ایسی عورت سے نکاح کرو جو زیادہ بچے جننے والی اور زیادہ محبت کرنے والی ہو کیونکہ میں قیامت کے دن تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔

حتیٰ کہ توالد جو کہ غرض اعظم ہے نکاح سے، جہاں سے اس کیلئے صحت بدن وسلامت مزاج وغیرہ احوال طبعیہ شرط ہیں وہاں بھی یہی توادد (محبت) ہے کہ بمنزلۂ جزو اخیر علت تامہ کے ہے توالد کیلئے کیونکہ وہ موقوف ہے احبال (حمل ہونے) پر اور احبال طباً (حکمت کی رو سے) موقوف ہے توافق انزالین (دونوں کے ایک ساتھ انزال ہونے) پر اور ظاہر ہے کہ وہ محبت ومودت پر موقوف ہے، غرض بڑا مدار مصالح کا نکاح میں توادد ٹھہرا۔

محبت ومؤدت میں بڑا دخل دین کو ہے

اور یقینی بات ہے کہ توادد میں جس قدر دین کو دخل ہے اتنا کسی چیز کو نہیں، سب علائق (تعلقات) قطع ہو جاتے ہیں بجز دین کے، حتیٰ کہ قیامت میں جو کہ وقت ہے تمام تعلقات کے قطع ہو جانے کا:

فَلَا اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ (المؤمنون: ۱۰۱)

اوران میں جو رشتے ناطے تھے اس روز نہ رہیں گے۔

وقال اللّٰہ تعالیٰ: وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ

وقال اللّٰہ تعالیٰ: مَوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ز (العنکبوت:۲۵)

(اور (ابراہیم نے) کہا کہ تم جو خدا کو چھوڑ کر بتوں کو لے بیٹھے ہو) تو دنیا کی زندگی میں باہم دوستی کیلئے (مگر) پھر قیامت کے دن ایک دوسرے (کی دوستی) سے انکار کردو گے اور ایک دوسرے پر لعنت بھیجو گے۔

یہ علاقۂ دینیہ اس وقت بھی ختم نہ ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ:

اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍ م بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ.

(جو آپس میں) دوست (ہیں) اس روز ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے، مگر پرہیزگار (کہ باہم دوست ہی رہیں گے)۔ (سورۃ الزخرف)

دین کیساتھ اگر مال و جمال بھی ہے تو نورٌ علیٰ نور ہے

ہاں اگر دین کے ساتھ یہ بھی ہو تو نور علیٰ نور چنانچہ حدیث میں ہے ''اَمَّا مُعَاوِيَةَ فَصُعْلُوْكَ۔ یعنی جہاں تک معاویہ کا تعلق ہے وہ مسکین ہے اور ''اِنِ استطعت اَنْ تَنْظُرَ اِلَيْهَا فَانْظُرْ'' اوکما قال اگر ہو سکے تو نکاح سے پہلے اس عورت کو دیکھ لینا، مشیر بھی ہے۔

اور ایک درجہ میں مال و جمال کی رعایت کی طرف لیکن غلو اس میں بھی بے شک مذموم ہے جیسا کہ اوپر حدیث سے ثابت ہے۔

نکاح سے قبل داماد کے مسلمان ہونے کی تحقیق ضرور کرنی چاہیے

اسی مضمون پر تفریع کے طور پر ایک یہ امر بھی قابل تنبیہ ہے کہ آج کل نو تعلیم یافتہ طبقہ میں بعض لوگ ایسے آزاد اور بیباک پائے جاتے ہیں جو بلا تکلف بدولت تقلید ملاحدہ یا بطفیل ہوا پرستی و خود رائی قطعیات (یقینی عقائد و احکام) میں مخالفانہ کلام کرتے ہیں، کسی کو رسالت میں کلام ہے، کسی کو نماز و روزہ کے احکام پر نکتہ چینی ہے، کسی کو واقعات یقینیہ معاد و قیامت کے یقینی واقعات) پر شبہات ہیں سو خوب سمجھ لو کہ:

مِثْلُ ذٰلِكَ الرَّجُلِ كَافِرٌ وَاِنْ زَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ.

ایسا آدمی کافر ہے خواہ وہ اپنے آپ کو مسلمان ہی سمجھتا ہو۔

اور مسلمہ کا نکاح کافر مرد سے نہیں ہوتا، یا اگر مسلمان ہونے کے بعد کوئی ان امور سے کسی کا مرتکب ہوا تو کافر ہو جاتا ہے اور نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور عمر بھر حرام کاری ہوتی رہتی ہے، پس بے حد ضرورت ہے کہ نکاح سے قبل داماد صاحب کے داڑھی اور فیشن کو اگر نہ دیکھو تو اس کے مسلمان ہونے کی تحقیق تو کرلیا کرو اور بعد نکاح ایسا امر پیش آئے تو توبہ کرا کر تجدید نکاح کرادیا کرو، بہت مہتم بالشان (انتہائی اہمیت والا) امر ہے۔

دُعا کیجئے

اے اللہ! جو علم آپ نے ہمیں دیا اس سے نفع عطا فرمائیے اور ہمیں وہ علم دیجئے جو ہمیں نفع دے۔

اے اللہ! تمام کاموں میں ہمارا انجام بہتر فرما اور دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے ہمیں محفوظ فرما۔

اے اللہ! ہم آپ سے اپنے دین میں، دنیا میں اور اہل و عیال میں معافی اور امن کا سوال کرتے ہیں۔

اے اللہ! ہم ناپسندیدہ اخلاق اور اعمال نفسانی خواہشوں اور بیماریوں سے آپ کی پناہ مانگتے ہیں۔

اے اللہ! ہمارے دل کو نفاق سے عمل کو ریا سے زبان کو جھوٹ سے اور آنکھ کو خیانت سے پاک فرما دیجئے کیونکہ آپ آنکھوں کی چوری اور جو کچھ دل میں چھپاتے ہیں جانتے ہیں۔

تقویٰ کے بعد سب سے زیادہ بہتر چیز نیک عورت ہے

وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ مَا اسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ بَعْدَ تَقْوَی اللّٰهِ خَیْرًا لَّهٗ مِنْ زَوْجَةٍ صَالِحَةٍ اِنْ اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ وَاِنْ نَظَرَ اِلَیْهَا سَرَّتْهُ وَاِنْ اَقْسَمَ عَلَیْهَا اَبَرَّتْهُ وَاِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْهُ فِیْ نَفْسِهَا وَمَالِهٖ. (رواه ابن ماجه)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن بندہ نے تقویٰ کی نعمت کے بعد کوئی ایسی بھلائی حاصل نہیں کی جو اس کے حق میں نیک بیوی سے بڑھ کر ہو (پھر نیک بیوی کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا) اگر شوہر اسے حکم کرے (جو خلاف شرع نہ ہو) تو اس کا کہا مانے اور شوہر اس کی طرف دیکھے تو شوہر کو خوش کرے اور اگر شوہر کسی کام کے بارے میں قسم کھا بیٹھے کہ ضرور تم ایسا کروگی (اور وہ کام شرعاً جائز ہو) تو اس کی قسم سچی کردے اور اگر وہ کہیں چلا جائے اور یہ اس کے پیچھے گھر میں رہ جائے تو اپنی جان اور اس کے مال کے بارے میں اس کی خیر خواہی کرے۔

تشریح: اس حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ تقویٰ کی نعمت بہت بڑی نعمت ہے اگر کسی کو یہ نعمت میسر ہو جائے تو وہ بہت مبارک ہے کیونکہ اصل دینداری تقویٰ ہی کا نام ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ تقویٰ فرائض و واجبات کے ادا کرنے اور حرام و ممنوع کاموں سے پرہیز کرنے کا نام ہے۔ اس صفت کی وجہ سے بندہ خدائے پاک کا محبوب بن جاتا ہے۔

تقویٰ کے علاوہ اور بھی بے شمار نعمتیں ہیں جن کا درجہ گو تقویٰ کی نعمت سے کم ہے مگر انسان کی زندگی کے لئے وہ بھی بہت ضروری اور انمول ہیں۔ ان نعمتوں میں سب سے بڑھ کر کیا ہے؟ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تقویٰ کے بعد سب سے بڑی نعمت نیک بیوی ہے۔ پھر نیک بیوی کی صفات بتائیں۔

نیک عورت کی صفات

اول: یہ کہ شوہر کی فرمانبردار ہو، شوہر جو فرمائش کرے اسے پوری کرے اور نافرمانی کرکے اس کا دل نہ دکھائے، بشرطیکہ شوہر نے خلاف شرع کسی کام کا حکم نہ کیا ہو، خلاف شرع کاموں میں کسی کی بھی فرمانبرداری نہیں کیونکہ اس سے خالق و مالک جل مجدہ کی نافرمانی ہوتی ہے جو احکم الحاکمین ہے۔

دوم: یہ فرمایا کہ اگر شوہر اس کی طرف دیکھے تو اسے خوش کرے یعنی اپنا رنگ ڈھنگ شوہر کی مرضی کے مطابق رکھے۔ جب بیوی پر نظر پڑے تو اسے دیکھ کر اس کا دل خوش ہو بعض عورتیں اینٹھتی رہتی ہیں بات بات میں منہ پھلانا اور مرض ظاہر کرنے کے لئے خواہ مخواہ کراہنا اپنی عادت بنالیتی ہیں اور بعض عورتیں میلی کچیلی پھوہڑ بنی رہتی ہیں۔ ان باتوں سے شوہر کو قلبی اذیت ہوتی ہے۔ شوہر صورت دیکھنے کا ارادہ بھی نہیں بلکہ گھر میں جانے کو بھی اپنے لئے مصیبت سمجھتا ہے۔ ان میں بعض عورتیں وہ بھی ہوتی ہیں جو نماز روزہ کی پابند ہونے کی وجہ سے اپنے کو دیندار اور نیک سمجھتی ہیں۔ حالانکہ عورت کے اوصاف

میں یہ بات بھی شامل کر دی گئی ہے کہ شوہر کی فرمانبرداری کرے اور اس حال میں رہے کہ شوہر اس پر نظر ڈالے تو بے چارہ خوش ہو سکے، البتہ خلاف شرع خواہش پوری نہ کرے۔

سوم: یہ فرمایا کہ اگر شوہر کسی ایسی بات پر قسم کھالے جس کا انجام دینا بیوی سے متعلق ہو، مثلاً یہ کہ آج تم ضرور میری والدہ کے پاس چلوگی یا فلاں بچے کو نہلاؤ دھلاؤ گی، یا مثلاً تہجد پڑھوگی، تو اس کی بیوی قسم میں اس کو سچا کر دکھائے یعنی وہ عمل کرے جس پر شوہر نے قسم کھائی ہے بشرطیکہ وہ عمل شرعاً درست ہو۔ یہ قسم کھالینا کہ تم ضرور یہ کام کروگی بہت زیادہ محبت والفت اور ناز کی وجہ سے ہوتا ہے جس سے تعلق خاص ہے اور جس پر ناز ہے اسی سے کہا جاتا ہے کہ ایسا کرو۔ اور ایسے مواقع میں کبھی اُسے قسم دے دیتے ہیں اور کبھی خود قسم کھالیتے ہیں۔ جن عورتوں کو شوہروں سے اصلی اور قلبی تعلق ہوتا ہے وہ شوہر کو راضی رکھنے کا خاص خیال رکھتی ہیں۔ اس تیسری صفت میں (جو صالح عورت کی تعریف میں ذکر کی گئی ہے) اس خاص الفت اور چاؤ کا ذکر فرمایا ہے جو شوہر و بیوی کے درمیان ہونا چاہئے۔

چہارم: یہ فرمایا کہ اگر شوہر کہیں چلا جائے اور بیوی کو گھر چھوڑ جائے جیسا کہ اکثر ہوتا ہے تو بیوی کا فریضہ ہے کہ اپنی جان اور شوہر کے مال کے بارے میں وہی رویہ اختیار کرے جو اسکے سامنے رکھتی تھی۔ غیرت مند شوہر کو یہ پسند نہیں کہ اسکی بیوی کسی غیر مرد کی طرف دیکھے یا غیر مرد کے سامنے آئے یا اس سے آنکھ ملائے یا دل لگائے۔ جب شوہر گھر ہوتا ہے تو عورت خالص اس کی بیوی بن کر رہتی ہے۔ اسی طرح جب وہ کہیں چلا جائے تب بھی اسی کو شوہر جانے اور اسی کی بیوی بنی رہے۔ جب کسی مرد سے نکاح ہو گیا تو عفت و عصمت کی حفاظت اس مرد سے وابستہ ہوگئی۔ اب اپنے جذبات کی تسکین کا مرکز صرف اسی کو بنائے رکھے۔ شوہر کے آگے اور پیچھے اپنا تعلق اسی سے رکھے اور شوہر کے پیچھے اس کے مال کی حفاظت کرے، ایسا نہ کرے کہ پیٹھ پیچھے اس کا مال لٹا دے اور بے جا خرچ کر ڈالے یا اپنے میکہ پہنچا دے اور اپنے عزیزوں کے اخراجات میں لگا دے۔ اگر شوہر کے پیچھے اپنی جان اور اس کے مال میں اس کی مرضی کے خلاف کچھ کیا تو یہ اس کی خیانت ہوگی جیسا کہ ایک حدیث میں فرمایا:

لا تبغيه خونا فى نفسها و لا ماله۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

دُعا کیجئے

یا اللہ! ان احادیث میں ہم نے جو اسلامی آداب و احکام سیکھے ہیں ان پر دل و جان سے عمل کر کے اپنی رضا والی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

یا اللہ! موجودہ دور میں ہمیں دین اسلام پر مضبوطی سے کاربند فرما اور غیر اسلامی تہذیب کے اثرات سے ہمیں اور ہماری نسلوں کی حفاظت فرما۔ آمین

ایک سوال اور اس کا جواب

وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ مَا اسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ بَعْدَ تَقْوَی اللّٰهِ خَیْرًا لَّهٗ مِنْ زَوْجَةٍ صَالِحَةٍ اِنْ اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ وَاِنْ نَظَرَ اِلَیْهَا سَرَّتْهُ وَاِنْ اَقْسَمَ عَلَیْهَا اَبَرَّتْهُ وَاِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْهُ فِیْ نَفْسِهَا وَمَالِهٖ. (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن بندہ نے تقویٰ کی نعمت کے بعد کوئی ایسی بھلائی حاصل نہیں کی جو اس کے حق میں نیک بیوی سے بڑھ کر ہو (پھر نیک بیوی کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا) اگر شوہر اسے حکم کرے (جو خلاف شرع نہ ہو) تو اس کا کہا مانے اور شوہر اس کی طرف دیکھے تو شوہر کو خوش کرے اور اگر شوہر کسی کام کے بارے میں قسم کھا بیٹھے کہ ضرور تم ایسا کرو گی (اور وہ کام شرعاً جائز ہو) تو اس کی قسم سچی کر دے اور اگر وہ کہیں چلا جائے اور یہ اس کے پیچھے گھر میں رہ جائے تو اپنی جان اور اس کے مال کے بارے میں اس کی خیر خواہی کرے۔

تشریح: اگر کوئی یہ سوال کرے کہ بعض مرد اپنی بیوی کو غیر مردوں کے سامنے لے جاتے ہیں بلکہ ان سے مصافحہ کراتے ہیں حتیٰ کہ غیر مردوں کے ساتھ اپنی بیویوں کو نچواتے ہیں، تو ان کی بیوی اگر شوہر کے پیچھے یا آگے غیر مرد سے کوئی تعلق رکھے جو شوہر کی مرضی کے مطابق ہو تو وہ جائز ہونا چاہئے اور اس میں شوہر کی خیانت بھی نہیں کیونکہ وہ خود چاہتا ہے کہ غیروں سے ملے جلے بلکہ بہت سے شوہر جو اپنی بیوی کو ماڈرن دیکھنا چاہتے ہیں وہ تو اس پر خوش ہوتے ہیں کہ اس کے فرینڈز (احباب) بہت ہوں اور یہ ترقی کی علامت سمجھی جاتی ہے۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں مسلمانوں مرد و عورت کا حال بیان فرمایا ہے۔ کوئی مسلمان کبھی بھی بے غیرت نہیں ہو سکتا اور ہرگز یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کی بیوی پر کسی غیر مرد کی نظر پڑے یا ہاتھ لگے اور نہ ہی مسلمان عورت یہ پسند کر سکتی ہے کہ شوہر کے علاوہ کسی کے ساتھ نفس و نظر والا تعلق رکھے جو لوگ اپنی بیوی کو موجودہ معاشرہ کے مطابق ماڈرن دیکھنا چاہتے ہیں اور اسے احباب کا کھلونا بنانا پسند کرتے ہیں۔ سراسر یہود و نصاریٰ کے طرز پر زندگی گزار رہے ہیں۔ ان میں کتنا ایمان ہے، ان کو سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنا تعلق ہے، انہیں قرآن و حدیث سے کتنا شغف ہے؟ اس کا پتہ چلائیں گے تو یہ لوگ ان اوصاف سے خالی نکلیں گے ایسے لوگ صحیح مسلمان تو کیا ہوتے ٹھیک طرح سے انسان بھی نہیں ہیں۔ حدیث میں ایسے بدکردار اور بے غیرت بد نفس لوگوں کا ذکر نہیں ہے بلکہ مسلمان باعزت اور باغیرت مرد و عورت کا ذکر ہو رہا ہے۔ جو لوگ اپنی بیوی کے حق میں بے غیرتی برداشت کرتے ہیں اور ان کی عصمت و عفت داغدار دیکھنے میں باک محسوس نہیں کرتے ان کے بارے میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

دیوث کیلئے وعید

ثَلٰثَةٌ قَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمُ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَالْعَاقُّ وَالدَّیُّوْثُ الَّذِیْ یُقِرُّ فِیْ

اَهْلِهِ الْخُبْثَ. (رواه احمد ونسائی)

یعنی تین شخصوں پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام فرما دی۔

(۱) جو شراب پیتا رہتا ہے۔

(۲) جو ماں باپ کو تکلیف دیتا ہے۔

(۳) جو اپنے گھر والوں میں ناپاک کام (زنا اور اس کی طرف بلانے والی چیزوں مثلاً بے پردگی، غیر مردوں سے میل جول وغیرہ) کو برقرار رکھتا ہے۔

پہلے واضح کیا جا چکا ہے، شوہر کی فرمانبرداری موافق شرع کاموں میں ہے خلاف شرع کاموں میں کسی کی اطاعت اور فرمانبرداری کی اجازت نہیں ہے۔ اگر شوہر بے پردہ ہونے کے لئے کہے تب بھی بے پردہ ہونا جائز نہیں ہے۔

عورت کا ایک خاص وصف کہ ایمان پر شوہر کی مدد کرے

اس حدیث میں اچھی بیوی کے چند اوصاف ذکر فرمائے ہیں۔ دوسری حدیث میں ایک مزید وصف بتایا ہے جس کی تشریح یہ ہے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اگر ہمیں معلوم ہو جاتا کہ کون سا مال بہتر ہے جسے ہم حاصل کریں تو اچھا ہوتا تو اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اَفْضَلُهٗ لِسَانٌ ذَاكِرٌ وَقَلْبٌ شَاكِرٌ وَزَوْجَةٌ مُؤْمِنَةٌ تُعِيْنُهٗ عَلٰى اِيْمَانِهٖ. (رواه احمد و الترمذی و ابن ماجه)

یعنی سب سے بہتر مال ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل ہے اور وہ مومن بیوی ہے جو شوہر کی مدد کرے اس کے ایمان پر۔ (مشکوٰۃ ص ۱۹۸)

جس سے کام نکلے اور ضرورت پوری ہو وہ مال ہے۔ لوگ چاندی سونا درہم و دینار روپیہ پیسہ اور مکان دوکان مویشی وغیرہ ہی کو مال سمجھتے ہیں حالانکہ بموجب حدیث شریف بہترین مال یہ چیزیں ہیں جو ابھی اوپر بیان ہوئی ان سے بہت زیادہ نفع حاصل ہوتا ہے اور خوب زیادہ بندہ کے کام آتی ہیں۔ ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل سب سے بڑی دولت ہے اور بیوی بھی بڑی دولت ہے جس کی صفت یہ ہے کہ تعینہ علی ایمانہ یعنی ایسی بیوی ہو جو شوہر کی مدد کرتی ہو اس کے ایمان پر، ایمان پر مدد کرنے کی تشریح کرتے ہوئے ملا علی قاریؒ نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے:

اَیْ عَلٰى دِيْنِهٖ بِاَنْ تُذَكِّرَهُ الصَّلٰوةَ وَالصَّوْمَ وَغَيْرَ هَامِنَ الْعِبَادَاتِ وَتَمْنَعَهُ مِنَ الزِّنَا وَسَائِرِ الْمُحَرَّمَاتِ.

یعنی ایمان پر مدد کرنے کا مطلب ہے کہ شوہر کی دینداری کی فکر کرے اور اوقات مقررہ میں اسے نماز و روزہ یاد دلاتی ہو اور دیگر عبادات پر آمادہ کرتی ہو اور زنا سے ہر قسم کے تمام گناہوں سے باز رکھتی ہو۔

درحقیقت ہمارے بدلتے ہوئے ماحول اور بگڑے ہوئے معاشرہ کو ایسی ہی خواتین کی ضرورت ہے جو دین پر کاربند ہوں اور شوہر اور اولاد کو بھی دیندار بنانے کی فکر رکھتی ہوں۔ لیکن اس کے برخلاف اب تو معاشرہ کا یہ حال بنا ہوا ہے کہ کوئی مرد نماز روزہ اور دینداری کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو جہاں دوسرے لوگ آڑے آنے کی کوشش کرتے ہیں اور دین پر چلنے سے باز رکھتے ہیں، وہاں بیوی بھی دیندار بننے سے روکتی ہے، طرح طرح کے فقرے کستی ہے، ملا ہونے کا طعنہ دیتی ہے، داڑھی رکھنے سے منع کرتی ہے، کرتا پاجامہ پہنے تو باؤلا بتاتی ہے اور رشوت سے بچتا ہے تو الٹی سیدھی باتیں سناتی ہے۔ اے اللہ ہمیں مومن بیویوں کی ضرورت ہے۔ مرد و عورت سب کے اندر ایمان کے جذبات پیدا فرما آمین!

دُعا کیجئے: اے اللہ! جو علم آپ نے ہمیں دیا اس سے نفع عطا فرمائے اور ہمیں وہ علم دیجئے جو ہمیں نفع دے۔

اے اللہ! تمام کاموں میں ہمارا انجام بہتر فرما اور دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے ہمیں محفوظ فرما۔

بہترین عورت کے دو خاص اوصاف

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم خَیْرُ نِسَاءٍ رَکِبْنَ الْاِبِلَ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَیْشٍ اَحْنَاهُ عَلٰی وَلَدٍ فِیْ صِغَرِهٖ وَاَرْعَاهُ عَلٰی زَوْجٍ فِیْ ذَاتِ یَدِهٖ. (رواه البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو عورتیں اونٹوں پر سوار ہوئیں (عربی عورتیں) ان میں سب سے بہتر قریش کی عورتیں ہیں جو بچپن میں اولاد پر سب عورتوں سے زیادہ شفقت رکھتی ہیں اور شوہر کے مال کی سب عورتوں سے زیادہ نگہداشت رکھنے والی ہوتی ہیں۔

تشریح: عرب میں مرد و عورت چونکہ سب ہی اونٹوں پر سوار ہوتے تھے اس لئے عرب عورتوں کے تذکرہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹوں پر سوار ہونے کا ذکر فرمایا۔ اس حدیث پاک میں عورتوں کی قابل تعریف دو باتوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اول بچوں کو شفقت کے ساتھ پالنا، دوم شوہر کے مال کی حفاظت کرنا یہ دونوں خصلتیں بہت اہم اور ضروری ہیں۔ اگرچہ اپنی اولاد کو محبت اور شفقت کے ساتھ پرورش کرنا ہے اور عورت کی یہ طبعی اور فطری عادت ہوتی ہے لیکن صاحب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعریف کر کے اسے بھی دینداری میں شامل فرمادیا۔

بچوں پر شفقت کرنا عورت کا ایمانی تقاضا ہے

مومن و کافر سب ہی اپنے بچوں کو شفقت سے پالتے ہیں لیکن اگر مسلمان عورت اس کو دین بنالے اور اس عمل میں اللہ کی رضا کی نیت کرلے کہ اولاد کی پرورش میری دینی ذمہ داری ہے اور ان کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کرنا میرا ایمانی تقاضا ہے، میں ان کی پرورش کرنے میں ایمانی تقاضے کو پورا کررہی ہوں تو اس کو اس شفقت و پیار پر ثواب بھی ملے گا۔ پھر اگر جسمانی تربیت کے ساتھ ایمانی تربیت بھی کی اور بچوں کو دین کے راستہ پر ڈالا اور نماز روزہ کا پابند بنایا تو اس کا ثواب علیحدہ ملے گا۔ اس کے بعد یہ اولاد دینی ذہن رکھنے کی وجہ سے اپنی اولاد کو دین کی راہ پر لگائے گی تو اولاد کی اولاد کی دینداری کا ثواب بھی اس دادی اور پردادی اور نانی اور پرنانی کو ملیگا۔ جس نے اپنی اولاد کو دین کے راستہ پر ڈالا تھا۔ محبت اور شفقت کے تقاضوں کی وجہ سے بچوں کے نان نفقہ اور خوراک و پوشاک نیز مرض اور علاج معالجہ کا اہتمام تو کیا ہی جاتا ہے اور اس میں بھی بہت بڑا ثواب ہے لیکن اصلی اور سچی شفقت و محبت کا تقاضا یہ ہے کہ بچوں کو دینی زندگی پر ڈالا جائے اور وہ اس کی یہ ہے کہ دینداری آخرت کے عذاب سے بچانے والی چیز ہے۔ اس کے ذریعہ قبر اور آخرت کی غیر فانی زندگی میں آرام ملتا ہے اور کھلانے پلانے کے ذریعہ جو پرورش ہوتی ہے اس کا فائدہ دنیائے فانی تک محدود ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ماں باپ کے ذمہ ہے کہ بچوں کو شفقت سے پالیں ان کی جسمانی اور ایمانی دونوں طرح کی تربیت کریں، بہت سے لوگ بچوں کے روٹی کپڑے کا فکر کرلیتے ہیں اور طرح طرح سے ان کی دلداری کرتے ہیں مگر دیندار بنانے

کی فکر نہیں کرتے یہ بہت بڑی بھول ہے۔ اگر بچوں کی دنیا آرام سے گزرے اور آخرت خراب ہو تو یہ کون سی سمجھداری کی بات ہے؟ اور وہ لوگ بھی قابل تنبیہ ہیں جو اولاد کو دیندار بنانے کے لئے تو ڈانٹتے ڈپٹتے رہتے ہیں مگر پیسہ ہونے کے باوجود کنجوسی کے ساتھ ان کی ضروریات کا خیال نہیں رکھتے حالانکہ میانہ روی کے ساتھ اولاد پر مال خرچ کرنا بھی ثواب ہے۔ حدیث شریف میں جو یہ الفاظ ہیں کہ:

احناه علی ولد فی صغره

ان میں لفظ ولد نکرہ ہے جس میں مطلق اولاد کا ذکر ہے اگر لفظ ولدھا ہوتا تو حدیث میں شفقت سے پالنے کی فضیلت صرف عورت کی اپنی اولاد تک محدود رہ جاتی، اپنی اولاد کے علاوہ دوسرے بچوں پر شفقت کرنے کی فضیلت بتانے کے لئے حدیث میں مطلقاً لفظ ولد لا کر اس طرف اشارہ فرمایا کہ جو بچہ بھی عورت کی پرورش میں آجائے اپنا ہو یا دوسری عورت کا اسے شفقت سے پالنا خیر وخوبی اور فضیلت اور ثواب کی بات ہے۔

شوہر کی پہلی بیوی کی اولاد کو تکلیف دینا ظلم ہے

بہت سی عورتیں ایسے شوہر سے نکاح کر لیتی ہیں جس کی پہلی بیوی سے بچے ہوتے ہیں، ان بچوں کی پرورش اس نئی بیوی کو کرنی پڑتی ہے مگر بہت کم عورتیں ایسی ہوتی ہیں جو شوہر کی پہلی بیوی کی اولاد کو پیار ومحبت سے پرورش کرتی ہوں، ایسے بچے اکثر اپنی مادر کے مظلوم ہی ہوتے ہیں۔ بعض عورتیں تو یہ کرتی ہیں کہ شوہر کا مال اپنے ان بچوں پر دل کھول کر خرچ کرتی ہیں جو پہلے شوہر کے بچے ہیں اور انہیں ساتھ لے کر نئے شوہر کے یہاں تشریف لائی ہیں اور اس نئے شوہر کی اولاد کو جو دوسری بیوی سے ہے خرچ اخراجات کی تکلیف میں رکھتی ہیں حالانکہ یہ بچے اس مال سے اخراجات پورے کرنے کے زیادہ مستحق ہیں کیونکہ یہ ان کے اپنے باپ کا مال ہے، یہ نئی عورت جو بچے ساتھ لائی ہے یہ تو اس نئے شوہر کی اولاد بھی نہیں، ان پر خوب دھڑلے سے خرچ ہو اور اس کی اصل اولاد تنگ رہے یہ سراسر ظلم ہے، اپنے شوہر کے وہ بچے جو دوسری عورت سے ہوں (خواہ اس کی اس بیوی سے ہوں جو وفات پا چکی یا طلاق لے چکی یا اس بیوی سے ہوں جو اس وقت بھی اس کے نکاح میں موجود ہوں) ان بچوں کو محبت و شفقت سے پالنا ان کی خوراک و پوشاک کا خیال رکھنا اور ان کو دیندار بنانا بہت بڑے ثواب کا کام ہے۔

جیٹھ، دیور اور نند کی اولاد کی پرورش

اس طرح اگر بھائی، بہن یا نند اور جیٹھ، دیور کی اولاد کی پرورش کرنے کا موقع ہاتھ آجائے تو ثواب کے لئے غنیمت جانے اور سچے دل سے ان کی پرورش کرے اور پوری شفقت کے ساتھ ان کی ضرورتوں کی دیکھ بھال رکھے۔ بعض مرتبہ یہ بچے یتیم ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں ان کی شفقت بھری پرورش اور پرداخت کا ثواب مزید بڑھ جاتا ہے، اگر نسوانیت اور نفسانیت کے جذبات مذکورہ بچوں کی خدمت سے روکیں تب بھی ایمانی جذبات کے پیش نظر ان کی خدمت کرے۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! ہمارے پاس اور کوئی سرمایہ نہیں، کوئی وسیلہ نہیں اقرار جرم کرتے ہیں آپ کے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کر کے آپ کی رحمت کے طلب گار ہیں۔

یا اللہ! اس ماہ کا ایک ایک لمحہ، ایک ایک سانس ہمارے لئے باعث رحمت بنا دیجئے۔

یا اللہ! ہمیں ہر خطا وعصیان سے محفوظ رکھئے ہر تقصیر وکوتاہی سے محفوظ رکھئے۔

شوہر کو کمانے کا اور بیوی کو خرچ کرنے کا ثواب ملتا ہے

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْءَ ةُ مِنْ طَعَامِ بَیْتِهَا غَیْرَ مُفْسِدَةٍ کَانَ لَهَا اَجْرُهَا بِمَا اَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا اَجْرُهٗ بِمَا کَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِکَ لَا یَنْقُصُ بَعْضُهُمْ اَجْرَ بَعْضٍ شَیْئًا ۔ (رواہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عورت اپنے (شوہر) کے کھانے میں سے خرچ کرے اور بگاڑ کا طریقہ اختیار کرنیوالی نہ ہو تو اس کو خرچ کرنے کی وجہ سے ثواب ملے گا اور شوہر کو کمانے کی وجہ سے ثواب ملے گا اور جو خزانچی ہے۔ جس کے پاس رقم یا مال محفوظ رہتا ہے اگر چہ وہ مالک نہیں ہے مگر اس مال میں سے مالک کے حکم کے مطابق جب اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا تو) اس کو بھی اسی طرح سے ثواب ملتا ہے (جیسے مالک کو ملا، غرض ایک مال سے تین شخصوں کو ثواب مل گیا کمانے والا، اس کی بیوی جس نے صدقہ کیا، اس کا خزانچی اور کیشیئر جس نے مال نکال کر دیا) اور ایک کی وجہ سے دوسرے کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی یعنی ثواب بٹ کر نہیں ملے گا بلکہ ہر ایک کو اپنے عمل کا پورا ثواب دیا جائے گا۔

تشریح: جو شخص کما کر لایا ہے اسکے مال سے صدقہ دیا جائے تو اس کو ثواب ہوگا لیکن اسکی بیوی جو اسکے مال میں سے صدقہ دے گی، وہ بھی ثواب پائے گی بہت سی عورتیں طبیعت کی کنجوس ہوتی ہیں اگر شوہر کسی غریب کو دینا چاہتا ہے تو برا مانتی ہیں اور منہ بناتی ہیں۔ اگر انکے پاس کچھ رکھا ہو اور شوہر کسی کو دینے کیلئے کہے تو برے دل سے نکال کر دیتی ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ جیسے روپیہ کے ساتھ کلیجہ نکلا آ رہا ہے۔ بھلا ایسا کر کے اپنا ثواب کھونے سے کیا فائدہ؟ بعض نیک بخت لوگ کسی ضرورت مند کا کھانا مقرر کرنا چاہتے ہیں مگر بیوی آڑے آ جاتی ہے اگر شوہر نے مقرر کر ہی دیا تو ہر روز کھانا نکالتے وقت جھک جھک کرتی ہیں، جس سے شوہر بھی آزردہ ہو جاتا ہے اور کھانا لینے والے کا بھی دل دکھتا ہے اور اپنا ثواب بھی کھوتی ہیں۔

حدیث شریف میں شوہر کے مال سے عورت کے صدقہ خیرات کرنے کا ثواب بتاتے ہوئے **غیر مفسدة** کا لفظ بڑھایا ہے یعنی بگاڑ کی راہ پر چلنے والی نہ ہو۔ اس لفظ کا مطلب بہت عام ہے جو بہت سی باتوں کو شامل ہے، مثلاً یہ کہ شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں سے خرچ کرتی ہو، اجازت کے لئے صاف زبانی اجازت ہونا ضروری نہیں ہے اگر یہ معلوم ہے کہ شوہر خرچ کرنے پر دل سے راضی ہے تو یہ بھی اجازت کے درجہ میں ہے اور یہ بھی بگاڑ کی راہ ہے کہ اپنے عزیزوں کو نوازتی ہو اور شوہر کے عزیز قریب ماں باپ اور اہل اولاد (خصوصاً پہلی بیوی کے بچوں کو) خرچ سے پریشان رکھتا ہو مثلاً ثواب سمجھ کر بدعتوں

پر خرچ کرتی ہو یا وہ چیز خرچ کرتی ہو جو مالیت کے اعتبار سے زیادہ ہے اس کا خرچ کرنا شوہر کو کھل جاتا ہو۔

زیادہ مال کے خرچ میں صاف اجازت کی ضرورت ہے۔ بہت سی عورتوں کو صدقہ کا جوش ہوتا ہے مگر مرد کی اجازت کا دھیان نہیں کرتی ہیں یہ غلطی ہے۔ ہاں اپنا ذاتی مال ہو تو شوہر کی اجازت کی پابند نہیں مشورہ لینا اس صورت میں بھی مفید ہے کیونکہ مردوں کو سمجھ زیادہ ہوتی ہے۔ ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ! اپنے باپوں اور بیٹوں اور شوہروں کے مالوں میں سے کیا کچھ خرچ کرنا (یعنی صدقہ کرنا اور ہدیہ لینا دینا) ہمارے لئے حلال ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: **الرطب تاكلنه وتهدينه** یعنی ہری گیلی چیز (ان کی صاف اجازت کے بغیر بھی) کھالیا کرو اور ہدیہ دے دیا کرو۔

کیونکہ عموماً ایسی چیزوں سے خرچ کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ ہاں اگر صاف منع کر دیں تو رک جانا۔ ہری گیلی چیز سے وہ چیزیں مراد ہیں جن کے رکھے رہ جانے سے خراب ہونے کا اندیشہ ہو جیسے شوربہ، سبزی بعض پھل وغیرہ۔

دُعا کیجئے

اے اللہ! جو علم آپ نے ہمیں دیا اس سے نفع عطا فرمائے اور ہمیں وہ علم دیجئے جو ہمیں نفع دے۔

اے اللہ! تمام کاموں میں ہمارا انجام بہتر فرما اور دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے ہمیں محفوظ فرما۔

اے اللہ! ہم آپ سے اپنے دین میں، دنیا میں اور اہل و عیال میں معافی اور امن کا سوال کرتے ہیں۔

اے اللہ! ہم ناپسندیدہ اخلاق اور اعمال نفسانی خواہشوں اور بیماریوں سے آپ کی پناہ مانگتے ہیں۔

اے اللہ! ہمارے دل کو نفاق سے عمل کو ریا سے زبان کو جھوٹ سے اور آنکھ کو خیانت سے پاک فرما دیجئے کیونکہ آپ آنکھوں کی چوری اور جو کچھ دل چھپاتے ہیں جانتے ہیں۔

اے اللہ! علم سے ہماری مدد فرما اور حلم سے ہمیں آراستہ فرما اور پرہیزگاری سے بزرگی عطا فرما اور امن سے ہمیں جمال عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہمارے دلوں کے تالے کھول دے اپنے ذکر کے ساتھ اور ہم پر اپنی نعمت کو پورا فرما۔ اور ہم پر اپنا فضل کامل کر اور ہمیں اپنے نیک بندوں میں سے فرما دیجئے۔ آمین

شوہر کی بات نہ ماننے پر فرشتوں کی لعنت

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم اِذَا دَعَی الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهُ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَاَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ لَعَنَتْهَا الْمَلٰئِکَةُ حَتّٰی تُصْبِحَ. (رواه البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ (شرعی عذر کے بغیر) اس کے بستر پر جانے سے انکار کر دے جس کی وجہ سے شوہر ناراضگی میں رات گزارے تو صبح ہونے تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہیں گے۔

تشریح: اس حدیث میں جس اہم بات کی طرف اشارہ کیا ہے اس کی تشریح کی چنداں حاجت نہیں ہے۔ عقل مندوں کو اشارہ کافی ہوتا ہے جو عورتیں اس کی خلاف ورزی کرتی ہیں وہ نصیحت حاصل کریں۔ اس حدیث پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے عورتیں اپنے شوہروں کو دوسری بیوی کرنے پر آمادہ کر دیتی ہیں یا وہ اپنی عفت کھو بیٹھتا ہے اور پاکدامن نہیں رہتا، میاں بیوی کا جو رشتہ ہے وہ عجیب رشتہ ہے، آپس میں ایک دوسرے سے ان کی جو خواہش پوری ہوتی ہے وہ دوسرے کسی فرد سے پوری نہیں ہوسکتی، لہٰذا ایک دوسرے کی دلداری کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے، آپس میں ایک دوسرے کے بشری تقاضوں کو پورا کرنے کا خیال نہ کریں تو ایک دوسرے پر بڑی زیادتی ہوگی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انسان کے انسانی تقاضے کو پہچانتے تھے۔ آپ نے ان تقاضوں کو جان کر اور سمجھ کر ہدایات دی ہیں، ان ہدایات کی خلاف ورزی کرنے سے بدمزگی پیدا ہوتی ہے اور حالات خراب ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحتوں پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ یہ جو فرمایا کہ جب شوہر اپنے بستر پر بلائے تو انکار نہ کرے، عذر شرعی نہ ہو تو بات مان لے یہ بستر پر بلانا اور رات کا ذکر فرمانا بطور مثال ہے ورنہ اس میں رات دن کی کوئی قید نہیں ہے۔ مقصد یہ ہے کہ بوقت حاجت صاحب حاجت کی حاجت پوری ہو جائے اسی لئے ایک حدیث میں فرمایا ہے کہ:

اذا دعی الرجل زوجته لحاجته فلتاته وان کانت علی التنور. (ترمذی)

یعنی شوہر جب اپنی بیوی کو اپنی حاجت کے لئے بلائے تو آجائے اگرچہ تنور گرم کر رہی ہو۔

شوہر کو ستانے والی کیلئے حوروں کی بددعا

وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم قَالَ لَاتُؤْذِی اِمْرَئَةٌ زَوْجَهَا فِی الدُّنْیَا اِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهٗ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ لَاتُؤْذِیْهِ قَاتَلَکِ اللّٰهُ فَاِنَّمَا هُوَ عِنْدَکِ دَخِیْلٌ یُوْشِکُ اَنْ یُّفَارِقَکِ اِلَیْنَا.

(رواه الترمذی و ابن ماجه وقال الترمذی هذا حدیث غریب)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی عورت اپنے (مسلمان) شوہر کو دنیا میں تکلیف دیتی ہے تو حورعین میں سے جو اس کی بیوی ہے وہ کہتی ہے (اری دنیا والی عورت) اسے تکلیف نہ دے خدا تیرا برا کرے، یہ تو تیرے پاس چند روزہ مقیم ہے، عنقریب تجھ سے جدا ہو کر ہمارے پاس پہنچ جائے گا۔ (مشکوٰۃ)

تشریح: مومن بندوں کے لئے اللہ پاک نے جنت بنائی ہے۔ اس جنت میں دنیا والی مومن عورتیں بھی ان کو ملیں گی اور انسانوں سے علیحدہ ایک مخلوق اور ہے جو اللہ جل شانہ، نے جنت میں پیدا فرمائی ہے جسے قرآن مجید میں اور حدیث شریف میں حورعین فرمایا گیا ہے۔ یہ حوریں بھی مومنین کی بیویاں بنیں گی۔ حور جمع ہے حوراء کی جس کا معنی ہے سفید رنگ والی عورت اور عین جمع ہے عیناء کی جس کا معنی ہے بڑی آنکھ والی عورت، یہ عورتیں حسن و جمال میں بہت زیادہ بڑھ چڑھ کر ہوں گی مگر دنیا والی جو عورتیں جنت میں داخل ہوں گی وہ ان سے زیادہ حسین و جمیل ہوں گی، حوریں اور جنتی عورتیں مردوں کو ملیں گی جنتی مرد بھی بہت زیادہ حسین و جمیل ہوں گے۔ آپس میں ان مردوں اور ان دونوں قسم کی بیویوں کے درمیان بے انتہا محبت ہوگی، کسی کے دل پر کسی کی طرف سے ذرا سا میل بھی نہ آئے گا۔ یہ جنتی حوریں منتظر ہیں کہ اپنے پیارے شوہروں سے ملیں جو ان کے لئے مقرر ہیں لیکن جب تک یہ شوہر دنیا میں ہیں اس وقت تک ان سے ملاقات نہیں ہوسکتی۔ مرنے کے بعد قبر کی زندگی گزار کر جب میدان حشر سے گزر کر جنت میں جائیں گے تو یہ حوریں انہیں مل جائیں گی، ان حوروں کو اپنے شوہروں سے اب بھی ایسا تعلق ہے کہ دنیا والی بیوی جب جنتی مرد کو ستاتی ہے تو جنت میں ملنے والی حوریں کہتی ہیں کہ اسے نہ ستا یہ تیرے پاس چند دن ہے عنقریب تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آ جائے گا۔ اس کی قدر ہم کریں گی۔ ہمارے ساتھ ہمیشہ رہنے والے شوہر کو تو تکلیف نہ دے، حوروں کی اس بات کی آواز دنیا کی عورتوں کے کان میں تو نہیں آتی مگر خداوند قدوس کے سچے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ بات امت کی عورتوں تک پہنچا دی ہے، جو لوگ نیک عمل کرتے ہیں، حرام کام سے بچتے ہیں، روزہ نماز کے پابند ہوتے ہیں ایسے لوگوں کو بیویاں زیادہ ستاتی ہیں، ان کی ایذا رسانی سے متاثر ہو کر جنتی حوریں ان کو بددعا دیتی ہیں کہ تمہارا برا ہو اس چند روزہ دنیاوی مسافر کو نہ ستاؤ تم سے جدا ہو کر ہمارے پاس آنے والا ہے۔ عورتوں پر لازم ہے کہ حورعین کی بددعا سے بچیں۔

دُعا کیجئے

اے اللہ! جو علم آپ نے ہمیں دیا اس سے نفع عطا فرمائے اور ہمیں وہ علم دیجئے جو ہمیں نفع دے۔

اے اللہ! تمام کاموں میں ہمارا انجام بہتر فرما اور دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے ہمیں محفوظ فرما۔

اے اللہ! ہم آپ سے اپنے دین میں، دنیا میں اور اہل وعیال میں معافی اور امن کا سوال کرتے ہیں۔

اے اللہ! ہم ناپسندیدہ اخلاق اور اعمال نفسانی خواہشوں اور بیماریوں سے آپ کی پناہ مانگتے ہیں۔

جس عورت سے اس کا شوہر راضی ہو وہ جنتی ہے

وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیه وسلم اَیُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ. (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت اس حال میں وفات پا گئی کہ اس کا شوہر اس سے راضی تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگئی۔

شوہر کا کتنا بڑا حق ہے

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیه وسلم لَوْ كُنْتُ اٰمُرُ اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْأَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا. (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں (اللہ تعالیٰ کے علاوہ) کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

تشریح: اللہ جل شانہ نے جیسے والدین کا بہت مرتبہ رکھا ہے اور ان کا حکم ماننے کا حکم دیا ہے، اسی طرح شوہروں کا بھی بڑا رتبہ رکھا ہے، عورت گھر کا کام سنبھالتی ہے اور مرد محنت و کوشش کر کے گھر کے اخراجات پورے کرتا ہے، گھر کے اخراجات میں بیوی کے اخراجات بھی شامل ہیں۔ بیوی کے جو واقعی اور شرعی حقوق ہیں ان سے بڑھ کر عورت کے تقاضوں کے مطابق اس پر مرد مال خرچ کرتا ہے مردوں کو قرآن حکیم میں قوام (نگرانی کرنے والا سردار) بتایا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ وللرجال علیهن درجة یعنی مردوں کو عورتوں پر فوقیت ہے قرآن کی اس بات کو بہت سی قومیں نہیں مانتی ہیں، ان قوموں کا یہ طریقہ فطرت کے خلاف ہے، اس کی خرابیاں ان لوگوں کے سامنے آتی رہتی ہیں۔ مرد قوام ہے گھر کا نگران ہے، محنت کر کے پیسے لاتا ہے عورت کو اس کا شکر گزار اور اس کا فرمانبردار ہونا لازم ہے، بشرطیکہ اس کا کوئی حکم یا مشورہ شریعت کے خلاف نہ ہو۔ حدیث میں اسی کی طرف رہبری فرمائی ہے۔ عورت شریعت کے مطابق چلے، اسلام کے فرائض ادا کرتے ہوئے اور گناہوں سے بچتے ہوئے شوہر کی دلداری کا خاص خیال رکھے اور اسے آرام پہنچائے تکلیف نہ دے اور اس کی نافرمانی نہ کرے۔ اگر اسی حال میں مرگئی تو جنت میں داخل ہوگی۔ کیونکہ جب اللہ جل شانہ کے حقوق ادا کر دیئے اور بندوں کے حقوق بھی پورے کر دیئے (جن میں شوہر کے حقوق بھی ہیں) تو اب جنت سے روکنے والی کوئی چیز نہیں رہی۔

وہ نکاح سب سے زیادہ بابرکت ہے جس میں اخراجات کم سے کم ہوں

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللّٰہ علیه وسلم اِنَّ اَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَةً اَیْسَرُهٗ مَؤُنَةً. (رواہ البیهقی فی شعب الایمان)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ برکت کے اعتبار سے سب سے بڑا نکاح وہ ہے جس میں کم سے کم اخراجات ہوئے ہوں۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نکاح اور بیاہ شادی میں کم سے کم اخراجات کرنا چاہئے۔ نکاح میں جس قدر اخراجات کم ہوں گے وہ نکاح اس قدر بڑی برکتوں والا ہوگا۔ اس کے منافع جانبین کو ہمیشہ پہنچتے رہیں گے اور یہ نکاح دنیا و آخرت کی بھلائی کا ذریعہ ہوگا۔

ہمارے پیارے رسول سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شادیاں بھی کیں اور اپنی لڑکیاں بھی بیاہیں، یہ شادیاں نہایت سادگی کے ساتھ انجام پا گئیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چہیتی بیوی حضرت عائشہ تھیں، جو صدیق اکبر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں، ان سے نکاح تو مکہ معظمہ ہی میں ہوگیا تھا، پھر ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں رخصتی ہوئی اور کس شان سے رخصتی ہوئی؟ یاد رکھنے کے قابل ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی

حضرت عائشہؓ پڑوس کے ایک گھر میں سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھیں، ان کی والدہ نے آواز دے کر بلایا اور کچھ عورتوں سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا سنگھار کرا دیا اور ایک کمرے میں چھوڑ کر چلی گئیں۔ یہ چاشت کا وقت تھا۔ تھوڑی دیر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے آئے۔ لیجئے رخصتی ہوگئی، نہ دلہن پالکی میں بیٹھی، نہ دولہا گھوڑے پر چڑھا نہ کسی طرح کے اخراجات ہوئے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں۔ حضرت زینبؓ، حضرت ام کلثومؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت فاطمہؓ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چاروں کی شادیاں کیں اور نہایت سادگی کے ساتھ سب کے نکاح اور رخصتیاں ہوگئیں۔

خاتون جنت کی رخصتی

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ لاڈلی بیٹی تھیں۔ ان کا مرتبہ بہت بڑا ہے۔ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جنت کی عورتوں کی سردار بتایا۔ سب کو معلوم ہے کہ ان کا نکاح حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ ہوا تھا۔ جس وقت شادی ہوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی مکان بھی نہ تھا۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے مکان لے کر رخصتی کردی گئی اور رخصتی کس شان سے ہوئی۔ حضرت ام ایمنؓ کے ہمراہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دی گئیں۔ دولہا خود لینے نہیں آیا تھا اور دلہن کسی سواری میں بھی نہیں بیٹھی۔

اب جہیز کی بات بھی سن لیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتون جنتؓ کے جہیز میں ایک چادر اور ایک تکیہ اور دو چکیاں اور دو مشکیزے دیئے۔ تکیہ کا غلاف چمڑے کا تھا۔ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ (الاصابۃ)

اور بعض روایتوں میں ہے کہ ایک پلنگ ایک پیالہ، چاندی کے دو باز و بند دینے کا بھی ذکر ملتا ہے۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! تمام ممالک اسلامیہ میں پھر اسلام کی حیات طیبہ عطا فرما دیجئے۔ ان کی اعانت و نصرت فرمایئے۔

یا اللہ! یہ ملک پاکستان جو اسلام کے نام پر قائم ہوا تھا اس کو گمراہیوں سے بچایئے۔ ہر قسم کے فواحش و منکرات سے جو رائج الوقت ہو رہے ہیں۔ ان سے محفوظ رکھئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں اور بیٹیوں کا مہر

وَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم تُنْکَحُ الْمَرْأَۃُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِھَا وَلِحَسَبِھَا وَلِجَمَالِھَا وَلِدِیْنِھَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاکَ. (راوہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت سے چار چیزیں دیکھ کر نکاح کیا جاتا ہے۔(۱)..... اسکے مال کی وجہ سے (۲)..... اسکی حیثیت کی وجہ سے (۳)..... اسکی خوبصورتی کیوجہ سے (۴)..... اسکی دینداری کی وجہ سے پس اے مخاطب تو دیندار عورت کو اپنے نکاح میں لاکر کامیاب ہوجا تیرا بھلا ہو۔ (مشکوٰۃ)

رہا مہر کا معاملہ تو اس کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۲/۲ اوقیہ سے زیادہ اپنی کسی بیوی یا اپنی کسی بیٹی کا مہر مقرر کیا ہو۔ (مشکوٰۃ)

ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے، ۱۲/۱ ۱۲ اوقیہ کے ۵۰۰ درہم ہوتے ہیں۔ ایک درہم ۳ ماشہ ایک رتی اور ۵/۱ رتی چاندی کا ہوتا ہے۔ اس حساب سے ۵۰۰ درہم کی چاندی ۱۳۱ تولہ سے کچھ زیادہ ہوتی ہے۔ چاندی کی یہ مقدار (جب کبھی مہر مقرر کرنا ہو تو سناروں سے معلوم کرلیا کریں کیونکہ چاندی کی قیمت کم وبیش ہوتی رہتی ہے۔)

موجودہ نرخ کے اعتبار سے ہزار روپے کے قریب ہوتی ہے اور اس مہنگائی کے دور میں اتنی قیمت ہوگئی۔ ورنہ پچاس سال پہلے بہت ہی کم قیمت تھی۔ آج کل ہزاروں روپے مہر مقرر کرتے ہیں، مجلس نکاح میں تو نام ہو ہی جاتا ہے مگر زندگی بھر ادا نہیں کر پاتے اور بیوی کے قرضدار ہو کر مرتے ہیں۔

لوگوں کی حالت زار

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شادیاں کیں اور اپنی صاحبزادیوں کو بھی سادہ طریقہ پر بیاہ دیا۔ دونوں جہاں کے سردار تھے، اگر چاہتے تو دھوم دھام سے شادیاں کرتے لیکن آپ نے اپنے عمل سے سادگی اختیار کر کے دکھائی اور مستقل طریقہ پر یہ فرما دیا کہ نکاح میں جس قدر اخراجات کم ہوں گے اسی قدر بڑی برکتوں والا ہوگا۔ ہم نے بیاہ شادی کو مصیبت بنا رکھا ہے۔ غیر مسلموں کی دیکھا دیکھی بری بری رسمیں جاری کر رکھی ہیں اور یہ رسمیں غرور اور شہرت کے لئے اختیار کی جاتی ہیں۔ سودی قرض لے لے کر شادیاں کرتے ہیں۔ سب کو معلوم ہے کہ سود کا لینا دینا باعث لعنت ہے دکھاوے کے لئے جہیز دیئے جاتے ہیں، سینکڑوں روپے دعوت نامہ کے کارڈ پر خرچ ہوتے ہیں۔ ان اخراجات کی وجہ سے بعض مرتبہ جوان لڑکیاں برسوں بیٹھی رہتی ہیں ولیمے ہوتے ہیں جن میں سراپا ریاکاری ہوتی ہے۔ نام سنت کا اور کام دکھاوے کا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر میں نکاح اور ولیمہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سفر میں نکاح کیا اور وہیں رخصتی ہوئی اور وہیں ولیمہ ہوا۔ نہ بکری ذبح ہوئی نہ قورمہ پکا نہ اور کسی کا اہتمام ہوا بلکہ دسترخوان بچھا دیئے گئے ان پر کچھ گھی، کچھ

کھجوریں، کچھ پنیر کے ٹکڑے ڈال دیئے گئے۔ حاضرین نے اس میں سے کھالیا۔ یہ حضرت صفیہؓ کے نکاح کا واقعہ ہے۔

ہمارے لئے اسوۂ حسنہ

ہم لوگ بھی اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر چلنے کا ارادہ کرلیں تو کسی طرح کی کوئی رسم اختیار نہ کرنی پڑے۔ سادگی کے ساتھ ایک مرد وعورت کا رشتہ شرعی ایجاب وقبول کے ذریعہ جوڑ دینا کافی ہے، اتنے سے کام میں کوئی مصیبت اور بکھیڑا نہیں، جو پابندیاں خود اپنے سر لگائی ہیں ان کی وجہ سے مصیبتوں میں گرفتار ہیں۔ منگنی کی رسموں سے شادی کے دن اور اس کے بعد کھانے پلانے، آنے جانے کی رسموں تک ہزاروں روپے خرچ ہوتے ہیں اور سینکڑوں ناجائز کام کئے جاتے ہیں۔ یہ رسمیں تفصیل کے ساتھ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے اپنی کتاب اصلاح الرسوم اور بہشتی زیور حصہ ششم میں لکھ دی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ ان کی شرعی مذمت سے بھی آگاہ فرمادیا ہے۔

بیاہ شادی کے متعلق عورتوں کی جاہلانہ رسمیں

عورتوں نے شادی بیاہ کی خود ساختہ رسموں کو شرعی فرائض کا درجہ دے رکھا ہے۔ نماز نہیں پڑھتیں جو سب سے زیادہ فرض چیز ہے لیکن شادی بیاہ کی رسموں کو فرض واجب سے بڑھ کر انجام دیتی ہیں اور ان رسموں کو جو نہ برتے اسے برے لفظوں میں یاد کرتی ہیں۔

گانے بجانے کا گناہ

شادیوں میں سینکڑوں روپے گانے بجانے اور رنڈیاں نچوانے اور ڈومنیاں گوانے پر خرچ کئے جاتے ہیں، جس کی شادی میں گانا بجانا نہ ہو، گراموفون نہ بجے، باجے والے نہ آئیں اسے پھیکا اور بے مزہ سمجھا جاتا ہے حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

اَمَرَنِیْ رَبِّیْ بِمَحْقِ الْمَعَازِفِ وَالْمَزَامِیْرِ وَالْاَوْثَانِ وَالصُّلُبِ وَاَمْرِ الْجَاهِلِیَّةِ.

یعنی مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں گانے بجانے کے سامان مٹادوں اور بتوں اور (عیسائیوں کی) صلیب (سولی) کو اور جاہلیت کی چیزوں کو ختم کردوں۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں کے مٹانے کو اپنی بعثت کے مقصد میں شامل فرمایا افسوس ہے کہ اسلام کے مدعی ان چیزوں سے اپنی شادیوں کو سجاتے ہیں اور مصیبت بالائے مصیبت یہ ہے کہ مسجدوں میں نمازیں ہوتی رہتی ہیں اور مائیک سے گانے نشر ہوتے رہتے ہیں اور سارے محلے میں گانوں کی ایک مصیبت کھڑی ہوجاتی ہے، شور شار میں مریض بھی عافیت سے آرام نہیں کرسکتا۔

ایک زمانہ تھا جب مسلمان ہندوؤں سے بھڑ جاتے تھے اور مسجد کے سامنے باجا بجانے پر جان دینے اور جان لینے کیلئے تیار ہوجاتے تھے۔ آج مسلمان خود ہی مسجد کے سامنے باجا بجاتا ہے اور عین نماز کے وقت گانے کی آوازیں نمازیوں کے کانوں میں ٹھونستا ہے۔

لڑکے یا لڑکی پر رقم لینا حرام ہے اور رشوت ہے

بعض لوگ کئی کئی ہزار روپے لے کر لڑکی دیتے ہیں اور اس کے برعکس بعض علاقوں میں اس شرط پر لڑکی لیتے ہیں کہ لڑکی کے ساتھ اتنی رقم اور اتنا سامان دیں، ان رقموں اور مالوں کا لینا دینا رشوت ہونے کی وجہ سے حرام ہے اور ساتھ ہی حدیث بالا کے بھی خلاف ہے۔ رقموں کے لین دین کی بری رسم کی وجہ سے بیاہ شادی میں کم سے کم اخراجات کیسے ہوسکتے ہیں۔ رقم اور سامان کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے بعض مرتبہ تیس چالیس سال کی عمر ہونے تک کہیں جوڑ نہیں بیٹھتا۔ خدا تعالیٰ اتباع سنت کی توفیق دے۔

دُعا کیجئے: اے اللہ! جو علم آپ نے ہمیں دیا اس سے نفع عطا فرمائے اور ہمیں وہ علم دیجئے جو ہمیں نفع دے۔

بالغ لڑکی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوسکتا

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم لَا تُنْکَحُ الاَیِّمُ حَتّٰی تُسْتَامَرَ وَلَا تُنْکَحُ الْبِکْرُ حَتّٰی تُسْتَاذَنَ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَکَیْفَ اِذْنُهَا قَالَ اَنْ تَسْکُتَ. (رواه البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس عورت کا ایک بار نکاح ہو چکا ہو (اور پھر شوہر کی موت یا طلاق مل جانے کی وجہ سے عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کرنا ہو) تو اس کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس سے وضاحت کے ساتھ زبان سے اجازت نہ لے لی جائے اور جس (بالغ) لڑکی کا نکاح پہلے نہیں ہوا ہے اس کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس سے اجازت نہ لے لی جائے، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اجازت کیسے ہوگی (وہ تو شرم کی وجہ سے بول بھی نہ سکے گی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی جانب سے یہی اجازت سمجھی جائے گی کہ جب اس سے اجازت لی جائے تو خاموش رہ جائے۔

تشریح: نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح اس کا ولی اپنے اختیار سے کرسکتا ہے۔ نابالغ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں بلکہ اگر وہ انکار کرے اور ولی نکاح پڑھا دے تب بھی نکاح ہو جائے گا اور ولی کو شریعت نے یہ اختیار اس لئے دیا ہے کہ بعض اوقات اچھے خاندان میں مناسب رشتہ مل جاتا ہے اور بلوغ کا انتظار کرنے میں اس رشتہ کے ہاتھ سے نکل جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ لڑکے اور لڑکی کی بھلائی اور بہتری کے لئے اگر نابالغی میں ان کا نکاح کر دیا جائے جو اصول شریعت کے مطابق ہو تو درست ہے۔ ہاں اگر لڑکی کا فائدہ ملحوظ نہ ہو بلکہ ولی (خواہ باپ دادا ہی ہو) اپنی ذاتی مصلحت یا دنیاوی منفعت کے لئے نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح کر دے تو یہ درست نہیں ہے۔ بعض حالات میں یہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا اور بعض حالات میں منعقد تو ہو جاتا ہے مگر لڑکے اور لڑکی کو مسلم حاکم کے یہاں درخواست دے کر نکاح فسخ کرانے کا اختیار ہوتا ہے۔

اس سلسلہ میں عوام و خواص بڑی افراط و تفریط میں مبتلا ہیں۔ بعض لوگوں نے یہ قانون بنا رکھا ہے کہ نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ قانون بالکل خلاف شرع ہے جب شریعت نے نابالغ لڑکے اور لڑکی کے نکاح کو ولی کے ایجاب و قبول سے جائز رکھا تو اب اس جائز کو بدل کر ناجائز قرار دینے والا کون ہے؟ یہ تو دین میں مداخلت ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خود اپنے عمل سے جائز قرار دیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس وقت نکاح فرمایا جب ان کی عمر چھ سال کی تھی، گو رخصتی بعد میں ہوئی۔ اس شرعی جائز کے خلاف قانون بنانا شریعت سے باغی ہونا ہے گو نابالغی میں نکاح کر دینا کوئی فرض و واجب بھی نہیں ہے۔ چھوٹے بچوں کا نکاح کر دینے سے بعض مرتبہ بعد میں بہت سی مشکلات سامنے آ جاتی ہیں۔ اس لئے اس میں بھی بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ اس

سلسلہ میں مزید توضیح انشاء اللہ ہم آگے بیان کریں گے۔ اس حدیث کی تشریح کے سلسلے میں بطور تمہید یہ تفصیل زیر قلم آ گئی۔

کنواری سے جب باپ نکاح کی اجازت لے تو اس کی خاموشی ہی اجازت ہوگی

حدیث بالا سے معلوم ہوا ہے کہ بالغ لڑکی جس کا نکاح پہلے کسی سے نہ ہوا ہو اس کا نکاح اس سے اجازت لے کر کیا جائے، اسے بتادیں کہ فلاں لڑکا فلاں خاندان کا اور فلاں پیشہ والا ہے اور اس کی مالی حیثیت ایسی ہے، اس سے تیرا نکاح کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، تیری اجازت ہے تو اس سے نکاح کر دیں۔ جب اس سے یہ بات کہہ دی گئی اور اس نے خاموشی اختیار کرلی تو یہ اس کی اجازت سمجھی جائے گی۔ اور اگر زبان سے صاف طور پر اجازت دے دے تب تو یہ اجازت بطریق اولی معتبر ہوگی۔ اگر اس نے انکار کر دیا تو اس کا نکاح کر دینا درست نہیں۔ بالغ لڑکی کا انکار ہوتے ہوئے کسی ولی نے نکاح کر دیا تو نکاح منعقد نہ ہوگا۔ بعض لوگوں پر ایسی جہالت سوار ہوتی ہے کہ بالغ لڑکی کے انکار کے باوجود اپنا وعدہ نباہنے کے لئے اس کا نکاح کر دیتے ہیں اور لڑکی کو مارکوٹ کر اور گھر سے دھکیل کر نام نہاد شوہر کے ساتھ چلتی کر دیتے ہیں۔ یہ بدترین ظلم ہے اور سخت حرام ہے۔ چونکہ لڑکی نے اس نکاح کی اجازت نہیں دی اس لئے نکاح ہی نہیں ہوا۔ میاں بیوی والے تعلقات بھی زنا ہوں گے۔ یہ کیا چودھراہٹ ہے کہ باپ کی ناک اونچی ہو جائے، لڑکی خواہ زندگی بھر زنا میں مبتلا رہے، جہالت بری بلا ہے۔

کنواری کا اجازت لینے کے وقت مسکرانا اور رونا بھی اجازت میں شمار ہے

یہ جو کہا کہ جس بالغ لڑکی کا نکاح پہلے نہ ہوا ہو اس کا ولی جب نکاح کی اجازت لے تو اس کی خاموشی اجازت سمجھی جائے گی اس کیساتھ فقہاء نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر وہ ہنس پڑی یا مسکرا کر رہ گئی یا رو پڑی اور انکار نہ کیا تو یہ بھی اجازت شمار ہوگی۔ بشرطیکہ یہ ہنسنا اور رونا انکار کے انداز کا نہ ہو۔

والمعول اعتبار قرائن الاحوال فی البکاء والضحک فان تعارضت او اشکل احتیط. (الشامی عن الفتح)

زبان سے صاف طور پر کس لڑکی سے اجازت لینا ضروری ہے؟

اور جس لڑکی کا نکاح ایک بار پہلے ہو چکا ہو اور اب (شوہر کی موت یا وقوع طلاق کے بعد عدت گزار کر) دوسرا نکاح کرنا چاہئے تو اس کا ولی جب لڑکے کی صفات اور حالات بیان کر کے اجازت لے تو اس کا خاموش رہ جانا اجازت میں شمار نہ ہوگا بلکہ جب تک زبان سے صاف لفظوں میں اجازت نہ دے اجازت نہ سمجھی جائے اور بالغہ کنواری کے بارے میں جو یہ لکھا ہے کہ اس کی خاموشی بھی اجازت میں شمار ہوگی یہ اسوقت ہے جب کہ وہ ولی اجازت طلب کرے جو قریب تر ہے۔ اگر قریب تر ولی کے علاوہ کوئی دوسرا ولی اجازت لے تو بالغہ کنواری لڑکی کی اجازت بھی وہی معتبر ہوگی جو زبان سے ہو اور صاف لفظوں میں ہو۔ اس تفصیل کو خوب سمجھ لیں۔

شریعت کا اعتدال

شریعت نے کیسے اعتدال سے کام لیا۔ ایک طرف تو بالغ لڑکی کو اپنی ذات کا اختیار دے دیا ہے جب تک وہ اجازت نہ دے اس کا نکاح نہیں ہوسکتا، دوسری طرف اس کی شرم کا لحاظ رکھا اور ولی کی اجازت لینے پر اس کی خاموشی یعنی انکار نہ

کرنے کو اجازت شمار کرلیا، اگر وہ انکار کرے تو ولی اس کا نکاح نہیں کرسکتا اور جس بالغ لڑکی کا پہلے نکاح ہو چکا ہے اس کے دوسرے نکاح کے لئے اس کی زبانی اجازت لازم قرار دی گئی۔ جس کی وجہ سے جس عورت کا نکاح ایک بار ہو چکا ہے اس کی شرم ٹوٹ چکی ہے۔ اس کی خاموشی کو اجازت قرار دینے کی کوئی ضرورت نہیں اور قریب تر ولی کے علاوہ اگر کوئی دوسرا ولی اجازت لے تو بالغہ کنواری کی خاموشی بھی معتبر نہیں کیونکہ اندیشہ یہ ہے کہ غیر اقرب جہاں نکاح کرنا چاہتا ہے اس میں پوری ہمدردی کی رعایت نہ رکھی ہو۔ لہٰذا لڑکی جب صاف لفظوں میں اجازت دے تب معتبر ہوگی۔

نابالغ کا نکاح

بعض خاندانوں اور علاقوں میں یہ مستقل طریقہ بنا رکھا ہے کہ نابالغی میں لڑکے اور لڑکی کا نکاح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں، حالانکہ نابالغ کا نکاح کر دینا ایک جائز امر ہے۔ کوئی فرض و واجب نہیں ہے۔ خواہ مخواہ نابالغی میں بچوں کا نکاح کر دینا کوئی ضروری کام نہیں ہے، بہت مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ نابالغی میں نکاح کر دینے کے بعد لڑکا اور لڑکی بالغ ہو کر منکر ہو جاتے ہیں اور اس شادی کو پسند نہیں کرتے۔ انکا انکار اور والدین کا اسی جگہ رخصتی کرنے پر اصرار مصیبت بن جاتا ہے۔ دور حاضر کی اولاد کی خودرائی کے پیش نظر اگر بات پہلے سے پکی کر کے رکھیں اور آخری فیصلہ اور نکاح لڑکا لڑکی کے بالغ ہونے پر ان کی اجازت لے کر کریں تو مذکورہ پریشانی کا سامنا نہ ہو۔ نیز بعض مرتبہ لڑکا نابالغ ہو کر شریر بدمعاش نکل جاتا ہے۔ رخصتی کریں تو لڑکی کی جان مصیبت میں پھنسے اور لڑکے سے طلاق کو کہیں تو طلاق نہیں دیتا۔ یہ پریشانیاں پیش آتی رہتی ہیں، ان سے بچنے کا یہی علاج ہے جو اوپر بیان کیا گیا۔ البتہ ایسا قانون بھی خلاف شریعت ہے کہ نابالغ کا نکاح ہو ہی نہ سکے۔ جو از شرعی پر عمل کریں تو لڑکا لڑکی کا فائدہ دیکھ لیں۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! ہمارے پاس اور کوئی سرمایہ نہیں، کوئی وسیلہ نہیں اقرار جرم کرتے ہیں آپ کے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کر کے آپ کی رحمت کے طلب گار ہیں۔

یا اللہ! اس ماہ کا ایک ایک لمحہ، ایک ایک سانس ہمارے لئے باعث رحمت بنا دیجئے۔

یا اللہ! ہمیں ہر خطا و عصیان سے محفوظ رکھیئے ہر تقصیر و کوتاہی سے محفوظ رکھیئے۔

یا اللہ! ہم کو اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندگی سے بچا لیجئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لئے ہم پر اور تمام امت مسلمہ پر رحم فرمائیے۔

یا اللہ! ہمارے دل کو نفاق سے عمل کو ریا سے زبان کو جھوٹ سے اور آنکھ کو خیانت سے پاک فرما دیجئے کیونکہ آپ آنکھوں کی چوری اور جو کچھ دل چھپاتے ہیں جانتے ہیں۔

یا اللہ! علم سے ہماری مدد فرما اور حلم سے ہمیں آراستہ فرما اور پرہیزگاری سے بزرگی عطا فرما اور امن سے ہمیں جمال عطا فرمائیے۔

کون کون سے رشتے حرام ہیں

وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ لَّكَ فِيْ بِنْتِ عَمِّكَ حَمْزَةَ فَاِنَّهَا اَجْمَلُ فَتَاةٍ فِيْ قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ حَمْزَةَ اَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَاَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَاحَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ. (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ کو اپنے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی سے نکاح کرنے کی رغبت ہے۔ (رغبت ہو تو بات چلائی جائے) کیونکہ قریش کی عورتوں میں وہ سب سے زیادہ حسین لڑکی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ (میرا نکاح اس سے کیسے ہوسکتا ہے۔ وہ میرے دودھ شریک بھائی کی لڑکی ہے) کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حمزہ میرے دودھ شریک بھائی ہیں۔ اور اللہ جل شانہ نے نسب کی وجہ سے جو رشتے حرام قرار دیئے ہیں وہ رضاعت کی وجہ سے بھی حرام قرار دیئے ہیں (حمزہ رضی اللہ عنہ گو چچا ہیں اور چچا کی لڑکی سے درست ہے لیکن چچا کے ہوتے ہوئے چونکہ وہ دودھ شریک بھائی بھی ہیں اس لئے ان کی لڑکی سے نکاح نہیں ہوسکتا۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ جَاءَ عَمِّيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَاسْتَاْذَنَ عَلَيَّ فَاَبَيْتُ اَنْ آذَنَ لَهُ حَتّٰى اَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ اِنَّهُ عَمُّكِ فَاْذَنِيْ لَهُ قَالَتْ فَقُلْتُ لَهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا اَرْضَعَتْنِيْ الْمَرْءَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم اِنَّهُ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ وَذٰلِكَ بَعْدَمَا ضُرِبَ عَلَيْنَا الْحِجَابُ. (رواه البخاری ومسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا واقعہ بیان فرمایا کہ میرے رضاعی چچا (افلح نامی) نے پردہ کے احکام نازل ہونے کے بعد میرے پاس اندر آنے کی اجازت چاہی (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابوالقعیس کی بیوی کا دودھ پیا تھا جس کی وجہ سے ابوالقعیس ان کے دودھ کے رشتہ سے والد ہوگئے اور ان کے بھائی افلح اسی رشتہ سے چچا ہوگئے) جب انہوں نے اجازت چاہی تو میں نے اندر آنے کی اجازت نہ دی اور کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کئے بغیر اجازت نہ دوں گی۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم زنان خانہ میں تشریف لائے تو میں نے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا (ہاں) وہ تمہارا دودھ کے رشتہ کا چچا ہے اسے اندر آنے کی اجازت دے دو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے تو عورت نے دودھ پلایا ہے (اس کی بہن خالہ بن جائے تو یہ سمجھ میں آتا ہے) مجھے مرد نے تو دودھ نہیں پلایا (اس عورت کے شوہر نے) مجھے دودھ پلایا ہوتا تو اس کا بھائی میرا چچا بن جاتا) آپ نے فرمایا بلاشبہ وہ تمہارا چچا ہے وہ تمہارے پاس اندر گھر میں آسکتا ہے (کیونکہ جس مرد کی

وجہ سے دودھ اترا وہ باپ ہوگیا اور اس کا بھائی دودھ پینے والے بچہ کا چچا ہوگیا) (مشکوٰۃ ص ۲۷۳ عن البخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم نَهٰى اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْءَ ةُ عَلٰى عَمَّتِهَا اَوِالعَمَّةُ عَلٰى بِنْتِ اَخِيْهَا وَالْمَرْءَ ةُ عَلٰى خَالَتِهَا اَوِالْخَالَةُ عَلٰى بِنْتِ اُخْتِهَا لاَ تُنْكَحُ الصُّغْرٰى عَلَى الْكُبْرٰى وَلا الْكُبْرٰى عَلَى الصُّغْرٰى.

(رواه الترمذی و ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی عورت کا نکاح ایسے مرد سے نہ کیا جائے جس کے نکاح میں پہلے سے اس عورت کی پھوپھی ہو اور اس سے بھی منع فرمایا کہ کسی عورت کا نکاح ایسے مرد سے کیا جائے جس کے نکاح میں پہلے سے اس عورت کے بھائی کی لڑکی ہو (اسی طرح) اس سے بھی منع فرمایا کہ کسی عورت کا نکاح ایسے مرد سے کیا جائے جسکے نکاح میں پہلے اس عورت کی خالہ ہو اور اس سے بھی منع فرمایا کہ ایسے مرد سے کسی عورت کا نکاح کیا جائے جس کے نکاح میں پہلے سے بھی اس عورت کی بہن کی لڑکی ہو۔ کسی مرد کے نکاح میں بڑی (یعنی پھوپھی یا خالہ) کے ہوتے ہوئے چھوٹی (یعنی بھتیجی اور بھانجی) کا نکاح اس مرد سے نہ کیا جائے کسی مرد کے نکاح میں چھوٹی (یعنی بھتیجی یا بھانجی) کے ہوتے ہوئے بڑی (یعنی پھوپھی اور خالہ) کا نکاح اس مرد سے نہ کیا جائے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۷۴ بحوالہ ترمذی وابوداؤد)

تشریح: شریعت مطہرہ نے نکاح کے بارے میں بہت سے احکام بتائے ہیں ان احکام میں یہ تفصیلات بھی ہیں کہ کون سی عورت کس مرد کے لئے حلال ہے اور کون سا مرد کس عورت کے لئے حلال ہے۔ ہر مسلمان کو ان تفصیلات کا جاننا ضروری ہے۔ قرآن مجید میں سورہ نساء کے چوتھے رکوع میں یہ احکام مذکور ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان احکامات کی تشریح کی ہے اور تفصیلات بتائی ہیں۔ شریعت نے انسان کو حلال وحرام کا پابند بنایا ہے۔ جیسے کھانے پینے میں ہر چیز کھانے پینے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ ایسے ہی شادی کرنے میں آزادی نہیں بلکہ اس کے بارے میں حلال وحرام کی تفصیلات سے آگاہ فرمایا اور قوانین کا پابند بنایا بعض لوگوں کو یہ قوانین ناگوار معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن وہ یہ نہیں سمجھتے کہ روک ٹوک شرافت کی دلیل ہے۔ جانور غیر مکلّف ہیں بے عقل ہیں، جہاں چاہتے ہیں منہ مارتے ہیں جیسے چاہیں خواہش پوری کر لیتے ہیں۔ اگر انسان کو بھی کھلی چھٹی مل جائے تو وہ انسان کہاں رہے گا۔ وہ تو جانور بلکہ جانور سے بھی بدتر ہو جائے گا۔

کونسی عورت کس کے لئے حرام ہے اس کے تفصیلی قوانین کی بنیاد چھ چیزوں پر ہے۔ (۱)۔ نسبی قرابت (۲)۔ دودھ کا رشتہ (۳)۔ سسرالی رشتہ (اس رشتے کی وجہ سے جو حرمت ہوتی ہے اسے حرمت مصاہرت کہتے ہیں) (۴)۔ کسی عورت کا دوسرے مرد کے نکاح یا اس کی عدت میں مشغول ہونا۔ (۵)۔ کسی مرد کے نکاح میں پہلے سے کسی عورت کا ہونا۔ (۶) تعداد مقررہ سے زیادہ نکاح کرنا۔ ان باتوں کی تفصیلات قدرے ذکر کی جاتی ہیں۔

دُعا کیجئے

اے اللہ! ہم آپ سے اپنے دین میں، دنیا میں اور اہل وعیال میں معافی اور امن کا سوال کرتے ہیں۔

نسبتی قرابت کے رشتے

وَعَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ھَلْ لَکَ فِیْ بِنْتِ عَمِّکَ حَمْزَۃَ فَاِنَّھَا اَجْمَلُ فَتَاۃٍ فِیْ قُرَیْشٍ فَقَالَ لَہٗ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ حَمْزَۃَ اَخِیْ مِنَ الرَّضَاعَۃِ وَاَنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ مِنَ الرَّضَاعَۃِ مَاحَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ کو اپنے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی سے نکاح کرنے کی رغبت ہے۔ (رغبت ہو تو بات چلائی جائے) کیونکہ قریش کی عورتوں میں وہ سب سے زیادہ حسین لڑکی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ (میرا نکاح اس سے کیسے ہوسکتا ہے۔ وہ میرے دودھ شریک بھائی کی لڑکی ہے) کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حمزہ میرے دودھ شریک بھائی ہیں۔ اور اللہ جل شانہ نے نسب کی وجہ سے جو رشتے حرام قرار دیئے ہیں وہ رضاعت کی وجہ سے بھی حرام قرار دیئے ہیں (حمزہ رضی اللہ عنہ گو چچا ہیں اور چچا کی لڑکی سے درست ہے لیکن چچا کے ہوتے ہوئے چونکہ وہ دودھ شریک بھائی بھی ہیں اس لئے ان کی لڑکی سے نکاح نہیں ہوسکتا۔

اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد سے اور ماں باپ، دادا، دادی یا نانا، نانی سے نکاح کرنا درست نہیں اور بہن بھائی کا بھی آپس میں نکاح نہیں ہوسکتا، خواہ حقیقی بہن بھائی ہوں خواہ باپ شریک ہوں، خواہ ماں شریک۔ چچا بھتیجی کا اور ماموں بھانجی کا بھی آپس میں نہیں ہوسکتا، نیز پھوپھی بھتیجے اور خالہ بھانجے کا بھی آپس میں نکاح درست نہیں۔

دودھ کے رشتے

دودھ کے رشتے کی وجہ سے بھی آپس میں نکاح حرام ہو جاتا ہے خالہ زاد بھائی سے اور چچا اور پھوپھی کے لڑکے سے نکاح درست ہے۔ لیکن اگر کسی لڑکے اور لڑکی نے دودھ پینے کے زمانہ میں (یعنی دو سال کی عمر کے اندر) کسی اور عورت کا دودھ پی لیا تو یہ دونوں آپس میں دودھ شریک بہن بھائی ہوگئے۔ اب آپس میں ان کا نکاح نہیں ہوسکتا جب لڑکے نے کسی عورت کا دودھ پیا ہے وہ اس عورت کی کسی بھی لڑکی سے نکاح نہیں کرسکتا اگرچہ ایک ساتھ دودھ نہ پیا ہو۔ نیز دودھ پینے والا اس عورت کی بہن سے نکاح نہیں کرسکتا۔ جس کا دودھ پیا ہو' کیونکہ وہ اس کی خالہ ہوگئی۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو نکاح نسبتی قرابت کی وجہ سے حرام ہے دودھ کے رشتے سے بھی حرام ہو جاتے ہیں۔ اس سے چند صورتیں مستثنیٰ ہیں۔ جو فقہ کی کتابوں میں لکھی گئی ہیں۔

پیچھے ایک حدیث میں بھی یہی مضمون بتایا گیا ہے کہ جس طرح نسبتی قرابت کے رشتے سے نسبی ماں بیٹا اور بہن بھائی اور خالہ بھانجہ اور ماموں بھانجی اور چچا بھتیجی اور پھوپھی اور بھتیجا آپس میں محرم قرار دیئے گئے ہیں (کہ ایک دوسرے کے ساتھ سفر میں جاسکتے ہیں) اسی طرح دودھ کے رشتے کی وجہ سے دودھ پلانے والی عورت اور اس کی اولاد اس کی بہن اور اس کا بھائی اور اس کے ماں باپ دودھ پینے والے بچے کے لئے

(لڑکا ہو یا لڑکی) محرم بن جاتے ہیں حتیٰ کہ جس کی بیوی کا دودھ پیا ہے اس کا بھائی دودھ پینے والے بچہ کا چچا ہو کر محرم بن جاتا ہے۔ محرم وہ ہے جس سے کبھی نکاح درست نہیں۔ عورت کا داماد اور عورت کے شوہر کا باپ بھی محرم ہو جاتا ہے کیونکہ اس سے بھی نکاح درست نہیں ہے۔ محرم بن جانے کی وجہ سے ایک ساتھ سفر میں جانا اور بلا پردہ آمنے سامنے آجانا جائز ہو جاتا ہے۔

جس محرم سے اطمینان نہ ہو اس کیساتھ سفر اور خلوت درست نہیں

ہاں اگر کوئی محرم فاسق و فاجر ہے اس کی جانب سے اطمینان نہیں ہے بلکہ شرارت نفس کا اندیشہ (جیسا کہ آج کل واقعات ہوتے رہتے ہیں) تو ایسے محرم سے احتیاط لازم ہے، اس کے ساتھ سفر کرنا یا تنہائی میں رہنا جائز نہیں اور ۴۸ میل کا سفر کرنا بلا محرم کے درست نہیں ہے خواہ سفر دینی ضرورت سے ہو (مثلاً سفر حج) یا دنیاوی ضرورت سے (جیسے میکہ جانا یا سسرال پہنچنا) یہ ممانعت بہر حال ہے پیدل سفر کرے یا ہوائی جہاز سے یا ریل سے یا موٹر کار سے، جس محرم کے ساتھ سفر میں جائے اس کا صالح ہونا ضروری ہے جس سے اطمینان ہو کہ کوئی خراب عمل نہ کرے گا اور خراب خیال سے نہ چھوئے گا اگر ایسا محرم ہو تو اس کے ساتھ سفر کرنا درست ہے۔

نامحرم کے ساتھ سفر اور خلوت گناہ ہے

بہت سی عورتیں بغیر محرم کے سفر حج یا عمرہ کے لئے روانہ ہو جاتی ہیں جو گناہگار ہوتی ہیں، نامحرم کیسا ہی متقی اور پرہیز گار ہو اس کے ساتھ حج و عمرہ کے لئے جانا گناہ ہے، مسلمان آدمی کو طبیعت پر نہیں شریعت پر چلنا لازم ہے۔ بہت سی عورتیں خالہ زاد، ماموں زاد، چچا زاد، پھوپھی زاد کے ساتھ سفر میں چلی جاتی ہیں اور ان سے پردہ بھی نہیں کرتی ہیں اور ان کے ساتھ تنہائی میں وقت گزارتی ہیں یہ سخت گناہ ہے۔

حرمت مصاہرت

کسی مرد کا کسی عورت سے یا کسی عورت کا کسی مرد سے نکاح ہو جانے کی وجہ سے جو حرمت ہو جاتی ہے اسے حرمت مصاہرت کہا جاتا ہے۔ مثلاً جب کوئی مرد کسی عورت سے نکاح کر لے تو اب اس عورت کی والدہ سے نکاح نہیں کر سکتا۔ اسی طرح یہ عورت اس مرد کے کسی بھی لڑکے سے نکاح نہیں کر سکتی، کسی عورت کا اس کے شوہر کے باپ سے نکاح نہیں ہو سکتا، پہلے شوہر کی لڑکیاں اگر کوئی عورت ساتھ لے آئی تو اس کا نیا شوہر ان لڑکیوں میں سے کسی سے بھی نکاح نہیں کر سکتا۔ بشرطیکہ ان لڑکیوں کی والدہ اور نئے شوہر کے درمیان شوہر اور بیوی والا کام ہو چکا ہو اور اگر ان کی والدہ کو صرف نکاح کر کے طلاق دے دی تو ان میں سے کسی بھی لڑکی سے نکاح ہو سکتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ .... وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ.

میں نے یہی مسائل بتائے ہیں۔ اگر کوئی مرد کسی عورت سے زنا کر لے تو اس سے بھی حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے۔ جس عورت سے زنا کرے اب اس عورت کی والدہ سے اور اس کی لڑکی سے نکاح نہیں ہو سکتا۔

دُعا کیجئے

اے اللہ! ہم آپ سے اپنے دین میں، دنیا میں اور اہل و عیال میں معافی اور امن کا سوال کرتے ہیں۔

حرمت مصاہرت سے متعلق چند کوتاہیاں

وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم هَلْ لَّكَ فِيْ بِنْتِ عَمِّكَ حَمْزَةَ فَاِنَّهَا اَجْمَلُ فَتَاةٍ فِيْ قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهٗ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ حَمْزَةَ اَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَاَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَاحَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ. (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ کو اپنے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی سے نکاح کرنے کی رغبت ہے۔ (رغبت ہو تو بات چلائی جائے) کیونکہ قریش کی عورتوں میں وہ سب سے زیادہ حسین لڑکی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ (میرا نکاح اس سے کیسے ہوسکتا ہے۔ وہ میرے دودھ شریک بھائی کی لڑکی ہے) کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حمزہ میرے دودھ شریک بھائی ہیں۔ اور اللہ جل شانہ نے نسب کی وجہ سے جو رشتے حرام قرار دیئے ہیں وہ رضاعت کی وجہ سے بھی حرام قرار دیئے ہیں (حمزہ رضی اللہ عنہ گو چچا ہیں اور چچا کی لڑکی سے درست ہے لیکن چچا کے ہوتے ہوئے چونکہ وہ دودھ شریک بھائی بھی ہیں اس لئے ان کی لڑکی سے نکاح نہیں ہوسکتا۔

حرمت مصاہرت (رشتۂ دامادی) کے متعلق بعض واقعات میں بعضے لوگ ایک عورت سے ایک مدت تک ناجائز تعلق رکھتے ہیں، جب وہ دل سے اتر جاتی ہے اور اس درمیان اس کی کوئی لڑکی سیانی ہو جاتی ہے اس کی طرف میلان ہوتا ہے اور اپنے نزدیک گناہ سے بچتے ہیں کہ اس لڑکی سے نکاح کر لیتے ہیں حالانکہ حرمت مصاہرت کے قاعدے سے اس شخص پر اطلاق مدلول:

وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ. (النساء:۲۳)

اور تمہاری بیویوں کی بیٹیاں جو کہ تمہاری پرورش میں رہتی ہیں ان بیویوں سے کہ جن کے ساتھ تم نے صحبت کی ہو۔

میں داخل ہونے سے حرام ہے اور بعضے دونوں ماں بیٹی کو استعمال میں رکھتے ہیں حالانکہ بیٹی سے منقطع (علیحدہ) ہونے کے بعد اس کی ماں سے نکاح حرام ہوگیا، اور بلا نکاح تو دو حرمتیں جمع ہوگئیں، ایک وطی بلا نکاح (بغیر نکاح کے ہم بستری) دوسری "امھات نساء کم" سے انتفاع۔

بیوی کی ماں یا بیٹی پر شہوت سے ہاتھ پڑ جانے سے بیوی حرام ہو جاتی ہے

بعضے عمداً تو اسباب حرمت کے مرتکب نہیں ہوتے مگر احیاناً غلطی سے بیوی کے دھوکہ میں اس بیوی کی ماں پر اس بیوی کی بیٹی پر شہوت سے ہاتھ پڑ جاتا اور بعد تنبہ کے فوراً دست کش ہو جاتا ہے کہ عمداً (جان بوجھ کر) تو اس فعل کا ارتکاب نہیں کیا گیا۔

مذکورہ حرمت کا مدار سزا نہیں بلکہ اس فعل کا خاصہ ہے

سو یہ کلام کرنا غلطی ہے، اس حرمت کا مدار سزا نہیں ہے جو یہ سوال کیا جائے، جس طرح بعض اعیان (چیزوں) میں بعض خواص ایسے ہوتے ہیں کہ بلاقصد (بغیر ارادہ) کے بھی ان کے

تناول سے وہ خواص ظاہر ہوتے ہیں، جیسے سنکھیا کھانے سے ہلاک ہو جانا اور اس کو اطباء اور کبھی بعض عوام بھی جانتے ہیں اسی طرح بعض افعال میں بھی بعض خواص ایسے ہوتے ہیں کہ بلا قصد ان کے صدور سے وہ خواص واقع ہوتے ہیں اور اس کو شارع علیہ السلام اور ماہران شریعت بارشاد جانتے ہیں، پس ان اسباب حرمت مصاہرت میں یہ خاص اسی قبیل (قسم) کا ہے، البتہ جو مضار (نقصانات) بعض افعال کے واقع ہوں گے وہ سزا ہیں، وہ قصد وعمد (جان بوجھ کر اور ارادہ کے ساتھ کرنے) پر موقوف ہیں۔

بہو پر براہ شرارت ہاتھ ڈالنے سے وہ اپنے بیٹے پر بھی حرام ہو جائے گی

اسی طرح بعض ایسے ہی دھوکہ میں یا براہ شرارت کوئی شخص اپنے بیٹے کی بیوی پر ہاتھ ڈال دیتا ہے تو یہ بیوی اپنے شوہر پر یعنی اس شخص کے بیٹے پر حرام ہو جاتی ہے، اس میں عوام کو پہلے ہی سے زیادہ کلام ہوتا ہے کہ پہلی صورت میں تو جس شخص پر حرمت ہو جاتی ہے اس کی اتنی کوتاہی تو تھی کہ اس نے تحقیق کرنے میں بے احتیاطی کی، مگر یہاں جس شخص پر حرمت ہوئی ہے اس بیچارے کی کیا خطا اور اس کا کیا دخل جو اس پر سختی کی گئی، اس کا جواب بھی اوپر کی تقریر سے ہو چکا ہے کہ یہ سزا نہیں، اس فعل کے خاصہ کا ظہور ہے اور خاصہ ہونا دلیل شرعی سے ثابت ہے اور گو یہ مسئلہ حرمت مصاہرت بدون النکاح کا مجتہدین میں مختلف فیہ ہے۔

کسی مسئلہ میں محض نفس پرستی کیلئے کسی دوسرے امام کی تقلید دین سے مذاق ہے

مگر جو شخص ایسے مجتہد کی تقلید کا التزام کئے ہوئے ہو جو حرمت کے قائل ہوں اس شخص کا محض اتباع ہوی (صرف نفسانی خواہش کی پیروی) سے اس حرمت پر عمل نہ کرنا نفس پرستی ولعب فی الدین (دین کو کھیل بنانا) ہے اور اس مسئلہ میں کچھ شرائط وتفاصیل بھی ہیں جن کا محل کتب فقہ ہیں ان سے یا علماء سے وقوع حوادث کے وقت تحقیق کرنا ضروری ہے تاکہ حرمت کی جگہ حلت اور حلت کی جگہ حرمت نہ سمجھا جائے کہ اول میں حقوق شرع کا اتلاف (ضیاع) اور دوسری میں حقوق زوجہ کا اتلاف ہے۔

بلا قصد بھی حرمت مصاہرت ہو جاتی ہے

اور چونکہ یہ مسئلہ بہت نازک ہے اور بعض صورتوں میں بلا قصد بھی حرمت ہو جاتی ہے۔

بیوی سے مباشرت سے قبل سخت احتیاط کی ضرورت ہے

اس لئے اس کی احتیاط کا بہت ہی اہتمام رکھے۔ یعنی اول تو جہاں بیوی سوتی ہو اس کی ماں یا بیٹی وہاں نہ ہونا چاہئے۔ اسی طرح وہاں اپنے بیٹے کی بیوی یا باپ کی بیوی نہ ہونا چاہئے اور اگر کسی ضرورت سے ایسا ہو تو جب تک بیوی کو پکار کر اس کی آواز نہ سن لے اور خوب پہچان نہ لے اس کو ہاتھ نہ لگائے۔

اسی طرح ان مذکورہ عورتوں کے ہاتھ سے اگر کوئی چیز لے تو اس کا بہت خیال رکھے کہ اس کے ہاتھ کو ان کا ہاتھ نہ لگ جائے، نفس کا کیا اعتبار، اگر ہاتھ لگنے کے وقت مرد کے دل میں یا عورت کے دل میں شہوت کا اثر ہو گیا تو حرمت مصاہرت کا طوق (پٹہ) پڑ گیا۔ پھر بعض اوقات تو ایک کو دوسرے کی کیا خبر کہ اس وقت اس کے نفس میں کیا کیفیت تھی؟ جب خبر ہی نہیں تو حرمت پر عمل کیسے کرے گا؟ اور اگر اپنے نفس کی خبر بھی ہو گئی تو دنیا کے شرم یا خوف سے زبان سے نکالنا مشکل، تو تمام عمر ارتکاب حرام، یا یہ شخص مباشر یا مسبب (یعنی خود کرنے والا یا

سبب بننے والا ہو گیا) کتنی مصائب جمع ہو گئیں۔

۴۔ عدت والی عورت کے نکاح کا حکم

کسی عورت کا کسی مرد کے نکاح یا اس کی عدت میں مشغول ہونا بھی حرمت نکاح کا باعث بن جاتا ہے۔ ایک مرد کے نکاح میں دو یا تین یا چار عورتیں تو رہ سکتی ہے مگر ایک عورت دو مردوں کے نکاح میں نہیں رہ سکتی۔ جب ایک عورت سے کسی نے نکاح کر لیا تو اس عورت کا نکاح دوسرے مرد سے اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس مرد کے نکاح سے بالکل نہ نکل جائے۔ لفظ بالکل اس لئے استعمال کیا کہ شوہر کے مر جانے یا طلاق بائن یا طلاق مغلظ دے دینے سے گو رجوع کا حق ختم ہو جاتا ہے مگر دوسرے مرد سے نکاح کرنے کی اجازت عورت کو جب ہوتی ہے جب عدت گزر جائے' عدت کے احکام آگے بیان ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں والمحصنت من النساء۔ فرما کر یہی بات بتائی ہے کہ جو عورت کسی کے نکاح میں ہو اس کا نکاح دوسرے مرد سے نہیں ہو سکتا۔

نکاح میں کون سی عورتیں جمع نہیں ہو سکتیں

کسی مرد کے نکاح میں پہلے سے کسی عورت کا ہونا بھی بعض دوسری عورتوں سے نکاح کرنے کے لئے مانع ہو جاتا ہے' مثلاً کسی شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا تو اب جب تک یہ عورت اس کے نکاح میں رہے بلکہ اگر اس نے طلاق دے دی تو طلاق کے بعد جب تک عدت کے اندر رہے گی اس عورت کی بہن سے اس کا نکاح نہیں ہو سکتا' اگر نکاح کر لیا تو شرعاً اس نکاح کا کوئی اعتبار نہیں قرآن مجید میں (وان تجمعوا بین الاختین) فرما کر یہی مسئلہ بتایا گیا ہے۔ جس طرح دو بہنیں آپس میں ایک مرد کے نکاح میں جمع نہیں ہو سکتی ہیں اسی طرح پھوپھی' بھتیجی اور خالہ بھانجی بھی ایک مرد کے نکاح میں نہیں رہ سکتی ہیں۔ اگر کوئی عورت کسی مرد کے نکاح میں ہو تو جب تک یہ اس مرد کے نکاح میں رہے گی اس کی بہن اور اس کی خالہ سے اور بھانجی سے پھوپھی سے اور بھتیجی سے اس مرد کا نکاح درست نہیں ہو گا' اگر نکاح کر لیا تو شرعاً معتبر نہ ہو گا، نیز ان میں سے اگر ایک کو طلاق دے دی تو دوسری سے نکاح اس وقت تک درست نہ ہو گا جب تک کہ طلاق پانے والی عورت کی عدت نہ گزر جائے۔

مرد کیلئے مقررہ تعداد سے زائد نکاح درست نہیں

مرد کے لئے شریعت نے بیویوں کی تعداد مقرر کی ہے' بیک وقت چار عورتوں سے ایک مرد کو نکاح کرنا درست ہے مگر اس کی اجازت اس وقت ہے جب کہ ہر بیوی کے حقوق شریعت کے مطابق برابری کے ساتھ ادا کرے۔ بیک وقت چار عورتوں سے زیادہ کوئی مرد نکاح نہیں کر سکتا حتیٰ کہ اگر چار میں سے چوتھی کو طلاق دے دی تو جب تک اس کی عدت نہ گزر جائے اس کے بدلہ پانچویں عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ غیلان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں قبول اسلام سے پہلے دس بیویاں تھیں جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو سب بیویاں بھی مسلمان ہو گئیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ چار کو رکھ لو باقی چھوڑ دو۔ (مشکوۃ)

یہ سب نکاح چونکہ زمانہ جاہلیت میں ہوئے تھے اس لئے ایسا فیصلہ صادر فرمایا مسلمان ہوتے ہوئے کوئی شخص اگر چار عورتیں نکاح میں ہوتے ہوئے پانچویں سے نکاح کر لے تو پانچواں نکاح منعقد ہی نہ ہو گا۔

دُعا کیجئے: اے اللہ! ہم آپ سے اپنے دین میں' دنیا میں اور اہل وعیال میں معافی اور امن کا سوال کرتے ہیں۔

دودھ کا رشتہ دو سال کی عمر میں دودھ پینے سے ثابت ہے

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم دَخَلَ عَلَيْهَا وَ عِنْدَهَا رَجُلٌ فَكَاَنَّهٗ كَرِهَ ذٰلِكَ فَقَالَتْ اِنَّهٗ اَخِيْ فَقَالَ انْظُرْ نَ مِنْ اِخْوَانِكُنَّ فَاِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ. (رواه البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم زنان خانہ میں تشریف لائے اس وقت میرے پاس ایک آدمی تھا' میں نے ایسا محسوس کیا کہ اس کا گھر میں ہونا آپ کو ناگوار ہوا میں نے (دل کا خلجان دور کرنے کے لئے) عرض کیا کہ یہ شخص میرا (دودھ شریک) بھائی ہے (اس لئے اندر بلالیا ہے) یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ اچھی طرح خیال کرلو کہ تمہارے دودھ شریک بھائی کون لوگ ہیں کیونکہ شرعی رضاعت (دودھ سے آجانے والی حرمت) اس وقت مؤثر ہوتی ہے جب کہ بھوک کی وجہ سے ہو۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ شرعاً دودھ پلانے کا زمانہ مقرر ہے یعنی دو سال کی عمر کے اندر اندر بچہ اور بچی کو دودھ پلایا جاسکتا ہے' اس عمر میں جس نے دودھ پیا اس کا دودھ پینا حرمت رضاعت کا سبب ہے اس کے بعد دودھ پلانا ہی حرام ہے اور اگر کسی نے اس عمر کے بعد کسی عورت کا دودھ پی لیا ہے تو اس سے وہ کسی کا نہ محرم بنے گا نہ اس عورت کی ماں' بہن اور اولاد سے اس کا نکاح حرام ہوگا۔ چونکہ دودھ سے حرمت ثابت ہوتی ہے' اس لئے عورتوں پر بہت احتیاط لازم ہے۔ اپنی اولاد کے سوا بلا ضرورت دوسروں کے بچوں کو دودھ نہ پلائیں۔

فائدہ: بچہ یا بچی کی عمر چاند کے حساب سے دو سال پورے ہونے کے اندر اندر جو کسی عورت کا دودھ پلادیا جائے تو سب اماموں کے نزدیک حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ یعنی اس کی وجہ سے وہ سب رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو دودھ کی وجہ سے حرام ہیں' البتہ حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اڑھائی سال کے اندر اندر دودھ پلانے سے بھی حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ احتیاط کا تقاضا ہے کہ امام صاحب کے قول پر عمل کیا جائے دو سال پورے ہو جائیں تو کسی بچہ یا بچی کو دودھ ہرگز نہ پلائیں لیکن اگر کسی نے پلانے کی غلطی کر دی تو اڑھائی سال کے اندر جو دودھ پلایا ہو اس کی حرمت رضاع میں مؤثر مانا جائے۔ البتہ اس کے بعد جو دودھ دیا ہو حرمت رضاع میں اس کا کوئی اعتبار نہ ہوگا اور اس کی وجہ سے رشتے حرام نہ ہوں گے۔

کسی مرد سے نکاح کرنے کے لئے اسکی پہلی بیوی کو طلاق نہ دلائیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی عورت اپنی بہن کو طلاق کا سوال نہ کرے تا کہ اس کے پیالہ کو خالی کردے اور چاہئے کہ اپنا نکاح (کسی دوسرے مسلمان مرد سے) کرلے۔ کیونکہ جو اس کی

تقدیر میں ہے وہ ضرور اس کو ملے گا۔ (مشکوۃ المصابیح)

تشریح: اس حدیث میں بھی اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ کوئی کسی کا برا نہ چاہے، جب کوئی کسی کو نکاح کا پیغام دے تو اسے اپنی صوابدید کے مطابق ہاں یا نہ کا جواب دے دینا چاہئے۔ اگر اس مرد کے نکاح میں پہلے سے کوئی عورت ہو تو اپنا نکاح کرنے کے لئے پہلی بیوی کو طلاق دینے کی شرط نہ لگائے تاکہ شوہر سے جو کچھ اس کو ملتا ہے اس سے اس کا پیالہ خالی کردے یعنی اسے محروم کر کے خود اس منفعت کو اپنے لئے مخصوص کر لے بعض علماء نے اس حدیث کا یہ مطلب بھی بتایا ہے کہ جب دو عورتیں کسی مرد کے نکاح میں ہوں تو کوئی سوتن شوہر سے اپنی سوتن کو طلاق کا سوال نہ کرے تاکہ اسے طلاق ہو جائے تو وہ دوسری جگہ نکاح کر لے اور طلاق کا تقاضا کرنے والی تنہا شوہر پر قبضہ کر کے بیٹھ جائے اور شوہر سے جو منافع حاصل ہوتے ہیں ان سب سے دوسری کو محروم کر کے اپنے لئے مخصوص کر لے۔ حدیث کے الفاظ میں اس معنی کی بھی گنجائش ہے۔

بہرحال یہ دونوں باتیں شریعت اسلامیہ کے خلاف ہیں یعنی جس مرد سے نکاح کرنا ہو اس کی پہلی بیوی کو طلاق دلانے کا تقاضا کرنا اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کے نکاح میں پہلے سے ہو یا بعد میں آ جائے اس کی طلاق کا سوال کرنا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اول تو بہن فرما کر رحمت اور شفقت کی طرف توجہ دلائی کہ جس عورت کی طلاق کا سوال کرو گی وہ بھی تو مسلمان ہوگی۔ اپنی اس مسلمان بہن کو اسکے شوہر کی شفقت سے کیوں محروم کرتی ہو، جبکہ تم اپنے لئے ایسا پسند نہیں کر سکتی ہو۔ مسلمان کی ایمانی ذمہ داریوں میں سے یہ بات بھی ہے کہ جو کچھ اپنے لئے پسند کرے وہ دوسرے مسلمان کیلئے بھی پسند کرے اور جو کچھ اپنے لئے ناپسند کرے وہ دوسرے مسلمان کیلئے بھی ناپسند کرے۔

کسی عورت کو اس کے شوہر سے الگ کرا کر اس کے شوہر سے نکاح کرنے کی کوشش جہاں اس کی ایذاء کا باعث ہے وہاں تقدیر سے آگے بڑھنے کے بھی مترادف ہے۔ ہر مرد عورت کے لئے مال اور رزق اور دیگر منافع مقدر ہیں۔ جو عورت چاہتی ہے کہ کسی عورت کو طلاق دلا کر اس کے شوہر سے نکاح کر لے اسے چاہئے کہ اس کے شوہر پر قبضہ کرنے کے بجائے کسی دوسرے مرد سے اپنا نکاح کر لے، ہزاروں مسلمان مرد موجود ہیں جو تقدیر میں ہیں وہ اس کے پاس بھی ملے گا اور اس کے پاس بھی۔

آج کل عورتوں میں یہ مرض بہت زیادہ ہے ایسے ایسے واقعات سنے ہیں کہ بہن نے بہنوئی سے نکاح کرنے کا فیصلہ کر لیا اور اپنی حقیقی بہن کو طلاق دینے پر بہنوئی کو آمادہ کر کے طلاق دلا دی اور اسے خود اپنا شوہر بنا کر بیٹھ گئی۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! ہمارے پاس اور کوئی سرمایہ نہیں، کوئی وسیلہ نہیں اقرار جرم کرتے ہیں آپ کے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کر کے آپ کی رحمت کے طلب گار ہیں۔

یا اللہ! اس ماہ کا ایک ایک لمحہ ایک ایک سانس ہمارے لئے باعث رحمت بنا دیجئے۔

یا اللہ! ہمیں ہر خطا و عصیان سے محفوظ رکھئے ہر تقصیر و کوتاہی سے محفوظ رکھئے۔

کسی عورت کواس کے شوہر کے خلاف اکسانا گناہ ہے

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم لَیْسَ مِنَّا مَنْ خَبَّبَ امْرَأَةً عَلٰی زَوْجِهَا اَوْعَبْدًا عَلٰی سَیِّدِهٖ (مشکوۃ المصابیح ص ۲۸۲ بحواله ابو داؤد)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص ہم میں سے (یعنی جماعت مسلمین میں سے) نہیں ہے جو کسی عورت کو فریب دے کر شوہر کی مخالف بنادے یا کسی غلام کو دھوکہ دے کر اسے آقا کا مخالف بنادے۔

تشریح: اس حدیث میں اس بات کی نصیحت فرمائی ہے کہ کوئی مرد وعورت کسی عورت کو ورغلا کر اور سمجھا بجھا کر اس کے شوہر کی مخالفت پر آمادہ نہ کردے اگر کوئی ایسی حرکت کرے گا تو وہ ایسا سخت مجرم ہوگا کہ اس کے بارے میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ہماری امت سے نہیں ہے۔ بہت سے مرد وعورت اس میں مزہ لیتے ہیں کہ کسی کا گھر بگاڑ دیں۔ شوہر کو بیوی میں کوئی رنجش ہوگئی اور کسی نے شوہر کو چڑھایا کسی نے بیوی کو اکسایا اور دونوں میں صلح کرانے کے بجائے معمولی سی رنجش کا ناقابل عبور سمندر بنادیا تو ایسے لوگوں کی حرکت بد سے میاں بیوی قریب تر آنے کے بجائے دور ہوتے چلے جائیں گے۔ ایسی حرکت کرنے والی اجنبی ہی نہیں ہوتے بلکہ فریقین کے رشتہ دار ہی ایسا کام زیادہ کرتے ہیں۔ بہت سے ماں باپ یا بہن بھائی یا مرد کو اس کی بیوی کے خلاف ابھار دیتے ہیں۔ عورت کی ماں بہن یا محلّہ کی عورتیں عورت کو شوہر کے خلاف ابھارتی ہیں۔ دیکھ تجھے ایسا ایسا کہا ہے، تو کوئی گرے پڑے گھر کی تھوڑی ہی ہے جو ایسی باتیں سنے گی۔ تیرا زیور بھی بیچ کھایا اور تجھے زیور کی ایک کیل بھی بنا کر نہیں دی۔ کپڑے بھی وہیں تیرے ماں باپ کے گھر کے چل رہے ہیں، کیسے شوہر کے پلے بندھی ہے، ان باتوں سے اس کا دل کھٹا ہوجاتا ہے، شوہر سے لڑتی رہتی ہے وہ بھی بری طرح پیش آتا ہے اور بدمزگی بڑھتے بڑھتے طلاق تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

جب طلاق ہوجاتی ہے تو اب شوہر بھی دوسری شادی کے لئے پریشان ہے مگر کسی جگہ شادی کا موقع نہیں لگتا اور بیوی کے اقربا واولیاء بھی چاہتے ہیں کہ کہیں رشتہ ہوجائے مگر لوگ اس کو اس لئے قبول نہیں کرتے کہ اسے طلاق ہوچکی ہے عادت و خصلت خراب ہوگی تب ہی تو ایسا ہوا۔ بہرحال جن کا گھر بگڑا وہ مصیبت جھیلتے ہیں اور یہ بھڑکانے والے اور اکسانے والے تماشہ دیکھتے ہیں۔ شیطان اپنی حرکتیں انسانوں سے بھی کرالیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ شیطان کے کاموں سے سب کو بچائے۔ آمین۔

دُعا کیجئے: یا اللہ! ہم کو اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندگی سے بچالیجئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لئے ہم پر اور تمام امت مسلمہ پر رحم فرمائیے آمین

بلا مجبوری کے طلاق کا سوال اٹھانے والی پر جنت حرام ہے

وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم اَیُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا مِّنْ غَیْرِ مَابَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَیْهَا رَآئِحَةُ الْجَنَّةِ. (رواه احمد والترمذی وابو داؤد وابن ماجة والدارمی)

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت بغیر کسی مجبوری کے اپنے شوہر سے طلاق کا سوال کرے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔

خلع کا مطالبہ کرنے والی عورتیں منافق ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شوہروں سے علیحدگی چاہنے والی اور خلع کا مطالبہ کرنے والی عورتیں نفاق والی عورتیں ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۸۲ بحوالہ نسائی)

تشریح: اللہ جل شانہ نے مردوں کو عورتوں کی طرف اور عورتوں کو مردوں کی طرف محتاج بنایا ہے۔ فطری طور پر بیاہ شادی کرنے پر مجبور ہیں۔ شریعت مطہرہ نے انسان کے فطری تقاضوں کو پامال نہیں کیا بلکہ ان کی رعایت رکھی ہے۔ اسلام نے زنا کو حرام قرار دیا ہے اس لئے نکاح کرنا شرعاً محمود اور مستحسن ہی نہیں بلکہ بعض حالات میں واجب ہے' کس عورت کا کس مرد سے نکاح ہوسکتا ہے اور کس سے نہیں ہوسکتا ہے شریعت نے اس کی تفصیل بتلا دی ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

نکاح زندگی بھر نباہنے کے لئے ہوتا ہے

ان تفصیلات کو سامنے رکھ کر جب کسی مسلمان مرد کا کسی عورت سے نکاح ہو جائے تو اس کے بعد زندگی بھر ایک دوسرے کو چاہنے اور نباہنے کی کوشش کرنی چاہئے' کبھی کبھار فریقین میں سے کسی کو طبعی طور پر ایک دوسرے کی جانب سے کچھ ناگواری ہو جائے تو نفس کو سمجھا بجھا کر درگزر کر دینا نباہنے کے لئے ایک امر ضروری ہے۔ مردوں کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی طرح سے سمجھایا ہے اور نباہنے کا حکم دیا ہے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ:

کوئی مرد کسی مومن عورت سے بغض نہ رکھے کیونکہ اگر اسکی کوئی خصلت ناگوار ہوگی تو دوسری خصلت پسند آ جائے گی۔ (رواہ مسلم)

اور عورتوں کو تعلیم دی ہے کہ طلاق کا سوال نہ اٹھائیں نباہنے کی کوشش کریں جب کہیں دو چار برتن ہوتے ہیں تو آپس میں کھٹکتے ضرور ہیں ایسے ہی جب دو آدمی ایک ساتھ رہتے ہیں تو کبھی کچھ نہ کچھ ناگواری کی صورت سامنے آ ہی جاتی ہے' اگر صبر نہ کیا جائے اور ناگواری کے سہنے کا مزاج نہ بنایا جائے تو آپس میں نباہ نہیں ہوسکتا اور آئے دن چھوٹ چھٹاؤ کا سوال ہوتا رہے گا' پھر طلاق کے بعد بچے ویران ہوں گے' ہر ایک کو اپنے لئے الگ الگ جوڑا تلاش کرنا ہوگا' بچے ماں سے یا باپ سے یا دونوں سے علیحدہ ہوں گے لہٰذا جہاں تک ممکن ہو زندگی بھر نباہ کرتے ہوئے چلتے رہنا چاہئے۔

بہت سی عورتیں مزاج کی تیز ہوتی ہیں، بات بات میں مرد سے لڑ پڑتی ہیں جو حقوق واجب نہیں ان کا شوہر سے مطالبہ کرتی ہیں وہ پورا نہیں کرتا تو منہ پھلاتی ہیں اور اکڑ کر بیٹھ جاتی ہیں، شوہر کی ناشکری کرتی رہتی ہیں، شوہر کوئی بات کہے تو طلاق کی بات سامنے لے آتی ہیں، عورتوں کے اسی مزاج کے پیش نظر شریعت نے عورت کو طلاق دینے کا اختیار نہیں دیا ورنہ ایک ایک دن کئی بار طلاق دیا کرتیں، نکاح طلاق دینے کے لئے نہیں ہوتا زندگی بھر نباہنے کے لئے ہوتا ہے مرد اگر طلاق دے دے تو طلاق ہو جاتی ہے لیکن طلاق دینا اسلام کے مزاج کے خلاف ہے۔

طلاق ناپسندیدہ چیز ہے

اسی لئے ایک حدیث میں آیا ہے کہ:

ابغض الحلال الی اللہ الطلاق. (ابوداؤد)

حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ بغض اور نفرت کی چیز طلاق ہے۔

جب نباہنا اسلام کا مزاج ٹھہرا تو عورت کی جانب سے طلاق کا سوال اٹھانا سراسر غیر اسلامی فعل ہوگا۔ اس لئے یہ ارشاد فرمایا کہ طلاق یا خلع کا مطالبہ کرنے والی عورتیں منافق ہیں۔

اسلام کے تقاضوں پر نہ چلنا اور اسلام کا مدعی ہونا یہ دوغلے پن کی بات ہے۔ منافق دوغلا ہوتا ہے اندر کچھ ظاہر کچھ اور سب سے بڑا منافق وہ ہے جو دل سے منافق ہو اور زبان سے اسلام کا مدعی ہو، لیکن جو شخص اسلام کا دعویدار ہے اور دل سے بھی دین اسلام کے حق ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے لیکن عمل میں ایمانی تقاضوں پر پورا نہیں اترتا اسے عمل کے اعتبار سے منافق کہا گیا ہے۔ حدیث شریف میں بہت سی خصلتوں کو منافقت کی خصلت بتایا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جس میں چار خصلتیں ہوں گی وہ خالص منافق ہوگا اور جس میں ان سے ایک خصلت ہو گی تو اس کے بارے میں کہا جائے گا کہ اس میں منافق کی ایک خصلت ہے جب تک اسے چھوڑ نہ دے وہ چار خصلتیں یہ ہیں۔

۱۔ جب اسکے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

۲۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

۳۔ جب عہد کرے تو غدر کرے۔

۴۔ جب جھگڑا کرے تو گالیاں دے۔ (بخاری ومسلم)

چونکہ یہ شخص عمل کے اعتبار سے ایمانی تقاضوں کو پامال کرتا ہے اور اس کا عمل ایمانی مطالبات کے خلاف ہے اس لئے اسے منافق کہا گیا، اسی طرح ایمان کا دعویٰ کرتے ہوئے عورت کی جانب سے طلاق کے سوال کو منافقت بتایا کیونکہ یہ بھی عمل کے اعتبار سے منافقت ہے۔

البتہ بعض مرتبہ ایسی مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں کہ نباہ کے راستے ہی ختم ہو جاتے ہیں گو ایسا کم ہوتا ہے لیکن اسلام نے اسکی بھی رعایت رکھی ہے، ایسے حالات میں مرد اگر طلاق دے دے یا عورت مانگے تو یہ وعیدیں شامل نہیں، اسلئے حدیث میں فرمایا کہ جو عورت بغیر کسی مجبوری کے طلاق کا سوال کرے تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے، مجبوری کی بہت سی صورتیں ہیں مثلاً یہ کہ شوہر دین پر چلنے نہیں دیتا، گناہوں پر مجبور کرتا ہے، بے جا مار کٹائی کرتا ہے یا ازدواجی حقوق ادا کرنے سے بالکل ہی معذور ہے اور اس کے درست ہونے کی کوئی امید نہیں، ان حالات میں شوہر سے طلاق لینے یا خلع کرنے یا بعض صورتوں میں مسلمان حاکم سے نکاح فسخ کرانے کی گنجائش ہے۔

دُعا کیجئے: یا اللہ! ہمارے پاس اور کوئی سرمایہ نہیں، کوئی وسیلہ نہیں اقرار جرم کرتے ہیں آپ کے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کر کے آپ کی رحمت کے طلب گار ہیں۔

بعض عورتیں ضد کر کے طلاق لیتی ہیں

وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَیُّمَا امْرَأَۃٍ سَأَلَتْ زَوْجَھَا طَلَاقًا مِنْ غَیْرِ مَابَاْسٍ فَحَرَامٌ عَلَیْھَا رَآئِحَۃُ الْجَنَّۃِ۔ (رواہ احمد)

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت بغیر کسی مجبوری کے اپنے شوہر سے طلاق کا سوال کرے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔

آج کل عورتیں شوہر کے ساتھ نباہ کرنے کا مزاج گویا ختم کر چکی ہیں، جہاں تھوڑی سی ان بن ہوئی شوہر سے کہا کہ اگر تو اصل ماں باپ کا جنا ہے تو مجھے ابھی طلاق دے دے حالانکہ عورت کا کام یہ تھا کہ شوہر کے بدلے ہوئے تیور دیکھتی ہوئی ہٹ جاتی، زبان بند کر لیتی تاکہ وہ غصہ میں آ کر طلاق کا لفظ منہ سے نہ نکالتا۔ جب شوہر عورت کے مطالبہ پر طلاق کے الفاظ نکال دیتا ہے تو جہالت کی وجہ سے وہ بھی طلاق کی مشین گن چالو کر دیتا ہے تین سے کم پر تو خاموش ہوتا ہی نہیں۔

طلاق زبان سے نکلتے ہی واقع ہو جاتی ہے

طلاق کے بعد جب فریقین کا غصہ ٹھنڈا ہوتا ہے تو پچھتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں نے طلاق کی نیت سے طلاق نہیں دی اور بہت زیادہ غصہ میں تھا یا عورت حمل سے تھی یا اس کی ناپاکی کا زمانہ تھا اور یہ بات اس لئے ذکر کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک غصہ یا حالت حمل وحیض میں طلاق نہیں ہوتی، حالانکہ طلاق کا تعلق زبان سے ہے، جب زبان سے طلاق نکلے گی واقع ہو جائے گی، شوہر غصہ میں ہو یا رضامندی میں اور عورت حمل سے ہو یا ناپاکی کے ایام میں ہو، بہر حال طلاق دینے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

مذاق میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے

طلاق وہ چیز ہے کہ جو شوہر کی زبان سے مذاقاً نکل جانے سے بھی اثر کر جاتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: تین چیزیں ایسی ہیں جن میں اصلی نیت اور مذاق دونوں برابر ہیں یعنی بلانیت کے مذاقاً زبان سے نکالنے سے بھی کام کر جاتی ہیں۔

(۱) نکاح (۲) طلاق (۳) رجوع کر لینا (طلاق رجعی کے بعد) (ابوداؤد)

جب طلاق دے بیٹھتے ہیں اور عورتیں شوہر کو غصہ دلا کر طلاق لے چھوڑتی ہیں تو مفتی کے پاس سوال لے کر آتے ہیں اور مفتی کو موم کرنے کے لئے کہتے ہیں میاں بیوی ایک دوسرے پر عاشق ہیں، بیوی خودکشی کر لے گی اگر اسی شوہر کے پاس رہنے کا راستہ نہ نکلا تو بچے ویران ہوں گے اور یہ تکلیف ہوگی اور وہ مصیبت آئے گی، دیکھئے مولوی صاحب کوئی راستہ نکالئے، بھلا مولوی کیا راستہ نکال سکتا ہے، علماء ومفتیان کرام دین اسلام کا قانون بتانے والے ہیں قانون بنانے والے نہیں، قانون اللہ پاک کا ہے۔

رجعی طلاق

آپس کے نباہ کا کوئی راستہ نہ رہا ہو اور طلاق دینی ہی ہو تو ایسا کرے کہ جس زمانہ میں عورت پاک ہو یعنی حیض سے نہ ہو

اس زمانے میں ایک طلاق صاف لفظوں میں دے دے' اس طرح سے ایک رجعی طلاق ہو جائے گی' جس کا معنی یہ ہے کہ عدت کے اندر اندر رجوع کرنے یعنی لوٹا لینے کا حق رہتا ہے' ایک طلاق رجعی دینے کے بعد پھر چاہے تو رجوع کرلے اور رجوع کے لئے عورت کی رضامندی بھی ضروری نہیں ہے' عورت چاہے نہ چاہے مرد رجوع کرسکتا ہے۔ زبان سے صرف یہ کہہ دینے سے کہ میں نے اپنی بیوی کو لوٹا لیا' اس سے رجوع صحیح ہو جاتا ہے۔ اگر دو گواہوں کے سامنے ایسا کہے تو بہتر ہے تاکہ رجوع کرنے نہ کرنے کے بارے میں اختلاف ہو جائے تو گواہوں کے ذریعے رجوع کا ثبوت دیا جاسکے۔ اگر کسی نے طلاق رجعی کے بعد عدت کے اندر کوئی ایسا کام کرلیا جو میاں بیوی کے درمیان ہوتا ہے تو اس طرح بھی رجوع ہو جائے گا' اس کو رجوع بالفعل کہتے ہیں اور زبان سے لوٹا لینے کو رجوع بالقول کہتے ہیں۔

عدت کے بعد رجعی طلاق بائن ہو جاتی ہے

اگر کسی نے طلاق رجعی دینے کے بعد عدت کے اندر رجوع نہ کیا تو یہی رجعی طلاق بائن طلاق ہو جائے گی' بائن طلاق میں رجوع کا حق نہیں رہتا ہاں اگر دونوں پھر میاں بیوی بننا چاہیں تو آپس کی رضامندی سے دوبارہ نکاح کرسکتے ہیں' چاہیے تو یہی کہ عندالضرورت صرف ایک طلاق سے کام چلا لیا جائے۔ اگر طلاق کے بعد پچھتاوا ہو تو عدت کے اندر رجوع کرنے کا حق باقی ہونے کی وجہ سے شوہر رجوع کرسکے گا اور اگر جلدی ہوش نہ آیا اور عدت گزر گئی تو آپس میں دوبارہ نکاح ہو سکے گا۔

شریعت کی آسانی

شریعت نے کتنی آسانی رکھی ہے۔ اول تو طلاق دینے ہی سے منع فرمایا' پھر اگر کوئی طلاق دینا ضروری ہی سمجھے تو اسے بتایا کہ ایک طلاق عورت کو پاکی کے زمانے میں دے دے' اس میں غصہ ٹھنڈا ہونے اور سوچ بچار کرنے کا خوب اچھی طرح موقع مل جاتا ہے۔ اگر کسی نے صاف لفظوں میں ایک ساتھ دو طلاقیں دے دیں تو بھی رجعی ہوں گی اور اگر غیر حاملہ عورت کو پاکی کے زمانہ میں ایک طلاق صاف لفظوں میں دی اور رجوع نہ کیا اور اس کے بعد جو پاکی کا زمانہ آئے اس میں ایک طلاق دے دی تو طلاق مغلظہ ہوگی' عدت طلاق تین حیض ہے اور حیض نہ آتا ہو (بچپن یا بڑھاپے کی وجہ سے) تو عدت تین ماہ ہے اور حاملہ ہو تو حمل ختم ہونے پر عدت ختم ہوگی' عدت کے اندر اندر جو طلاقیں شوہر دے گا واقع ہوتی رہیں گی۔

بیک وقت تین طلاق

لوگ اپنی جان پر زیادتی کرتے ہیں کہ ایک ساتھ طلاق کی تینوں گولیاں چھوڑ دیتے ہیں' شریعت طلاق ہی کی مخالف ہے پھر وہ ایک ساتھ تینوں طلاق دینے کی کیسے اجازت دے سکتی ہے تاہم اگر کوئی شخص ایک ساتھ تین طلاق دے ہی دے تو تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں' اسی طرح اگر کوئی شخص عدت گزرنے سے پہلے مختلف اوقات میں تین طلاقیں دے دے یا ہر پاکی کے زمانے میں ایک طلاق دیا کرے تو اس طرح سے تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں' تین طلاقوں کے بعد رجوع کا حق نہیں رہتا بلکہ آپس کی رضامندی سے دوبارہ نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔ تین طلاق پانے والی عورت اس طلاق دینے والے شوہر کے نکاح میں دوبارہ اسی صورت جاسکتی ہے کہ عدت گزار کر کسی دوسرے مسلمان سے اس کا نکاح ہو۔ پھر وہ اس سے میاں بیوی والا کام کرنے کے بعد طلاق دے دے یا مر جائے اس کے بعد عدت گزار کر پہلے شوہر سے نکاح ہوسکتا ہے' اس کو ''حلالہ'' کہتے ہیں۔ اس کی مزید تفصیل ان شاءاللہ آئندہ آئے گی۔

تین طلاقوں کے بارے میں چاروں اماموں کا مذہب

وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم اَیُّمَا اِمْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا مِنْ غَیْرِ مَابَاْسٍ فَحَرَامٌ عَلَیْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ. (رواہ احمد)

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت بغیر کسی مجبوری کے اپنے شوہر سے طلاق کا سوال کرے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔

تشریح: بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ایک ساتھ تین طلاقیں دینے سے ایک ہی طلاق مانی جاتی ہے، اور رجوع کا حق باقی رہتا ہے اور اسے حضرت امام شافعیؒ کا مذہب بتاتے ہیں یہ بالکل غلط ہے، چاروں اماموں کا مذہب یہ ہے کہ ایک مجلس میں تین طلاق دے یا الگ الگ کر کے ہر پاکی کے زمانہ میں ایک طلاق دے بہر حال تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور رجوع کا حق ختم ہو جاتا ہے اور اس کے بعد بغیر حلالہ کے میاں بیوی دونوں کا نکاح بھی نہیں ہو سکتا۔

فائدہ: ایک یا دو رجعی طلاق دے کر اگر عدت کے اندر رجوع کر لیا تو اس طرح سے بیوی بنا کر رکھنا جائز ہو جائے گا مگر طلاق ختم نہ ہوگی کیونکہ اگر کبھی ایک کے بعد دو طلاقیں دے دیں یا دو کے بعد ایک طلاق اور دے دی تو پہلی طلاق حساب میں لگ کر تینوں طلاقیں مل کر مغلظہ طلاق ہو جائیں گی اور جو تین طلاقوں کا حکم ہے وہی عائد ہو جائے گا، خوب سمجھ لیں۔ واللہ اعلم۔

تین طلاق کے بعد نکاح کی صورت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رفاعہ قرظی کی (سابقہ) بیوی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا میں (پہلے) رفاعہ کے پاس تھی (یعنی اس کے نکاح میں تھی) انہوں نے مجھے پکی طلاق دے دی (یعنی تین طلاق دے کر جدا کر دیا ان کی عدت گزارنے کے بعد) میں نے عبدالرحمٰن بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا۔ (ان کو ازدواجی حقوق ادا کرنے کے قابل نہ پایا، ان کے پاس ایسی چیز ہے جیسے کپڑے کا پلو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ خاتون کی بات سن کر سوال فرمایا کیا تم یہ چاہتی ہو کہ (اس سے طلاق لے کر عدت گزارنے کے بعد رفاعہ رضی اللہ عنہ سے دوبارہ نکاح کر لو؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں میں یہی چاہتی ہوں آپ نے فرمایا نہیں! (ایسا نہیں ہو سکتا، رفاعہ کے نکاح میں دوبارہ جانے کا کوئی راستہ نہیں) جب تک کہ تم اس دوسرے شوہر سے تھوڑی لذت حاصل نہ کر لو اور وہ تم سے تھوڑی لذت حاصل نہ کر لے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح: پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ مرد کو تین طلاقیں دینے کا اختیار ہے، لیکن تین طلاقیں دینا بہتر نہیں ہے، اگر کوئی ایسی صورت بن جائے کہ نباہ کا کوئی راستہ ہی نہ رہے تو عورت کے پاکی کے زمانے میں ایک طلاق دے کر چھوڑ دے اگر پچھتاوا ہو تو عدت کے اندر رجوع کر لے، اگر عدت کے اندر رجوع نہ کیا تو یہ رجعی طلاق بائن ہو جائے گی اس کے بعد ہوش آ جائے تو آپس میں باہمی رضامندی سے دوبارہ نئے مہر پر نکاح کر لیں یہ ایسی بات ہے کہ جس پر عمل کرنے سے دقت اور مصیبت پیش نہیں آئے گی، لیکن اس کے برخلاف لوگ یہ کرتے ہیں بیک وقت بہ زبان میں اور ایک مجلس میں تین طلاقیں دے ڈالتے ہیں، ایسا کرنے سے شرعاً تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور رجوع کا راستہ بالکل ختم ہو جاتا ہے، تین طلاقوں

کے بعد آپس میں بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح بھی نہیں ہوسکتا لہٰذا مرد کو چاہئے کہ اور کسی مسلمان عورت سے نکاح کرلے جس سے نباہ ہو سکے اور عورت کسی دوسرے مسلمان سے نکاح کرلے جس کے ساتھ گزارہ کی صورت بن سکے۔ جب تین طلاق ملنے والی عورت نے عدت گزار کر کسی دوسرے مرد سے نکاح کرلیا اور اس شوہر نے میاں بیوی والا کام بھی کرلیا پھر طلاق دے دی یا وفات پا گیا تو عدت گزار کر پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا ہے:

پھر اگر شوہر (دو طلاقوں کے بعد تیسری) طلاق عورت کو دے دے تو اس کے بعد جب تک عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرلے اس (پہلے شوہر) پر حلال نہ ہوگی۔ (سورہ بقرہ)

یعنی اگر دوسرے شوہر سے صرف نکاح ہو جائے اور نکاح کرکے طلاق دے دے یا مر جائے تو پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی تین طلاقوں کے بعد پہلے شوہر کے لئے حلال ہونے کی یہ شرط ہے کہ دوسرا شوہر اس عورت سے میاں بیوی والا خاص کام بھی کرلے، اس کے بعد طلاق دے دے یا وفات پا جائے اور عدت بھی گزر جائے۔ اسی شرط کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت میں بیان کیا گیا ہے جس میں حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی کا قصہ مذکور ہے۔

اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عورت یا مرد کو یہ ترغیب دی جارہی ہے کہ کسی مسلمان سے خواہی نہ خواہی ضرور اس عورت کا نکاح کیا جائے پھر اس سے طلاق لی جائے بلکہ یہ بتایا گیا ہے کہ دوسرے مرد سے نکاح ہوکر میاں بیوی والا کام ہوجانے کے بعد طلاق ہوجائے یا وہ مرجائے تو آپس کی رضامندی سے پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے۔ اس کے بغیر دوبارہ نکاح کی صورت نہیں، چونکہ مرد نے تین طلاق دے کر قانون شریعت کی خلاف ورزی کی ہے اس لئے اسی عورت کے دوبارہ حاصل ہونے کے لئے بطور سزا یہ شرط عائد کی ہے۔ اس شرط میں جو ترکیب اور تفصیل مذکور ہے اس کو "حلالہ" کہتے ہیں۔

عموماً ایسا ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص تین طلاقیں دے کر پچھتاتا ہے اور مفتی سے معلوم کرنے پر پتہ چلتا ہے کہ دوبارہ نکاح کرنے کا بھی کوئی راستہ نہیں رہا، الا یہ کہ کسی دوسرے مرد سے اس عورت کا نکاح ہو اور حلالہ کی سب شرطیں پوری ہوں تو عورت سے ضد کرتا ہے کہ تو فلاں مرد سے نکاح کرلے حالانکہ وہ اب پہلے شوہر کی پابند نہیں رہی جس مسلمان مرد سے چاہے نکاح کرلے اور جتنے مہر پر کرے اسے اختیار ہے بلکہ اگر اس نے کسی مرد سے نکاح کرلیا اور اس نے طلاق دے دی یا مر گیا تب بھی عورت کو مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ پہلے شوہر سے نکاح کرلے۔

بالفرض اگر عورت اس بات پر راضی ہوجائے کہ عدت گزارنے کے بعد کسی اور شخص سے نکاح کرنے پھر حلالہ کی شرطیں پوری کرنے کے بعد شوہر اول سے نکاح کرنے پر رضامندی کا اظہار کردے تب بھی یہ جائز نہیں ہے کہ کسی شخص سے یہ معاہدہ کیا جائے کہ تم اس عورت سے نکاح کرلو اور حلالہ کی شرط پوری کرکے چھوڑ دینا تاکہ شوہر اول سے نکاح ہوسکے ایسا معاملہ اور معاہدہ شرعاً ممنوع ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ **لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم المحلل والمحلل له** یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی محلل پر اور محلل لہ پر۔ (مشکوۃ شریف)

مُحَلِّلْ وہ ہے جو حلال کرکے دے یعنی جو اس شرط کو منظور کرکے نکاح کرلے کہ وہ حلالہ کی شرط پوری کرکے چھوڑ دے گا اور محلل لہ وہ ہے جس نے تین طلاقیں دی تھیں یعنی شوہر اول جو یہ شرط لگا کر کسی سے اپنی طلاق دی ہوئی بیوی کا نکاح کرتا ہے کہ تم اس کو ایک دو رات رکھ کر چھوڑ دینا۔ دیکھئے دونوں پر لعنت فرمائی اس لئے حلالہ کی شرط پر نکاح کرنا اور کرانا گناہ ہے۔ لیکن اس طرح شرط لگا کر کسی نے نکاح کرادیا اور حلالہ کی شرط لگا کر کسی نے نکاح کرادیا اور حلالہ کی شرطیں پوری ہوگئیں تو شوہر اول کے لئے حلال ہوجائے گی یعنی وہ اس سے نکاح کرسکے گا جو عورت کی مرضی سے ہوگا۔ بات کو خوب سمجھ لیں۔

خلع کا طریقہ اور اسکے مسائل

وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھما اَنَّ امْرَأَۃَ ثَابِتِ بْنِ قَیْسٍ اَتَتِ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ثَابِتُ بْنُ قَیْسٍ مَااَعْتِبُ عَلَیْہِ فِیْ خُلُقٍ وَّلاَ دِیْنٍ وَلٰکِنِّی اَکْرَہُ الْکُفْرَ فِی الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَتَرُدِّیْنَ عَلَیْہِ حَدِیْقَتَہٗ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِقْبَلُ الْحَدِیْقَۃَ وَطَلِّقْھَا تَطْلِیْقَۃً. (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی (جمیلہ یا جبیبہ) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ثابت بن قیس جو میرے شوہر ہیں مجھے ان کی عادت وخصلت اور دینداری کے بارے میں کوئی ناراضگی نہیں ہے (کیونکہ وہ دیندار بھی ہیں اور اخلاق کے بھی اچھے ہیں اس سب کے باوجود میری طبیعت کا ان سے جوڑ نہیں کھاتا اور ان کے ساتھ رہنے کو جی نہیں چاہتا۔ اس صورت میں اگر میں ان کے ساتھ رہوں تو ان کے حقوق کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے ایک اچھے آدمی کے ساتھ رہوں اور وہ اخراجات برداشت کرے اور اس کے حقوق کی ادائیگی نہ ہو یا ناشکری کی بات ہے) لیکن میں مسلمان ہوتے ہوئے ناشکری کو ناپسند کرتی ہوں (لہٰذا میری اور ان کی جدائی ہو جائے تو بہتر ہے) یہ سن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا (طلاق کے بدلہ) تم اس کا باغیچہ واپس کردو گی (جو اس نے مہر میں دیا ہے) اس کے جواب میں انہوں نے کہا ہاں واپس کردوں گی، آپ نے یہ سن کر حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ تم باغیچہ قبول کرلو (اور اس کے عوض) اس کو طلاق دے دو۔

تشریح: اسلامی تعلیمات کا اصل رخ یہ ہے کہ نکاح کا معاملہ اور معاہدہ عمر بھر کے لئے ہو اس کے توڑنے اور ختم کرنے کی کبھی نوبت ہی نہ آئے کیونکہ جدائی کا اثر فریقین ہی پر نہیں پڑتا بلکہ اس کی وجہ سے نسل واولاد کی تباہی وبربادی ہوتی ہے اور بعض اوقات خاندانوں اور قبیلوں میں فساد تک کی نوبت آجاتی ہے اسی لئے جو اسباب اور وجوہ اس معاملہ کو توڑنے کا سبب بن سکتے ہیں اسلامی تعلیمات نے ان تمام اسباب کو راہ سے ہٹانے کا پورا انتظام کیا ہے۔ شوہر اور بیوی کی جو ہدایتیں قرآن وسنت میں دی گئی ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ رشتہ ازدواج ہمیشہ زیادہ سے زیادہ مستحکم ہوتا چلا جائے اور ٹوٹنے نہ پائے، ناموافقت کی صورت میں اول افہام وتفہیم کی پھر زجر وتنبیہ کی ہدایتیں دی گئیں اور اگر بات بڑھ جائے اور اس سے بھی کام نہ چلے تو دونوں خاندانوں کے افراد کو حکم اور ثالث بنا کر معاملہ طے کرنے کی تعلیم دی۔ سورہ نساء کی آیت:

فَابْعَثُوْا حَکَمًا مِّنْ اَھْلِہٖ وَحَکَمًا مِّنْ اَھْلِھَا. (النساء)

میں خاندان کے افراد کو ثالث بنانے کا حکم دیا ہے۔ جو بہت حکیمانہ ہے کیونکہ اگر معاملہ خاندان سے باہر گیا تو بات بڑھ جائے

گی اوردلوں میں زیادہ بعد پیدا ہو جانے کا خطرہ ہو جائے گا۔

لیکن بعض اوقات ایسی صورتیں بھی پیش آتی ہیں کہ اصلاح حال کی تمام کوششیں ناکام ہو جاتی ہیں اور نکاح سے مطلوبہ ثمرات حاصل ہونے کے بجائے فریقین کا آپس میں مل کر رہنا عذاب بن جاتا ہے ایسی حالت میں تعلق کا ختم کر دینا ہی طرفین کے لئے راحت اور سلامتی کا باعث ہو جاتا ہے اس لئے شریعت اسلام نے بعض دوسرے مذاہب کی طرح یہ بھی نہیں کیا کہ رشتہ ازدواج ہر حال نا قابل فسخ ہی رہے بلکہ طلاق اور فسخ نکاح کا قانون بنایا، طلاق کا اختیار تو صرف مرد کو دیا جس میں عادۃً فکر و تدبر اور تحمل کا مادہ عورت سے زائد ہوتا ہے۔ عورت کے ہاتھوں میں یہ اختیار نہیں دیا، تا کہ وقتی تاثرات سے مغلوب ہو کر (جو عورت میں بہ نسبت مرد کے زیادہ ہے) طلاق نہ دے ڈالے لیکن عورت کو بھی بالکل اس حق سے محروم نہیں رکھا کہ وہ شوہر کے ظلم و ستم سہنے پر مجبور ہی ہو بلکہ اس کو یہ حق دیا کہ اگر اپنے شوہر کو کسی وجہ سے اتنا ناپسند کرتی ہو کہ اس کے ساتھ کسی قیمت پر نباہ کرنا ممکن ہی نہ رہا ہو تو اس کا بہترین طریقہ تو یہی ہے کہ وہ شوہر کو سمجھا بجھا کر طلاق دینے پر آمادہ کر لے ایسی صورت میں شوہر کو بھی چاہئے کہ جب وہ نکاح کے رشتہ کو خوشگواری کے ساتھ نبھتا نہ دیکھے اور محسوس کر لے کہ اب یہ رشتہ دونوں کے لئے نا قابل برداشت بوجھ کے سوا کچھ نہیں رہا تو وہ شرافت کے ساتھ اپنی بیوی کو ایک طلاق دے کر چھوڑ دے تا کہ عدت گزرنے کے بعد وہ جہاں چاہے نکاح کر سکے۔

لیکن اگر شوہر اس بات پر راضی نہ ہو تو عورت کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ شوہر کو کچھ مالی معاوضہ پیش کر کے اس سے طلاق حاصل کر لے۔ عموماً اس غرض کے لئے عورت مہر معاف کر دیتی ہے اور شوہر اسے قبول کر کے عورت کو آزاد کر دیتا ہے اس کے لئے اسلامی شریعت میں جو خاص طریق کار مقرر ہے اس فقہ کی اصطلاح میں خلع کہا جاتا ہے۔ نکاح اور دوسرے شرعی معاملات کی طرح خلع بھی ایجاب و قبول کے ذریعہ انجام پاتا ہے لیکن اگر زیادتی مرد کی طرف سے ہو تو فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ شوہر کے لئے معاوضہ لینا جائز نہیں اسے چاہئے کہ معاوضہ کے بغیر عورت کو طلاق دے دے ایسی صورت میں اگر مرد معاوضہ لے گا تو مرتکب گناہ ہوگا۔

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی کا جو واقعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا اس میں ہی یہ بات ہے کہ شوہر بیوی سے خوش تھا اور بیوی اس کی خوش خلقی اور دینداری کا اقرار کر رہی تھی لیکن شوہر سے اس کا دل نہیں لگتا تھا اور اس سے طبیعت مانوس نہ ہوتی جس کی وجہ سے چھٹکارا چاہتی تھی چونکہ مذکورہ واقعہ میں شوہر کا کوئی قصور نہ تھا اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوی کو باغ واپس دینے کی ہدایت فرمائی۔ اس صورت میں طلاق کے عوض شوہر کو وہ باغ بلا کراہت واپس لے لینا درست ہو گیا اگر کوئی عورت مال کے بدلے طلاق مانگے تو شوہر پر واجب نہیں ہے کہ اس کی بات قبول کر لے اسی لئے حدیث کی شرح لکھنے والے علماء نے بتایا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ طلاق دے دو درجہ وجوب میں نہ تھا بلکہ یہ امر استحبابی تھا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہما کو باغ قبول کر کے ایک طلاق دینے کو فرمایا، مال کے بدلہ جو طلاق دی جائے وہ بائن ہوتی ہے اگر چہ ایک یا دو طلاق ہو اور صریح لفظوں میں ہو بائن طلاق کے بعد اگر پھر آپس میں مصالحت ہو جائے اور دونوں نرم گرم سہنے پر آمادہ ہو جائیں تو آپس میں دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں۔ تین طلاق دینے کے بعد حلالہ کے بغیر دوبارہ نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔ اس لئے تین طلاق سے منع فرمایا اور مال لے کر طلاق دی

جائے تو وہ رجعی اس لئے نہیں ہوتی کہ اگر شوہر رجوع کرلے گا تو عورت کی جان نہ چھوٹے گی اور اس کا مال ضائع ہو جائے گا۔

یہاں یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ جب حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہما کی بیوی نے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ناگواری کے پیش نظر نکاح فسخ نہیں فرما دیا بلکہ شوہر کو مہر میں دیا ہوا باغیچہ واپس دلا کر طلاق دلائی۔

مسئلہ: جب عورت نے شوہر سے کہا کہ جو میرا مہر واجب ہے اس کے بدلہ میری جان چھوڑ دے یا اس قدر روپے کے عوض مجھے چھوڑ دے پھر اس کے جواب میں مرد نے اسی مجلس میں کہہ دیا کہ ''میں نے چھوڑ دی'' تو اس سے ایک بائن طلاق واقع ہوگئی اور مرد کو رجوع کا حق نہیں رہا۔ مرد وعورت کا سوال و جواب دونوں ایک ہی مجلس میں ہونے چاہئیں اگر عورت نے اپنی بات کہی اور مرد کے جواب دینے سے پہلے دونوں میں سے کوئی وہاں سے اٹھ گیا تو بات ختم ہوگئی۔ اب اگر مرد کہے کہ طلاق دیتا ہوں تو طلاق ہو جائے گی۔ مگر عورت پر کچھ واجب نہ ہوگا اور قانون طلاق کے مطابق صاف لفظوں میں ایک یا دو طلاق دے گا تو رجعی ہوگی اور تین طلاقیں دے گا تو مغلظہ طلاق ہو جائے گی۔ یہ تفصیل اس صورت میں ہے جب کہ عورت نے پہلے پیشکش کی ہو۔

مسئلہ: اور اگر مرد نے بات کہنے میں پیش قدمی کی اور اس نے کہا کہ میں تجھ سے اتنی رقم پر یا مہر کے عوض خلع کیا اور عورت نے کہا کہ میں نے قبول کیا تو خلع ہوگیا جو طلاق بائن کے حکم میں ہوگا' اگر عورت نے اسی جگہ جواب نہ دیا اور وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی اس کے بعد منظوری دی یا قبول ہی نہیں کیا مثلاً بالکل خاموش رہ گئی یا مرد کی پیش کش کو رد کر دیا تو اس سے کوئی طلاق نہیں ہوگی اور اگر مرد کی پیشکش کے بعد عورت اپنی جگہ بیٹھی رہی اور مرد اپنی بات کہہ کر چلتا بنا اور عورت نے اس کے اٹھ جانے کے بعد قبول کیا تب بھی خلع ہوگیا۔

مسئلہ: جب مرد نے کہا کہ میں نے تجھ سے خلع کیا' عورت نے کہا میں نے قبول کیا' روپیہ پیسہ کا یا مہر کی واپسی کا یا بقیہ مہر کو عوض لگانے کا کوئی ذکر نہ ہوا تب بھی جو مالی حق مرد کا عورت پر ہے یا عورت کا مالی حق مرد پر ہو سب معاف ہوگیا اگر مرد کے ذمہ مہر باقی ہو پورا یا کچھ کم یا آدھا تہائی وہ بھی معاف ہوگیا البتہ اگر عورت پورا مہر پا چکی ہے تو اس صورت میں اس کا واپس کرنا واجب نہیں البتہ عدت ختم ہونے تک نان نفقہ اور رہنے کا مکان عورت کے لئے دینا شوہر پر لازم ہوگا' ہاں اگر عورت نے اس پر سخاوت سے کام لیا کہ جان چھڑانے کے لئے یہ بھی کہہ دیا کہ مجھ سے خلع کرلے' روٹی کپڑا بھی ایام عدت میں تجھ سے نہ لوں گی تو وہ بھی معاف ہوگیا۔

مسئلہ: اگر مخصوص رقم کے عوض خلع کیا مثلاً یوں کہا کہ ہزار روپے کے عوض خلع کرتا ہوں اور عورت نے قبول کیا تو یہ ہزار روپے عورت پر واجب ہوگئے خواہ اس سے قبل اپنا مہر لے چکی ہو یا ابھی وصول کرنا باقی ہو' اگر ابھی مہر نہ لیا ہو تو نہ وہ ملے گا کیونکہ خلع کی وجہ سے معاف ہوگیا اور عورت پر لازم ہوگا کہ شوہر کو طے شدہ ہزار روپے ادا کرے۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! آپ کے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اس وقت جہاں جہاں بھی ہیں اور دشمنوں کی زد میں ہیں' سازشوں میں ہیں۔ ان کی حفاظت فرمایئے ان کو ہدایت دیجئے اور ان کو دشمنوں سے آزاد کر دیجئے۔ اعدائے دین کی سازشوں سے ان کو بچالیجئے۔

خلع یعنی طلاق بالمال

وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهما اَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَیْسٍ اَتَتِ النَّبِیَّ صلی اللّٰه علیه وسلم فَقَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ....... اِقْبَلِ الْحَدِیْقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِیْقَةً. (رواه البخاری)

مذکورہ تفصیل اس وقت ہے کہ جب کہ لفظ خلع استعمال کیا ہو یا یوں کہا کہ اتنے روپے کے عوض یا میرے مہر کے عوض میری جان چھوڑ دے اور اگر یوں کہا کہ ہزار روپے کے عوض مجھے طلاق دے دے تو ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی اور چونکہ یہ صورت خلع کی نہیں ہے اس لئے اسے فقہاء کرام طلاق بالمال کہتے ہیں اس کا حکم یہ ہے کہ جس مال پر آپس میں طلاق کا دینا طے ہوا ہے اس کے مطابق اگر مرد طلاق دے دے تو عورت پر اس قدر مال دینا لازم ہوگا لیکن آپس میں جو ایک دوسرے کو کوئی مالی حق ہے وہ معاف نہ ہوگا۔ اگر عورت کا کل یا بعض مہر باقی ہے تو وہ دعویدار ہو کر لے سکتی ہے' طلاق بالمال بھی ایک معاملہ ہے جو دونوں فریق کی منظوری سے ہو سکتا ہے۔

مسئلہ: عورت نے کہا کہ مجھے طلاق دے' مرد نے جواب میں کہا تو اپنا مہر وغیرہ سب حق معاف کر دے تو طلاق دے دوں اس پر عورت نے کہا اچھا معاف کیا یا لکھ کر دے دیا پھر شوہر نے طلاق نہ دی تو کچھ معاف نہیں ہوا' اگر شوہر اسی مجلس میں طلاق دے دے تو عورت کا معاف کرنا معتبر ہوگا ورنہ وہ اپنا حق وصول کر سکے گی۔

مسئلہ: اگر مرد نے زبردستی کر کے مار پیٹ کر عورت کو خلع کرنے پر مجبور کر دیا اور اس کی زبان سے خلع کرنے کا لفظ کہلوا لیا یا لکھے ہوئے خلع نامہ پر انگوٹھا لگوا لیا یا دستخط کروا لیا اور کہا کہ خلع کرتا ہوں تو اس سے طلاق واقع ہو جائے گی لیکن عورت پر مال واجب نہ ہوگا نہ اس کا کوئی حق معاف ہوگا۔ اگر مہر باقی ہے تو شوہر پر اس کا ادا کرنا واجب رہے گا۔

مسئلہ: اگر کسی شوہر نے عورت کی جانب سے کاغذ لکھ لیا کہ میں نے مہر یا اپنے دیگر حقوق کے عوض طلاق لینا منظور کر لیا اور اسے دکھائے بغیر کچھ اور بات سمجھا کر دستخط کرا لیا یا انگوٹھا لگوا لیا تو کچھ معاف نہ ہوگا' البتہ اگر شوہر نے کہا کہ میں نے طلاق دی ہے یا خلع کیا ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی' اگر شوہر نے کورٹ میں کاغذ پیش کر کے دنیا والے حاکموں کے یہاں معافی کا فیصلہ کرا لیا تو وہ معتبر نہ ہوگا اور قاضی روز جزاء کے حضور میں جب پیشی ہوگی تو اس مال کے عوض نیکیاں دینی ہوں گی یا عورت کے گناہ اپنے سر پر لینے ہوں گے۔

یہ سب تفصیل ہم نے یہ بتانے کے لئے لکھی ہے کہ خلع دونوں کے درمیان طے ہونے والا معاملہ ہے کوئی ایک فریق خود سے فیصلہ نہیں کر سکتا۔

دور حاضر کا غیر شرعی طریقہ کار

آج کل کے حکام نے جو یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ جہاں عورت نے استغاثہ کیا نکاح فسخ کرنے کا فیصلہ دے دیا اور اس کا نام خلع رکھ دیا یہ سراسر غیر شرعی طریقہ ہے' بعض مرتبہ شوہر تک سمن پہنچتا بھی نہیں یا وہ حاضر عدالت ہوتا ہے اور بیوی کو

بیوی کی طرح ادائیگی حقوق کے ساتھ رکھنا چاہتا ہے پھر بھی بعض حکام نکاح فسخ کر دیتے ہیں اور عورت کی ناپسندیدگی ہی کو حق خلع استعمال کرنے کی دلیل بنا کر جدائی کا فیصلہ کر دیتے ہیں ۔ یہ طریق کار یورپ کے قوانین سے توڑ جوڑ کھاتا ہے مگر شریعت کے بالکل خلاف ہے یہ نہ تو شرعی خلع ہے (کیونکہ فیصلہ مرد کی مرضی کے بغیر کر دیا جاتا ہے) اور نہ اس طرح فسخ کر دینے سے نکاح فسخ ہوتا ہے اور ایسے فیصلے کے بعد دوسرے مرد سے نکاح کرنا درست نہیں ہوتا۔

بعض حالات میں حاکم مسلم کو نکاح فسخ کر دینے کا حق ہے مگر مخصوص اسباب اور مخصوص طریق کار کے بغیر فسخ کر دینے سے نکاح فسخ نہیں ہوسکتا جن اسباب کی وجہ سے نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے وہ یہ ہیں۔

۱۔ شوہر کا پاگل ہونا' ۲۔ متعنت ہونا (جو نان نفقہ نہ دے)

۳۔ نامرد ہونا' ۴۔ مفقود الخبر (گمشدہ ہونا' جس کی موت وحیات کا پتہ نہ ہو)۔

۵۔ غائب غیر مفقود ہونا جس کی زندگی کا علم تو ہو مگر پتہ نہیں کہ کہاں ہے' ان اسباب کی بنیاد پر مخصوص شرائط اور حدود وقیود کے ساتھ مسلم حاکم نکاح فسخ کر سکتا ہے جو کتاب ''الحیلۃ الناجزۃ'' میں لکھی ہیں۔ واضح رہے کہ کافر جج (قادیانی یا عیسائی وغیرہ) کے فسخ کرنے سے نکاح فسخ نہ ہوگا اگرچہ اسباب وشرائط کے لحاظ کرتے ہوئے فسخ کرے۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! ہمارے پاس اور کوئی سرمایہ نہیں' کوئی وسیلہ نہیں اقرار جرم کرتے ہیں آپ کے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کر کے آپ کی رحمت کے طلب گار ہیں۔

یا اللہ! ہم کو اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندگی سے بچا لیجئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لئے ہم پر اور تمام امت مسلمہ پر رحم فرمائیے۔

یا اللہ! آپ کے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اس وقت جہاں جہاں بھی ہیں اور دشمنوں کی زد میں ہیں' سازشوں میں ہیں۔ ان کی حفاظت فرمائیے ان کو ہدایت دیجئے اور ان کو دشمنوں سے آزاد کر دیجئے۔ اعدائے دین کی سازشوں سے ان کو بچا لیجئے۔

عدت طلاق اور عدت وفات کے مسائل

وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ سُبَيْعَةَ الْاَ سْلَمِيَّةَ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوجِهَا بِلَيَالٍ فَجَاءَ تِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَاسْتَاْذَنَتْهُ اَنْ تَنْكِحَ فَاَذِنَ لَهَا فَنَكَحَتْ (رواه البخاری)

ترجمہ: حضرت مسورؓ سے روایت ہے کہ صحابیہ سبیعہؓ کے بطن سے ان کے شوہر کی وفات کے چند دن کے بعد بچہ تولد ہوگیا۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور (چونکہ تولد ہو جانے کی وجہ سے عدت ختم ہو چکی تھی) اس لئے انہوں نے کسی دوسرے مرد سے نکاح کی اجازت چاہی چنانچہ آپ نے اجازت دے دی اور انہوں نے نکاح کر لیا۔

تشریح: جب کوئی مرد اپنی بیوی کو طلاق دے دے یا مر جائے تو عورت پر عدت گزارنا لازم ہوتا ہے یعنی شریعت کے اصول کے مطابق مخصوص و مقرر ایام گزر جانے تک اسے کسی دوسرے مرد سے نکاح کرنے کی اجازت نہیں ہوتی اور اس کے علاوہ بھی عدت کے دوران کچھ اور پابندیاں عائد ہو جاتی ہیں' حدیث بالا میں عدت سے متعلق ایک مسئلہ ذکر فرمایا ہے جس کی تشریح ابھی آتی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

جب کسی عورت کو طلاق ہو جائے تو دیکھا جائے گا کہ یہ شوہر کے یہاں گئی ہے یا نہیں گئی ہے اگر شوہر کے یہاں نہیں گئی یعنی میاں بیوی میں یکجائی نہیں ہوئی اور صرف نکاح کے بعد طلاق ہوگئی تو ایسی عورت پر کوئی عدت لازم نہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلاً. (سورة الاحزاب)

اے ایمان والو! تم جب مسلمان عورتوں سے نکاح کرو' پھر تم ان کو قبل ہاتھ لگانے کے طلاق دے دو تمہارے لئے ان پر کوئی عدت نہیں جس کو تم شمار کرنے لگو تو ان کو کچھ متاع دے دو اور خوبی کے ساتھ ان کو رخصت کر دو۔

اور اگر نکاح کے بعد میاں بیوی میں یکجائی ہو چکی ہے تو دیکھا جائے گا کہ عورت کو حمل ہے یا نہیں' اگر عورت کو حمل ہو تو اس کی عدت وضع حمل پر ختم ہوگی' یعنی جب تک ولادت نہ ہو جائے اس وقت تک عدت میں رہے گی' خواہ ایک دن بعد وضع حمل ہو جائے خواہ کئی مہینے لگ جائیں یا ڈیڑھ سال یا اس سے زیادہ لگ جائے (واضح رہے کہ شریعت میں حمل کی مدت زیادہ سے زیادہ دو سال ہے) اور اگر اسے حمل نہ ہو تو اس کی عدت یہ ہے کہ تین ماہواری گزر جائے۔ اس کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں ہے' جتنے دن میں تین حیض گزر یں اتنے دن تک عدت میں رہنا ہوگا' عورتوں میں یہ مشہور ہے کہ تین مہینے تیرہ دن یا تین مہینے دس دن عدت ہے' شرعاً اس کا کوئی ثبوت نہیں' عدت کا مدار حمل ہونے کی صورت میں وضع حمل پر اور حمل نہ ہونے کی صورت میں تین حیض گزر جانے پر ہے۔

مسئلہ: اگر کسی عورت کو ایسی حالت میں طلاق ہوئی کہ اسے اب تک حیض نہیں آیا یا زیادہ عمر ہونے کی وجہ سے حیض آنا

بند ہو گیا ہو تو اس کی عدت تین ماہ ہے' یہ تین ماہ چاند کے حساب سے شمار ہوں گے' قرآن مجید نے ان مسائل کو سورہ بقرہ اور سورہ طلاق میں بیان فرمایا ہے۔ سورہ بقرہ میں ارشاد ہے:

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ. (البقرہ)

یعنی جن عورتوں کو طلاق دے دی جائے وہ تین حیض تک اپنے کو نکاح سے روکے رکھیں اور سورہ طلاق میں فرمایا ہے کہ:

وَالّٰئِىْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰئِىْ لَمْ يَحِضْنَ. (سورۃ الطلاق)

یعنی جو عورتیں حیض سے ناامید ہو چکی ہیں (بڑھاپے کی وجہ سے) اگر تم کو (ان کی عدت مقرر کرنے میں) شبہ ہو تو ان کی عدت تین ماہ ہے۔ ایسے ہی ان عورتوں کی عدت تین ماہ ہے جن کو اب تک حیض نہیں آیا۔

اب رہی وہ عورت جس کا شوہر وفات پا چکا ہو اس کی عدت میں یہ تفصیل ہے کہ اگر وہ حمل سے ہے تو جب بھی وضع حمل ہو جائے اس وقت اس کی عدت ختم ہو جائے گی' اگرچہ شوہر کی وفات کو دو چار ہی روز گزرے ہوں' یا اس سے بھی کم وقت گزرا ہو۔ حدیث بالا میں یہی مسئلہ بتایا ہے اور اگر حمل کی مدت بڑھ جائے تو اس کے بقدر عدت کے ایام بڑھ جائیں گے' اور اگر یہ عورت حمل سے نہیں ہے تو اس کی عدت چاند کے اعتبار سے چار مہینہ دس دن ہے حیض آتا ہو یا نہ آتا ہو' قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا. (البقرۃ)

اور جو لوگ تم میں وفات پا جاتے ہیں اور بیبیاں چھوڑ جاتے ہیں وہ بیبیاں اپنے آپ کو روکے رکھیں چار مہینے اور دس دن۔

مسئلہ: اگر شوہر کا انتقال چاند کی پہلی تاریخ کو ہوا اور عورت کو حمل نہیں ہے تو چاند کے حساب سے چار مہینے دس دن پورے کرنا ہوں گے اور اگر پہلی تاریخ کے علاوہ کسی اور تاریخ میں انتقال ہوا ہو تو ہر مہینہ تیس تیس دن کا حساب لگا کر چار مہینے دس دن پورے کرنا ہوں گے اور جس وقت وفات ہوئی جب یہ مدت گزر کر وہی وقت آئے گا عدت ختم ہو جائے گی۔

مسئلہ: جس عورت کا نکاح اصول شریعت کے مطابق کسی مسلمان حاکم نے فسخ کیا ہو اس پر بھی عدت لازم ہے اور اسے عدت طلاق پوری کرنی ہوگی۔

مسئلہ: جس عورت نے شوہر سے خلع کر لیا ہو اسے بھی عدت طلاق گزارنی ہوگی۔

مسئلہ: جس عورت کو طلاق دے دی گئی ہو اس کے عدت کے زمانہ کا نان نفقہ اور رہنے کا گھر طلاق دینے والے شوہر ہی کے ذمہ ہے' بشرطیکہ عورت شوہر کے دیئے ہوئے اس گھر میں عدت گزارے جس میں طلاق سے پہلے رہتی تھی' اگر ماں باپ کے یہاں سے چلی جائے تو شوہر پر ایام عدت کا نان نفقہ واجب نہ ہوگا' واضح رہے کہ ایام عدت شوہر ہی کے گھر پر گزارنا لازم ہے۔ جہاں رہتے ہوئے طلاق ہوئی اور طلاق بائن یا مغلظہ ہو تو شوہر سے پردہ کر کے رہے۔

مسئلہ: اگر عورت ایام عدت کا نان نفقہ معاف کر دے تو معاف ہو جائے گا۔

مسئلہ: جس عورت کا شوہر وفات پا جائے اس عورت کے لئے شوہر کے مال میں میراث تو ہے لیکن عدت کا نان نفقہ نہیں ہے اور اگر مہر وصول نہ کیا ہو اور معاف بھی نہ کیا ہو' تو حصہ میراث سے پہلے مہر وصول کرے گی۔

مسئلہ: اگر کسی عورت سے اس شرط پر نکاح کیا تھا کہ مہر نہ ملے گا یا نکاح کے وقت مہر کا کوئی تذکرہ نہ ہوا ہو اور پھر میاں

بیوی والی یکجائی ہونے سے پہلے طلاق دے دی تو شوہر پر لازم ہے کہ اس عورت کو چار کپڑوں کا ایک جوڑا اپنی حیثیت کے مطابق دے۔ کپڑے یہ ہیں۔ ایک کرتہ' ایک پاجامہ' ایک دوپٹہ اور ایک بڑی چادر جس میں سر سے پاؤں تک لپٹ سکے اور اگر مہر مقرر کئے بغیر نکاح کرنے کے بعد شوہر کو میاں بیوی والی تنہائی بھی حاصل ہوگئی یا وہ مر گیا تو مہر مثل دینا ہوگا۔

یعنی اتنا مہر دینا ہوگا جتنا اس عورت کے میکے کی اس جیسی عورتوں کا مہر ہوا کرتا ہے۔ اس جیسی حسن و جمال اور عمر اور دینداری اور سلیقہ مندی وغیرہ میں دیکھی جائے گی' یہ مسئلہ مہر کے باب سے متعلق ہے لیکن ہم نے نان نفقہ کے ذیل میں اس لئے لکھ دیا ہے کہ کپڑے کا جوڑا جس صورت میں دینا پڑتا ہے وہ سامنے آ جائے اور جس صورت میں کپڑوں کے علاوہ اور کچھ واجب ہوتا ہے اور اس کا بھی علم ہو جائے۔

مسئلہ: حیض کے زمانہ میں طلاق دینا جائز نہیں ہے۔ اگر کسی نے شریعت کا خیال نہ کیا اور حیض کے زمانہ میں طلاق دے دی تو واقع ہو جائے گی اور اس کی عدت بھی تین حیض ہوگی اور یہ تین حیض اس حیض کے علاوہ ہوں گے جس میں اس نے طلاق دی ہے یعنی جس حیض میں طلاق دی گئی ہے وہ حیض عدت میں شمار نہ ہوگا۔

مسئلہ: کسی نے اپنی بیماری کے زمانہ میں طلاق کی عدت ابھی پوری نہیں ہونے پائی تھی کہ وہ مر گیا تو دیکھا جائے گا کہ طلاق کی عدت کی مدت زیادہ ہے یا موت عدت کی مدت زیادہ ہے جس عدت میں زیادہ دن لگیں گے وہ عدت پوری کرے اور اگر بیماری میں طلاق رجعی دی ہے اور ابھی عدت طلاق کی نہ گزری تھی کہ شوہر مر گیا تو اس عورت پر وفات کی عدت لازم ہے۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! ہمارے پاس اور کوئی سرمایہ نہیں' کوئی وسیلہ نہیں اقرار جرم کرتے ہیں آپ کے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کر کے آپ کی رحمت کے طلب گار ہیں۔

یا اللہ! ہم کو اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندگی سے بچا لیجئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لئے ہم پر اور تمام امت مسلمہ پر رحم فرمایئے۔

یا اللہ! آپ کے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اس وقت جہاں جہاں بھی ہیں اور دشمنوں کی رد میں ہیں' سازشوں میں ہیں۔ ان کی حفاظت فرمایئے ان کو ہدایت دیجئے اور ان کو دشمنوں سے آزاد کر دیجئے۔ اعدائے دین کی سازشوں سے ان کو بچا لیجئے۔

یا اللہ! ہمارے پاس اور کوئی سرمایہ نہیں' کوئی وسیلہ نہیں اقرار جرم کرتے ہیں آپ کے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کر کے آپ کی رحمت کے طلب گار ہیں۔

عدت کے ایام میں سوگ کرنا بھی واجب ہے

وَعَنْ اُمِّ سَلْمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ الْمُتَوَفّٰی عَنْهَا زَوْجُهَا لَا تَلْبَسُ الْمُعَصْفَرَ مِنَ الثِّیَابِ وَلَا الْمُمَشَّقَةَ وَلَا الْحُلِیَّ وَلَا تَخْتَضِبُ وَلَا تَكْتَحِلُ. (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس عورت کا شوہر وفات پا گیا وہ (عدت گزرنے تک) عصفر سے رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے اور مٹی سے رنگا ہوا اور زیور بھی نہ پہنے اور خضاب بھی نہ لگائے۔

تشریح: جب عورت کو طلاق ہو جائے یا اس کا شوہر وفات پا جائے تو عدت ختم ہونے تک اس کو اسی گھر میں رہنا ضروری ہے جس میں شوہر کے نکاح میں ہوتے ہوئے آخر وقت تک رہا کرتی تھی، اس گھر کو چھوڑ کر دوسرے گھر میں جانا جائز نہیں ہے۔ بہت سی عورتیں شوہر کی موت ہوتے ہی یا طلاق ہوتے ہی میکہ چلی جاتی ہیں۔ یہ خلاف شرع ہے اور گناہ ہے نہ اس کو جانا جائز ہے نہ سسرال والوں کا اس کو نکالنا درست ہے قرآن مجید میں ارشاد ہے:

لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُیُوْتِهِنَّ وَلَا یَخْرُجْنَ اِلَّا اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ.

البتہ جو عورت بیوہ ہو گئی ہو اور اس کے نان نفقہ کا کچھ انتظام نہ ہو تو کسی جگہ کام کاج کر کے روزی حاصل کرنے کے لئے گھر سے باہر جا سکتی ہے لیکن سورج چھپنے سے پہلے پہلے اس گھر میں آ جائے جس میں شوہر کے ساتھ رہتی تھی، عدت کے دوران گھر میں رہتے ہوئے کسی ایک ہی کوٹھڑی یا کمرے میں بیٹھے رہنا ضروری نہیں ہے، نہ یہ کوئی مسئلہ ہے جیسا کہ عورتیں سمجھتی (بلکہ گھر میں رہتے ہوئے پورے گھر میں چلے پھرے اس پر کچھ پابندی نہیں)

جس عورت کو رجعی طلاق ملی ہو، عدت کے ایام میں اس کو بھی گھر سے نکلنا درست نہیں ہے، وہ بھی شوہر کے گھر میں عدت گزارے، جو عورت عدت میں ہو گھر سے نکلنے کی پابندی کے ساتھ اس پر شرعاً سوگ کی پابندی بھی عائد کی گئی ہے۔ زیب و زینت اور بناؤ سنگھار ترک کرنے کو سوگ کہتے ہیں۔ حدیث بالا میں سوگ کے بعض مسائل بتائے گئے ہیں۔ سوگ کے احکام جہاں ایسی عورت پر عائد ہوتے ہیں جس کا شوہر وفات پا گیا ہو، اس عورت کو بھی اس کی ہدایت کی گئی ہے، جس کو طلاق بائن دی گئی ہو یا طلاق مغلظہ مل گئی ہو خلاصہ یہ ہے کہ جس عورت کا شوہر وفات پا گیا ہو اور جسے ایسی طلاق ملی ہو جس کے بعد رجوع نہیں ہو سکتا اس پر عدت کے دوران سوگ کرنا بھی لازم ہے۔ جب عدت ختم ہو جائے سوگ ختم کر دے۔ چونکہ عدت کے زمانہ میں کسی دوسرے مرد سے نکاح کرنا درست نہیں اور بناؤ سنگھار کی ضرورت شوہر کے لئے ہوتی ہے۔

اس لئے زمانہ عدت میں سوگ کرنے کا حکم دیا گیا، سوگ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ عورت ایسا لباس اور ایسا رنگ ڈھنگ اختیار نہ کرے جس سے اس کی طرف مردوں کی طبیعت راغب ہو لہٰذا عدت گزارنے والی کے لئے (جس پر سوگ واجب ہو) یہ لازم قرار دیا گیا ہے کہ بھڑک دار کپڑے نہ پہنے،

خوشبو نہ لگائے، خوشبو میں رنگے ہوئے کپڑے نہ پہنے، زیور استعمال نہ کرے، باریک دانتوں کی کنگھی سے بال نہ سلجھائے اور سر میں تیل نہ ڈالے اور سرمہ لگانا درست ہے لیکن رات کو لگائے اور دن کو پونجھ ڈالے، سر دھونا اور غسل کرنا درست ہے لیکن خوشبو دار صابن وغیرہ استعمال نہ کرے۔ اگر سر میں درد ہونے کی وجہ سے تیل ڈالنے کی ضرورت پڑے تو بے خوشبو کا تیل ڈال دے لیکن مانگ پٹی نہ نکالے۔

جس عورت پر سوگ کرنا واجب ہے اسے پان کھا کر منہ لال کرنا اور دانتوں پر مسی ملنا، پھول پہننا، مہندی لگانا، ہونٹ اور ناخن پر سرخی لگانا درست نہیں۔

مسئلہ: سوگ کرنا حکم شرعی ہے، شوہر کے مرنے یا طلاق وخلع کے ذریعہ اس سے چھٹکارا حاصل ہونے سے۔ اگر عورت کو طبعی طور پر خوشی بھی ہوئی ہو تب بھی سوگ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر کورٹ کے ذریعہ نکاح فسخ کر دیا ہو (اور وہ شرعی اصول کے مطابق فسخ ہوگیا ہو) تو ایسی عورت پر بھی عدت اور سوگ واجب ہے۔

مسئلہ: اگر نابالغ لڑکی کو طلاق مل گئی یا اس کا شوہر مر گیا تو اس پر سوگ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ: جس عورت کو طلاق بائن یا طلاق مغلظہ ملی ہو اس پر یہ بھی واجب ہے کہ زمانہ عدت میں طلاق دینے والے شوہر کے گھر رہتے ہوئے اس سے پردہ کرے اور جس کو طلاق رجعی ملی ہو وہ زیب زینت سے رہے سوگ نہ کرے۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! ہم کو اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندگی سے بچا لیجئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لئے ہم پر اور تمام امت مسلمہ پر رحم فرمایئے۔

یا اللہ! آپ کے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اس وقت جہاں جہاں بھی ہیں اور دشمنوں کی زد میں ہیں، سازشوں میں ہیں۔ ان کی حفاظت فرمایئے ان کو ہدایت دیجئے اور ان کو دشمنوں سے آزاد کر دیجئے۔ اعدائے دین کی سازشوں سے ان کو بچا لیجئے۔

زمانہ جاہلیت میں عدت

وَعَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ جَاءَ تِ امْرَأَۃٌ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فَقَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ ابْنَتِیْ تُوُفِّیَ عَنْھَا زَوْجُھَا وَقَدِ اشْتَکَتْ عَیْنُھَا اَفَنَکْحُلُھَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لَامَرَّتَیْنِ اَوْثَلٰثًا کُلَّ ذٰلِکَ یَقُوْلُ لَاثُمَّ قَالَ اِنَّمَا ھِیَ اَرْبَعَۃُ اَشْھُرٍ وَّعَشْرًا وَّ قَدْ کَانَتْ اِحْدٰ کُنَّ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ تَرْمِیْ بِالْبَعْرَۃِ عَلٰی رَاْسِ الْحَوْلِ. (رواہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ام سلمہؓ کا بیان ہے کہ ایک صحابی خاتون حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یارسول اللہ میری لڑکی کا شوہر فوت ہوگیا ہے اور اس کی آنکھوں میں تکلیف ہے کیا ہم اس کی آنکھوں میں سرمہ لگا سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں! دو یا تین بار یہی سوال و جواب ہوا آپ نے ہر بار یہی فرمایا کہ نہیں لگا سکتے ہیں۔ اس کے بعد رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (شریعت اسلام میں) یہ عدت اور سوگ کے چار ماہ اور دس دن ہیں (اس کی پابندی مشکل معلوم ہو رہی ہے) حالانکہ جاہلیت کے زمانہ میں جب کسی عورت کا شوہر مر جاتا تو پورے ایک سال تک عدت گزارتی تھی اور ایک سال ختم ہو کر جب دوسرا سال لگتا تھا تو (اونٹ وغیرہ کی) مینگنیاں پھینکتی تھی۔

تشریح: اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں مختلف علاقوں اور مختلف قوموں میں شوہر کے مر جانے پر اس کی بیوہ پر طرح طرح کے احکام عائد کئے جاتے تھے یہ احکام مذہبی بھی ہوتے تھے اور قوم وملکی بھی، ہندوستان کے ہندوؤں میں تو یہ قانون تھا کہ بیوہ کو اپنے مردہ شوہر کے ساتھ زندہ ہی جل جانا پڑتا تھا اس کو ستی ہونا کہتے تھے اور عرب میں یہ طریقہ تھا کہ جب عورت کا شوہر مر جاتا تو ایک سال اس کے لئے بڑا کٹھن ہوتا تھا جس کی تفصیل سنن ابوداؤد میں اس طرح مروی ہے کہ:

''جب کسی عورت کا شوہر مر جاتا تھا تو سال بھر کے لئے ایک چھوٹی سی کوٹھڑی میں داخل ہو جاتی تھی اور بدترین کپڑے پہن لیتی تھی اور سال گزرنے تک نہ خوشبو لگاتی نہ اور کوئی چیز (صفائی ستھرائی کی) اپنے بدن سے چھواتی تھی، جب سال ختم ہو جاتا تو کوئی چارپایہ گدھا، بکری یا پرندہ اس کے پاس لایا جاتا تھا جس سے وہ اپنی شرم کی جگہ کو رگڑتی تھی، (یہ کام ٹوٹکے کے طور پر کرتی تھی اور اس کو مصیبت کے دفع ہونے کا ذریعہ سمجھتی تھی) چونکہ سال بھر تک بدحالی میں رہ کر اس کے بدن میں زہریلے اثرات پیدا ہو جاتے تھے اس لئے) جس جانور سے وہ اپنے جسم کا مخصوص حصہ رگڑتی تھی اکثر مر جاتا تھا اس کے بعد (کوٹھڑی سے) نکلتی اور اس کو اونٹ وغیرہ کی مینگنیاں دی جاتی تھیں وہ ان مینگنیوں کو آگے پیچھے پھینکتی تھی، اس سے لوگوں کو معلوم ہو جاتا تھا کہ اس کی عدت گزر گئی ہے اور اس سے یہ فال لینا بھی مقصود تھا کہ مصیبت پھینک دی جیسا کہ یہ مینگنیاں پھینکی جا رہی ہیں، اس کے بعد اپنی مرضی کے مطابق خوشبو وغیرہ استعمال کرتی تھی۔ (سنن ابی داؤد)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کی یہ پابندی یاد دلائی اور فرمایا کہ اسلام نے صرف چار ماہ دس دن کی عدت اور سوگ رکھا ہے، جاہلیت کی کیسی کیسی مصیبتوں سے تمہاری جان چھڑائی ہے، پھر بھی تم

اسلام کے قانون کی پاسداری سے بچنے کا راستہ نکالنا چاہتی ہو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنکھ میں تکلیف ہونے کے باوجود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عدت والی کو سوگ میں سرمہ لگانے کی اجازت نہ دی۔ حدیث کی شرح لکھنے والے عالموں نے بتایا ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس عورت کا علاج سرمہ کے بغیر ہوسکتا تھا اور سرمہ بطور زینت لگانا چاہتی تھی۔ اس لئے منع فرمایا کیونکہ حضرت ام سلمہؓ کا فتویٰ ہے (جو سوگ والی احادیث کی راوی ہیں) کہ سوگ والی عورت علاج کی مجبوری سے رات کو سرمہ لگا سکتی ہے۔

عورت بیوہ ہو جائے تو دوسرا نکاح کرلے اس کو عیب سمجھنا جہالت ہے

ہندوؤں میں یہ عیب سمجھا جاتا تھا کہ شوہر کی موت کے بعد عورت کسی دوسرے مرد سے شادی کرے، ہر وقت کا جلاپا اور ساس نندوں کے طعنے اسے باعزت زندگی گزارنے نہ دیتے تھے۔ مذہبی قانون اور قومی رواج کے مطابق بے شوہر پوری زندگی گزارنا لازم تھی۔ اگرچہ تیرہ سال کی لڑکی بیوہ ہو جائے اور چونکہ شوہر کی ارتھی کے ساتھ جلنا مذہبی مسئلہ تھا اور سب نفرت و حقارت کا برتاؤ کرتے تھے اس لئے لامحالہ وہ شوہر کی ارتھی میں کود پڑتی تھی اور زندگی جل جانے کو نفرت کی زندگی پر ترجیح دیتی تھی۔ اس کے بالکل برعکس اسلام نے نہ صرف اجازت دی بلکہ ترغیب دی اور مستحب و مستحسن بلکہ بعض حالات میں واجب قرار دیا کہ عدت گزارنے کے بعد عورت دوسرے مرد سے نکاح کرلے وہ مرجائے تو تیسرا شوہر کرلے، وہ بھی مرجائے تو چوتھے مرد کی زوجیت میں آجائے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل کرکے دکھایا، آپ کی اکثر بیویاں بیوہ تھیں جن کے پہلے شوہر فوت ہو چکے تھے، ان میں بعض وہ تھیں جو آپ سے پہلے دو شوہروں کے نکاح میں رہ چکی تھیں۔

آج کل بھی بعض قوموں میں (جو مسلمان کہلاتی ہیں) بیوہ کی دوسری شادی کو عیب سمجھا جاتا ہے اور جو بیوہ ہو جائے زندگی بھر یوں ہی بلاشوہر بیٹھی رہتی ہے خدا کی پناہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کام کیا ہوا سے عیب سمجھنا بہت بڑی جہالت ہے۔ اس سے ایمان سلب ہو جانے کا خطرہ ہے۔ جن لوگوں کے ایسے خیالات ہیں توبہ کریں۔

اسلام نے عورت کو بڑا مرتبہ دیا اور اس کو اعزاز و اکرام سے نوازا ہے، پستی سے نکال کر اس کو بلندی عطا کی ہے لیکن افسوس ہے کہ عورتیں اب بھی اسلام کے احکام کو چھوڑ کر (جو سراسر رحمت ہیں) جاہلیت کی طرف دوڑ رہی ہیں۔

بعض عورتوں کا نکاح ثانی کو عیب یا ذلت کا موجب سمجھنا سخت قابل گرفت غلطی ہے

ایسی عورتیں بکثرت ہیں جو نکاح ثانی کے ترک کو اس کے فعل پر ترجیح دیتی ہیں جس کا سبب بکثرت تو یہی ہے کہ وہ نکاح ثانی کو عیب سمجھتی ہیں اور بعض زبان سے بھی ایسی باتیں کہہ ڈالتی ہیں جن میں بعض باتیں تو حد کفر تک پہنچ جاتی ہیں اور بعض عیب بھی نہیں سمجھتی لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ عورتیں بھی بے نکاح بیٹھے رہنے کو زیادہ عزت کا سبب سمجھتی ہیں۔ اور یہ بھی حقیقت اک چھپا چور ہے جس کا وطن اس سرحد کفر میں داخل نہیں مگر اس کے جوار (قرب) میں ضرور ہے ورنہ کامل مسلمان کیا وجہ کہ خلاف سنت زیادہ اعزاز کا سبب سمجھے۔ اور بعض غریب ایسی بھی ہیں جو نکاح کو ہر طرح مستحسن سمجھتی ہیں اس سے ذرا بھی انقباض (ناپسندیدگی نہیں مگر جانتی ہیں کہ بچے ضائع ہو جائیں گے یا کہ کوئی اس کو قبول نہیں کرتا بلکہ یہ دونوں مغرور ہیں بلکہ پہلی تو ماجور (ثواب پانے والی) ہے۔

شوہر کے علاوہ کسی کی موت پر سوگ کرنے کا حکم

وَعَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِیْ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَتْ لَمَّا اَتٰی اُمَّ حَبِيْبَةَ نَعْیُ اَبِیْ سُفْيَانَ دَعَتْ فِیْ الْيَوْمِ الثَّالِثِ بِصُفْرَةٍ فَمَسَحَتْ بِهٖ ذِرَاعَيْهَا وَعَارِضَيْهَا وَقَالَتْ كُنْتُ عَنْ هٰذِهٖ غَنِيَّةً سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلٰثٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ فَاِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا۔

ترجمہ: حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ نے بیان فرمایا کہ جب ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو (ان کے والد) حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر پہنچی تو انہوں نے تیسرے دن خوشبو منگائی جو زرد رنگ کی تھی اور اپنی بانہوں اور رخساروں پر ملی اور فرمایا کہ مجھے اس کی ضرورت نہ تھی (لیکن اس ڈر سے کہ کہیں تین دن سے زائد سوگ کرنے والیوں میں شمار نہ ہو جاؤں میں نے خوشبو لگالی) میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایسی عورت کے لئے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو یہ حلال نہیں ہے کہ (کسی میت پر) تین دن تین رات سے زیادہ سوگ کرے سوائے شوہر کے کہ اس (کی موت ہو جانے) پر چار مہینہ دس دن سوگ کرے۔ (صحیح مسلم)

تشریح: جس کپڑے سے مردوں کو کشش ہوتی ہے اس کو نہ پہنے اور خوشبو سرمہ، مہندی اور زیب وزینت کی دوسری چیزیں ترک کرنے کو سوگ کہتے ہیں۔ اس کی تفصیل گزشتہ حدیث کے ذیل میں گزر چکی ہیں، جس عورت کا شوہر مر جائے اس کی عدت حمل نہ ہونے کی صورت میں چار مہینہ دس دن ہے اور حمل ہو تو وضع حمل پر اس کی عدت پوری ہوگی اور دونوں صورتوں میں جب تک عدت نہ گزرے اس پر سوگ کی حالت میں رہنا واجب ہے۔

کیا شوہر کے علاوہ کسی کی موت پر سوگ کرنے کی گنجائش ہے؟ اگر گنجائش ہے تو کتنے دن سوگ کیا جاسکتا ہے۔ حدیث بالا میں اس سوال کا جواب دیا ہے کہ شوہر کے علاوہ دوسرے کسی عزیز قریب (بیٹا، باپ وغیرہ) کی موت پر بھی عورت کو سوگ کرنے کی اجازت ہے لیکن صرف تین دن تین رات تک سوگ کرسکتی ہے۔ اس سے زیادہ سوگ کرنا حلال نہیں ہے، جیسا کہ حدیث بالا سے بالکل واضح ہو رہا ہے۔

حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے تھیں، ان کے والد حضرت سفیان رضی اللہ عنہ تھے جب ان کی وفات کی خبر سنی تو حضرت اُمِ حبیبہؓ نے دو دن کوئی خوشبو نہ لگائی پھر تیسرے دن خوشبو منگا کر لگائی اور ارشاد فرمایا کہ مجھے اس وقت خوشبو لگانے کی بالکل کوئی ضرورت نہ تھی لیکن حدیث کی وعید سے بچنے کے لئے خوشبو استعمال کی ہے ایسا نہ ہو کہ خوشبو نہ لگانا سوگ میں شامل ہو جائے اور یہ سوگ تین دن سے آگے بڑھ جائے اس لئے تین دن پورے ہونے سے پہلے ہی خوشبو لگالی تا کہ گناہ کا احتمال ہی نہ رہے، ایسا ہی واقعہ حضرت زینبؓ بنت جحش کو پیش آیا یہ بھی ازواج مطہرات میں سے تھیں، جب ان کے بھائی کی موت کی خبر آئی تو انہوں نے خوشبو منگا کر لگائی اور اسی

حدیث کی روایت کی جو حدیث حضرت اُمِ حبیبہؓ نے اپنے والد کی موت کے بعد (تیسرے دن) خوشبو لگا کر سنائی۔

جن حضرات نے حدیث کی تشریحات لکھی ہیں انہوں نے فرمایا ہے کہ حضرت اُمِ حبیبہؓ نے جو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ شوہر کے علاوہ کسی دوسرے عزیز کی موت پر بھی سوگ کرنا جائز ہے، یعنی واجب تو نہیں ہے جس کے ترک سے گناہ ہو لیکن طبعی طور پر چونکہ عورت کو رنج زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے اسے اجازت دی گئی کہ تین دن تک بناؤ سنگھار نہ کرے تو ایسا کر سکتی ہے البتہ تین دن کے بعد شوہر کے علاوہ کسی دوسرے کی موت پر سوگ کرے گی تو گنہگار ہوگی، یہ تین دن والی اجازت بھی عورت کے لئے ہے، مردوں کو سوگ کرنے کی اجازت کسی حدیث سے ثابت نہیں۔

آج کل ایک بڑی مصیبت یہ ہے کہ عمل کرنے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال و اقوال کو سامنے نہیں رکھا جاتا بلکہ ازواج اور طبیعت کے تقاضوں پر چلتے ہیں۔ رنج و غم سوگ وغیرہ کے سلسلے میں بھی خدا اور رسول کی نافرمانیاں ہوتی ہیں۔ شوہر کی موت پر سوگ کے لئے کہا جاتا ہے تو اس کو برا مانتی ہیں بلکہ عدت کے زمانہ میں گھر میں رہنے کی شرعی پابندی کی بھی خلاف ورزی کرتی ہیں اور خود سے سوگ کرنے میں آئیں تو شوہر کے علاوہ کسی دوسرے کی موت پر ہفتوں سوگ کر لیں۔ دینی احکام کو پس پشت ڈالنے کا یہ مزاج بہت برا ہے، اس کی وجہ سے گناہوں میں اضافہ ہی ہوتا چلا جاتا ہے، اللہ جل شانہ ہم سب کو اسلام کے حکموں پر چلنے اور مر مٹنے کی توفیق دے۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! ہم کو اپنی عبادات وطاعات خاصہ کی توفیق، اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی توفیق فرمائیے۔

یا اللہ! یا اللہ لغزشوں سے نفس وشیطان کے مکائد سے ہم کو محفوظ فرمائیے۔

یا اللہ! مجبوراً معاشرہ کے غلبہ سے اور نفس وشیطان کے غلبہ سے ہم سے جو فسق و فجور کے کام ہوئے ہیں ہم ان سے نفرت کرتے ہیں اور چھوڑ دینے کا عزم کرتے ہیں۔ مگر ڈرتے ہیں کہ پھر ہم سے ان کا ارتکاب ہو جائے گا۔ یا اللہ آپ ہی محافظ حقیقی ہیں۔ رحم کرنے والے ہیں ہم پر رحم فرمائیے، ہمیں محفوظ رکھئے اور اپنا مور دِ رحمت بنا لیجئے۔

یا اللہ! ہم سے زیادہ محتاج اور کون ہے، ہم آپ کے فضل وکرم کے بہت محتاج ہیں، ہمیں اپنا فرمانبردار بنا لیجئے، اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا وفادار، سچا اُمتی بنا دیجئے،

یا اللہ! تمام لعنت زدہ کاموں سے ہمیں بچا لیجئے کہ ہم جن سے آپ ناراض ہوتے ہیں۔ یا اللہ ہم آپ کے مواخذہ کو برداشت نہیں کر سکتے نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔

شیعوں کا ماتم اور سیاہ کپڑے

وَعَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِیْ سَلَّمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَتْ لَمَّا اَتٰی اُمَّ حَبِيْبَةَ نَعْیُ اَبِیْ سُفْيَانَ دَعَتْ فِی الْيَوْمِ الثَّالِثِ بِصُفْرَةٍ فَمَسَحَتْ بِهٖ ذِرَا عَيْهَا وَعَارِضَيْهَا وَقَالَتْ كُنْتُ عَنْ هٰذِهٖ غَنِيَّةً سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلٰثٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ فَاِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا.

ترجمہ: حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ نے بیان فرمایا کہ جب ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو (ان کے والد) حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر پہنچی تو انہوں نے تیسرے دن خوشبو منگائی جو زرد رنگ کی تھی اور اپنی بانہوں اور رخساروں پر ملی اور فرمایا کہ مجھے اس کی ضرورت نہ تھی (لیکن اس ڈر سے کہ کہیں تین دن سے زائد سوگ کرنے والیوں میں شمار نہ ہو جاؤں میں نے خوشبو لگالی) میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایسی عورت کے لئے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو یہ حلال نہیں ہے کہ (کسی میت پر) تین دن تین رات سے زیادہ سوگ کرے سوائے شوہر کے کہ اس (کی موت ہو جانے) پر چار مہینہ دس دن سوگ کرے۔ (صحیح مسلم)

یہ سوگ کا سلسلہ محرم کے مہینے میں بڑا زور پکڑ لیتا ہے۔ شیعوں کی دیکھا دیکھی بہت سے سنی ہونے کے دعوے دار بھی محرم میں سوگوار بن جاتے ہیں۔ اس ماہ میں اور خصوصاً شروع کے دس دنوں میں میاں بیوی والی محبت ترک کر دیتے ہیں اور کالے کپڑے پہنتے ہیں بچوں کو بھی سیاہ کپڑے پہناتے ہیں۔ جس کی تفصیلات بہت زیادہ ہیں' یہ سب جہالت اور گمراہی کے طریقے ہیں۔ محرم کے مہینے میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تھی' اس شہادت کو یاد کر کے لوگ روتے ہیں' سینے پیٹتے ہیں' چاقو چھری سے گھائل ہو جاتے ہیں' جھوٹے واقعات بنا بنا کر شعر بناتے ہیں' مرثیے پڑھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ثواب کا کام کر رہے ہیں' حالانکہ ان چیزوں میں ہرگز ثواب نہیں ہے بلکہ یہ چیزیں سراسر گناہ ہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کیوں ہے۔ اسی لئے تو ہے کہ وہ اللہ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے نواسے ہیں۔ جب باعث حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نانا جان کی ذات گرامی ہے (کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہونے کی وجہ سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے بھی محبت ہے) تو اس محبت کے اظہار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی کیوں خلاف ورزی کی جاتی ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا کہ کسی عورت کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ شوہر کے علاوہ کسی کی موت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے اور یہ اجازت بھی صرف عورت کے لئے مرد کے لئے سوگ کرنے کی اجازت نہیں۔ پھر یہ چودہ سو سال گزر جانے کے بعد کیسا سوگ ہو رہا ہے؟ کیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے خلاف چلنے والوں سے خوش ہوں گے؟ کیا ایسے نافرمانوں کے لئے جنہوں نے دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی طرف سے احکام کا اضافہ کر دیا' حضرت شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت حسین

رضی اللہ عنہ سفارش کریں گے؟ حدیث شریف میں تو آیا ہے کہ جن لوگوں نے دین محمدی میں ادل بدل کر دیا ان کو حوض کوثر سے ہٹا دیا جائے گا اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے۔

سُحْقًا سُحْقًا لِّمَنْ غَيَّرَ بَعْدِىْ. دور ہوں دور ہوں جنہوں نے میرے دین کو بدلا۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

ملا علی قاری رحمہ اللہ الموضوعات الکبیر میں لکھتے ہیں کہ:

اور رافضیوں میں بلادِ عجم کے اندر مثلاً خراسان، عراق اور ماوراء النہر کے شہروں میں بڑے بڑے گناہوں کے کام رواج پائے ہوئے ہیں مثلاً کالے کپڑے پہنتے ہیں اور شہروں میں گھومتے ہیں اور اپنے سروں اور جسموں کو مختلف طریقوں سے زخمی کرتے ہیں اور اس کے مدعی ہوتے ہیں کہ یہ حضرات اہل بیت علیہم السلام سے محبت کرنے والے ہیں حالانکہ وہ ان سے بیزار ہیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

مرد کیلئے سوگ جائز نہیں

وَيُكْرَهُ لِلرَّجُلِ تَسْوِيْدَ الثِّيَابِ وَتَمْزِيْقَهَا لِلتَّعْزِيَةِ.
(فتاویٰ عالمگیری)

یعنی تسلی کے عنوان سے مردوں کو کالے کپڑے پہننا اور ان کو پھاڑنا جائز نہیں ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَنَا بَرِیْءٌ مِّمَّنْ حَلَقَ وَ صَلَقَ وَ خَرَقَ.

''میں اس سے بیزار ہوں جو (کسی کی وفات پر اظہار رنج کے لئے) سر منڈائے اور شور مچائے اور کپڑے پھاڑے''۔

کپڑے پھاڑنا مرد و عورت ہر ایک کے لئے حرام ہے۔

سب جانتے ہیں کہ خدائے پاک کے آخری رسول سرور عالم سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کامل دین دے کر دنیا سے تشریف لے گئے۔ اللہ جل جلالہ کا ارشاد ہے۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا. (المائدہ)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنا انعام پورا کر دیا اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کر لیا۔

چونکہ اسلام دین کامل ہے اس لئے اس میں حرام حلال کی مکمل تفصیلات موجود ہیں اور ثواب و عذاب کے کاموں سے پوری طرح آگاہ فرما دیا گیا ہے اور زندگی گزارنے کے پورے طریقے بتا دیئے ہیں اور زندگی کے ہر شعبے کے بارے میں ہدایات دے دی گئی ہیں، اب کسی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ دین میں اضافہ کر دے یا حلال کو حرام قرار دے دے یا حرام کو حلال کر دے، خدا کی شریعت میں مردوں کے لئے سوگ نہیں اور عورتوں کے لئے شوہر کی وفات پر صرف چار ماہ دس دن سوگ کرنا واجب ہے اور کسی دوسرے عزیز کی موت پر صرف تین دن تک عورت کو سوگ کرنا جائز ہے۔ پھر حکم شرعی سے آگے بڑھ کر مردوں کو سوگ کرنا اور سوگ کے کپڑے پہننا یا عورت کو مندرجہ بالا تفصیل کے خلاف سوگ کرنا دین میں کہاں سے داخل ہو گیا، شریعت اسلامیہ نے محرم میں میاں بیوی کے ملاپ پر یا اچھے کپڑے پہننے یا مہندی لگانے یا کسی طرح کی زیب و زینت اختیار کرنے پر کوئی پابندی نہیں لگائی تو یہ پابندی اپنی طرف سے لگائی، اللہ پاک نے جو کچھ حلال قرار دیا اس کو کیوں حرام کیا؟ قرآن و حدیث کی ہدایت چھوڑ کر گمراہی میں کیوں لگے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: آپ فرما دیجئے کہ یہ تو بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جو کچھ رزق بھیجا تھا پھر تم نے اس کا کچھ حصہ حرام اور کچھ حلال قرار دے لیا آپ پوچھئے کہ کیا تم کو خدا نے حکم دیا ہے یا اللہ پر افتراء کرتے ہو۔ اس آیت میں اس کی مذمت کی گئی ہے کہ اپنی جانب سے حرام کو حلال یا حلال کو حرام کر لیا جائے۔

الحمد للہ جلد ۸ مکمل ہوئی

عام فہم تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا
ایک سدا بہار مبارک سلسلہ

درسِ حدیث

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات سنی اور اسکو یاد کیا اور اسکو محفوظ رکھا اور پھر دوسروں کو پہنچا دیا۔ (ترمذی)

نیز فرمایا سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ مسلمان علم دین کی بات سیکھے پھر اپنے مسلمان بھائی کو سکھا دے۔ (ابن ماجہ)

زیرِ نگرانی

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ

رئیس دار الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

عام فہم تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا
ایک سدا بہار مبارک سلسلہ

درسِ حدیث

۹-۱۰

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اللہ تعالیٰ اس شخص کو تر و تازہ رکھے جس نے میری بات سنی اور اسکو یاد کیا اور اسکو محفوظ رکھا اور پھر دوسروں کو پہنچا دیا۔ (ترمذی)
نیز فرمایا سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ مسلمان علم دین کی بات سیکھے پھر اپنے مسلمان بھائی کو سکھا دے۔ (ابن ماجہ)

تقریظ

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ

از افادات

اُستاد المحدثین حضرت مولانا ادریس میرٹھی صاحب رحمہ اللہ

اِدارۂ تالیفاتِ اَشرفیہ
چوک فوارہ مُلتان پاکستان
(061-4540513-4519240

درسِ حدیث

تاریخ اشاعت............. شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ
ناشر.....................ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
طباعت....................سلامت اقبال پریس ملتان

انتباہ

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

ملنے کے پتے

ادارہ تالیفات اشرفیہ...چوک فوارہ...ملتان — مکتبہ رشیدیہ........راجہ بازار........راولپنڈی
ادارہ اسلامیات........انارکلی........لاہور — یونیورسٹی بک ایجنسی.....خیبر بازار.......پشاور
مکتبہ سید احمد شہید........اردو بازار....لاہور — ادارۃ الانور........نیو ٹاؤن........کراچی نمبر 5
مکتبہ رحمانیہ........اُردو بازار........لاہور — مکتبہ المنظور الاسلامیہ...جامعہ حسینیہ...علی پور

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K
(ISLAMIC BOOKS CENTERE
119-121- HALLIWELL ROAD
BOLTON BL1 3NE. (U.K.)

تقریظ

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ

رئیس دار الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان ونگران اعلیٰ مجلس تحقیقات اسلامیہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے پیش نظر اللہ پاک نے قرآن مجید کی حفاظت جس طرح اپنے ذمہ لی ہے اسی طرح الفاظ قرآن کی تشریح جو ذخیرہ آحادیث کی شکل میں موجود ہے اسکی حفاظت وصیانت بھی اللہ پاک نے اس امت کے ذریعے فرمائی۔ یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ حفاظت حدیث کے سلسلہ میں اس امت کے محدثین حضرات نے عجیب کمالات دکھائے۔ اسماء الرجال کے علم ہی کو دیکھ لیجئے اس علم سے سابقہ امتیں محروم رہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تعلیمات چونکہ تا قیامت محفوظ اور قابل عمل تھیں اس لئے ان فرامین کی حفاظت کیلئے محدثین نے اسماء الرجال اور اس کے علاوہ دوسرے علوم متعارف کرائے جنہوں نے احادیث مبارکہ کے گرد ایک قوی حصار کا کام کیا تاکہ کوئی دین دشمن حسب منشاء ان احادیث میں کوئی تغیر وتصرف نہ کر سکے۔

عصر حاضر میں مسلمانوں کی مغلوبیت میں جہاں دیگر عوامل کارفرما ہیں ان سب میں بنیادی چیز یہی ہے کہ ہم اپنی بنیاد یعنی اسلامی تعلیمات سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔ اور اس بات کے جاننے کے باوجود کہ ہماری دینی ودنیاوی فلاح وترقی اسلامی تہذیب، اسلامی تعلیمات اور انہی اقدار میں ہے جن پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم

اجمعین کو چلایا اور تاریخ گواہ ہے کہ جب تک مسلمان ان اسلامی تعلیمات پر مضبوطی سے عمل پیرا رہے اللہ پاک نے انہیں اخروی نجات کے علاوہ دنیا میں بھی شان وشوکت' غلبہ ونصرت سے نوازا اور پوری دنیا کے غیر مسلم ان کے خادم اور زیردست کی حیثیت سے رہے۔

آج ہم سب مسلمان یہ چاہتے ہیں کہ دنیا میں مسلمان غالب ہوں لیکن اس کے لئے جو بنیادی چیز ہے یعنی تعلیمات نبوت کی روشنی میں زندگی کے سفر کو طے کرنا۔ اسکی طرف ہماری توجہ کم ہوتی ہے اس لئے ضرورت ہے کہ معاشرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تعلیمات کو عام کیا جائے اور جس طرح تلاوت قرآن کو اپنے معمول میں شامل کیا جاتا ہے اسی طرح ہمارے بعض اکابر کے معمول میں تلاوت حدیث بھی شامل تھی۔

''ادارہ تالیفات اشرفیہ'' اس لحاظ سے بڑی مبارک کا مستحق ہے کہ عوام کو اس بنیادی ضرورت کو عام فہم انداز میں درس حدیث کی شکل میں پیش کرنے کا سہرا اُسی کے سر ہے۔ اس سے قبل ''درس قرآن'' بھی عوام الناس میں بے حد مقبول ہو چکا ہے۔

دل سے دُعا ہے کہ فرامین نبوی کا یہ سدا بہار گلدستہ عند اللہ مقبول ہو اور ہم سب تعلیمات نبوی کی روشنی میں اپنا قبلہ درست کر کے دنیا وآخرت کی سعادتوں سے اپنے دامن بھر لیں۔

فقط: عبدالستار عفی عنہ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ

عرض ناشر

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ادارہ کی جدید مرتبہ ''درس حدیث'' کی سابقہ آٹھ جلدیں ماشاء اللہ کافی مقبول ہوئیں درس حدیث کا یہ مبارک سلسلہ فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ کی زیر نگرانی شروع ہوا یقیناً یہ بھی حضرت کیلئے دیگر حسنات جاریہ میں سے ایک ہے اس لئے اس جلد پر بھی مقدمہ حضرت ہی کا لکھا ہوا دیا جارہا ہے۔

عرصہ دراز سے مزید جلدوں کا انتظار تھا۔ اللہ پاک ہمارے اکابر رحمہم اللہ کو اجر عظیم سے نوازیں جو بے حد محنتوں سے ہمارے لئے دین اور اس کے مآخذ کو سہل الوصول فرما گئے۔ اور دین کے ہر شعبہ سے متعلق معلومات فضائل واحکام کا عظیم ذخیرہ جو اپنی عربی زبان کی وجہ سے حلقہ خواص تک محدود تھا۔ ان حضرات اکابر نے دیگر خدمات جلیلہ کے ساتھ ساتھ یہ عظیم خدمت بھی سرانجام دی کہ ان دینی علوم کو اردو کے لباس سے آراستہ کر کے عوام الناس کی ایک بڑی ضرورت کو پورا فرما گئے۔

اللہ تعالیٰ ان کی قبور کو ٹھنڈا فرمائیں اور جنت کو ان کا ٹھکانہ بنائیں آمین

الحمد للہ شروع سے ادارہ کی کوشش رہی ہے کہ اپنے اکابر کی مستند و بے غبار تعلیمات کو مزید مزین و سہل کر کے پیش کیا جائے۔ اس جلد کے سلسلہ میں بھی اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال رہا اور علماء کرام کی مشاورت سے

استاذالحدیث مولانا محمد ادریس میرٹھی رحمہ اللہ کی مقبول عام تصنیف ''شرح ریاض الصالحین'' میں سے سابقہ جلدوں کی طرح سبق وار درس کی شکل میں مرتب کیا گیا ہے۔

اس جلد میں معاشرت اور اخلاقیات کے تمام مضامین بالترتیب لئے گئے ہیں صرف دوران سبق آنے والی احادیث کا عربی متن نہیں دیا گیا تا کہ عوام الناس بسہولت مختصر وقت میں درس مکمل کرسکیں۔ شروع سبق میں حدیث مبارکہ کا مختصر عربی متن تبرکاً نقل گیا ہے۔

بلاشبہ گھروں، مساجد، اسکولوں و مکاتب میں ان سبق وار احادیث کو سننے سنانے کی پابندی کی جائے تو مختصر وقت میں دین کی اہم باتیں سیکھی جاسکتی ہیں۔

ان شاء اللہ اس مبارک سلسلہ احادیث کی مزید جلدیں شرح ریاض الصالحین سے مرتب کر کے جلد منظر عام پر آرہی ہیں۔ **وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب**

نوٹ: بعض جگہ دعائیہ کلمات ذکر نہیں کئے جاسکے قارئین سابقہ درس والے دعائیہ کلمات کو دہرا کر یومیہ درس ختم کرسکتے ہیں۔

اللہ پاک ہم سب کو دین کی صحیح فہم نصیب فرمائیں اور اپنے فضل سے خدمت دین الی یوم الدین لیتے رہیں۔

والسلام

محمد اسحٰق عفی عنہ

شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ بمطابق اگست 2008ء

فہرست مضامین

عمل کا مدار نیت پر ہے

عن امیر المؤمنین ابی حفص عمر بن الخطاب قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: "انما الاعمال بالنیات، وانما لکل امریء ما نویٰ: فمن کانت هجرته الی الله ورسوله فهجرته الی الله ورسوله، ومن کانت هجرته لدنیا یصیبها، او امراة ینکحها فهجرته الی ما هاجر الیه" متفق علیٰ صحته.

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا آپ فرمار ہے تھے کہ اس کے سوانہیں کہ عمل کا مدارتو صرف نیت پر ہے اور ہر شخص کو وہی ملے گا جو اس نے نیت کی ہوگی چنانچہ (مثلاً) جس شخص نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لئے ہجرت کی ہوگی (گھر بار چھوڑا ہوگا) اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہوگی (دنیا اور آخرت دونوں میں اس کا پھل ملے گا) اور جس شخص نے دنیا کمانے یا کسی عورت سے بیاہ کرنے کے لئے ہجرت کی ہوگی (اور اس کے لئے وطن چھوڑا ہوگا) اس کی ہجرت اسی چیز (دنیا یا عورت) کی طرف ہوگی جس کے لئے اس نے ہجرت کی ہے (ملے یا نہ ملے یہ اس کی قسمت ہے باقی اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہ ملے گا)۔

نیت کا بیان

نیت کے معنی اگر چہ قصد وارادہ کے ہیں مگر نیت دراصل اس غرض وغایت کا نام ہے جس کے حاصل کرنے کے لئے انسان کوئی کام بالقصد والارادہ کرتا ہے خواہ وہ غرض وغایت اچھی ہو خواہ بری جیسا کہ حدیث میں اچھی اور بری دونوں قسم کی نیتوں کا ذکر ہے یہی معنی حدیث میں مراد ہیں چونکہ انسان بعض اوقات بے خیالی میں بغیر کسی خاص نیت وقصد وارادہ کے بھی کوئی نیک کام یا عبادت کر لیتا ہے اور اللہ کے ہاں ایسا نیک کام یا عبادت مقبول نہیں اور نہ اس پر کوئی اجر وثواب ملتا ہے اللہ کے ہاں تو وہی عبادت مقبول ومطلوب ہے جو دل کی پوری توجہ کے ساتھ ہو اور صرف اللہ کے لئے ہو اور کسی دوسری غرض کے لئے نہ ہو اس لئے ہر عمل خیر اور عبادت وطاعت کے وقت دل کا پوری طرح اللہ اور اس کی عبادت وطاعت کی طرف متوجہ ہونا ضروری ہے یہی معنی احضار نیت (نیت موجود ہونے) کے ہیں اور اسی معنی میں نیت کا لفظ عموماً استعمال ہوتا ہے۔

زبان سے نیت کرنا ضروری ہے یا نہیں

نیت کا زبان سے کہنا ضروری نہیں بلکہ دل کا اللہ اور اس کی عبادت کی طرف پوری طرح متوجہ ہونا ضروری ہے اگر زبان سے بھی کہہ لے تو کچھ حرج نہیں خواہ عربی میں کہے خواہ اردو میں یا کسی دوسری زبان میں۔

اس حدیث کا ماخذ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی یعنی حدیث انماالاعمال بالنیات، اللہ تعالیٰ کے فرمان ولکن یناله التقویٰ منکم سے ماخوذ اور اسی کا اقتباس ہے آیت کریمہ میں اسی اصول کو قربانی کی مثال میں بیان کیا گیا ہے اور حدیث میں ہجرت کی مثال میں سمجھایا گیا ہے اصول عام ہے کوئی بھی عمل خیر اور عبادت وطاعت ہو اس کا مدار نیت پر ہے جیسی نیت ویسا پھل۔ واللہ اعلم بالصواب

حشر کے دن لوگ اپنی اپنی نیتوں پر اٹھیں گے

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے قریب) ایک لشکر اللہ کے گھر (کعبہ) پر چڑھائی کرنے کے لئے نکلے گا جب وہ زمین کے کھلے میدان میں پہنچے گا تو اس لشکر کے اگلے پچھلے سب لوگوں کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا (اور ان میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچے گا) حضرت عائشہ نے عرض کیا (یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اگلے پچھلے سب لوگوں کو کیسے (اور کیوں) دھنسا دیا جائے گا؟ ان میں (سب ہی لڑنے والے تو نہ ہوں گے' سودا سلف بیچنے والے) دکاندار بھی ہونگے اور ایسے لوگ بھی ہوں گے جو ان حملہ آوروں میں سے نہ ہوں گے (نوکری چاکری کے لئے چلے آئے ہوں گے ایسے لوگ بلاقصور کیسے اور کیونکر ہلاک کردیئے جائیں گے؟) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اس وقت تو) اگلے پچھلے سب ہی لوگ (ان مجرموں کے ساتھ ہونے کی وجہ سے) دھنسا دیئے جائیں گے پھر (حشر کے دن) اپنی اپنی نیت پر اٹھائے جائیں گے (جو کعبہ پر چڑھائی کرنے آئے تھے وہ تو مجرموں کے زمرہ میں الگ اور جو اس نیت سے نہیں آئے تھے وہ الگ کھڑے کئے جائیں گے)

بدکاروں اور مجرموں سے دور رہنا چاہئے

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ مجرموں' بدکاروں اور گنہگاروں کے محض ساتھ رہنا بھی عذاب الٰہی اور قہر خداوندی میں گرفتار ہو جانے کا سبب بن جاتا ہے اگرچہ حشر کے دن آخرت کے عذاب سے کوئی اپنی نیک نیتی کی وجہ سے بچ بھی جائے اس لئے ایسے مجرموں' بدکاروں اور گنہگاروں سے زیادہ سے زیادہ علیحدہ اور دور ہی دور رہنا چاہئے۔

اس حدیث کا ماخذ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث قرآن کریم کی مذکورہ ذیل آیت کریمہ سے ماخوذ اور اسی کا اقتباس ہے۔

واتقوا فتنة لاتصيبن الذين ظلموا منكم خاصة (انفال:۲۵)

اور تم اس فتنہ (عذاب) سے ڈرتے اور بچتے رہو جو خاص ظلم کرنے والے لوگوں (مجرموں) پر ہی نہیں آئے گا (بلکہ سب پر عام ہوگا)

دُعا کیجئے

یااللہ! ہمارے پاس اور کوئی سرمایہ نہیں' کوئی وسیلہ نہیں اقرار جرم کرتے ہیں آپ کے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کر کے آپ کی رحمت کے طلب گار ہیں۔

یااللہ! اس ماہ کا ایک ایک لمحہ' ایک ایک سانس ہمارے لئے باعث رحمت بنا دیجئے۔

یااللہ! ہمیں ہر خطا وعصیان سے محفوظ رکھئے ہر تقصیر وکوتاہی سے محفوظ رکھئے۔

یااللہ! ہم کو اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندگی سے بچا لیجئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لئے ہم پر اور تمام امت مسلمہ پر رحم فرمائیے۔

جہاد اور نیت

وعن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت: قال النبی صلی الله علیه وسلم: **لا هجرةً بعد الفتح، ولكن جهادٌ ونيةٌ واذا استنفرتم فانفروا۔**" متفقٌ عليه. ومعناه **لا هجرة من مكة لانها صارت دار اسلامٍ** (متفق عليه)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد ارشاد فرمایا فتح (مکہ) کے بعد ہجرت تو (باقی) نہیں رہی (اس لئے کہ مکہ اب دارالاسلام اسلامی شہر بن گیا) لیکن جہاد اور نیت (اب بھی) باقی ہیں (اور قیامت تک باقی رہیں گے لہٰذا) جب بھی تم کو جہاد کے لئے روانہ ہونے کی دعوت دی جائے تو فوراً روانہ ہو جاؤ۔

ہجرت

مکہ معظمہ کے فتح ہونے سے پہلے مکہ سے مدینہ ہجرت کرنا اس قدر اہم اور ضروری فرض تھا کہ اگر مکہ کا رہنے والا قدرت کے باوجود مکہ سے مدینہ ہجرت نہیں کرتا تھا تو اس کا ایمان و اسلام بھی معتبر نہ ہوتا تھا جب تک کہ وہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ نہ آئے لیکن مکہ کے فتح ہو جانے اور دارالاسلام اسلامی ملک' بن جانے کے بعد یہ خاص ہجرت یا ہجرت کی یہ اہمیت باقی نہیں رہی۔

موجودہ زمانہ میں ہجرت کا حکم

چنانچہ اب اگر کافروں کے ملک میں کوئی شخص مسلمان ہو اور وہ کفار اس کو اسلامی عبادات و احکام پر عمل کرنے سے نہ روکیں تو اس مسلمان پر اس دارالکفر سے ہجرت کر کے کسی اسلامی ملک میں جا کر آباد ہونا فرض نہیں ہے اسی طرح مسلمان اگر کسی کافروں کے ملک میں آباد ہوں اور وہ کفار ان کو مذہبی آزادی دینے کے لئے تیار ہوں تو وہاں مستقل طور پر سکونت اختیار کر سکتے ہیں اگر چہ بہتر اور افضل اب بھی یہی ہے کہ جو شخص کسی کفار کے ملک میں اسلام لائے وہ اس دارالکفر کو چھوڑ کر کسی اسلامی ملک میں جا کر آباد ہو جائے اسی طرح عام حالات میں مسلمانوں کو کفار کے ملک میں مستقل طور پر وہاں کا شہری بن کر نہ رہنا چاہئے یہی دینی اور دنیوی مصلحتوں کا تقاضہ ہے تجربہ بھی اس کا شاہد ہے تاہم اب یہ ترک وطن (ہجرت) فرض بہر حال نہیں ہے یہی مطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کا ہے کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں رہی" (ہجرت کے تفصیلی احکام کتب فقہ سے معلوم کیجئے)

جہاد

لیکن اسلام اور کفر کا مقابلہ اور مسلمانوں کی کافروں سے لڑائی اور اس کی تیاریاں رہتی دنیا تک باقی رہیں گی حدیث شریف میں آیا ہے "جہاد قیامت تک جاری رہے گا" اس لئے جہاد اور اس میں نیک نیتی کا اعتبار اور اسی پر اجر و ثواب کا دارومدار ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے گا اسی لئے جب بھی کوئی اسلامی ملک کا مسلمان فرمانروا اللہ کی راہ میں کافروں سے جنگ کرنے کے لئے میدان جنگ میں جانے (فوج میں بھرتی ہونے) اور لڑنے کی دعوت دے تو حسب استطاعت ہر مسلمان کا' خواہ وہ اس ملک کا باشندہ ہو خواہ کسی دوسرے اسلامی ملک

کا فرض ہے کہ وہ محض اللہ تعالیٰ کے دین کی حفاظت کے لئے کفار سے جنگ کرے، بجز ان معذور لوگوں کے جن کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنی رحمت سے مجبور و معذور قرار دے دیا ہے (جہاد کے فرض ہونے کے شرائط اور تفصیلی احکام کتب فقہ سے معلوم کیجئے)

جہاد اسلام کی سب سے بڑی عبادت ہے

فتح مکہ سے پہلے ہجرت اور جہاد اور اس کے بعد صرف جہاد اسلام کی سب سے زیادہ اہم اور موجب اجر وثواب عبادتیں ہیں مگر ان دونوں کی اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبولیت اور اجر وثواب ملنے کا مدار صرف اخلاص اور نیت پر ہے اگر رضائے الٰہی کے علاوہ کسی بھی اور نیت سے کرے گا تو یہ عبادتیں بھی مردود ہیں اگر اللہ تعالیٰ کے لئے کرے گا تو دنیا اور آخرت دونوں میں اجر عظیم پائے گا یہی اس حدیث کی اصل روح ہے۔

یہ حدیث شریف بھی قرآن کریم کی مذکورہ ذیل آیت سے مقتبس اور ماخوذ ہے۔

یجاهدون فی سبیل الله ولایخافون لومة لائم (مائدہ: ۵۴)

جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہونگے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

اخلاص کے ساتھ عمل کا ثواب ملتا ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک غزوہ (جنگ) میں گئے ہوئے تھے (راستہ میں ایک دن) آپ نے صحابہ کرام سے خطاب کر کے فرمایا: مدینہ میں کچھ ایسے لوگ رہ گئے ہیں) کہ (جو اگرچہ اس وقت تمہارے ساتھ نہیں ہیں مگر) تم نے جو بھی مسافت طے کی ہے اور جس وادی (کھلے میدان) سے تم گزرے ہو وہ تمہارے ساتھ (اور شریک سفر) رہے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کو صرف دکھ بیماری نے (اس سفر جہاد سے) روک دیا ہے (ورنہ ان کے دل جہاد میں شرکت کے لئے تڑپ رہے ہیں) ایک روایت میں ''تمہارے ساتھ ہیں'' کے بجائے ''وہ اجر میں تمہارے شریک ہیں'' آیا ہے یہ تو صحیح مسلم کی روایت ہے۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! آپ کے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اس وقت جہاں جہاں بھی ہیں اور دشمنوں کی زد میں ہیں، سازشوں میں ہیں۔ ان کی حفاظت فرمائیے ان کو ہدایت دیجئے اور ان کو دشمنوں سے آزاد کر دیجئے۔ اعدائے دین کی سازشوں سے ان کو بچا لیجئے۔

یا اللہ! تمام ممالک اسلامیہ میں پھر اسلام کی حیات طیبہ عطا فرما دیجئے۔ ان کی اعانت ونصرت فرمائیے۔

یا اللہ! یہ ملک پاکستان جو اسلام کے نام پر قائم ہوا تھا اس کو گمراہیوں سے بچائیے۔ ہر قسم کے فواحش ومنکرات سے جو رائج الوقت ہو رہے ہیں۔ ان سے محفوظ رکھئے۔

اولاد پر خرچ کرنے پر بھی اجر وثواب

وعن ابی یزید معن بن یزید بن الاخنس رضی اللہ عنہم، وھو وابوہ وجدہ صحابیون، قال: کان ابی یزید اخرج دنانیر یتصدق بھا فوضعھا عند رجلٍ فی المسجد فجئت فاخذتھا فأتیتہ بھا. (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت ابو یزید معن بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: (ایک مرتبہ) میرے والد یزید نے صدقہ کرنے کے لئے کچھ دینار (اشرفیاں) نکالے اور مسجد میں ایک آدمی کے پاس رکھ دیئے (کہ جو ضرورت مند آئے اس کو دے دینا) (اتفاق سے میں مسجد میں آیا تو اس آدمی نے مجھے ضرورت مند دیکھ کر وہ دینار دے دیئے) میں نے لے لئے اور ان کو لے کر (گھر) آیا اور والد صاحب کو بتلایا تو انہوں نے فرمایا: بخدا میں نے تجھے دینے کی نیت تو نہیں کی تھی (میں نے تو اور محتاجوں مسکینوں کو دینے کے لئے رکھے تھے) تو میرے اور ان کے درمیان بحث ہونے لگی (میں کہتا تھا کہ میں سب سے زیادہ ضرورت مند اور محتاج ہوں پہلے میرا حق ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے تو صدقہ کی نیت سے یہ دینار نکالے ہیں تو تو میری اولاد ہے تیری کفالت تو میرا فرض ہے اولاد کو صدقہ نہیں پہنچتا آخر کار ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں فیصلہ کے لئے حاضر ہوئے تو آپ نے (ہم دونوں کے بیان سن کر) فرمایا اے یزید تم نے جو صدقہ کی نیت سے یہ دینار نکالے ہیں اس کا ثواب تم کو ضرور ملے گا اور (مجھ سے) فرمایا: اے معن! تم نے جو لیا وہ تمہارے لئے (حلال) ہے (جاؤ اپنی ضرورتوں میں خرچ کرو)

اہل وعیال پر صدقہ کا حکم

زکوٰۃ اور صدقات واجبہ مثلاً صدقہ فطر، صدقہ نذر وغیرہ تو اولاد کو دینے سے نہیں ادا ہوتے ہاں نفل صدقات اگر صدقہ کی نیت سے ضرورت مند اور محتاج اولاد کو دیئے جائیں تو ادا ہو جاتے ہیں بلکہ اس میں دوگونہ ثواب ملتا ہے صدقہ کا بھی اور صلہ رحمی کا بھی، حضرت یزیدؓ کو غالباً یہ مسئلہ معلوم نہ تھا اس لئے وہ یہ سمجھ کر معترض ہوئے کہ میں صدقہ کے ثواب سے محروم ہو گیا حالانکہ میری نیت یہی تھی حضرت معنؓ کا کہنا یہ تھا کہ میں ضرورت مند بھی ہوں اور آپ کی اولاد بھی اس لئے میں بنسبت اور فقراء ومساکین کے آپ کی اعانت اور صلہ کا زیادہ مستحق ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسئلہ بتلا کر حضرت یزیدؓ کو مطمئن کر دیا کہ تمہاری صدقہ کی نیت کا ثواب تمہیں ضرور ملے گا۔

نیت کا پھل اور اللہ تعالیٰ کی شان کرم

دیکھئے اللہ تعالیٰ کی شان کریمی! بظاہر حضرت یزید کے وہ دینار گھر کے گھر ہی میں رہے مگر اللہ تعالیٰ نے محض ان کی نیت کی بنا پر ان کو صدقہ کے اجر وثواب سے سرفراز فرما دیا۔ سبحان اللہ! سچ فرمایا ہے: دین میں ذرہ برابر تنگی نہیں کوئی عمل کر کے تو دیکھے۔ ہر مسلمان کو نفل صدقات، صدقہ ہی کی نیت سے، سب سے پہلے اپنے محتاج اور ضرورت مند متعلقین اور قرابتداروں کو دینے چاہئیں تاکہ صدقہ اور صلہ رحمی دونوں کا ثواب ملے اور دو عبادتیں ادا ہوں ایک اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرنا دوسرے صلہ رحمی کرنا۔

یہ حدیث مندرجہ ذیل آیت کریمہ سے ماخوذ ومقتبس ہے۔

واتی المال علی حبه ذوی القربی والیتامیٰ والمساکین الآیة (البقرة :۱۷۷)

اور مال کی محبت کے باوجود اس کو قرابت داروں یتیموں اور مسکینوں کو دے دیا۔ دیکھئے اس آیت کریمہ میں قرابت داروں کا حق سب سے پہلے رکھا ہے۔

صحیح بخاری میں یہی حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوہ تبوک (تبوک کی لڑائی) سے واپس آ رہے تھے کہ آپ نے فرمایا بے شک بہت سے وہ لوگ جن کو ہم مدینہ میں چھوڑ آئے ہیں جس گھاٹی سے ہم گزر رہے ہیں اور جس وادی کو ہم نے طے کیا ہے وہ لوگ اس میں ہمارے ساتھ رہے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کو مجبوری ومعذوری نے بے بس کر دیا ہے۔

نیت کی اہمیت

حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جو مجبور ومعذور لوگ کسی کار خیر مثلاً حج جہاد صدقات وخیرات وغیرہ کا جذبہ صادق اور پختہ ارادہ ونیت دل میں رکھتے ہیں مگر مجبوری ومعذوری کی وجہ سے اس کار خیر کو کر نہیں سکتے ان کو بھی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس نیک نیتی اور اخلاص کی بناء پر اس کار خیر کا ثواب عطا فرما دیتے ہیں سبحان اللہ کتنی مفید چیز ہے خلوص اور نیک نیتی! چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص دل سے کسی نیک کام کی نیت کرتا ہے تو ایک نیکی کا ثواب تو اسی وقت اس کے لئے لکھ دیا جاتا ہے اور جب اس پر عمل کر لیتا ہے تو دس نیکیوں کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے درحقیقت نیک نیتی خود ایک مستقل عبادت 'عبدیت (بندگی) کا تقاضا اور تعلق مع اللہ (اللہ سے تعلق) کی دلیل ہے اسی لئے حدیث شریف میں آیا ہے کہ "آدمی کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے" لہٰذا انسان کا فرض ہے کہ وہ نیک کام جو اللہ تعالیٰ کی رضا' خوشنودی اور قرب کا موجب ہیں اگرچہ ظاہری اسباب ووسائل کی بناء پر اس کی قدرت سے باہر بھی ہوں تب بھی ان پر عمل کرنے کی پختہ نیت' جذبہ صادق اور شوق کامل اپنے دل میں ضرور رکھے تاکہ ان کاموں پر عمل کرنے کی سعادت اگر میسر نہ بھی آئے تو کسی نہ کسی درجہ میں ان کے اجر وثواب سے تو محروم نہ رہے خصوصاً جہاد کہ اس کے متعلق تو حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس مسلمان کے دل نے کبھی اس کو جہاد کے لئے کہا بھی نہیں (یعنی کبھی اس کے دل میں خیال بھی نہیں آیا) اور اسی حالت میں وہ مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا (العیاذ باللہ) اور ظاہر ہے کہ اس نیت' جذبہ اور شوق سے تو بجز بدبختی اور شومیِ قسمت کے اور کوئی چیز مانع ہو ہی نہیں سکتی مفت کا اجر وثواب ہاتھ آتا ہے۔

ہماری حالت

مگر وائے محرومی وشومی کہ ہمارے دلوں کو دنیوی اغراض وخواہشات نے ایسا مردہ بنا دیا ہے کہ بقول شاعر "کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا" یہ سب کچھ ایمان یعنی تعلق مع اللہ کے ضعف کا نتیجہ ہے ہمارا ایمان واسلام تو اب برائے نام رہ گیا ہے اس لئے ہمیں جلد از جلد اور پہلی فرصت میں اللہ تعالیٰ سے اپنا رشتہ از سرنو جوڑنا چاہئے اور اس کو زیادہ سے زیادہ پختہ کرنا چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ اس نیک نیتی اور نیک عملی کی سعادت حاصل کرنے کی توفیق ہمیں عطا فرمائیں۔ آمین۔

دُعا کیجئے: یا اللہ! ہمیں ظاہری وباطنی ہلاکت سے بچا لیجئے اور اپنی مغفرت ورحمت کا مورد بنا دیجئے اور عذاب نار سے بچا لیجئے۔

خرچ کرنے پر اجروثواب

وعن ابی اسحاق سعد بن ابی وقاص مالک ابن اھیب ابن عبد مناف ابن زھرة بن کلاب بن مرة بن کعب بن لوی القریشی الزھری رضی الله عنه احد العشرة المشهود لهم بالجنة رضی الله عنهم

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ‘ جو ان دس صحابیوں میں سے ایک ہیں جن کو جیتے جی دنیا میں ہی جنتی ہونے کی بشارت دے دی گئی ہے سے روایت ہے کہ ۱۰ھ میں حجۃ الوداع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری حج) کے سال (میں مکہ میں جا کر شدید مرض میں مبتلا ہو گیا تو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ’’فداہ ابی وامی‘‘ (آپ پر میرے ماں باپ قربان) میری عیادت (مزاج پرسی) کیلئے میرے پاس تشریف لائے۔ میری بیماری انتہائی شدت اختیار کر چکی تھی (اور حالت نازک ہو گئی تھی) تو میں نے (یہ سمجھ کر یہ میرا آخری وقت ہے) عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ میری بیماری خطرناک حد کو پہنچ گئی ہے اور میں کافی مالدار ہوں اور (میری صلبی وارث) صرف میری ایک لڑکی ہے (اس کے لئے تہائی مال بہت ہے) تو کیا میں دو تہائی مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ (فقراء ومساکین کے لئے وصیت) نہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ’’نہیں‘‘ میں نے عرض کیا (اچھا) آدھا مال یا رسول اللہ آپ نے فرمایا ’’نہیں‘‘ تو میں نے عرض کیا: (اچھا) ایک تہائی مال آپ نے فرمایا ’’نہیں‘‘ تہائی مال (میں حرج نہیں) اور تہائی بھی بہت ہے ’’یا (فرمایا)‘‘ بڑا حصہ ہے‘‘ (اس کے بعد آپ نے زیادہ سے زیادہ ایک تہائی مال کا صدقہ کرنے اور باقی کو محفوظ رکھنے کی حکمت بیان کی) اور فرمایا: یاد رکھو! (اگر تم اس بیماری میں وفات پا جاتے ہو تو) بے شک تم اپنے وارثوں کو (اپنے مرنے کے بعد) غنی اور مالدار چھوڑو‘ یہ اس سے (بدرجہا) بہتر ہے کہ تم ان کو (مال میراث سے محروم کر کے) محتاج ومفلس چھوڑو کہ وہ ایک ایک کے سامنے ہاتھ پھیلاتے (اور بھیک مانگتے) پھریں (اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ تم زیادہ سے زیادہ تہائی مال کی وصیت کرو باقی ورثاء کے لئے رہنے دو) اور (اگر تم زندہ رہتے ہو تو) بیشک تم اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی نیت سے جو مال بھی خرچ کرو گے تمہیں ضرور اس کا اجر ملے گا یہاں تک کہ تم اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی نیت سے) اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ بھی دو (تو وہ بھی عبادت ہے اور اس کا بھی تم کو اجر ملے گا اور اللہ تعالیٰ کے لئے یہ انفاق (خرچ کرنا) اسی صورت میں ممکن ہے کہ تمہارے پاس مال ہو اس لئے ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت نہ کرو اور باقی مال رہنے دو) اس پر سعد بن وقاص نے عرض کیا: تو کیا یا رسول اللہ! میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے رہ جاؤں گا؟ (اور آپ کے ساتھ مکہ سے مدینہ واپس نہ جاسکوں گا؟) آپ نے فرمایا: تم پیچھے رہ بھی گئے تو جو بھی نیک کام تم اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کرو گے یقیناً اس کی وجہ سے تمہارا درجہ زیادہ (سے زیادہ) اور بلند (سے بلند تر) ہوگا اور غالب تو یہی ہے کہ تم (اس بیماری کے) پیچھے (زندہ) رہو گے اور تمہاری ذات سے بہت سے لوگوں (مسلمانوں) کو نفع پہنچے گا اور بہت سے لوگوں (کفار) کو ضرر پہنچے گا (مسلمان تمہاری زیر قیادت اموال غنیمت اور اجروثواب جہاد سے مالا مال ہوں گے اور کفار کو تمہاری جنگ اور تاخت وتاراج سے بے پایاں جانی مالی اور ملکی نقصان اٹھانا پڑے گا چنانچہ عراق کی لڑائیوں میں ایسا ہی ہوا اس کے بعد حضرت سعد نے جس خطرہ کا اظہار کیا تھا کہ کیا میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ مکہ سے مدینہ واپس نہ جاسکوں

گا اس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے ہیں) اے اللہ تو میرے صحابہؓ کی مکہ سے مدینہ ہجرت کو برقرار رکھیو اور ان کو پچھلی حالت پر نہ لوٹائیو (یعنی پھر مکہ کی سکونت پر انہیں مجبور نہ کیجیو) لیکن قابل رحم تو ہی بیچارہ سعد بن خولہ (کہ حج کے لئے مکہ آیا اور وہیں اس کی وفات ہوگئی) راوی کہتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد اس کلمہ سے سعد بن خولہ کی حالت پر تاسف وترحم کا اظہار ہے کہ ان کی وفات (آپ کی اس دعا سے پہلے ہی) مکہ میں ہوگئی اور وہ آپ کی دعا سے فائدہ نہ اٹھا سکے)۔

مال کی دینی اہمیت

تمام تر مالی عبادات اور حقوق العباد ادا کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کا واحد ذریعہ "مال" ہے اور اسی لحاظ سے مال اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اس لئے کہ انسان نیک نیتی اور اخلاص کے ساتھ مالی عبادتوں میں اور اللہ کے مقرر کردہ بندوں کے حقوق ادا کرنے میں اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا مال خرچ کر کے ہی اس کی رضا اور خوشنودی حاصل کر سکتا ہے اور یہی خرچ کرنا اس نعمت کا شکریہ اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے بموجب دنیا میں مال کی زیادتی، فراوانی اور برکت کا موجب اور آخرت میں درجات کی بلندی کا باعث ہے ایک مفلس اور تہی دست آدمی محض مال نہ ہونے کی وجہ سے ان تمام سعادتوں سے محروم رہتا ہے اسی لئے حدیث میں "مال کو بہترین مددگار بتلایا ہے"۔

مال دیکھ بھال کر خرچ کرنا چاہیئے

لہٰذا جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے اسے سارا کا سارا مال ایک ہی دفعہ صدقہ خیرات ہی میں کیوں نہ ہو خرچ نہ کر دینا چاہیئے بلکہ تھوڑا تھوڑا اور بقدر ضرورت اپنی اپنے اہل وعیال کی، قرابتداروں کی، پڑوسیوں کی ان کے علاوہ اور حاجتمندوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے اور حقوق العباد ادا کرنے میں صرف کرنا بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور یہی اس کی رضا اور خوشنودی کے حصول کا ذریعہ ہے حتیٰ کہ اگر بیمار ہو جائے اور زندگی کی کچھ زیادہ توقع نہ رہے تب بھی سارا کا سارا مال فقراء اور مساکین کو صدقہ نہ کر دینا چاہیئے کہ اس میں وفات پا جانے کی صورت میں ورثاء کی حق تلفی ہوگی اور زندہ رہنے کی صورت میں خود خالی ہاتھ رہ جائے گا نہ اپنی ضرورتیں پوری کر سکے گا نہ دوسروں کی اور اس حق تلفی یا حاجت روائی سے محرومی کا سبب یہی بے اعتدالی ہوگی اسی لئے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے ارشاد ہے۔

ولاتبسطها كل البسط فتقعد ملوماً محسوراً بنی اسرائیل: ۲۹

تم اپنا ہاتھ بالکل ہی نہ کھول دو (سارا کا سارا مال ایک دفعہ ہی نہ خرچ کر دو) کہ تمہیں قابل ملامت اور بے دست و پا ہو کر بیٹھنا پڑے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا حدیث میں سعد بن ابی وقاصؓ کو اور ان کے بعد آنے والی نسلوں کو سارا کا سارا مال ایک دفعہ ہی صدقہ کر دینے سے منع کرنے کی یہی مصلحت سمجھائی ہے اسی پر ہر مسلمان کو جسے اللہ تعالیٰ نے اس نعمت سے نوازا اور مالدار بنایا ہو عمل کرنا چاہیئے۔

دُعا کیجئے:

یا اللہ! ہمارے قلوب کی صلاحیتیں درست فرما دیجئے، ایمانوں میں تازگی عطا فرما دیجئے۔ تقاضائے ایمان بیدار فرما دیجئے ہمارے دلوں میں گناہوں سے نفرت پیدا فرما دیجئے، غیرت پیدا فرما دیجئے۔

یا اللہ! جو جو دشواریاں، بیماریاں، پریشانیاں جس میں ہم مبتلا ہیں اور آنے والے خدشات آفات ہیں ان سب سے ہم کو محفوظ رکھئے۔

بیوی پر خرچ کرنے میں اجر وثواب

وعن ابی اسحاق سعد بن ابی وقاصِ مالک ابن اهیب ابن عبد مناف ابن زهرة بن کلاب بن مرة بن کعب بن لويِ القریشی الزهری رضی الله عنه احد العشرة المشهود لهم بالجنة رضی الله عنهم

اس حدیث میں کار خیر کے ذیل میں بیوی کے منہ میں نوالہ دینے کا ذکر مثال کے طور پر آیا ہے اس لئے کہ انسان اپنی نادانی کی وجہ سے بیوی بچوں کی دلجوئی کو اور ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کو ایک ''طبعی'' بلکہ ''نفسانی'' تقاضہ سمجھ کر پورا کرتا ہے اور اجر عظیم سے محروم رہتا ہے جیسے اس سے پہلی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاجت مند اولاد کی حاجت روائی پر صدقہ کے ثواب کا اعلان فرما کر اس کے عبادت اور موجب ثواب ہونے سے آگاہ فرمایا ہے ایسے ہی اس حدیث میں بیوی کی دلجوئی اور اس کے حقوق کی ادائیگی کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ذریعہ اور اجر وثواب کا موجب قرار دے کر اس کے عبادت وطاعت ہونے سے آگاہ فرمایا ہے ایک ایسے ہی موقع پر ایک صحابی نے ازراہ تعجب عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص اپنی بیوی کا بوسہ لیتا ہے یہ بھی صدقہ ہے؟ (یہ تو سراسر نفسانی خواہش کا تقاضہ ہے) رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا: اگر یہی بوسہ وہ کسی اجنبی عورت کا لے تو اس پر گناہ ہوگا یا نہیں؟ صحابی نے عرض کیا ''ضرور گناہ ہوگا'' اس پر آپ نے فرمایا'' (تو جب اس نے جائز محل میں، اور حلال طریق پر اپنی خواہش کو پورا کیا ہے) تو اس پر ضرور ثواب ملنا چاہئے''۔

ہماری نادانی اور ناواقفیت کا نقصان عظیم

بہرصورت یہ ہماری بڑی محرومی اور قابل صد افسوس نادانی اور غفلت ہے کہ ہم رات دن تمام جائز طبعی تقاضوں اور خواہشوں کو پورا کرتے ہیں اور ان میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور خوشنودی کے حصول کا قطعاً خیال اور نیت نہیں کرتے اور سمجھتے ہیں کہ ''یہ تو دنیوی کام ہے انہیں دین سے کیا تعلق اور ان میں عبادت وطاعت کا کیا دخل'' اور غلط فہمی بلکہ کج فہمی کی وجہ سے گوناگوں اجر وثواب سے محروم رہتے ہیں یہی نہیں بلکہ یہ طبعی تقاضے اور عادت کے تحت کئے جانے والے تمام جائز کام اور ان میں مشغولیت وانہماک اس کج بینی اور کج فہمی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے غافل اور دور سے دور تر ہونے کا سبب بنتے ہیں اس کی وجہ صرف ہماری جہالت یا بے توجہی ہے۔

ہماری ساری زندگی عبادت بن سکتی ہے

کمی اور قصور صرف نیت اور ارادہ کا ہے اگر ہم اپنے ان تمام تر طبعی تقاضوں، خواہشوں اور عادی امور کو پورا کرنے کے وقت دل میں یہ نیت اور ارادہ رکھیں کہ ''ہم یہ تمام کام صرف اس لئے کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ان کو ہمارے لئے حلال اور جائز کیا ہے تو ہماری ساری زندگی عبادت اور ہر عادت وطاعت اور تمام دنیا دین بن جائے اور ہماری زندگی کے تمام لیل ونہار اللہ تعالیٰ کی عبادت وطاعت میں گزریں۔

سبحان اللہ کتنا آسان ہے اللہ تعالیٰ کے راستہ پر چلنا اور کتنا سہل ہے دین پر عمل کرنا مگر وائے محرومی! کہ ہم اپنی بے حسی اور بے توجہی کی وجہ سے اس سعادت سے محروم رہتے ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی ان احادیث قدسیہ اور کلمات طیبہ کے پڑھنے سے ہمارے دلوں سے غفلت اور بے حسی کے پردے ہٹا دے اور ہمیں نیک نیتی اور نیک عملی کی توفیق عطا فرمادے۔

مہاجرین کے لئے دعا

اسلام کے ابتدائی عہد میں یعنی فتح مکہ سے پہلے تک، مکہ سے مدینہ ہجرت کرنا سب سے بڑی عبادت اور سب سے بڑی فضیلت اور عنداللہ قبولیت کا موجب تھا مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آنے والے تمام مہاجرین صحابہ اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس ہجرت کو کسی بھی صورت میں فسخ کرنے یعنی فتح مکہ کے بعد مکہ میں جا کر آباد ہونے کو گوارا نہیں کرتے تھے نہ ہی ان کے لئے جان بوجھ کر ایسا کرنا جائز تھا ان کو ڈر صرف اس امر کا رہتا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم مکہ جائیں حج یا عمرہ کی نیت سے اور کسی ناگہانی بیماری یا آفت سے وہیں وفات پا جائیں اور انجام کار ہم اس ہجرت کی فضیلت سے محروم ہو جائیں جیسا کہ سعد بن خولہ کے ساتھ پیش آیا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اظہار افسوس فرمایا ہے۔ یہی ڈر حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ کو تھا جس کا اظہار انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا چونکہ موت زندگی خدا کے ہاتھ میں ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے بھی مہاجرین کی ہجرت کو آخرت وقت تک باقی رکھنے کی دعا فرمائی تب حضرت سعدؓ کو اطمینان ہوا۔

شرعاً مرتے وقت کا صدقہ وصیت ہوتا ہے

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مرتے وقت کا صدقہ وصیت ہوتا ہے اور وصیت زیادہ سے زیادہ ایک تہائی مال میں ہوسکتی ہے اگر مرنے والا اس سے زیادہ کی وصیت کرے تو اس کا اعتبار نہیں اور ادائے قرض کے بعد، اگر قرض ہو، بقیہ مال کا دو تہائی بہر صورت وارثوں کو ملے گا۔

مذکورہ بالا حدیث کے احکام مندرجہ ذیل آیتوں سے ماخوذ و مقتبس ہیں۔

بیوی کی دلجوئی اور اس کے ساتھ اچھا سلوک آیت کریمہ **وعاشروهن بالمعروف** سے ثابت ہے اور بیوی کی ضروریات کی کفالت! آیت کریمہ **الرجال قوامون علی النسآء بمافضل الله بعضهم علی بعض وبمآانفقوا** سے ثابت ہے اور اولاد کی ضروریات کی کفالت! **وعلی المولودله رزقهن وكسوتهن بالمعروف** سے ثابت ہے

دُعا کیجئے

یا اللہ! اپنے محبوب شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی حیثیت سے حشر میں ہم پر اپنی رحمتیں نازل فرمایئے۔ ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ نصیب فرمایئے ہمارے ظاہر کو بھی پاک کر دیجئے اور باطن کو بھی پاک کر دیجئے۔

یا اللہ! ہم کو اپنی عبادات وطاعات خاصہ کی توفیق، اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی توفیق فرمایئے۔

یا اللہ! یا اللہ لغزشوں سے نفس وشیطان کے مکائد سے ہم کو محفوظ فرمایئے۔

یا اللہ! مجبوراً معاشرہ کے غلبہ سے اور نفس وشیطان کے غلبہ سے ہم سے جو فسق وفجور کے کام ہوئے ہیں ہم ان سے نفرت کرتے ہیں اور چھوڑ دینے کا عزم کرتے ہیں۔ مگر ڈرتے ہیں کہ پھر ہم سے ان کا ارتکاب ہو جائے گا۔ یا اللہ آپ ہی محافظ حقیقی ہیں۔ رحم کرنے والے ہیں ہم پر رحم فرمایئے، ہمیں محفوظ رکھئے اور اپنا مورد رحمت بنا لیجئے۔

اللہ تعالیٰ دلوں کو دیکھتے ہیں

وعن ابی هريرة عبدالرحمٰن بن صخرٍ رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم:
"ان الله لا ينظر الیٰ اجسامکم، ولا الیٰ صورکم، ولكن ينظر الیٰ قلوبكم" رواه مسلم.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نہ تمہارے جسموں کو دیکھتے ہیں نہ تمہاری صورتوں کو، لیکن وہ تو تمہارے دلوں کو دیکھتے ہیں (یعنی صرف ظاہری شکل وصورت اور محض ظاہری دینداری کو دیکھنے کے بجائے تمہارے دلوں میں چھپی ہوئی نیتوں کو دیکھتے ہیں)

حدیث کا مطلب اور ایک غلط فہمی کا ازالہ

اس حدیث شریف کا مطلب بھی وہی نکلتا ہے جو سب سے پہلی حدیث کا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام عبادات وطاعات کی قبولیت کا مدار نیتوں پر ہے، صرف اعمال پر نہیں، لیکن حدیث کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ مسلمانوں اور دینداروں کی سی شکل وصورت اور ظاہری احکام واعمال کی پابندی اللہ تعالیٰ کے ہاں مطلوب نہیں ہے جیسا کہ بعض بے دین لوگ اپنی کافروں کی سی شکل وصورت، وضع قطع، تہذیب ومعاشرت اور بے دینی کا جواز ثابت کرنے اور ظاہری احکام کی اہمیت کم کرنے کے لئے کہہ دیا کرتے ہیں: میاں! اللہ تعالیٰ شکل وصورت اور ظاہری اعمال کو نہیں دیکھتے وہ تو دلوں کو دیکھتے ہیں ہمارے دل ایمان کے نور اور خدا پرستی کی روشنی سے معمور ہیں؟ یہ کھلا ہوا شیطانی دھوکا اور فریب ہے قصداً عبادات واحکام الٰہیہ کو ترک کرنے والے اور غیر مسلموں کی شکل وصورت رکھنے والے لوگوں کی اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا وہ تو کھلے ہوئے نافرمان اور بے دین ہیں اگر توبہ نہ کریں گے تو اپنے کئے کی سزا ضرور بھگتیں گے مسلمانوں اور دینداروں کی سی شکل وصورت، وضع قطع اور اسلامی معاشرت اختیار کرنا، کافروں اور بے دینوں کی مشابہت اور نقال سے احتراز کرنا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو اس کی خلاف ورزی کر رہے ہیں وہ قطعاً نافرمان اور گنہگار ہیں حدیث کا مطلب قطعاً یہ ہے کہ احکام الٰہیہ کی پابندی اور عبادت گزاری اسی وقت کارآمد اور موجب نجات ہوسکتی ہے جبکہ اس کے ساتھ اخلاص اور نیک نیتی بھی ہو ورنہ دکھلاوے یا شہرت یا کسی بھی اور غرض کے لئے کی ہوئی عبادت وطاعت مردود ہے۔

حدیث کا ماخذ

یہ حدیث آیت کریمہ **لن ينال الله لحومها ولا دماء وها ولكن يناله التقوىٰ منكم** سے ماخوذ اور مقتبس ہے۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! ہم سے زیادہ محتاج اور کون ہے، ہم آپ کے فضل وکرم کے بہت محتاج ہیں، ہمیں اپنا فرمانبردار بنا لیجئے، اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا وفادار، سچا اُمتی بنا دیجئے۔

یا اللہ! ہم کو اپنی عبادات وطاعات خاصہ کی توفیق، اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی توفیق فرمایئے۔

یا اللہ! یا اللہ لغزشوں سے نفس وشیطان کے مکائد سے ہم کو محفوظ فرمایئے۔

کون سا جہاد اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد ہے

وعن ابی موسیٰ عبداللہ بن قیس الاشعری رضی اللہ عنه قال: سئل رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم عن الرجل یقاتل شجاعةً، ویقاتل حمیةً ویقاتل ریاءً ای ذٰلک فی سبیل اللہ.

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ بعض لوگ بہادری (دکھانے) کیلئے جنگ کرتے ہیں بعض لوگ قومی حمیت وغیرت (کے جذبہ) کی وجہ سے اور بعض لوگ محض دکھلاوے کے لئے جہاد کرتے ہیں ان میں سے کون سا جہاد اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: جو لوگ اس لئے جنگ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بات اونچی رہے وہ جہاد اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد ہے (ان تینوں جنگوں میں سے ایک بھی جہاد فی سبیل اللہ نہیں ہے)

قومی غیرت وحمیت

شجاعت اور بہادری، قومی غیرت وحمیت پسندیدہ جذبات ہیں بشرطیکہ یہ اللہ تعالیٰ کے دین کو سربلند کرنے یا سربلند رکھنے کے لئے کارفرما ہوں محض بہادری دکھانے یا ملک وقوم میں نکو بننے سے بچنے کیلئے لڑنے کو یقیناً اللہ تعالیٰ کے لئے لڑنا نہیں کہا جاتا اور نہ ہی وہ عنداللہ پسندیدہ اخلاق وفضائل میں شمار ہوتا ہے اسی طرح وطن ملک اور قوم کی حفاظت اور ان سے دفاع فرض ہے مگر اسی وقت جبکہ اس کا اصل مقصود ومطلب "اللہ تعالیٰ کے دین" کو سربلند رکھنا ہو یہی وہ جہاد فی سبیل اللہ ہے جس میں آخرت کے اجر وثواب کے ساتھ ساتھ تمام مادی اور دنیوی منافع بھی ضرور حاصل ہوں گے مگر یہ مادی اور دنیوی منافع مسلمانوں اور خدا پرستوں کے اصلی مقاصد اور اغراض نہ ہونے چاہئیں جان تو جان دینے والے ہی کی راہ میں دی جاسکتی ہے اور اسی کے حکم پر قربان کی جاسکتی ہے اور اسی صورت میں شہادت کی زندگی جاوید حاصل ہوسکتی ہے۔

جہاد اور جنگ میں فرق

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی جو جنگ محض وطن قوم اور حکومت یا کسی بھی اور دنیوی غرض کے لئے ہو وہ جنگ ہے جہاد نہیں اس لئے ان اغراض ومقاصد کے لئے تو کفار بھی جنگ کیا کرتے ہیں پھر کافروں اور خدا پرستوں کی لڑائی میں فرق کیا رہا دیکھئے کتنی بدقسمتی ہے ان مسلمانوں کی جو اللہ تعالیٰ کے دین کو سربلند کرنے یا رکھنے کی نیت اور قصد کے بجائے محض ملک، قوم، وطن یا صرف اپنی آزادی اور حکمرانی کو برقرار رکھنے کی خاطر جنگ کرتے ہیں حالانکہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق صرف اللہ تعالیٰ کے دین کو بلند کرنے کے لئے جنگ کریں تو ملک وقوم ووطن کی آزادی سربلندی اور تمام دنیوی مفادات آپ سے حاصل ہوجائیں اور دین ودنیا دونوں کی کامرانیاں اور سرخروئی نصیب ہو۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لئے جہاد کرنے والے کو "مجاہدین اسلام" کے بجائے "مجاہدین قوم" یا "مجاہدین وطن" کہنا بھی کھلی ہوئی جہالت اور ان مجاہدین کی سخت توہین ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو جہالت سے بچائے۔

حدیث کا ماخذ

یہ حدیث آیت کریمہ **وکلمة اللہ هی العلیا (توبه)** سے ماخذ مقتبس ہے۔

کسی جرم اور گناہ کے درپے ہونے کی سزا

وعن ابی بکرة نفیع بن الحارث الثقفی رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: " اذا التقی المسلمان بسیفیھما فالقاتل والمقتول فی النار. (بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب دو مسلمان تلواریں سونت کر ایک دوسرے کے مقابلہ پر آ جائیں (اور لڑنے لگیں) تو (اس لڑائی میں) قتل کرنے والا (قاتل) اور قتل ہونے والا (مقتول) دونوں جہنمی ہیں'' صحابہ نے عرض کیا: قاتل بیشک جہنمی ہے (کہ اس نے ایک کلمہ گو مومن کو قتل کیا) مگر مقتول کا کیا قصور ہے (وہ جہنمی کیوں ہے وہ تو شہید ہونا چاہئے)؟ آپ نے فرمایا: وہ بھی تو اپنے مدمقابل (مسلمان) کو قتل کرنے کے درپے تھا (اتفاق ہے کہ اس کا وار خالی گیا اور کارگر نہ ہوا اور خود قتل ہو گیا)

اعمال وافعال میں نیت کا دخل

دیکھئے انسان کی نیت اس کے اعمال وافعال میں کس قدر موثر اور کارفرما ہے کہ ''مقتول مسلمان'' نے حالانکہ مسلمان کو قتل نہیں کیا مگر پھر بھی جہنمی ہوا صرف اس لئے کہ وہ ایک مسلمان کے قتل کرنے کے درپے تھا اگر اس کا وار خالی نہ جاتا تو وہ یقیناً اس کو قتل کر دیتا اسی بناء پر جہنمی ہوا۔

سزا میں فرق

مقتول قاتل کی طرح جہنمی تو ضرور ہوگا مگر دونوں کے جرم اور سزا میں فرق ہے قاتل ایک مسلمان کو عمداً قتل کرنے کا مرتکب ہوا ہے اس کی سزا ہے مخلد فی النار ہونا (زمانہ دراز تک جہنم میں جلنا) ہے مقتول کا جرم ہے ایک مسلمان کو قتل کرنے کے درپے ہونا جو مستقل گناہ ہے خواہ قتل کر پائے یا نہ کر پائے اس کی سزا بھی جہنم ہے مگر مخلد نہ ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جماعت کے ساتھ (مسجد میں) انسان کی نماز گھر یا بازار میں نماز (پڑھنے) کے مقابلہ پر چند اور بیس (پچیس یا ستائیس) درجہ افضل ہے اور یہ اس لئے کہ جب ایک شخص (مسجد میں نماز با جماعت ادا کرنے کی نیت سے) وضو کرتا ہے پھر مسجد آتا ہے' اس طرح کہ بجز نماز ادا کرنے کے اور کوئی غرض اس کے اٹھنے اور چلنے کا سبب نہیں ہوتی تو (اس اخلاص اور نیت کے ساتھ) جو بھی قدم وہ زمین پر رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس کا ایک درجہ بلند کر دیتے ہیں اور ایک خطا معاف فرما دیتے ہیں یہاں تک کہ وہ مسجد میں داخل ہوتا ہے تو جب سے وہ مسجد میں داخل ہوا اسی وقت سے نماز میں (شمار) ہوتا ہے جب تک کہ نماز کی وجہ سے مسجد میں ٹھہرتا ہے اور (یاد رکھو) جب تک تم میں سے کوئی شخص مسجد میں نماز کی جگہ بیٹھا (اللہ اللہ' ذکر اللہ یا اور کوئی عبادت کرتا رہتا ہے فرشتے برابر اس کے لئے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں اور کہتے رہتے ہیں ''الٰہی! تو اس (نمازی) پر رحمت فرما الٰہی! تو اس کی بخشش کر دے' الٰہی تو اس کی توبہ قبول فرما'' جب تک کہ وہ (اہل مسجد کو) ایذا نہ پہنچائے یعنی وضو نہ توڑے۔

نیت کے برکات وثمرات

یہ حدیث پاک نیت کے عظیم ترین ثمرات وبرکات کو ثابت کرتی ہے ظاہر ہے کہ اگر بغیر نیت اور قصد ثواب کے کوئی شخص گھر سے وضو کر کے مسجد میں آ جائے تو یہ خطاؤں کا کفارہ نہیں ہو سکتا اسی طرح اگر کسی بھی دوسری غرض سے گھنٹوں

مسجد میں رہے مگر قصداً اجر وثواب نہ ہو تو وہ فرشتوں کی مفید ترین اور معصوم دعاؤں کا مستحق نہیں ہوسکتا۔

نیت نیک اور نیت بد کا فرق

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پروردگار بزرگ وبرتر سے روایت کرتے ہیں کہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام نیکیاں (نیک کام) اور تمام بدیاں (برے کام) سب لکھ دیئے (اور مقرر فرما دیئے) ہیں پھر ان کو (نبیوں اور آسمانی کتابوں کے ذریعہ) بیان بھی فرما دیا ہے (کہ یہ نیکیاں ہیں اور یہ بدیاں ہیں) اب جو شخص کسی نیکی (نیک کام کرنے) کا ارادہ کرتا ہے مگر (اپنی کسی مجبوری کی وجہ سے) اس پر عمل نہیں کر پاتا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے (اس کے نامۂ اعمال میں) کامل ایک نیکی (ثواب پھر بھی) لکھ دیتے ہیں اور اگر ارادہ بھی کیا اور اس پر عمل بھی کر لیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے (کم از کم) دس گنا نیکیوں کا (اور زیادہ سے زیادہ) سات سو گنا نیکیوں تک کا اور اس سے بھی زیادہ چند در چند (یعنی بے شمار نیکیوں کا ثواب) لکھ دیتے ہیں اور اگر کسی بدی (برے کام) کا ارادہ کرتا ہے مگر (خدا کے خوف سے) اس پر عمل نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اپنے ہاں (اس برے کام کے نہ کرنے پر) ایک نیکی (کا ثواب) اس کے لئے لکھ دیتے ہیں اور اگر بدی کا ارادہ کرتا ہے اور اس پر عمل بھی کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ (اس کے نامۂ اعمال میں ایک ہی بدی لکھتے ہیں (زیادہ نہیں لکھتے)

اچھی نیت خود ایک نیکی ہے

اجر وثواب کی نیت سے کسی نیک کام کا قصد وارادہ بھی قلب کا ایک فعل ہے اور ہر فعل وعمل خیر اللہ کے وعدہ کے بموجب اجر وثواب کا باعث ہے اس لئے ہاتھ پاؤں سے عمل نہ کرنے کے باوجود بھی اس فعل قلب پر ثواب ملتا ہے اور اگر اس پر عمل بھی کر لیا جائے تو چونکہ اسی عمل میں بدن کے اور اعضاء وجوارح بھی شریک ہوتے ہیں اس لئے وہ ایک عمل ان کی نسبت سے متعدد اعمال خیر کی صورت اختیار کر لیتا ہے اس کی تفصیل اللہ ہی جانتا ہے کہ اس نے ہر نیکی کے عمل کا ثواب کم از کم دس گنا اور زیادہ سے زیادہ سات سو گنا اور اس سے بھی زیادہ بے حد وحساب کس مصلحت سے رکھا ہے۔ علماء محققین کی رائے ہے کہ تکثیر وتضعیف اجر وثواب (ثواب کے چند در چند اور زیادہ کرنے) کا مدار خلوص اور توجہ الی اللہ کے مراتب ودرجات پر ہے جس قدر بلند درجہ کا خلوص ہوگا اسی قدر ثواب زیادہ ہوگا لہٰذا استحضار نیت اور اخلاص کے درجات کی بلندی ہی برکات وثمرات کا باعث ہوئی اسی لئے امام نووی اس حدیث کو اس باب میں لائے ہیں اسی طرح کسی برے کام کا قصد وارادہ کرنے کے باوجود محض خدا کے خوف سے اس کام کو نہ کرنا بھی قلب کا فعل ہے اس لئے اس پر بھی ایک نیکی کا ثواب ملنا چاہئے۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! مجبوراً معاشرہ کے غلبہ سے اور نفس وشیطان کے غلبہ سے ہم سے جو فسق وفجور کے کام ہوئے ہیں ہم ان سے نفرت کرتے ہیں اور چھوڑ دینے کا عزم کرتے ہیں۔ مگر ڈرتے ہیں کہ پھر ہم سے ان کا ارتکاب ہو جائے گا۔ یا اللہ آپ ہی محافظ حقیقی ہیں۔ رحم کرنے والے ہیں ہم پر رحم فرمائیے، ہمیں محفوظ رکھئے اور اپنا مورد رحمت بنالیجئے۔

اخلاص اور نیک نیتی کے کرشمے اور اعمال صالحہ کے فائدے

وعن ابی عبدالرحمٰن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: انطلق ثلاثة نفرٌ ممن کان قبلکم حتیٰ آواھم المبیت الیٰ غارٍ فدخلوہ .... (بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ: میں نے مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا آپ فرمارہے تھے: تم سے پہلے کسی امت کے تین آدمی سفر کو روانہ ہوئے (راستہ میں) رات گزارنے کے لئے ان کو ایک غار ملا وہ اسی کے اندر داخل ہو (کرسو) گئے تو (اتفاق سے) پہاڑ کی ایک چٹان پھسلی اور غار (کے منہ پر آ گئی اور باہر نکلنے کا راستہ بالکل) بند کر دیا (صبح کو بیدار ہو کر جب انہوں نے اس خوفناک مصیبت کو دیکھا) تو انہوں نے (آپس میں) کہا: اس چٹان (کی آفت) سے تم کو بجز اس کے اور کوئی چیز نجات نہیں دے سکتی کہ تم (سب اپنی اپنی زندگی کے سب سے زیادہ اچھے اور) نیک عمل کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرو (وہی اس کو ہٹا سکتا ہے) تو ان میں سے ایک (مسافر) نے کہا: اے اللہ (تو جانتا ہے کہ) میرے بہت بوڑھے عمر رسیدہ ماں باپ تھے اور میں (روزانہ) ان سے پہلے اپنے کسی بھی بیوی بچے لونڈی غلام کو شام کا دودھ پینے کے لئے نہیں دیا کرتا تھا (پہلے ان کو پلاتا پھر اوروں کو) اتفاق سے ایک دن میں چارہ کی تلاش میں (ریوڑ کو ساتھ لئے) بہت دور نکل گیا اور اتنی رات گئے (گھر) واپس آیا کہ وہ (انتظار دیکھتے دیکھتے بھوکے) سو گئے میں (حسب عادت فوراً) ان کے لئے (بکریوں) کا دودھ نکال کر لایا تو ان کو (گہری نیند میں) سوتا ہوا پایا تو میں نے (ان کے آرام کے خیال سے) نہ ان کو جگانا پسند کیا اور نہ ان سے پہلے بیوی بچوں وغیرہ کو دودھ پلانا گوارا کیا اور رات بھر ان کے سرہانے دودھ کا پیالہ ہاتھ میں لئے کھڑا رہا اور ان کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور بچے رات بھر میرے قدموں میں پڑے بھوک سے بلکتے رہے بہرحال جب وہ بیدار ہو گئے اور انہوں نے اپنے حصہ کا دودھ پی لیا (تب ہم سب نے پیا) اے اللہ اگر میں نے ماں باپ کا یہ احترام اور خدمت تیری رضا کے لئے کی ہو تو (میرے اس عمل خیر کے طفیل) تو ہم سب سے اس چٹان کی مصیبت کو جس میں ہم گرفتار ہیں دور کر دے تو (اس دعا کے بعد) وہ چٹان تھوڑی سی ہٹ گئی مگر اس سے وہ نکل نہ سکتے تھے دوسرے (مسافر) نے کہا: اے اللہ (تو جانتا ہے کہ) میرے چچا کی ایک لڑکی تھی جو مجھے سب سے زیادہ محبوب تھی، دوسری روایت میں ہے، مجھے اس لڑکی سے اس سے بھی زیادہ شدید محبت تھی جتنی کسی بھی مرد کو کسی عورت سے ہوتی ہے چنانچہ میں نے (اس کو اپنی ہوس کا شکار بنانے کے لئے) اس پر کافی ڈورے ڈالے مگر اس نے صاف انکار کر دیا یہاں تک کہ (اتفاق سے) وہ (مع اپنے خاندان کے) شدید ترین قحط میں مبتلا ہو گئی تو (فقر وافلاس سے مجبور ہو کر) وہ میرے پاس (مدد مانگنے) آئی تو میں نے اس کو ایک سو بیس دینار (سونے کے سکے) اس شرط پر دینا کئے کہ وہ مجھے (تنہائی میں) اپنے نفس پر قدرت دے دے وہ (مجبوراً اس پر) آمادہ ہو گئی یہاں تک کہ جب میں نے اس پر پورا

قابو پالیا' دوسری روایت میں ہے' جب میں اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھ گیا تو اس نے (بڑی عاجزی سے) کہا ارے خدا کے بندے! اللہ سے ڈر بغیر ''حق'' کے مہر کومت توڑ (اس امانت کو ہاتھ مت لگا) (الٰہی! صرف تیرا واسطہ دینے اور خوف کی وجہ سے) میں فوراً ہٹ گیا حالانکہ مجھے اس سے بے انتہا محبت تھی (اور وہ اپنے نفس کو میرے حوالہ کر چکی تھی اور میں جو چاہتا اس کے ساتھ کر سکتا تھا) اور وہ سونے کے سکے بھی جو میں نے اس کو دیئے تھے اسی کے پاس چھوڑ دیئے خدایا اگر میں نے یہ نیک کام صرف تیری رضا کے لئے کیا ہو تو اس مصیبت کو جس میں ہم سب گرفتار ہیں دور کر دے تو (اس دعا کے بعد) چٹان اور تھوڑی سی ہٹ گئی مگر پھر بھی وہ غار میں سے نہیں نکل سکتے تھے تو تیسرے (مسافر) نے کہا: اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے (ایک مرتبہ) چند مزدوروں سے اجرت پر کام کرایا تھا اور (کام ختم ہو جانے کے بعد) میں نے ان سب کی مزدوری بھی دے دی تھی بجز ایک مزدور کے کہ اس نے (کسی وجہ سے) اپنی مزدوری نہ لی اور چلا گیا تو میں نے اس کی مزدوری کی رقم کو کاروبار میں لگا دیا یہاں تک کہ وہ رقم (بڑھتے بڑھتے) بہت زیادہ مال بن گئی تب (ایک دن) وہ مزدور آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے بندے! میری مزدوری تو دے دے میں نے کہا: یہ اونٹ گائیں بکریاں اور لونڈی غلام سب تیری مزدوری (کی پیداوار) ہیں (آؤ اور شوق سے لے جاؤ) تو اس مزدور نے کہا: اللہ کے بندے میرے ساتھ دل لگی نہ کر (مجھے بیوقوف مت بنا) میں نے کہا: میں تمہارے ساتھ مطلق دل لگی نہیں کر رہا (درحقیقت یہ تمام مویشی اور لونڈی غلام تمہاری مزدوری کی پیداوار ہیں اور تمہارے ہیں تم شوق سے لے جاؤ) تو اس نے وہ سب مویشی اور لونڈی غلام مجھ سے لے لئے اور سب کو ہنکا کر لے گیا اور کچھ نہیں چھوڑا اے اللہ اگر یہ کار خیر میں نے صرف تیرے لئے کیا ہے تو (اس کے طفیل) تو اس مصیبت کو جس میں ہم گرفتار ہیں ہم سے دور کر دے چنانچہ چٹان غار کے منہ سے بالکل ہٹ گئی اور وہ (اطمینان سے) چل کر باہر نکل آئے۔

تشریح! اعمال صالحہ کا وسیلہ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اخلاص اور نیک نیتی سے کئے ہوئے اعمال صالحہ انسان کو کیسی کیسی آفتوں اور مصیبتوں سے بچاتے اور نجات دلاتے ہیں نیز یہ کہ ایسے اعمال صالحہ کے ''وسیلہ'' سے مانگی ہوئی دعا اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماتے ہیں علماء نے اسی حدیث کی بناء پر ایسے اعمال صالحہ کو دعا کا ''وسیلہ'' بنانے کو آداب دعا میں شمار کیا ہے۔

ان اعمال صالحہ کا تجزیہ اور اہمیت

اس قصہ میں تین اعمال صالحہ کا ذکر آیا ہے (۱) پہلے مسافر کے واقعہ میں ''خدمت والدین'' کا اعلیٰ ترین معیار پیش کیا گیا ہے کہ ایسی ہونی چاہئے ماں باپ کی خدمت کسی نہ کسی درجہ میں سب ہی کرتے ہیں مگر اس درجہ کی ماں باپ کی خدمت واقعی مشکل کام ہے اور پھر ہو بھی محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ''حقوق العباد'' بندوں کے حقوق میں سب سے مقدم اور اہم حق ماں باپ کا ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بعد دوسرا فرض بروالدین (ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک) قرار دیا ہے یہاں تک کہ ماں باپ کو شرعاً اس کی بھی اجازت ہے کہ وہ اولاد سے دریافت کئے بغیر اپنی ضروریات اس کے مال میں سے پوری کر سکتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اولاد کو مخاطب کر کے فرمایا ہے: تم اور تمہارا مال تمہارے باپ کا ہے'' اور ماں باپ کی جھجک کو دور کرنے کے لئے ارشاد ہے ''تمہاری اولاد بھی تو تمہاری کمائی ہے'' (۲) دوسرے مسافر کے واقعہ میں ''عفت'' اور پاک دامنی کا بلند ترین معیار پیش کیا گیا ہے درحقیقت صحیح معنی میں ''عفت'' وہی ہے جہاں گناہ کے تمام ذرائع اور وسائل موجود ہوں اور کوئی مانع' بلکہ ذرا سی بھی رکاوٹ نہ ہو اس کے باوجود اتق اللہ (اللہ سے ڈر) سنتے ہی اور خدا کے خوف کا نام آتے ہی عین موقع پر گناہ سے باز آجائے' پاک دامن لوگ بکثرت ہوتے ہیں مگر عموماً ان کی پاکدامنی کا باعث مواقع کا میسر نہ آنا یا نتائج بد کا خوف ہوتا ہے حقیقی پاکدامنی وہی ہے جس میں مواقع بھی میسر ہوں اور نتائج بد کا اندیشہ بھی نہ ہو اور پھر انسان محض خدا کے خوف کی وجہ سے عین گناہ کے موقع سے ہٹ جائے بڑی بہادری کا کام ہے اور کردار کی بہت بڑی بلندی کا ثبوت ہے (۲) تیسرے مسافر کے واقعہ میں انسانی ''ہمدردی'' وخیر خواہی اور ''امانت و دیانت'' کی بلند ترین مثال پیش کی گئی ہے یہ شخص بلا تکلف اس مزدور کی طے شدہ مزدوری دے کر تمام مال بچا سکتا تھا اس لئے کہ شرعاً اور قانوناً وہ اسی مزدوری کا حقدار تھا جو طے ہوئی تھی اور یہی اس کا مطالبہ بھی تھا مگر اس شخص نے اس کی مزدوری کی رقم کاروبار میں لگا کر اصل رقم اور اس کا پورا پورا تجارتی منافع اس کو دے کر امانت و دیانت کا بھی اعلیٰ ترین ثبوت دیا اور ہمدردی و خیر خواہی کی بھی قابل تقلید مثال قائم کی اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی دوسری غرض مطلق نہیں بڑا مشکل کام ہے۔

اس واقعہ کے بیان فرمانے کا مقصد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد بھی اس قصہ کو سنانے سے اپنی امت کو بطور مثال ''اعمال صالحہ'' کے بلند ترین معیار اور اعلیٰ ترین مثال سے آگاہ فرمانا اور ایسے ہی اعلیٰ اعمال صالحہ اور بلند ترین کردار کی ترغیب دینا ہے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس حدیث کی روشنی میں اپنے اعمال واخلاق کا جائزہ لے اور محاسبہ کرے اور تمام خامیوں اور کوتاہیوں کا ازالہ کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرے وباللہ التوفیق۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! ہم سے زیادہ محتاج اور کون ہے' ہم آپ کے فضل و کرم کے بہت محتاج ہیں' ہمیں اپنا فرمانبردار بنا لیجئے' اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا وفادار' سچا اُمتی بنا دیجئے'

یا اللہ! تمام لعنت زدہ کاموں سے ہمیں بچا لیجئے کہ ہم جن سے آپ ناراض ہوتے ہیں۔ یا اللہ ہم آپ کے مواخذہ کو برداشت نہیں کر سکتے نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔

یا اللہ! ان احادیث میں ہم نے جو اسلامی آداب واحکام سیکھے ہیں ان پر دل و جان سے عمل کر کے اپنی رضا والی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمایئے۔

توبہ اور استغفار کی کثرت

وعن ابی هریرة رضی الله عنه قال: سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: والله انی لاستغفر الله واتوب الیه فی الیوم اکثر من سبعین مرةً" رواه البخاری

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں دن میں ستر مرتبہ سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اس کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔

گناہ اور توبہ کی قسمیں اور شرطیں

علماء دین نے فرمایا ہے: ہر گناہ سے توبہ فرض ہے گناہ کی دو قسمیں ہیں اسی لحاظ سے توبہ کی بھی دو قسمیں ہیں۔

(۱) اگر وہ گناہ جس سے توبہ کرتا ہے کوئی ایسی نافرمانی (معصیت) ہے جس کا تعلق کسی بندہ کے حق سے بالکل نہ ہو بلکہ صرف اللہ تعالیٰ سے اس گناہ کا تعلق ہو تو اس گناہ سے توبہ کے صحیح اور معتبر ہونے کی تین شرطیں ہیں۔

اول یہ کہ اس گناہ اور نافرمانی سے کلی طور پر باز آ جائے یعنی بالکل چھوڑ دے۔

دوسرے یہ کہ اس گناہ پر دل سے نادم اور شرمندہ ہو۔

تیسرے یہ کہ دوبارہ اس گناہ کو نہ کرنے کا پختہ ارادہ اور عزم ہو۔ ان تینوں شرطوں میں سے اگر ایک شرط بھی نہ پائی جائے گی تو توبہ صحیح نہ ہوگی۔

توبہ کے لفظی اور شرعی معنی

توبہ کے لفظی معنی ہیں "لوٹنا" اسی اعتبار سے شریعت کی اصطلاح میں توبہ کرنے کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی (معصیت) سے فرمانبرداری (طاعت) کی طرف لوٹنا اسی لئے توبہ کی شرط یہ ہے کہ جو گناہ اور نافرمانیاں کر رہا ہو انہیں فوراً اور قطعاً چھوڑ دے اور دوبارہ ان کے نہ کرنے کا عزم اور عہد کر لے اس لئے کہ اگر اس گناہ کو نہیں چھوڑتا تو گناہ اور نافرمانی سے لوٹنا نہ پایا جائے گا اور اگر اس گناہ کو آئندہ نہ کرنے کا عزم اور عہد نہیں کرتا تو فرمانبرداری (طاعت) کی طرف لوٹنا نہ پایا جائے گا اور دونوں صورتوں میں توبہ در حقیقت توبہ نہ ہوگی۔

حقوق العباد سے متعلق گناہ

ہر گناہ کرنا اللہ کی نافرمانی اور معصیت ہے اگر اس کے ساتھ ہی ساتھ اس میں کسی انسان کی حق تلفی بھی ہو تو وہ گناہ حقوق العباد سے متعلق ہوگا اور بندوں کے تلف شدہ حق کو ادا کرنا یا ان سے معاف کرانا بھی توبہ کے صحیح ہونے کے لئے ضروری ہوگا مثلاً اگر نماز نہیں پڑھی تو یہ صرف اللہ تعالیٰ کا گناہ ہے مذکورہ بالا تینوں شرطوں کے ساتھ توبہ کر لینا اس گناہ کے معاف ہونے کے لئے کافی ہے اور اگر کسی کا مال دھوکا دے کر لے لیا تو یہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی بھی ہے اور بندوں کی حق تلفی بھی' اس لئے صرف اللہ تعالیٰ سے توبہ کر لینا اس گناہ کے معاف ہونے کے لئے کافی نہ ہوگا بلکہ اس شخص کا حق ادا کرنا یا اس سے معاف کرانا بھی ضروری ہوگا لہٰذا ایسے گناہوں سے توبہ کرنا جو حقوق العباد سے متعلق ہوں بہت زیادہ ضروری ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی اور عفو و رحمت سے کچھ بعید نہیں کہ وہ بغیر توبہ کے بھی اپنے حق سے متعلق گناہ بخش دیں مگر کسی بندہ کا حق اگر ادا نہ کیا یا اس سے دنیا میں معاف نہ کرایا تو آخرت میں اس کے معاف ہونے کا کوئی امکان نہیں اس لئے

کہ لینا دینا معاف کرنا کرانا اسی دنیا میں ہوسکتا ہے کہ یہ دار عمل ہے اور آخرت تو دار جزا ہے نہ وہاں کوئی کسی کو کچھ دے لے سکتا ہے اور نہ معاف ہی کر، کرا سکتا ہے علاوہ ازیں اگر اللہ تعالیٰ از خود ایسے گناہ معاف فرمادیں تو یہ ان لوگوں کے ساتھ ناانصافی ہوگی جن کے حقوق ہیں اور اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ ناانصافی ہرگز نہیں کرسکتے رہے خود وہ لوگ تو دنیا میں تو وہ ضرورت مند ہونے کے باوجود معاف بھی کرسکتے تھے اس لئے کہ دنیا دار عمل ہے لیکن آخرت تو دار جزا ہے وہاں تو ہر انسان محتاج ہی محتاج ہوگا اس لئے وہ اپنے حقوق کے عوض میں حق تلفی کرنے والے کی نیکیاں ہرگز نہ چھوڑے گا یا ان کے عوض میں اپنی بدکرداریوں کا بوجھ حق تلفی کرنے والے پر ڈالنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت

جس شخص کے ذمہ اپنے مسلمان بھائی کا مال یا آبرو سے متعلق کوئی حق ہو اسے آج ہی سبکدوشی حاصل کرلینی چاہئے (ادا کرکے یا معاف کراکے) اس سے پہلے کہ وہ وقت (حساب آخرت اور جزاوسزا کا) آئے جبکہ اس کے پاس نہ دینار (سونے کا سکہ) ہوگا نہ درہم (چاندی کا سکہ) تو اگر اس کے پاس نیک عمل ہونگے تو (مظلوم کی) حق تلفی کے بقدر اس (ظالم) سے لے لئے جائیں گے (اور مظلوم کو دے دیئے جائیں گے) اور اگر ان نیکیوں سے (مظلوم) کا حق پورا نہ ہوا تو مظلوم کی برائیاں اس (حق تلفی کرنے والے ظالم) پر ڈال دی جائیں گی۔

اعاذنا اللہ منه خدا ہمیں بچائے اس حق تلفی سے۔

اس لئے حقوق العباد سے متعلق گناہوں سے توبہ کرنا اور ان کے حقوق ادا کرنا یا معاف کرانا ازبس ضروری اور لابدی ہے۔

دوسری قسم: ......اور اگر وہ گناہ جس سے توبہ کرتا ہے کوئی ایسی نافرمانی ہو جس کا تعلق کسی انسان کی حق تلفی سے بھی ہو تو اس گناہ سے توبہ کے صحیح ہونے کی چار شرطیں ہیں تین تو وہی ہیں جن کا ذکر اوپر آیا ہے اور چوتھی شرط یہ ہے کہ اس شخص کے حق سے سبکدوشی ضرور حاصل کرلے اور اگر وہ حق مال وغیرہ کی قسم سے ہو یعنی کسی کا مال مارلیا ہو تو اس کو واپس کرے یعنی ادا کردے اور اگر ''حد قذف'' (ہتک عزت کی شرعی سزا) وغیرہ کی قسم سے ہو تو (اس جرم کا اقرار کرکے اپنے آپ کو سزا کیلئے (عدالت میں پیش کردے یا اس شخص سے مل کر معاف کرالے اور اگر غیبت (پس پشت بدگوئی وغیرہ کی قسم سے ہو تو اس سے صفائی کرلے یعنی اس پر ظاہر کرکے معافی چاہ لے۔

توبہ کا حکم: ......تمام گناہوں اور نافرمانیوں سے توبہ کرنا واجب ہے (خواہ کسی بھی قسم کے گناہ ہوں) اگر کسی خاص گناہ سے توبہ کرلے (باقی اور گناہوں سے توبہ نہ کرے) تو اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ تب بھی اس گناہ سے توبہ صحیح ہوجائے گی اور باقی گناہ اس کے ذمہ رہیں گے۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! موجودہ دور میں ہمیں دین اسلام پر مضبوطی سے کاربند فرما اور غیر اسلامی تہذیب کے اثرات سے ہمیں اور ہماری نسلوں کی حفاظت فرما۔ آمین

یا اللہ! ہمیں اپنی اتنی محبت عطا فرما کہ آپ کے احکامات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں پر چلنا ہمارے لئے نہایت سہل ہوجائے۔

توبہ، مغفرۃ اور عفو کے شرعی معنی اور ان میں فرق

وعن ابی هريرة رضی الله عنه قال: سمعت رسول الله صلی الله عليه وسلم يقول: والله انی لاستغفر الله واتوب اليه فی اليوم اكثر من سبعين مرةً'' (رواه البخاری)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں دن میں ستر مرتبہ سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اس کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔

جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں توبہ کے لغوی اور لفظی معنی ہیں ''لوٹنا'' اس لفظ کا استعمال قرآن وحدیث میں دو طرح ہوا ہے (۱) ایک یہ کہ اس توبہ 'لوٹنے' کی نسبت بندہ کی طرف ہو یعنی لوٹنے والا بندہ ہو اس صورت میں بندہ کے توبہ کرنے کے معنی ہیں ''خدا کی نافرمانی سے فرمانبرداری کی طرف لوٹنا'' اسی کو اردو محاورہ میں ''توبہ کرنا'' کہتے ہیں عربی میں اس کے لئے فعل استعمال ہوتا ہے تاب الیہ' اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹا' یعنی اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کی (۲) دوسرا استعمال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نافرمان بندوں کی نافرمانی سے ناراض ہو جاتے ہیں یعنی اپنی رحمت خاصہ سے ان کو محروم کر دیتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کی طرف جب توبہ کی نسبت کی جائے یعنی لوٹنے والے اللہ ہوں تو توبہ 'لوٹنے' کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ناراضگی سے رضا مندی کی طرف لوٹے ''یعنی' مہربان ہو گئے'' چونکہ اللہ تعالیٰ کے ناراض ہو کر پھر رضامند ہو جانے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت عظمیٰ کارفرما ہوتی ہے جس کے متعلق ''حدیث قدسی'' میں ارشاد ہے سبقت رحمتی علی غضبی میرے غصہ پر میری رحمت غالب ہے۔ اس لئے اس توبہ' لوٹنے میں رحمت کے معنی شامل ہوتے ہیں اس لئے عربی میں اس دوسرے استعمال کے تحت فعل اس طرح استعمال ہوتا ہے تاب الله عليه اس کا اردو میں ترجمہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس پر مہربان ہو گیا یا اس نے معاف کر دیا چونکہ بندہ کو توبہ کرنے کی توفیق دینا بھی اس کی رحمت ہی کا تقاضہ ہے اس لئے تاب الله عليه کا حاصل ترجمہ ''اللہ تعالیٰ نے بندے کو توبہ کی توفیق دے دی'' یہی صحیح ہے اور چونکہ بندے کی توبہ یعنی آئندہ نافرمانی کی طرف نہ لوٹنے کا عہد' قبول کر لینا بھی اس کی رحمت ہی کا تقاضہ ہے اس لئے تاب الله عليه کا یہ ترجمہ بھی صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کی توبہ قبول کر لی یا معاف کر دیا مختصر لفظوں میں یوں سمجھئے (۱) کہ جب توبہ کی نسبت حضرت حق تعالیٰ کی طرف ہوگی تو تاب الله عليه کے معنی ہوں گے اللہ تعالیٰ بندے پر مہربان ہو گیا یا معاف کر دیا اگر گناہ سے توبہ کرنے کے بعد کی حالت ہو تو معنی ہوں گے ''اللہ تعالیٰ نے بندے کی توبہ قبول کر لی'' اور اگر گناہ سے توبہ کرنے سے پہلے کی حالت ہو تو معنی ہونگے ''اللہ تعالیٰ نے بندے کو توبہ کی توفیق دے دی'' پہلا ترجمہ ''مہربان ہو گیا'' یا ''معاف کر دیا'' دونوں حالتوں میں صحیح ہے (۲) اور جب توبہ کی نسبت بندے کی طرف ہوگی تو تاب الی الله کے بامحاورہ معنی یہ ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کی یعنی گذشتہ گناہ ترک کر کے آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کیا اس باب میں قرآن عظیم کی آیات اور احادیث کے ترجمہ میں یہ فرق پیش نظر رکھنا ضروری ہے اس فرق کو مزید ذہن نشین کرنے کی غرض سے ''غزوہ تبوک'' سے متعلق سورۃ براءت کی دو آیتیں نقل کی جاتی ہیں ارشاد ہے۔

(۱) بیشک اللہ تعالیٰ مہربان ہوا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور مہاجرین وانصار پر جنہوں نے تنگدستی کے (کٹھن) وقت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی (شرکت جہاد میں) پیروی کی اس کے بعد کہ قریب تھا کہ ان میں سے ایک گروہ کے دل بھٹک جائیں (اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں نہ جائیں) پھر اللہ تعالیٰ ان پر (بھی) مہربان ہوگیا (اور ان کی توبہ قبول کرلی) بیشک اللہ تعالیٰ بڑا ہی مہربان رحم کرنے والا ہے ان پر۔

(۲) پھر ان (تینوں شرکت جہاد سے گریز کرنے والوں) پر مہربان ہوگیا (توبہ کی توفیق دے دی) تا کہ وہ توبہ کرلیں۔

دیکھئے ان دونوں آیتوں میں **تاب اللہ** کا لفظ تین قسم کے لوگوں کیلئے دوسرے استعمال کے تحت (جب اللہ کی طرف نسبت ہو) آیا ہے۔ (۱) **تاب اللہ علی النبی الآیہ** اس کے معنی محض ''مہربان ہونا'' ہے اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور عام مہاجرین وانصار سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا تھا (۲) **ثم تاب علیھم** اس کے معنی ہیں توبہ قبول کرلی اس لئے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے پہلوتہی کا ارادہ کیا تھا مگر اس ارادہ سے باز آ گئے یعنی توبہ کرلی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کرلی (۳) دوسری آیت میں **ثم تاب علیھم** کے معنی ہیں توبہ کرنے کی توفیق دے دی اس لئے کہ یہ وہ تین آدمی ہیں جو اس جہاد میں شریک نہیں ہوئے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو سچ بولنے کی وجہ سے توبہ کی توفیق دے دی اسی طرح اسی آیت میں پہلے استعمال کے تحت لیتوبوا آیا ہے جس کے معنی ہیں وہ (گریز کرنے والے) توبہ کرلیں دیکھئے ان دو آیتوں میں ہر دو استعمال کے تحت توبہ کے تمام مذکورہ بالا معنی آ گئے۔

مغفرۃ کا لفظ **غفر** سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں ''ڈھانپ لینا'' اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کی مغفرت فرمانے کے معنی ہیں ''ان کے گناہوں کو اپنی رحمت سے ڈھانپ لینا'' چھپا دینا'' یعنی بخش دینا خواہ ان سے توبہ کرنے کے بعد خواہ بغیر توبہ کئے محض اپنی شان کریمی اور بے نیازی کی بناء پر۔

عفو کے لفظی معنی ہیں مٹا دینا اللہ تعالیٰ کے عفو کے معنی ہیں اپنے بندوں کے گناہوں کو اپنی رحمت سے معاف کر دینا ان کے نامۂ اعمال سے مٹا دینا خواہ توبہ واستغفار کے بعد خواہ اس کے بغیر ہی محض اپنی صفت ربوبیت اور رحمت کی بنا پر۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! موجودہ دور میں ہمیں دین اسلام پر مضبوطی سے کاربند فرما اور غیر اسلامی تہذیب کے اثرات سے ہمیں اور ہماری نسلوں کی حفاظت فرما۔ آمین

یا اللہ! ہمیں اپنی اتنی محبت عطا فرما کہ آپ کے احکامات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں پر چلنا ہمارے لئے نہایت سہل ہو جائے۔

یا اللہ! ہمارے پاس اور کوئی سرمایہ نہیں' کوئی وسیلہ نہیں اقرار جرم کرتے ہیں آپ کے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کر کے آپ کی رحمت کے طلب گار ہیں۔

یا اللہ! اس ماہ کا ایک ایک لحہ' ایک ایک سانس ہمارے لئے باعث رحمت بنا دیجئے۔

توبہ، مغفرۃ اور عفو میں فرق

وعن ابی هريرة رضی الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "والله انی لاستغفر الله واتوب اليه فی اليوم اكثر من سبعين مرةً" (رواه البخاری)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں دن میں ستر مرتبہ سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اس کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔

بندوں کا اپنے رب رؤف رحیم کے سامنے توبہ کرنا یعنی پچھلے گناہوں کی معافی چاہنا اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرنا، پہلا مرحلہ ہے اللہ تعالیٰ کا اپنی رحمت کا پردہ ان کے گذشتہ گناہوں پر ڈال دینا اور آئندہ کے لئے عہد کو قبول کر لینا یعنی بخش دینا یہ مغفرت ہے اور دوسرا مرحلہ ہے اللہ تعالیٰ کا مزید رحم و کرم کی بنا پر ان گناہوں کو بالکل معاف کر دینا اور نامہ اعمال میں سے مٹا دینا یہ عفو ہے اور تیسرا مرحلہ ہے اصل معنی کے لحاظ سے ترتیب یہی ہے باقی یہ تینوں لفظ ایک دوسرے کی جگہ بھی استعمال ہوتے ہیں اس لئے ان تینوں کا سرچشمہ رحمت الٰہیہ ہے اتنا فرق ضرور ہے کہ توبہ صرف گذشتہ گناہوں سے ہوتی ہے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد ہوتا ہے مغفرت اگلے اور پچھلے گذشتہ اور آئندہ تمام گناہوں اور خطاؤں کی ہو سکتی ہے نیز مغفرت کے لئے توبہ کرنا بھی ضروری نہیں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت دیتے ہیں۔

(یہ فتح مبین اس لئے عطا کی ہے) تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے پہلے کئے ہوئے اور پچھلے کئے ہوئے گناہ معاف کر دے۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ادعیہ مسنونہ میں اپنی امت کو دعاء مغفرت کی تعلیم دیتے ہیں۔

اللهم اغفرلی ذنوبی جميعاً ما قلمت وما اخرت وما اعلنت وما اسررت وما اسرفت وما انت اعلم به منی انک انت الغفور الرحيم

اے اللہ تو معاف کر دے میرے سب گناہ جو میں نے پہلے کئے اور جو پیچھے کئے اور جو علانیہ کئے اور جو چھپا کر کئے اور جو میں نے بے اعتدالی کی اور جن گناہوں کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے بیشک تو بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے۔

آپ بھی ہر وقت چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے یہی مسنون دعاء مغفرت مانگا کیجئے بہت جامع دعاء مغفرت ہے۔

اس آیت کریمہ اور حدیث کی دعا سے معلوم ہوا کہ مغفرت عام ہے اگلے پچھلے سب گناہوں سے ہو سکتی ہے اور توبہ بھی اس کے لئے ضروری نہیں ہے۔

عفو معاف کر دینے کے لئے توبہ کی طرح گناہوں یا خطاؤں کا وجود ضروری ہے لیکن توبہ کرنا ضروری نہیں۔ سورہ شوریٰ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"اور جو بھی مصیبت تم پر آتی ہے وہ تمہارے ہاتھوں کے کئے اعمال کی وجہ سے آتی ہے اور بہت سی بداعمالیوں کو تو وہ (خود ہی) معاف کر دیتا ہے۔"

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ عفو معاف کرنے کیلئے توبہ ضروری نہیں ہے۔ یہی فرق ان تینوں لفظوں میں آپ مذکورہ بالا آیات اور آنے والی احادیث میں پائیں گے اسی لئے یہ طویل تشریح ضروری سمجھی گئی نیز اس سے توبہ کا مرتبہ اور اہمیت بھی واضح ہو گئی۔

ہر وقت توبہ واستغفار کی ضرورت

وعن الاغر بن يسار المزني رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: "يآيها الناس توبوا الى الله واستغفروه فانی اتوب في اليوم مائة مرةٍ" رواه مسلم

ترجمہ: حضرت اغر بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو اللہ تعالیٰ کے آگے توبہ کیا کرو اور مغفرت چاہا کرو (دیکھو) میں (بھی) دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔

پہلی حدیث میں ستر اور دوسری حدیث میں سو سے تعداد کا بیان کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ توبہ واستغفار کی کثرت کا بیان کرنا مقصود ہے عربی زبان کے محاورات میں سو اور ستر کا لفظ کثرت کو ظاہر کرنے کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار کا مقصد

دوسری حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی توبہ واستغفار کا تذکرہ لوگوں کو اس فرض توبہ واستغفار کو ادا کرنے کی ترغیب دلانے کیلئے کیا ہے کہ جب میں خود اتنی کثرت سے توبہ واستغفار کرتا ہوں حالانکہ میں نبی معصوم ہوں مجھ سے جان بوجھ کر کوئی گناہ سرزد ہو ہی نہیں سکتا علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے قرآن کریم میں میری تمام اگلی پچھلی کوتاہیوں کو معاف کردینے کا اعلان بھی کر دیا ہے۔ تو تمہیں تو اپنے گناہوں اور نافرمانیوں سے بہت زیادہ ڈرنا چاہئے اور زیادہ سے زیادہ توبہ واستغفار کرتے رہنا چاہئے۔

کثرت سے توبہ واستغفار کی ضرورت

اس لئے کہ انسان اس گناہ آلود دنیوی زندگی میں چاروں طرف سے گناہ اور معصیت کی طرف بلانے اور کھینچنے والی خواہشات میں اور گناہ پر آمادہ کرنے والے اندرونی اور بیرونی محرکات میں گھرا ہوا ہے اندرونی دشمن تو خود اپنا نفس امارہ ہے جو پہلو میں چھپا ہوا ہر وقت گناہ اور معصیت پر اکساتا رہتا ہے اور بیرونی دشمن وہ شیاطین جن وانس ہیں جو ہر وقت انسان کو گمراہ کرنے اور اس سے گناہ کرانے کی گھات میں لگتے رہتے ہیں اس لئے انسان انتہائی پھونک پھونک کر قدم رکھنے کے باوجود بھی دن بھر میں دانستہ یا نادانستہ طور پر نہ معلوم کتنے گناہ کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ انبیاء ورسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ اور کوئی بھی انسان خواہ بڑے سے بڑا "ولی اللہ" ہی کیوں نہ ہو گناہوں سے معصوم نہیں ہوسکتا اس لئے ہمارے لئے ان گناہوں اور نافرمانیوں کے وبال اور عذاب سے بچنے کی اس کے سوا اور کوئی تدبیر نہیں کہ ہم اپنے دانستہ یا نادانستہ سرزد ہونے والے گناہوں پر زیادہ سے زیادہ توبہ واستغفار کرتے رہا کریں تاکہ جو گناہ سرزد ہوتے رہیں وہ اس توبہ واستغفار سے معاف بھی ہوتے رہیں علاوہ ازیں اس زندگی میں اس قدر گوناگوں اور قسم قسم کے گناہ ہیں کہ ہر وقت ان کو پیش نظر رکھنا اور ان سے بچتے رہنا اس مصروف زندگی میں بیحد دشوار ہے اس لئے بھی عافیت اور سلامتی اسی میں ہے کہ زیادہ سے زیادہ نہ سہی تو کم از کم سو مرتبہ روزانہ ایک وقت میں یا مختلف اوقات میں توبہ اور استغفار ضرور کر لیا کریں تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا ثواب بھی میسر آجائے اور گناہ بھی معاف ہو جائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور توبہ واستغفار

رہا یہ شبہ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گناہوں سے

بالکل معصوم اور محفوظ ہیں تو آپ سے گناہ سرزد ہو ہی نہیں سکتے پھر توبہ واستغفار کا کیا مطلب؟ اور اللہ تعالیٰ کے آپ کے گناہوں کو معاف کر دینے کا اعلان کرنے کے کیا معنی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک گناہ اور معصیت تو آپ سے سرزد نہیں ہوسکتی لیکن بتقاضاء بشریت منشاء الٰہی کو اعلیٰ مرتبہ پر پورا کرنے میں غفلت یا کوتاہی یا خلاف اولیٰ مگر جائز امور کا ارتکاب ہوسکتا ہے جس پر عام انسانوں سے تو باز پرس نہیں ہوتی مگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جلالت شان اور تعلق مع اللہ' اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کی بنا پر ان سے ان غفلتوں کوتاہیوں اور اجتہادی غلطیوں پر بھی باز پرس ہوتی ہے اس لئے ان گناہوں سے یہی غفلتیں کوتاہیاں' خلاف اولیٰ امور' اجتہادی غلطیاں مراد ہیں۔

دوسرا جواب

علاوہ ازیں خود نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی سوال کیا گیا کہ: جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیئے تو آپ اتنی کثرت سے توبہ واستغفار کیوں کرتے ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں یعنی اللہ تعالیٰ کا اپنی شان کریمی سے میری تمام اگلی پچھلی کوتاہیوں اور دانستہ یا نادانستہ خطاؤں کو معاف فرما دینا بہت بڑا انعام واحسان ہے اس کا شکر نعمت اسی طرح ادا ہوسکتا ہے کہ میں اس معاف کر دینے کے باوجود کثرت سے توبہ واستغفار کرتا ہوں یہی میری ''عبدیت'' بندگی کا تقاضا ہے۔ سبحان اللہ۔

عبدیت کا تقاضا

انسان کی بندگی کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ وہ بہرحال خود کو خطا کار اور قصور وار سمجھتا اور توبہ واستغفار کرتا رہے اسی میں اسی کی نجات اور فلاح مضمر ہے جیسا کہ قرآن کریم کی پہلی آیت کریمہ کے آخری جملہ لعلکم تفلحون (تاکہ تم فلاح پاجاؤ) سے ظاہر ہے۔

دُعا کیجئے

یااللہ! ہمیں ہر خطاوعصیان سے محفوظ رکھئے ہر تقصیر وکوتاہی سے محفوظ رکھئے۔

یااللہ! ہم کو اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندگی سے بچا لیجئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لئے ہم پر اور تمام امت مسلمہ پر رحم فرمائیے۔

یااللہ! آپ کے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اس وقت جہاں جہاں بھی ہیں اور دشمنوں کی زد میں ہیں' سازشوں میں ہیں۔ ان کی حفاظت فرمائیے ان کو ہدایت دیجئے اور ان کو دشمنوں سے آزاد کر دیجئے۔ اعدائے دین کی سازشوں سے ان کو بچا لیجئے۔

یااللہ! تمام ممالک اسلامیہ میں پھر اسلام کی حیات طیبہ عطا فرما دیجئے۔ ان کی اعانت ونصرت فرمائیے۔

یااللہ! یہ ملک پاکستان جو اسلام کے نام پر قائم ہوا تھا اس کو گمراہیوں سے بچائیے۔ ہر قسم کے فواحش ومنکرات سے جو رائج الوقت ہو رہے ہیں۔ ان سے محفوظ رکھئے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی توبہ سے کتنا خوش ہوتے ہیں

وعن انس بن مالک الانصاری خادم رسول الله صلی الله علیه وسلم رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: " الله افرح بتوبة عبدهٖ من احدکم سقط علیٰ بعیرهٖ وقد اضلهٗ فی ارض فلاةٍ" متفق علیه

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رحمت عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ اپنے بندہ کی توبہ سے (جبکہ وہ اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے) اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جتنی خوشی تم میں سے کسی مسافر کو اپنے اس (سواری کے) اونٹ کے مل جانے سے ہوتی ہے جس پر وہ چٹیل بیابان میں سفر کر رہا ہو اسی پر اس کے کھانے پینے کا سامان بندھا ہو اور (اتفاق سے) وہ اونٹ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر بھاگ جائے اور وہ (اس کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے) مایوس ہو جائے اور اسی مایوسی کے عالم میں (تھکا ہارا بھوکا پیاسا) کسی درخت کے سایہ کے نیچے لیٹ جائے اور اسی حالت میں (اس کی آنکھ لگ جائے اور جب آنکھ کھلے تو) اچانک اس اونٹ کو اپنے پاس کھڑا ہوا پائے اور (جلدی سے) اس کی مہار پکڑ لے اور پھر خوشی کے جوش میں (زبان اس کے قابو میں نہ رہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی غرض سے) کہنے لگے: اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں (اور خوشی کے مارے اسے پتہ بھی نہ چلے کہ میں کیا کہہ گیا)

بندہ کی توبہ سے اللہ تعالیٰ کی یہ بے انتہا خوشی بھی اس کی شان ربوبیت اور رافت ورحمت کا تقاضا ہے کہ اس کا ایک بھٹکا ہوا بندہ' جس کو اس نے نہ صرف پیدا کیا تھا بلکہ پیدائش کے وقت سے ہوش سنبھالنے تک اس کی پوری پرورش ہی اس نے کی تھی اپنی نادانی سے ازلی دشمن' نفس امارہ اور شیطان کے فریب میں آ کر اس کی عبادت وطاعت کی راہ سے بھٹک گیا تھا راہ راست پر آ گیا ورنہ تو (العیاذ باللہ) بندہ کی توبہ واستغفار سے اس کی معبودیت کو چار چاند نہیں لگ جاتے اس لئے کہ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اگر تمہارے اگلے اور پچھلے' زندہ اور مرے ہوئے، برے اور بھلے تمام انسان بھی میرے سب سے بڑے متقی اور پرہیزگار بندے کے سے دل کے مالک بن جائیں (اور سب مل کر شب وروز میری عبادت کریں) تو اس عبادت سے ایک مچھر کے پر کی برابر بھی میری خدائی میں اضافہ نہ ہوگا اور اگر تمہارے اگلے اور پچھلے' زندہ اور مرے ہوئے' برے اور بھلے تمام انسان میرے ایک نافرمان ترین سرکش بندے کے سے دل کے مالک بن جائیں (اور سب مل کر شب وروز میری نافرمانی کرنے لگیں) تو اس سے ایک مچھر کے پر کی برابر بھی میری خدائی میں کمی نہ ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کی شان

یعنی اللہ تعالیٰ کی شان "الوہیت" و"معبودیت" تمام اولاد آدم کی عبادت وطاعت سے بے نیاز اور بالاتر ہے اسی طرح ان کی نافرمانی وسرکشی سے بھی بے نیاز اور برتر ہے بندوں کی عبادت وطاعت' توبہ واستغفار کا نفع بھی انہی کو پہنچتا ہے اور سرکشی ونافرمانی اور کفر وانکار کی مضرت ونقصان بھی انہی کو پہنچتا ہے خدا سب سے بے نیاز اور غنی مطلق ہے۔

توبہ کا دروازہ کب بند ہوگا

وعن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ان اللہ تعالیٰ یبسط یدہٗ باللیل لیتوب مسیء النھار ویبسط یدہٗ بالنھار لیتوب مسیء اللیل حتیٰ تطلع الشمس من مغربھا" (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ رات میں اپنی رحمت کا ہاتھ دراز فرماتے ہیں تاکہ دن میں گناہ کرنے والا گنہگار بندہ رات کو اس پر توبہ کرلے۔ اسی طرح دن میں اپنی شفقت کا ہاتھ دراز فرماتے ہیں تاکہ رات میں گناہ کرنے والا گنہگار بندہ دن میں اس پر توبہ کرلے (یہ بندہ نوازی کا سلسلہ قیامت آنے تک جاری رہے گا اور یہ رحمت کا دروازہ کھلا رہے گا) یہاں تک کہ سورج (مشرق کے بجائے) مغرب سے نکلے (اور قیامت آجائے)۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے سورج کے (مشرق کے بجائے) مغرب سے نکلنے سے پہلے توبہ کرلی اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیں گے۔

قبولیت کے اوقات

آفتاب کو مشرق کے بجائے مغرب سے نکلتا ہوا۔

یہ مسلم و مشاہد ہے کہ دنیا کا موجودہ نظام شمسی کے ساتھ وابستہ اور قائم ہے' آفتاب کے مشرق کے بجائے مغرب سے نکلنے سے مراد اس نظام شمسی اور اس کے ساتھ وابستہ نظام عالم اور تمام کائنات کا درہم برہم اور تباہ و برباد ہوجانا اسی کا نام قرآن و حدیث کی اصطلاح میں "قیامت آنا" ہے۔ قرآن پر ایمان رکھنے والوں کو اس کے ماننے میں ذرا برابر تردد نہ ہونا چاہئے۔ مترجم

یعنی نظام عالم درہم برہم ہوتا ہوا دیکھ لینے کے بعد اس آباد دنیا کے فنا ہونے اور قیامت آجانے کا یقین اور اقرار کرنے پر ہر متنفس غیر اختیاری طور پر مجبور ہوجائے گا مگر اس وقت قیامت کے برحق ہونے کا یہ یقین اور اقرار کچھ مفید نہ ہوگا اس لئے کہ انسان کے ایمان و اقرار اور اعمال و افعال پر جزا اور سزا اسی وقت مرتب ہوتی ہے جبکہ اس کو ایمان لانے نہ لانے' ماننے نہ ماننے دونوں پر اختیار اور قدرت حاصل ہو اس لئے سورج کے مشرق کے بجائے مغرب سے نکلنے کے وقت کا نہ ایمان معتبر ہے نہ توبہ و استغفار یا کوئی اور نیک کام' لہٰذا توبہ کا دروازہ جو آغاز آفرینش سے کھلا ہوا تھا اس وقت بند ہوجائے گا اور عمل کے بجائے "مکافات عمل" کا وقت آجائے گا۔

گنہگار کب تک اپنے گناہ سے توبہ کرسکتا ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: حبیب رب العالمین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: بیشک اللہ بزرگ و برتر اپنے بندہ کی توبہ اس وقت تک بھی قبول فرمالیتے ہیں جب تک کہ وہ نزع کی حالت کو نہ پہنچا ہو۔

نزع کے وقت کی توبہ معتبر نہ ہونے کی وجہ

جس طرح "عالم کبیر" (تمام دنیا) کی حالت نزع یعنی آفتاب کے مشرق کے بجائے مغرب سے نکلنے کے وقت کا ایمان اور کوئی بھی عمل خیر' مثلاً توبہ و استغفار معتبر نہیں اسی طرح

ہرانسان، جوایک ''عالم صغیر'' ہے کی حالت نزع کا ایمان عمل خیر، توبہ واستغفار بھی معتبر نہیں اس لئے کہ نزع کے وقت ہر مرنے والے کا ایمان واقرار قطعاً غیر اختیاری ہوتا ہے اس کا بھی عمل کا وقت ختم اور مکافات عمل کا وقت شروع ہو جاتا ہے لہٰذا اس حالت کی توبہ بے سود ہے۔

توبہ کے متعلق قرآن وحدیث میں تطبیق

اگرچہ قرآن کریم کی آیت کریمہ:

انماالتوبة علی الله للذین یعملون السوء بجهالة ثم یتوبون من قریب فاولئک یتوب الله علیهم (النساء)

اس کے سوانہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ذمہ (وعدہ) توبہ (قبول) کرنے کا انہی لوگوں کیلئے ہے جو نادانی سے کوئی برا کام کر بیٹھتے ہیں پھر جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں پس وہی لوگ ہیں جن کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے۔ سے تو متبادر یہ ہے کہ توبہ نادانی سے کئے ہوئے گناہ پر ہونی چاہئے اور گناہ کر لینے کے فوراً بعد توبہ کر لینی چاہئے مگر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ بالا حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ دانستہ کئے ہوئے گناہ کی توبہ بھی قبول فرما لیتے ہیں نیز مرنے سے پہلے تک بھی اگر کوئی گنہگار ربقائمی ہوش وحواس وقدرت واختیار توبہ کر لے تو اپنی شان کریمی سے اس کی توبہ بھی قبول فرما لیتے ہیں اس لئے کسی بھی گنہگار کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا چاہئے اور جب بھی گناہ آلود زندگی سے ہوش میں آئے فوراً توبہ کر لینی چاہئے توبہ میں تاخیر بہرحال نہ کرنی چاہئے کیا پتہ ہے کب اور کس حالت میں موت آجائے؟ توبہ کی مہلت ملے یا نہ ملے؟ اس کے علاوہ بھی توبہ میں تاخیر کرنا قہر وغضب الٰہی سے بے پروائی کی دلیل ہے جو بجائے خود اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہے بہرحال بندہ کی ''عبدیت'' کا تقاضا یہ ہے کہ اول تو جان بوجھ کر اپنے معبود کی نافرمانی اور گناہ ہرگز نہ کرے اور اگر کوئی گناہ سرزد بھی ہو جائے تو خدا کے قہر وغضب سے ڈرے اور فوراً توبہ کر لے۔

توبہ کا اعلیٰ مرتبہ اور ادنیٰ مرتبہ

بالفاظ دیگر آیت کریمہ میں توبہ کے اعلیٰ مرتبہ کا بیان ہے اور حدیث شریف میں توبہ کے ادنیٰ درجہ کا بیان ہے مذکورہ بالا حدیث کا مطلب توبہ میں ڈھیل دینا ہرگز نہیں ہے بلکہ ساری زندگی گناہوں میں بسر کرنے والے گنہگاروں کو بھی خدا کی رحمت اور قبول توبہ کی بشارت دینا ہے۔

دُعا کیجئے

یااللہ! ہمارے قلوب کی صلاحیتیں درست فرما دیجئے، ایمانوں میں تازگی عطا فرما دیجئے۔ تقاضائے ایمان بیدار فرما دیجئے ہمارے دلوں میں گناہوں سے نفرت پیدا فرما دیجئے، غیرت پیدا فرما دیجئے۔

یااللہ! ہمیں ظاہری و باطنی ہلاکت سے بچا لیجئے اور اپنی مغفرت ورحمت کا مورد بنا دیجئے اور عذاب نار سے بچا لیجئے۔

یااللہ! اپنے محبوب شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی حیثیت سے حشر میں ہم پر اپنی رحمتیں نازل فرمایئے۔ ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ نصیب فرمایئے ہمارے ظاہر کو بھی پاک کر دیجئے اور باطن کو بھی پاک کر دیجئے۔

توبہ کے دروازے کی وسعت

وعن زر بن حبیشٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: اتیت صفوان بن عسالٍ رضی اللہ عنہ اسالہٗ عن المسح علی الخفین فقال: ما جآء بک یازر .... (رواہ الترمذی)

حضرت زر بن حبیش فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مسح علی الخفین (چرمی موزوں پر مسح) کے متعلق مسئلہ دریافت کرنے کے لئے گیا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا: میاں زرا کہو کیسے آئے؟ میں نے عرض کیا "آپ سے علم حاصل کرنے کی غرض سے آیا ہوں" تو فرمانے لگے: علم حاصل کرنے والے کے قدموں کے نیچے تو فرشتے بھی اس کے طالب علم کے جذبہ سے خوش ہوکر اپنے پر بچھاتے ہیں (چہ جائیکہ انسان' کہو کیا دریافت کرنا چاہتے ہو) میں نے عرض کیا: پاخانے پیشاب سے فارغ ہونے کے بعد وضو میں چرمی موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں ایک عرصہ سے خلجان ہے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اس لئے میں آپ کے پاس یہ دریافت کرنے آیا ہوں کہ آپ نے اس مسئلہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے؟ فرمایا: ہاں ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں سفر کی حالت میں تین رات دن تک پیشاب پاخانے یا سوجانے کی وجہ سے وضو میں چرمی موزے نہ اتارنے (اور انہی پر مسح کرنے) کا حکم دیا کرتے تھے بجز جنابت (غسل ناپاکی) کے (کہ ناپاکی کے غسل میں موزے اتارنے ضروری ہیں' مسح کافی نہیں ہے) اس کے بعد میں نے (ایک اور بات پوچھی اور) عرض کیا: آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (کسی گروہ سے) محبت کرنے کے بارے میں بھی کچھ سنا ہے؟ فرمایا ہاں ایک مرتبہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر کر رہے تھے اثناء سفر میں ہم ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک اعرابی (دیہاتی) نے اپنی کرخت آواز میں آپ کا نام لے کر آپ کو پکارا: او محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ نے بھی اسی کے سے کرخت لہجہ میں جواب دیا: ہاں او دیہاتی کیا ہے؟ اس پر میں نے اس دیہاتی سے کہا: تیرا بھلا ہو ذرا تو اپنی آواز کو پست کر (اور نرم لب ولہجہ میں بات کر) اس لئے کہ تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہے اور تمہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس طرح بے ادبانہ خطاب کرنے سے منع کیا گیا ہے" تو وہ دیہاتی کہنے لگا بخدا میں تو اپنی آواز پست (اور لہجہ کو نرم) نہیں کروں گا (بہر حال) اس دیہاتی نے دریافت کیا ایک آدمی ایک گروہ سے محبت کرتا ہے مگر (عمل کے اعتبار سے) وہ ان سے میل نہیں کھاتا (اور ان جیسا نہیں ہے اس کا خدا کے ہاں کچھ درجہ ہے یا نہیں؟) رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی جن لوگوں سے محبت کرتا ہے قیامت کے دن انہی کے ساتھ ہوگا" اس کے بعد آپ ہم سے (اس سلسلہ میں) گفتگو فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ نے مغرب کی جانب ایک ایسے (عریض وطویل' چوڑے چکلے) دروازہ کا ذکر فرمایا جس کے عرض میں چالیس سال تک ایک سوار برابر چلتا رہے یا فرمایا ستر سال تک چلتا رہے (تب بھی وہ مسافت طے نہ ہو اور جب عرض' چوڑائی' کا یہ حال ہے تو لمبائی کا حال تو خدا ہی جانتا ہے) اس حدیث کے ایک راوی سفیان نے اپنی روایت میں (مغرب کی جانب کے بجائے) شام کی جانب کا ذکر کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے جس دن سے آسمان وزمین پیدا فرمائے ہیں اسی دن سے اس دروازہ کو توبہ کے لئے کھلا پیدا فرمایا ہے یہ بند نہ ہوگا یہاں تک کہ (قیامت آنے کے وقت مشرق کے بجائے) اسی دروازے سے سورج نکلے گا (تب بند ہوجائے گا اور قیامت آجائے گی)۔

زندگی اہم تین تعلیمات

اس حدیث شریف کے تین حصے ہیں (۱) ایک مسح علی الخفین (چرمی موزوں پر مسح) کا مسئلہ ہے زر بن حبیش کے دل میں بول وبراز جیسی غلیظ نجاستوں کے خارج ہونے کے بعد وضو میں موزے اتار کر پاؤں دھونے کے بجائے موزوں پر مسح کرنے میں تردد تھا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سن کر وہ خلجان دور ہو گیا اور سمجھ میں آ گیا کہ وضو کو واجب کرنے والی تمام چیزوں کا حکم ایک ہے اور موزے اتار کر پاؤں دھونے کے بجائے موزوں پر مسح کر لینا کافی ہے ہاں غسل کو واجب کرنے والی چیزوں میں مسح کافی نہیں ہے موزے اتار کر پاؤں دھونے ضروری ہیں گویا پاؤں دھونے کے بجائے موزوں پر ہی مسح کر لینا شریعت کی جانب سے ایک تخفیف اور سہولت ہے جو وضو کے ساتھ مخصوص ہے اس لئے کہ وضو بار بار کرنا پڑتا ہے ہر مرتبہ چرمی موزے اتارنا دشواری کا موجب ہے اس لئے اس میں تخفیف اور سہولت کی ضرورت ہے اس کے برعکس غسل کی ضرورت بہت کم اور شاذ و نادر پیش آتی ہے اس میں تخفیف کی چنداں ضرورت نہیں، علاوہ ازیں جنابت (موجب غسل ناپاکی) نجاست غلیظہ ہے اس میں تمام جسم کا دھونا اور غسل کرنا ضروری ہے حدیث شریف میں آتا ہے تحت کل شعرة جنابة (ہر بال کے نیچے جنابت کا اثر ہے) اسی لئے غسل جنابت (ناپاکی کے غسل) میں بالوں کی جڑوں تک میں پانی پہنچانا ضروری ہے۔

سبق آموز بات

اس حدیث میں دیکھنے اور سبق لینے کی بات یہ ہے کہ قرون اولیٰ (پہلی صدیوں) کے مسلمانوں کے ایمان خدا اور اس کے رسول کی تعلیمات پر اتنے قوی ہوتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا سن لینا ان کے ہر طرح کے خلجان اور تردد کو دور کرنے کیلئے کافی ہوتا تھا اس کے برعکس ہم آج قرآن وحدیث میں منصوص اور صریح احکام سنتے ہیں مگر ہمارے دل مطمئن نہیں ہوتے طرح طرح کے شکوک وشبہات اور احتمالات وتاویلات ہمارے ذہنوں پر مسلط رہتے ہیں اور اطمینان قلب نصیب نہیں ہوتا یہ ہمارے ضعف ایمان کا نتیجہ ہے اللہ تعالیٰ ہمیں کامل اور پختہ ایمان نصیب فرمائیں۔ آمین

حقیقی حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کرشمہ

(۲) حدیث کا دوسرا حصہ کسی جماعت یا گروہ سے محبت کرنے سے متعلق ہے اول تو زر بن حبیش کا سوال ہی ان کی تمنا اور آرزو کی غمازی کر رہا ہے کہ ان کا منتہائے آرزو یہ ہے کہ کسی طرح آخرت میں محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی رفاقت نصیب ہو جائے مگر اعمال کے اعتبار سے اپنی پستی اور کمتری کو دیکھ کر مایوس ہو جاتے ہیں پھر محبت کا جذبہ سر ابھارتا ہے پھر اپنی کمتری کو دیکھ کر مایوس ہو جاتے ہیں اسی کشمکش سے نجات پانے کے لئے حضرت صفوان رضی اللہ عنہ سے سوال کرتے ہیں اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا محبت نواز جواب بلکہ خوشخبری سن کر مطمئن ہو جاتے ہیں یہ سب کچھ اس حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کرشمہ ہے جس کے متعلق سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

تم میں سے کوئی کامل مومن نہ ہوگا یہاں تک کہ میں اس کے لئے اس کے ماں باپ سے اولاد سے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

یعنی جب تک محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی مسلمان کے لئے احب خلق اللہ (خدا کی مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب) نہ بن جائے اس وقت تک اس کا ایمان ہی کامل نہیں ہوتا۔

کسی سے محبت کا تقاضا

وعن زر بن حبیشٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: اتیت صفوان بن عسالٍ رضی اللہ عنہ اسالہٗ عن المسح علی الخفین فقال: ما جآء بک یازر ....(رواہ الترمذی)

یاد رکھئے! کسی قوم یا گروہ یا فرد سے واقعی محبت کا فطری تقاضا یہ ہوتا ہے کہ انسان اپنی استطاعت کے بقدر اعمال واخلاق میں گفتار وکردار میں صورت وسیرت میں معیشت ومعاشرت میں غرض ہر چیز میں اپنی ہستی کو محبوب کی سیرت کے سانچہ میں ڈھال لیتا ہے اور اس کے ہر قول وفعل پر عمل کرنے میں غایت درجہ لطف ولذت اور سرور وانبساط محسوس کرتا ہے اسی لئے یہ محبت محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کامل (مکمل پیروی) کا وسیلہ بن جاتی ہے جس پر خالق کائنات کی محبت ومغفرت کا مدار ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سورہ آل عمران میں ارشاد فرماتے ہیں:

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تم کہہ دو! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔

لہٰذا اس مبنی بر محبت اتباع کے بعد آخرت میں محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میسر آنے میں کوئی تردد ہو ہی نہیں سکتا اسی لئے آپ نے ارشاد فرمایا ہے: **المرء مع من احب یوم القیامۃ** (آدمی جس سے محبت کرے گا قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا)

اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وپیروی کرنے والوں کو اس ''رفاقت'' کی خوشخبری اس آیت کریمہ میں سنائی ہے۔

ومن یطع اللہ ورسولہ فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشھدآء والصالحین وحسن اولئک رفیقاً (النساء)

اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں گے وہی لوگ ان کے ہمراہ ہونگے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے انبیاء کے اولیاء کے شہداء کے اور نیکوکاروں کے اور یہی (چاروں گروہ سب سے) اچھے رفیق ہیں (دنیا اور آخرت کی زندگی کے ساتھی ہو سکتے ہیں)۔

کس کا حشر کس کے ساتھ ہوگا؟

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان وحی ترجمان سے نکلے ہوئے اس چند کلمات پر مشتمل چھوٹے سے فقرہ میں صرف عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رفاقت محبوب کی خوشخبری ہی نہیں ہے بلکہ یہ ایک فطری اور طبعی معیار اور کسوٹی بھی ہے جس پر پرکھ کر ہر فرد اور قوم کے متعلق بآسانی معلوم کیا جا سکتا ہے کہ قیامت کے دن اس کا حشر کن لوگوں کے ساتھ ہوگا؟ اس لئے کہ انسان فطری طور پر اعمال واخلاق' گفتار وکردار' صورت وسیرت' لباس وہیئت' معیشت ومعاشرت غرض اپنی پوری زندگی میں غیر شعوری یا شعوری طور پر انہی لوگوں کے نقش قدم پر چلنے بلکہ ہو بہو ان کی نقل اتارنے کی کوشش کرتا ہے جن سے وہ محبت کرتا ہے جن کو دل سے اچھا سمجھتا ہے اس محبت وپسندیدگی کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ہر چیز میں انہی کا اتباع اور پیروی کرتا ہے اور

پھر مرنے کے بعد انہی کے ساتھ اس کا حشر ہوتا ہے یہی مطلب ہے صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا۔

من تشبه بقوم فهو منهم

جس نے کسی قوم سے مشابہت اختیار کی وہ اسی قوم میں سے ہوتا ہے اور اس خطرہ کے پیش نظر سرتاپا رافت و رحمت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو متنبہ فرماتے ہیں۔

المرء على دين خليله فلينظر احدكم من يخالهٗ

آدمی اپنے جگری دوست کے دین پر ہوا کرتا ہے اس لئے تم میں سے ہر شخص کو خوب اچھی طرح دیکھ لینا چاہئے کہ وہ کس (فرد یا قوم) سے دلی محبت کرتا ہے۔

ہماری زندگی اور اس کا نتیجہ

اس معیار کی روشنی میں جب ہم اپنی زندگی اور معیشت و معاشرت کا جائزہ لیتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ہم زندگی کے ہر شعبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کی اور انبیاء و اولیاء صحابہ و تابعین اور صلحا و اتقیاء امت کی پیروی کرنے کے بجائے شعوری یا غیر شعوری طور پر فرنگیوں کے نقش قدم پر چلنے بلکہ گفتار و کردار اور معیشت و معاشرت میں ان کی مکمل نقل اتارنے میں سرگرداں ہیں خاص کر ہماری نئی اور تعلیم یافتہ نسل تو اسلام کو بھی ''ماڈرن'' بنانے میں مصروف ہے اس کا نتیجہ خاکم بدہن اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہمارا حشر قیامت کے دن فرنگیوں اور یورپین اقوام کے ساتھ ہوگا۔ العیاذ باللہ

ایک غلط فہمی کا ازالہ

یاد رکھئے اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ آپ اب سے ڈیڑھ ہزار سال پہلے کی زندگی کو اختیار کریں اور موجودہ زمانے کی ترقیات' ایجادات اور مصنوعات سے فائدہ نہ اٹھائیں آپ ہر چیز کو استعمال کیجئے اس سے فائدہ اٹھایئے وہ اللہ کی نعمت ہے مگر اپنی معاشرت میں غیر مسلموں کی خصوصیات اور غیر اسلامی شعار (امتیازات) کو یک قلم ترک کر دیجئے کسی بھی قوم کی نقالی اور ریس نہ کیجئے یہی آپ کی قومی خودداری کا تقاضا بھی ہے۔

ہمارا فرض

اس لئے ہمارا فرض ہے کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے عبرت آموز فرمان **المرء مع من احب يوم القيامة** سے سبق حاصل کر کے جلد از جلد اپنی معیشت و معاشرت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کے اور صلحا و اتقیاء امت کی زندگی کے سانچہ میں ڈھال لیں اور اپنے اسلاف کی اسلامی معاشرت کو اختیار کریں اور غیر مسلموں' خصوصاً فرنگیوں کی تمام خصوصیات اور غیر اسلامی شعار یکسر ترک کر دیں۔

ایک فائدہ

حدیث کا تیسرا حصہ توبہ کے دروازہ کی انسانی تصور سے بالاتر وسعت و فراخی کے بیان سے متعلق ہے اسی کے ساتھ آفتاب کے مشرق کے بجائے مغرب سے نکلنے اور توبہ کا دروازہ بند ہونے کے باہمی ربط و تعلق کو بھی ظاہر کرتا ہے کہ گناہ اور توبہ انسانی خلقت کے لوازمات میں سے ہیں جب تک یہ عالم اور اس میں انسان رہیں گے گناہ اور توبہ کا سلسلہ بھی باقی رہے گا اور جب یہ عالم اور اس میں آباد انسان فنا ہو جائیں گے یعنی قیامت آ جائے گی تو نہ گناہ کا وجود ہوگا نہ توبہ کا۔

دعا کیجئے: یا اللہ! جو جو دشواریاں' بیماریاں' پریشانیاں جس میں ہم مبتلا ہیں اور آنے والے خدشات آفات ہیں ان سب سے ہم کو محفوظ رکھئے۔

ایک عجیب واقعہ

وعن ابی سعیدٍ سعد بن مالک بن سنان الخدری رضی اللہ عنہ ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: کانَ فیمن کان قبلکم رجلٌ قتل تسعةً وتسعین نفسًا فسأل عن اعلم اهل الارض فدل علٰی راهبٍ......... (بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی رحمت حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم سے پہلی ایک امت میں ایک آدمی تھا جو ۹۹ آدمیوں کو قتل کر چکا تب اس نے (لوگوں سے) روئے زمین کے سب سے بڑے عالم کا پتہ دریافت کیا تو (لوگوں نے) اس کو ایک (عیسائی) "راہب" کا پتہ بتلایا یہ شخص اس راہب کے پاس آیا اور کہا: میں ننانوے آدمیوں کو قتل کر چکا ہوں کیا اب بھی میرے لئے توبہ (کا امکان) ہے؟ راہب نے کہا: نہیں تو اس نے راہب کو بھی قتل کر ڈالا اور اس طرح سو قتل پورے کر دیئے اور پھر (لوگوں سے) روئے زمین کے سب سے بڑے عالم کا پتہ دریافت کیا تو (لوگوں نے) اس کو ایک اور عالم کا پتہ بتلایا یہ (ایک سو بندگان خدا کا قاتل) اس کے پاس گیا اور کہا میں سو آدمیوں کو قتل کر چکا ہوں اب بھی میرے لئے توبہ (کا امکان) ہے؟ اس نے کہا "ہاں ضرور ہے اور بھلا اللہ کے بندے اور توبہ کے درمیان کوئی امر حائل (اور مانع) ہوسکتا ہے؟ تم فلاں فلاں بستی میں جاؤ وہاں اللہ کے کچھ عبادت گزار و مقبول بندے شب و روز اپنے رب کی عبادت میں مصروف ہیں تم ان کے ساتھ رہ کر اللہ کی عبادت میں مصروف ہو جاؤ اور ہاں دیکھنا! اپنی اس گناہ کی سرزمین (بستی) کی طرف پھر واپس آنے کا نام تک نہ لینا یہ بہت بری سرزمین ہے" وہ شخص اس بستی کی جانب چل دیا آدھا راستہ طے کیا تھا کہ موت آ گئی تو اس کی روح کے بارے میں رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں جھگڑا ہونے لگا رحمت کے فرشتوں نے کہا یہ شخص (اپنے گناہوں سے) تائب ہو کر دل سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف متوجہ ہو چکا (لہٰذا اس کی روح کو ہم علیین میں لے جائیں گے) عذاب کے فرشتوں نے کہا (یہ تو صحیح ہے لیکن) اس نے کوئی نیک کام مطلق نہیں کیا (پھر یہ رحمت کا مستحق کیسے ہوگا) تو (اللہ کے حکم سے) ایک فرشتہ انسانی صورت میں ان کے سامنے آیا دونوں فریق نے اس کو اپنا (جھگڑا طے کرنے کے لئے) حکم (ثالث) بنا لیا تو اس (انسان نما فرشتہ) نے کہا "بھئی (جھگڑا کیوں کرتے ہو) دونوں سرزمینوں (گناہ کی بستی اور عبادت و طاعت کی بستی) کی پیمائش کر لو جس علاقہ سے یہ قریب تر ہو اسی علاقہ کے لوگوں میں شامل کردو" چنانچہ انہوں نے پیمائش کی اس علاقہ سے قریب تر پایا جس میں عبادت الٰہی کے ارادے سے وہ جا رہا تھا صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں تو اس روایت کے الفاظ یہی ہیں لیکن ایک اور صحیح روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ نیکوکاری کے علاقہ کی جانب صرف ایک بالشت مسافت زیادہ تھی اسی لئے اس بستی والوں میں شمار کیا گیا ایک اور صحیح روایت میں ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے بدکاری کی سرزمین کو حکم دیا کہ: تو دور ہو جا" اور نیکوکاری کی سرزمین کو حکم دیا کہ تو قریب ہو جا" اور (اس کے بعد) اس فرشتہ نے کہا: اب دونوں علاقوں کی مسافت ناپ لو" تو نیکی کی سرزمین سے ایک بالشت قریب تر نکلا اور اس کی مغفرت کر دی گئی ایک اور روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ (مرتے وقت) اس نے اپنا سینہ (رخ) نیکوکاری کی سرزمین کی طرف کیا ہوا تھا۔

قرآن وحدیث سے تائید

یہ واقعہ اگرچہ کسی پہلی امت کا ہے مگر صادق مصدوق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس کو امت کے سامنے بیان کرنا اس کے سچے اور صحیح ہونے کی دلیل ہے چنانچہ قرآن وحدیث کی تصریحات کی رو سے بھی کتنے ہی شدید اور کثیر گناہوں کا کوئی شخص مرتکب کیوں نہ ہو چکا ہو توبہ کا دروازہ پھر بھی اس کے لئے کھلا ہے صدق دل سے کی ہوئی توبہ زیادہ سے زیادہ اور سخت سے سخت گناہوں کی مغفرت کیلئے بھی کافی ہے ارحم الراحمین کا ارشاد ہے۔

یاعبادی الذین اسرفوا علی انفسهم لاتقنطوا من رحمة الله' ان الله یغفر الذنوب جمیعاً (الزمر آیت ۵۳)

اے میرے وہ بندو جو اپنی جانوں پر حد سے زیادہ ظلم کر چکے ہو (ساری عمر بڑے بڑے گناہوں میں گزاری ہے) تم (اب بھی) اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو بیشک اللہ سارے گناہوں کو بخش دے گا۔

اسی طرح صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں آتا ہے کہ بعض کفار ومشرکین نے عرض کیا آپ کا دین بہت اچھا ہے اور ہم اس کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ ہمیں اپنے کثرت سے کئے ہوئے سابقہ گناہوں کفر وشرک، قتل وزنا وغیرہ کے کفارہ کا یقین اور ان کے معاف ہونے کا اطمینان ہو جائے'' تو اس پر مذکورہ بالا آیت کریمہ اور آیت کریمہ ذیل نازل ہوئی۔

والذین لایدعون مع الله (الی) الا من تاب وامن وعمل عملاً صالحاً فاولئک یبدل الله سیأتهم حسنات' وکان الله غفوراً رحیماً (الفرقان:۷۰)

اور وہ لوگ جو نہیں پکارتے (ترجمہ والے قرآن سے پوری آیت پڑھئے اور سمجھئے) بجز ان لوگوں کے جنہوں نے توبہ کر لی اور ایمان لے آئے اور نیک کام کئے تو اللہ ان کی بدکرداریوں کو نیکوکاریوں سے بدل دے گا (ایمان کے بعد نیکوکاریوں کو ایمان سے پہلے کی بدکاریوں کا کفارہ بنا دے گا) اور اللہ تو بڑا ہی مغفرت کرنے والا مہربان ہے۔

نیز رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

الاسلام یهدم ماکان قبله

اسلام مٹاڈالتا ہے اسلام سے پہلے کے جو بھی گناہ ہوتے ہیں ان کو۔

مگر شرط یہی ہے کہ صدق دل سے کی ہوئی توبہ ہو اور توبۃ نصوحا (گناہوں سے باز رکھنے والی سچے دل سے توبہ) کا مصداق ہو ادعیہ ماثورہ میں آتا ہے۔

واسئلک توبة نصوحاً اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں (گناہوں سے) باز رکھنے والی توبہ کا۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! ان احادیث میں ہم نے جو اسلامی آداب واحکام سیکھے ہیں ان پر دل وجان سے عمل کر کے اپنی رضا والی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمایئے۔

اے اللہ! جو علم آپ نے ہمیں دیا اس سے نفع عطا فرمائے اور ہمیں وہ علم دیجئے جو ہمیں نفع دے۔

عظیم توبہ

وعن ابی نجیدٍ عمران بن الحصین الخزاعی رضی اللہ عنہما ان امرأةً من جھینة اتت رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم وھی حبلٰی من الزنا .(رواہ المسلم)

ترجمہ: حضرت ابونجید عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: قبیلہ جہینہ کی ایک عورت جو ناجائز طور پر (زنا سے) حاملہ تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: میں نے قابل سزا جرم (زنا) کا ارتکاب کیا ہے آپ مجھ پر حد (زنا) جاری کیجئے آپ نے اس کے سرپرست کو بلایا اور فرمایا: (دیکھو یہ عورت حاملہ ہے اس حالت میں اس پر کوئی حد نہیں لگائی جاسکتی) تم اس کو اچھی طرح اپنے پاس رکھو جب بچہ پیدا ہو جائے (اور ایام زچگی گزر جائیں) تو اس کو میرے پاس لانا' چنانچہ اس سرپرست نے ایسا ہی کیا (اور ایام نفاس (زچگی) گزر جانے کے بعد اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کے جسم پر کپڑے اچھی طرح باندھ دو (تاکہ پتھروں کی چوٹ سے کپڑے پھٹ کر جسم سے الگ نہ ہوں) چنانچہ اس کے کپڑے خوب کس کر رسی سے باندھ دیئے گئے اس کے بعد آپ نے اس کو سنگسار کرنے (پتھر مار کر ہلاک کرنے) کا حکم دیا (چنانچہ سینے تک گہرا گڑھا زمین میں کھود کر اس کو گڑھے کے اندر کھڑا کر دیا گیا اور) پتھروں سے مار کر اسے ہلاک کر دیا گیا (اس کے بعد اس کی تجہیز و تکفین کی گئی اور) آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اس پر حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت نے تو زنا کیا تھا اور آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھا دی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (اے عمر) خدا کی قسم اس عورت نے ایسی (عظیم) توبہ کی ہے کہ اگر مدینہ کے ستر گنہگاروں پر بھی تقسیم کر دی جائے تو سب کی مغفرت کے لئے کافی ہے اور کیا تمہارے خیال میں اس سے بڑھ کر بھی کوئی توبہ ہو سکتی ہے کہ اس عورت نے محض اللہ تعالیٰ کے (قہر و غضب سے بچنے کے) لئے (برضا و رغبت) جان دے دی (اگر وہ نہ بتلاتی یا اقرار نہ کرتی تو اگرچہ دنیا میں تو اس کی جان بچ جاتی مگر خدا کے قہر و غضب اور جہنم کے عذاب سے تو نہ بچتی)۔

اس عورت کی توبہ کے عظیم ہونے کی وجہ

اس عورت پر بھی خوف وخشیت الٰہی شدت کے ساتھ طاری تھا ورنہ توبہ کا دروازہ اس کے لئے کھلا تھا لیکن اول تو اس توبہ کے قطعی طور پر قابل قبول ہونے کے یقینی علم کی کوئی سبیل نہ تھی علاوہ ازیں حمل اس عورت کی پیشانی پر ایک ایسا کلنک کا ٹیکہ تھا جو کسی طرح مٹ ہی نہ سکتا تھا اس لئے دنیا کی رسوائی سے تو کسی طرح بچ ہی نہ سکتی تھی پھر شادی شدہ عورت ہونے کی وجہ سے زندگی اور بھی اجیرن ہو جاتی اس لئے اس عورت کے واسطے دنیا اور آخرت دونوں کی رسوائی اور خدا کے قہر و غضب اور آخرت کے عذاب سے بچنے کی اس کے سوا اور کوئی صورت ہی نہ تھی کہ اس نے خود کو خدائی سزا یعنی حد کے لئے پیش کر دیا اور جان دے دی دنیا میں بھی پردہ ڈھک گیا اور آخرت میں مغفرت کی بشارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دے دی اس کے علاوہ خدا کے

عدل وانصاف سے قطعی بعید ہے کہ وہ ایک جرم کی سزا دنیا میں بھی دے اور آخرت میں بھی، اس عورت نے اگر چہ زبان سے توبہ نہیں کی مگر اس کا خود کو گناہ کی سزا بھگتنے کے لئے پیش کر دینا اور خدا کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا ہی سب سے بڑی توبہ ہے اگر یہ عورت خود کو اس طرح حکم خداوندی کے لئے پیش کرنے کے بجائے خود، خودکشی کر لیتی تو مغفرت تو درکنار دو گناہوں کی مرتکب اور دو جرموں کی مجرم بن جاتی ایک زنا اور ایک خودکشی اور آخرت میں دو گناہوں کے عذاب میں گرفتار ہوتی۔

گناہوں کی جڑ اور اس سے توبہ

حضرت ابن عباس اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر ابن آدم (انسان) کے پاس سونے (چاندی) کی ایک وادی بھی ہو (یعنی زر و سیم سے بھری ہوئی ایک وادی بھی ہو) تب بھی چاہے گا کہ اس کے پاس (سونے چاندی کی ایک کے بجائے) دو وادیاں ہوں اس کی ہوس کا منہ تو قبر کی مٹی (موت) کے سوا اور کوئی نہیں بھر سکتا اور اللہ تعالیٰ اسی پر مہربان ہوتا (اور اس ہوس مال و زر سے بچاتا) ہے جو توبہ کرتا ہے۔

مال و دولت کی ہوس

مال و زر کی ہوس انسان کو اندھا بنا دیتی ہے ساری عمر حرام و حلال کا فرق، ناجائز و جائز کی تمیز اور گناہ و ثواب کی پرواہ کئے بغیر ہمہ وقت مال جمع کرنے میں منہمک اور سو کے بعد دو سو، ہزار کے بعد دو ہزار لاکھ کے بعد دو لاکھ اور کروڑ کے بعد دو کروڑ کے چکر میں پھنسا رہتا ہے اور جہنم کی طرح **ھل من مزید** کا نعرہ اس کی زبان پر رہتا ہے۔ یہی ہوس زر اندوزی اس سے بے شمار گناہ کراتی ہے اور بے حساب مصیبتوں کا مرتکب بناتی ہے اور ساری عمر اسی گناہ آلود زندگی میں گزر جاتی ہے اور اسی حالت پر مر جاتا ہے اور دوزخ کا کندہ بنتا ہے بجز اس شخص کے جس کو اللہ تعالیٰ اس ہوس زر سے توبہ کرنے اور حلال مال پر قناعت کرنے کی توفیق عطا فرما دیں وہی اس ہوس کے چکر سے نکل سکتا ہے اور گناہوں سے بچ سکتا ہے اسی لئے ادعیہ ماثورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسب ذیل دعاؤں کی تعلیم دیتے ہیں۔

(۱) رب قنعنی بما رزقتنی وبارک لی فیما اعطیتنی

(۱) اے میرے پروردگار! جو روزی تو نے مجھے دی ہے اس پر مجھے قانع بنا دے اور جو (مال ومنال) مجھے تو نے عطا فرمایا ہے اس میں برکت عطا فرما (کہ ضروریات پوری ہو جائیں)

(۲) اللھم اکفنی بحلالک عن حرامک وبطاعتک عن معصیتک واغننی بفضلک عمن سواک

اے اللہ تو مجھے حلال (روزی) کے ذریعہ حرام (روزی) سے اور اپنی فرمانبرداری کے ذریعہ اپنی نافرمانی سے کفایت دے (بچا لے) اور اپنے فضل واحسان کے ذریعہ اپنے ماسوا سے بے نیاز فرما دے۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! مجبوراً معاشرہ کے غلبہ سے اور نفس و شیطان کے غلبہ سے ہم سے جو فسق و فجور کے کام ہوئے ہیں ہم ان سے نفرت کرتے ہیں اور چھوڑ دینے کا عزم کرتے ہیں۔ مگر ڈرتے ہیں کہ پھر ہم سے ان کا ارتکاب ہو جائے گا۔ یا اللہ آپ ہی محافظ حقیقی ہیں۔ رحم کرنے والے ہیں ہم پر رحم فرمایئے، ہمیں محفوظ رکھئے اور اپنا مورد رحمت بنا لیجئے۔

توبہ کا کرشمہ

وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنه ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال: "یضحک اللہ سبحانهٗ وتعالیٰ الیٰ رجلین یقتل احدھما الآخر یدخلان الجنة یقاتل ھٰذا فی سبیل اللہ فیقتل ثم یتوب اللہ علی القاتل فیسلم فیستشھد" متفق علیه.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ (اپنی بے نیازی اور شان کریمی پر) ان دو آدمیوں (کے انجام) کے بارے میں تبسم فرماتے ہیں جن میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دیتا ہے اور قاتل و مقتول دونوں جنت میں جاتے ہیں اور اس طرح کہ ایک مسلمان اللہ کی راہ میں لڑتا ہوا دوسرے کافر کے ہاتھ سے شہید ہوتا ہے (جنت میں جاتا ہے) اس قاتل کو اللہ تعالیٰ کفر و شرک سے توبہ کرنے کی توفیق عطا فرما دیتا ہے وہ کفر و شرک سے توبہ کرتا ہے مسلمان ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتا ہوا شہید ہوتا ہے (اور جنت میں جاتا ہے)

قاتل اور مقتول دونوں جنت میں

ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ توبہ کا کرشمہ ہے یہ قاتل کفر و شرک سے توبہ کرنے اور پھر بطور کفارہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کافروں سے جنگ کرنے کی بدولت ہی شہید اور جنت کا مستحق ہوتا ہے ورنہ ایک مسلمان کو قتل کرنے کے جرم میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنم میں جاتا۔

اس لئے توبہ کرنے کی توفیق اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے توبہ کرنے میں ذرہ برابر تساہل اور تاخیر نہ کرنی چاہئے خواہ کفر و شرک سے ہو خواہ اور گناہوں سے اسی لئے امام نووی اس حدیث کو توبہ کرنے کے باب میں لائے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو صدق دل سے توبہ و استغفار کی توفیق فرمائیں۔

صبر کے لغوی اور شرعی معنی

عربی زبان میں لفظ صبر تین طریق پر اور تین معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ (۱) کسی چیز کو برداشت کرنا۔

(۲) کسی چیز سے بچنا اور باز رہنا۔

(۳) کسی چیز (حالت) میں جزع و فزع (رونا پیٹنا) اور شکوہ و شکایت نہ کرنا۔

صبر کی تین قسمیں

اسی طرح شریعت میں بھی صبر کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) اللہ کی عبادت و طاعت میں نفس پر گراں گزرنے اور ناگوار محسوس ہونے والے تمام امور (اعمال وافعال) کو بخندہ پیشانی برداشت کرنا اور خدا کی عبادت و طاعت میں مصروف رہنا اسی صبر کو اردو زبان میں ثابت قدمی اور استقلال سے اور شریعت میں استقامت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

(۲) جن امور۔ چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اگرچہ وہ نفس کو کتنی ہی مرغوب کیوں نہ ہوں اور کتنا ہی ان کے لئے دل کیوں نہ مچلے ان سے کلی طور پر باز رہنا اور بچنا۔

(۳) جو مصیبتیں انسان پر آئیں یا جانی و مالی نقصان اور صدمے اٹھانے پڑیں خواہ انسانوں کا اس میں دخل ہو یا نہ ہو ان کو منجانب اللہ سمجھ کر برداشت کرنا اور راضی برضائے مولا رہنا۔

مذکورہ بالا آیات میں:

آیت نمبر (۱) و (۶) صبر کی قسم اول الصبر علی طاعۃ اللہ کے تحت داخل ہیں۔

آیت نمبر (۲) و (۴) صبر کی قسم سوم الصبر فیما نزل من المصائب کے تحت داخل ہیں۔

• آیت نمبر (۳) و (۵) جملہ اقسام صبر کو شامل ہیں۔

آیات کی مزید تشریح احادیث کی شرح کے ذیل میں آتی ہے۔

صبر ایک عظیم روشنی ہے۔

ابو مالک حارث بن عاصم اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (۱) طھور۔ ظاہری اور باطنی طہارت۔ نصف ایمان ہے۔ (۲) الحمد للہ (اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا) اعمال کی ترازو کو بھر دیتی ہے (۳) اور سبحان اللہ والحمد للہ' اللہ تعالیٰ کی تسبیح (تنزیہ) اور حمد وثنا دونوں تو آسمان وزمین کے درمیان (کی فضا) کو بھر دیتے ہیں (۴) اور نماز ایک (عظیم الشان) نور ہے (۵) اور صدقہ وخیرات (حب مال نہ ہونے کی) ایک قطعی دلیل ہے (۶) اور صبر ایک (عظیم) روشنی ہے۔

(یادرکھو) ہر شخص جو صبح سویرے نکلتا (اور عملی زندگی میں قدم رکھتا) ہے تو وہ اپنے نفس کا سودا کرتا ہے پس (یا) اس کو (خدا کی اطاعت کرکے آخرت کی پکڑ سے) آزاد کرالیتا ہے یا (اس کی نافرمانی کرکے) ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔

اس مختصری حدیث میں جوامع الکلم (ہمہ گیر کلام) کے مالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات عظیم حقائق شرعیہ پر ایمان افروز روشنی ڈالی ہے اور آخر میں انسان کی عملی زندگی کا تجزیہ فرمایا ہے ارشاد ہے۔

(۱) کامل طہارت آدھا ایمان ہے۔ اس لئے کہ ایمان عقائد واعمال کے مجموعہ کا نام ہے اور طہارت پر۔ خواہ جسمانی اور ظاہری نجاستوں اور گندگیوں سے طہارت ہو' خواہ روحانی اور باطنی غلاظتوں یعنی کفروشرک' اخلاق رذیلہ' منہیات شرعیہ (شرعاً حرام اور ممنوع کام) اور خواہشات نفس سے طہارت ہو۔ تمام اعمال۔ عبادات وطاعات۔ کی قبولیت کا مدار ہے اور عبادات وطاعات یعنی اعمال نصف ایمان ہیں لہٰذا ''طہارت'' بھی نصف ایمان'' ہوئی۔

یا یوں کہئے کہ ایمان کے معنی ہیں: شرک وکفر اور ریا وسمعہ (دکھلاوا اور شہرت طلبی) وغیرہ عقائد باطلہ اور رذائل باطنیہ سے قلب وروح کا پاک وصاف ہونا اور طہور کے معنی ہیں جسمانی حسی اور شرعی نجاستوں سے بدن' لباس وغیرہ کا پاک وصاف ہونا اول کا نام ''طہارت باطن'' یعنی ایمان ہے دوم کا نام ''طہارت ظاہر'' یعنی طہور ہے اور دین میں دونوں قسم کی طہارتیں مطلوب ہیں اس لحاظ سے طہور ایمان کا نصف ثانی ہے۔

(۲) ''تمام تر تعریف اللہ کی ہے'' یہ کہنا عمل کی ترازو کو بھر دیتا ہے۔ اس لئے کہ تمام تر کمالات اور تعریفیں خواہ براہ راست اللہ تعالیٰ کی تعریفیں ہوں یا اور اس کی کسی مخلوق کی' کیونکہ مصنوع (بنی ہوئی چیز) کی تعریف دراصل اس کے صانع (بنانے والے) کی تعریف ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہونے کا دل سے اقرار کرنا اور زبان سے اس کا اظہار کرنا اگر ریاکاری اور شہرت طلبی کی آلودگی سے پاک ہو اور اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول' تو بندہ کی عمل کی ترازو' کو بھر دینے کے لئے بہت کافی ہے۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! ان احادیث میں ہم نے جو اسلامی آداب واحکام سیکھے ہیں ان پر دل وجان سے عمل کرکے اپنی رضا والی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

صبر ایک عظیم روشنی ہے

وعن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: "یضحک الله سبحانهٗ وتعالیٰ الیٰ رجلین یقتل احدهما الأخر یدخلان الجنة یقاتل هٰذا فی سبیل الله (ریاض الصالحین)

(۳) اللہ پاک ومبرا ہے اور تمام تر تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں دونوں کلمے آسمان وزمین کے درمیان (کی فضا) کو بھر دیتے ہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام عیوب اور کمزوریوں سے مبرا اور پاک ہونے اور تمام تر کمالات کے تنہا مالک ہونے کا خلوص قلب سے اقرار اور زبان سے اعلان حاصل افرینش ہے اور نہ صرف زمین وآسمان بلکہ خلاصۂ کائنات ہے اور ریاکاری وشہرت طلبی سے پاک دل اور زبان سے ایک مومن بندہ کا یہ اقرار واعلان زمین وآسمان کو اجر وثواب سے بھر دینے کے لئے کافی ووافی ہے۔

(۴) نماز (عظیم الشان) نور ہے۔ اس لئے کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک مخلص نماز پڑھنے والا جب نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنے رب سے مناجات (راز ونیاز کی باتیں) کرتا ہے اور اس کا رب اس کے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے اسی لئے نماز کو معراج المؤمنین (ایمان والوں کی معراج) کہا گیا ہے۔ لہٰذا ایسی عاشقانہ اور والہانہ نماز دنیا میں بھی نور علی نور۔ نور ہی نور۔ ہے جو قلب مومن کی تمام ظلمتوں کو دور کرنے کے لئے "صیقل" کا کام دیتی ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (بے شک نماز فحش اور برے اعمال واخلاق سے روکتی ہے) اور اسی لئے حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: (میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے) نیز آخرت میں یہی آیت کریمہ (ان کی (مخصوص) نشانی ان کی پیشانیوں پر سجدوں کے نشان ہیں) کے تحت نمازیوں کی پیشانیوں کا یہ نور ہی آیت کریمہ (ان کا نور ان کے آگے آگے دوڑتا ہوگا) کے مطابق وہ نور ہوگا جو قیامت کے دن جنت کی طرف ان کی رہنمائی کرے گا بہرصورت حضور قلب کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز دنیا وآخرت دونوں جہان میں نور ہی نور ہے۔

(۵) صدقہ (کرنا) قطعی دلیل ہے۔ اس لئے کہ خداپرستی اور عبادت وطاعت الٰہی کی راہ میں "سنگ گراں" (بھاری پتھر) حب مال۔ مال کی محبت ہے ایک مخلص مومن بطیب خاطر اپنی حلال کمائی میں سے مرغوب ترین اور بہترین چیز خالصاً لوجہ اللہ جب اپنے محبوب پروردگار کی راہ میں قربان اور صدقہ کرتا ہے تو اس کے قلب کے حب مال سے پاک ہونے کی قطعی اور واضح دلیل ہے۔

(۶) صبر ایک عظیم روشنی ہے اس لئے کہ خداپرستی اور احکام الٰہیہ کی پابندی کی راہ میں جو بھی سختیاں دشواریاں یا آفات ومصائب پیش آئیں یا جانی ومالی نقصانات اٹھانے پڑیں خواہشات نفس کی مقاومت کرنی پڑے بخندہ پیشانی ان سب کو برداشت کرنا اور صبر کرنا ایک کبھی نہ بجھنے والی عظیم روشنی ہے جو "رضا وتسلیم" کے مقام تک انسان کی رہنمائی کرتی ہے اور آیت کریمہ ان اللہ مع الصابرین (بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے) کے تحت معیت الٰہیہ کی سعادت کے حصول کا ذریعہ ہے۔

نیز انسان کا سب سے بڑا مار آستین دشمن نفس امارہ اس کے پہلو میں بیٹھا ہر وقت شہوانی جذبات کو مادی لذائذ پر برانگیختہ کرنے میں لگا رہتا ہے اس کی سرکوبی کرنے اور خواہشات نفسانی کو قابو میں رکھنے اور انوار وتجلیات الٰہیہ سے روح کو روشن کرنے

والی "عظیم روشنی"، یعنی صبر کا مظہر کامل روزہ ہے چنانچہ بہت سے مفسرین آیت کریمہ: **واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ** میں صبر کی تفسیر روزہ سے کرتے ہیں بہرصورت صبر ایک آفتاب ہے جس کی ضیاء انسان کے ظاہر و باطن کو سرتا پا روشن رکھتی ہے اسی لئے حدیث میں آیا ہے۔ **الصبر نصف الایمان** (صبر نصف ایمان ہے)

(۷) قرآن حجت (دلیل) ہے تیرے حق میں یا تیرے خلاف۔ اس لئے کہ قرآن عظیم اللہ کا کلام ہے اس کی تلاوت کرنا اس کی تعلیمات پر بقدر طاقت بشری عمل کرنا آخرت کی پکڑ سے بچنے کی ایک حجت (دلیل) ہے اور قرآن کو جزودان میں لپیٹ کر طاق نسیاں پر رکھ دینے اور اسکی تعلیمات کو پس پشت ڈال دینے والوں کے خلاف، یہی قرآن مستحق قہر خداوندی ہونے کی ایک حجت (دلیل) ہے چنانچہ قیامت کے دن قرآن دونوں گروہوں کے حق میں موافق اور مخالف گواہی دے گا جیسا کہ احادیث میں آتا ہے۔

انسانی زندگی کا تجزیہ

ہر آدمی صبح سویرے نکلتا ہے اپنی جان کا سودا کرتا ہے پس یا اس کو آزاد کرالیتا ہے یا ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔ یہ ایک انسانی نجات یا ہلاکت کا معاملہ ہے جو شب و روز ہر قدم پر انسان کے سامنے رہتا ہے اسی حقیقت کو اس موجز (مختصر) جملہ میں افصح العرب والعجم صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا فرمایا ہے کہ ہر شخص صبح ہوتے ہی نکلتا، یعنی عملی زندگی میں قدم رکھتا ہے تو وہ درحقیقت اپنے نفس (جان) کا سودا کرتا ہے۔ جس شخص نے صبح سے شام تک ہر کام میں اطاعت خداوندی کو سامنے رکھا اس نے اپنے آپ کو آخرت کی پکڑ سے بچالیا اور عذاب الٰہی سے آزاد کرالیا اور جس شخص نے نفسانی خواہشات اور دنیاوی اغراض کو سامنے رکھا اور خدا کی اطاعت کو پس پشت ڈال دیا اس نے اپنے آپ کو ہلاکت۔ عذاب الٰہی۔ میں ڈال دیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ (توبہ:۱۱۱)

بے شک اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے ان کے جان و مال کو جنت کے عوض خرید لیا ہے

اللہ تعالیٰ خریدار" ہیں بندہ "سوداگر" ہے اور" جان و مال" وہ متاع عزیز ہے جس کو جنت کے عوض بندہ بیچتا اور اللہ تعالیٰ خریدتے ہیں اور دنیا و آخرت دونوں میں سرخروئی حاصل کرتا ہے یا اس متاع عزیز کو اغراض دنیوی اور خواہشات نفسانی کے عوض انسان بیچتا اور شیطان خریدتا ہے اور دنیا و آخرت دونوں میں ذلیل و خوار ہوتا ہے اور عذاب الٰہی میں اپنی جان کو ہلاک کر ڈالتا ہے۔

دُعا کیجئے

اے اللہ! ہمارے دل کو نفاق سے عمل کو ریا سے زبان کو جھوٹ سے اور آنکھ کو خیانت سے پاک فرما دیجئے کیونکہ آپ آنکھوں کی چوری اور جو کچھ دل چھپاتے ہیں جانتے ہیں۔

اے اللہ! علم سے ہماری مدد فرما اور حلم سے ہمیں آراستہ فرما اور پرہیزگاری سے بزرگی عطا فرما اور امن سے ہمیں جمال عطا فرمائیے۔

صبر سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں

وعن ابی سعیدٍ سعد بن مالک بن سنان الخدری رضی اللّٰہ عنہما ان اناسًا من الانصار سألوا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فاعطاھم، ثم سالوہ فاعطاھم...... (بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: انصار میں سے بعض (ضرورت مند) لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (مالی امداد کا) سوال کیا آپ نے (بقدر ضرورت) ان کو دے دیا پھر (کچھ دن بعد) انہوں نے آپ سے (اسی طرح مالی امداد کا) سوال کیا تو آپ نے پھر (جو مناسب سمجھا) ان کو دے دیا یہاں تک کہ جو (بیت المال کا مال) آپ کے پاس تھا سب ختم ہوگیا چنانچہ جب آپ نے جو کچھ (مال ومتاع) آپ کے پاس تھا سب (اسی طرح ضرورت مند مسلمانوں پر) خرچ کرڈالا تو ان سے فرمایا: جو بھی مال ومتاع میرے پاس ہوگا میں اس کو تم سے بچا کر ہرگز نہیں رکھوں گا لیکن (تم یاد رکھو کہ یہ مانگنے کی عادت بری ہے) جو شخص مانگنے سے بچنا چاہے گا اللہ تعالیٰ (اس کی ضرورت کو خود پورا فرمادیں گے اور) اس کو مانگنے سے بچادیں گے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے غنا (مخلوق سے بے نیازی) کا سوال کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو (اپنے فضل وانعام سے) غنی بنادیں گے اور جو کوئی صبر (وضبط) سے کام لے گا اللہ تعالیٰ اس کو صبر (کی توفیق) عطا فرمادیں گے اور (یاد رکھو) صبر (کی دولت) سے بڑھ کر اور وسیع تر' کوئی خیر وبرکت (کسی کو) عطا نہیں کی گئی۔

صبر سے مراد

اس حدیث شریف میں صبر سے مراد جو اللہ تعالیٰ نے دیا اس پر اکتفا کرنا اور زیادہ کی حرص وطمع سے بچنا ہے۔ جس کو علم اخلاق اور شریعت کی اصطلاح میں قناعت کہتے ہیں اور ''ادعیہ ماثورہ'' میں اس کی دعا ذیل کے الفاظ میں مانگنے کی تلقین کی گئی ہے۔

رب قنعنی بمارزقتنی وبارک لی فیما اعطیتنی

رب جو تو نے مجھے روزی دی اس پر تو مجھے قناعت دے اور جو تو نے مجھے عطا فرمایا اس میں برکت دے دے۔

ایک اہم سوال کا جواب

اس دعا میں اس سوال کا جواب بھی آ گیا جو اللہ تعالیٰ نے دیا اگر اس میں ضروریات پوری نہ ہوں تو کیا کریں؟ فرمایا: اللہ سے دعا کرو وہ اسی میں اتنی برکت عطا فرمادیں گے کہ ضروریات پوری ہو جائیں گی'' خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر صدق دل سے ایمان رکھنے والے جانتے ہیں کہ ''برکت آسمان سے اترتی ہے'' اس کے ہوتے مقدار رزق کو ضروریات کے پیمانے سے ناپنے کا خیال شیطانی وسوسہ اور نفس کا فریب ہے اس سلسلہ میں بکثرت واقعات احادیث میں مذکور ہیں کتب حدیث کی مراجعت کیجئے اور دل سے حرص وطمع کی بیخ کنی کرنے اور جو خدا نے دیا ہے اس پر سچے دل سے قناعت کرنے کے بعد برکت کے کرشمے مشاہدہ کیجئے۔

اس حدیث میں غنا کا بھی ذکر آیا ہے حدیث شریف میں آتا ہے۔ بہترین غنی نفس کا غنی ہوتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے انسان کا نفس ''ماسوا اللہ'' سے بے نیاز ہو جاتا ہے تو اگرچہ اس کا ہاتھ خالی ہو' اس کا دل غنی ہوتا ہے اور اسے صرف اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر اعتماد

ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی شخص، یا مال و منال پر بھروسہ کرتا ہی نہیں اللہ تعالیٰ اپنے خزانۂ غیب سے جو وہ مانگتا ہے حسب ضرورت و مصلحت عطا فرماتے ہیں اسی لئے حضرات صوفیا کا مقولہ ہے، غنی ہے ہی وہ جو صرف اللہ تعالیٰ کا محتاج ہو۔

عفت کا بیان

اس حدیث میں عفت کا بھی ذکر آیا ہے اس کے معنی ہیں حتی الامکان اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی سے مانگنے اور غیر اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلانے' سے بچنا علم اخلاق کی رو سے بھی عفت اخلاق فاضلہ میں سے ہے شرعاً بھی اگرچہ بحالت اضطرار۔ انتہائی مجبوری کی حالت میں۔ کسی سے سوال کرنے اور مانگنے کی اجازت ہے مگر مجبوری کے بغیر سوال کرنے سے بڑی تاکید کے ساتھ منع فرمایا ہے چنانچہ ممانعت سوال سے متعلق احادیث بکثرت کتب حدیث میں مذکور ہیں غنی مطلق اللہ تعالیٰ ضرورت مندوں کو ایسے ہی عفت پسند ضرورت مندوں کی ضروریات پورا کرنے کی ترغیب اور اس کی اہمیت وفضلیت سے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔

ناواقف آدمی ان (ضرورت مندوں) کو غنی گمان کرتا ہے ان کے سوال نہ کرنے کی وجہ سے، حالانکہ تم ان کے چہرہ بشرہ سے ان کو پہچان لوگے (کہ یہ ضرورت مند ہیں) وہ لوگوں سے مانگتے ہیں، نہ پیچھے پڑتے ہیں۔

صبر کے بڑی دولت ہونے کی وجہ

صبر، غنی اور عفت کی اس تشریح کے بعد آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ سب سے بڑی اور سب سے وسیع (ہمہ گیر) فضلیت صبر ہے اس دولت کے میسر آ جانے کے بعد کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے اور مانگنے کی نوبت ہی نہیں آتی اللہ تعالیٰ بغیر مانگے سب کچھ دے دیتے ہیں آپ شب و روز کی زندگی میں صدق دل سے اس صبر و قناعت اور غنی و عفت کو اپنا کر دیکھئے پھر حدیث کی حقانیت اور زندگی کی اعلیٰ اقدار کا پتہ چلے گا۔

یہ صبر، صبر کی تیسری قسم صبر عن الشئی کے تحت داخل ہے۔

دُعا کیجئے

اے اللہ! ہم ناپسندیدہ اخلاق اور اعمال نفسانی خواہشوں اور بیماریوں سے آپ کی پناہ مانگتے ہیں۔

اے اللہ! ہمارے دل کو نفاق سے عمل کو ریا سے زبان کو جھوٹ سے اور آنکھ کو خیانت سے پاک فرما دیجئے کیونکہ آپ آنکھوں کی چوری اور جو کچھ دل چھپاتے ہیں جانتے ہیں۔

صبر و شکر سرتا سر خیر ہی خیر ہیں

وعن ابی یحییٰ صهیب بن سنانٍ رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم "عجبًا لامر المؤمنِ ان امرهٗ کلهٗ لهٗ خیرٌ ولیس ذٰلک لاحدٍ الا للمؤمنِ، ان اصابته سراء شکر، فکان خیرًا لهٗ، وان اصابتهٗ ضرآء صبر، فکان خیرًا لهٗ" رواه مسلم

ترجمہ: حضرت صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کا معاملہ بھی کتنا عجیب ہے؟ بیشک مومن کا معاملہ (ہر حالت اور ہر صورت میں) خیر ہی خیر ہے اور یہ سعادت مومن کے سوا اور کسی کو میسر ہی نہیں (وہ معاملہ یہ ہے کہ) اگر مومن کو خوشحالی نصیب ہوتی ہے تو اس پر وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے تو وہ خوشحالی اس کے لئے باعث خیر بن جاتی ہے (اس لئے کہ اس کا شکر ادا کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کی خوشحالی اور مال و اولاد اور دوسری نعمتوں میں مزید اضافہ فرماتے ہیں) اور اگر مومن بدحالی (اور تنگدستی) میں گرفتار ہوتا ہے تو اس پر صبر کرتا ہے (اور رضا الٰہی پر راضی رہتا ہے) تو وہ بدحالی اس کے لئے باعث خیر بن جاتی ہے (اور رضا و تسلیم کا بلند ترین مقام میسر آ جاتا ہے۔

صبر و شکر کے خیر بننے کی وجہ

شکر موجب خیر اس لئے بنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ: بخدا اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں یقیناً تم کو اور زیادہ دوں گا صبر موجب خیر اس لئے بنتا ہے کہ صبر سے رضا و تسلیم کا مرتبہ میسر آتا ہے جو اولوالعزم انبیاء و رسل کا مقام ہے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرماتے ہیں: پس اے نبی تم صبر کرو جیسے اولوالعزم انبیاء و رسل نے صبر کیا ہے۔

صبر کی آزمائش کا سب سے سخت مقام

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: جب (مرض الموت میں) محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض زیادہ شدت اختیار کر گیا اور (تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد) آپ پر کرب اور بے چینی کے دورے پڑنے لگے تو (آپ کی اس غیر معمولی تکلیف کو دیکھ کر) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زبان سے نکلا: "ہائے میرے پیارے باپ کی بے چینی" تو اس پر آپ نے ان کی تسلی کے لئے فرمایا: آج کے بعد تمہارے باپ پر (کبھی) کوئی بے چینی نہ ہوگی" (ساری بے چینیاں آج کے بعد ختم ہو جائیں گی) پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو (شدت غم سے) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زبان سے نکلا: ہائے میرے باپ! ان کے پروردگار نے جب ان کو بلایا تو انہوں نے فوراً اس بلاوے پر "لبیک" کہا (اور اپنے رب سے جا ملے) ہائے میرے باپ! اب جنت الفردوس جن کا مسکن ہے، ہائے میرے باپ! جبریل امین ہی کو ہم ان کی خبر مرگ سناتے ہیں" (اور غم واندوہ کا اظہار کرتے ہیں) پھر جب صحابہ کرام فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کر چکے تو حضرت فاطمہؓ نے ان سے کہا: تمہارے دلوں نے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو زیر زمین دفن کرنا اور ان پر مٹی ڈالنا گوارا کر لیا؟

حضرت فاطمہؓ کے بے ساختہ کلمات

سیدة نساء اهل الجنة (جنتی عورتوں کی سردار)

حضرت فاطمة الزہراء بتقاضائے بشریت اپنے اس عزیز اور محبوب باپ کی جانکنی کی شدت پر۔ جس نے حسب ذیل الفاظ میں فاطمہ سے اپنے غیر معمولی تعلق خاطر کا اظہار فرمایا تھا۔

فاطمہ میرے جگر کا ایک ٹکڑا ہیں جس نے ان کو ستایا بیشک اس نے مجھے ستایا۔ تلملا اٹھتی ہیں اور بے ساختہ زبان سے واکرب ابتاہ. ہائے میرے پیارے باپ کی بے چینی۔ نکلتا ہے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغرض تسلی ودلاسا فرماتے ہیں: اسی طرح وفات اور تجہیز وتکفین کے بعد کے بے ساختہ حزنیہ کلمات' یہ سب کمال رافت ورحمت کا تقاضا ہیں اور عنداللہ مطلوب ہیں اگر عزیز ترین ہستی کی وفات پر یہ فطری تاثر اور ان حزنیہ کلمات کا اظہار نہ ہو تو یہ "قسوۃ قلبی" اور سنگدلی کی دلیل ہے جو ہرگز بشریت کا تقاضا نہیں ہو سکتی' اور عنداللہ رحمت الٰہی سے محرومی کا موجب ہے۔

بے ساختہ آنسو صبر کے منافی نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حبیب بن حبیب (محبوب کے محبوب) آزاد کردہ غلام حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) نے آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ میرا بچہ نزع کی حالت میں ہے' ذرا آپ تشریف لے آئیں (ہم لوگوں کو تسلی ہو جائے گی) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس اندوہناک منظر اور ان کی تکلیف کو بچشم خود دیکھنے سے بچنے کی غرض سے) پیغام بھیجا: رسول اللہ سلام فرماتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں (دختر عزیز!) بیشک جو اللہ تعالیٰ نے لے لیا وہ بھی اسی کا ہے اور جو دیا تھا وہ بھی اسی کا تھا اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر چیز کا وقت مقرر ہے تم صبر کرو اور اس صبر پر اللہ سے) اجر کی امید رکھو" (مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ) اس پر انہوں نے پھر پیغام بھیجا: اور بقسم درخواست کی کہ آپ اس وقت ہمارے پاس ضرور ضرور تشریف لائیں" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن عبادة' معاذ بن جبل' ابی بن کعب' زید بن ثابت اور چند سربرآوردہ انصاری صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ اٹھ کر چلے اور صاحبزادی صاحبہ کے مکان پر پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بچہ کو پیش کیا گیا آپ نے اس کو گود میں لے لیا بچہ کا گھونگرو بول رہا تھا (اور سانس رک رک کر آرہا تھا) یہ کیفیت دیکھ کر آپ کی مقدس آنکھوں سے بے ساختہ آنسو بہہ پڑے تو اس پر حضرت سعد بولے: یہ کیا یا رسول اللہ (یہ آنسو کیسے)؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: یہ جذبۂ ترحم ہے (اے سعد!) جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں ودیعت فرمایا ہے" اور ایک روایت میں ہے: "اپنے جن بندوں کے دلوں میں چاہا ودیعت فرمادیا ہے" اور (یاد رکھو) رحم کرنے والوں ہی پر اللہ تعالیٰ بھی رحم فرماتے ہیں۔

حضرت سعد کا جواب

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

رحم کرنے والوں ہی پر رحمٰن بھی رحم فرماتا ہے تم زمین والوں پر رحم کرو تو تم پر آسمان والا بھی رحم کرے گا۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے آنکھوں سے آنسو نکلنے اور بغیر آواز کے رونے' کو بھی صبر کے خلاف خصوصاً آپ کی جلالت شان کے منافی سمجھ کر سوال کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس غلط فہمی کو دور فرماتے ہیں کہ رحم اور ترحم تو اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی خوش آئند نعمت ہے رحمت اور اسم جلالت الرحمٰن (بہت بڑا رحم کرنے والا) کا مظہر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مظہر کمالات' مقدس ذات گرامی' عالم بشریت میں اسماء وصفات الٰہیہ کا مظہر اتم (کامل ترین مظہر ہے) اس لئے یہ رنج وغم اور صدمہ اور اس پر بے ساختہ نکلنے والے آنسو' نہ صبر کے منافی ہیں اور نہ آپ کی شان کے' صبر کے منافی چیخنا چلانا' دھاڑیں مار کر رونا' بین کرنا' کپڑے پھاڑنا' بال نوچنا' منہ یا سینہ پیٹنا وغیرہ جاہلانہ رسوم ہیں جو نہ صرف شرعاً ممنوع اور حرام ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غصہ کا موجب بھی ہیں۔

صبر کی ایک اہم شرط

عن انس رضی اللہ عنہ قال مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بامرأة تبکی عند قبر فقال: واتقی اللہ واصبری ....(بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گزرے جو ایک قبر پر (جاہلیت کی رسم کے مطابق) رورہی تھی (اور بین کررہی تھی) تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (نیک بخت عورت!) خدا سے ڈر اور صبر کر" تو اس (نادان) عورت نے کہا: ہٹ پرے نہ تجھ پر میری جیسی مصیبت پڑی ہے نہ تو اس سے واقف ہے (جب ہی تو مجھے نصیحت کررہا ہے) اس عورت نے (شدت غم واندوہ میں) آپ کو نہ پہچانا تو لوگوں نے اس سے کہا: (بیوقوف عورت!) یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو وہ عورت (سٹپٹا گئی اور) آپ کے دروازہ پر (دوڑی) آئی مگر وہاں اس نے نہ کوئی دربان پایا نہ پاسبان (تو وہ حیران رہ گئی اس نے سمجھا تھا کہ بادشاہوں اور حکمرانوں کی طرح آپ کے دروازے پر جنے کتنے دربان و پاسبان ہوں گے بہرحال) اس عورت نے عرض کیا: حضور! میں نے آپ کو پہچانا نہ تھا (آپ میری گستاخی معاف کردیجئے) تو آپ نے فرمایا! صبر تو صرف وہی ہے جو صدمہ پڑتے ہی کیا جائے (اب کیا ہوتا ہے) صحیح مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ اس عورت کا بچہ مرگیا تھا (اس پر) وہ رورہی تھی (اور بین کررہی تھی)

صبر کی اس اہم شرط کی وجہ

اس حدیث پاک میں رہبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کی ایک اہم شرط اور انسانی فطرت کی ایک اہم خصوصیت کی طرف رہنمائی فرمائی ہے اور وہ یہ ہے کہ بڑے سے بڑے ناقابل برداشت صدمہ اور غم کو بھی انسان وقت گزرنے پر بھول جایا کرتا ہے مرور وقت کو صدمہ اور غم کے بہلا دینے یا قابل برداشت بنا دینے میں بڑا دخل ہے صدمہ پڑنے کے بعد جوں جوں زمانہ گزرتا جاتا ہے صدمہ اور غم کا ناقابل برداشت بوجھ ہلکا اور قابل برداشت ہوتا جاتا ہے اور پھر یا بالکل بھول جاتا ہے یا معمولی سی بات بن کر رہ جاتا ہے لہٰذا وہ صبر جس پر اللہ تعالیٰ نے بیکران اجر وثواب کا وعدہ فرمایا ہے اور جو اولوالعزم انبیاء ورسل کا "شعار" ہے وہ صرف وہی ہے جو صدمہ پڑتے ہی کیا جائے اور شدید ترین احساس غم واندوہ کے باوجود محض اللہ مالک ملک کی رضا اور خوشنودی کے لئے کیا جائے۔

صبر کا ایک اہم مقام اور اس کی جزا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں اپنے جس مومن بندے کی دنیا میں سب سے زیادہ عزیز ہستی (مثلاً اکلوتے بیٹے) کو جب اس سے چھین لوں اور وہ اس پر (بنیت اجر وثواب) صبر اختیار کرے تو اس (سراپا تسلیم) مومن بندے کے لئے میرے پاس جنت کے سوا اور کوئی جزائے خیر نہیں ہے۔

صبر کی حقیقت کا ایک پہلو

حدیث میں لفظ ثم احتسبہ آیا ہے' عربی میں احتساب کا لفظ "حسبان" سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں سمجھنا' گمان کرنا' لہٰذا کلام نبوت علی صاحبہ الصلوٰۃ والتسلیم میں احتساب کے معنی ہیں کسی دشوار اور بامشقت کام کو اجر وثواب کا موجب سمجھ کر اختیار کرنا یہی صبر کی عند اللہ مطلوب حقیقت ہے۔

صبر کا ایک اور اہم مرتبہ اور اس کی جزاء عظیم

وعن عائشة رضی الله عنها انها سألت رسول الله صلی الله علیه وسلم عن الطاعون فاخبرها انهٔ کان عذابًا یبعثه الله تعالیٰ علیٰ من یشآء فجعله الله تعالیٰ رحمةً للمؤمنین (ریاض الصالحین)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: انہوں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ''طاعون'' کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے بتلایا: یہ (طاعون میری امت سے پہلے) اللہ تعالیٰ کا ایک عذاب تھا جس (سرکش ونافرمان) قوم پر اللہ تعالیٰ چاہتا تھا اس کو مسلط فرما دیتا تھا۔

اس امت کی خصوصیت

لیکن میری امت کے اہل ایمان کے لئے اللہ تعالیٰ نے اسی طاعون کو ایک رحمت کا ذریعہ بنا دیا چنانچہ جو بھی اللہ تعالیٰ کا مومن بندہ طاعون کی وبا میں گھر جائے اور صبر وضبط کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے) بنیت اجر وثواب اپنی (طاعون زدہ) بستی میں مقیم رہے اس یقین کے ساتھ کہ مجھ پر وہی مصیبت آ سکتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے مقدر کر دی ہے (اگر میرا اس مرض میں مبتلا ہونا مقدر نہیں ہے تو میں ہرگز ہرگز بیمار نہ ہوں گا اور اگر مقدر ہے تو ہرگز نہیں بچ سکتا چاہے اس بستی میں رہوں چاہے نہ رہوں پھر یہاں سے بھاگنے سے کیا فائدہ) تو اس (صبر وضبط اور یقین وایمان پر اس) کا اجر وثواب شہید کے اجر کی مانند ہوگا (اور اس طرح یہ طاعون اس کے لئے باعث رحمت بن جائے گا)۔

تشریح! اجر عظیم کی وجہ اور شریعت کا حکم

شریعت کا حکم بھی یہی ہے کہ جس بستی میں طاعون پھیلا ہوا ہو کوئی مسلمان طاعون کے ڈر سے اس بستی سے ہرگز نہ بھاگے اگرچہ اسی کے ساتھ یہ بھی حکم ہے کہ جس بستی میں طاعون یا اور کوئی وبائی بیماری پھیلی ہوئی ہو بغیر کسی شدید ضرورت یا مجبوری کے وہاں نہ جانا چاہئے اصل یہ ہے کہ نہ صرف دنیا کی ان قوموں میں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں رکھتیں بلکہ ضعیف الایمان مسلمانوں میں بھی بیمار سے چھوت چھات اور ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جانے کا عقیدہ راسخ ہو چکا ہے۔

اسلام میں چھوت چھات کی کوئی حقیقت نہیں

اسلام نے بڑی شدت کے ساتھ اس بیماری کے لگنے کی تردید کی ہے قرآن عظیم کی تعلیم یہ ہے کہ:

ہرگز ہرگز نہیں آئے گی ہم پر کوئی مصیبت بجز اس کے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے لکھ دی ہے اور اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہئے ایمان والوں کو

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

نہ اسلام میں بیماری لگنے کی کوئی حقیقت ہے نہ بدشگونی کی۔

لہٰذا ایک خدا پر پختہ ایمان لانے والے مسلمان سے قطعاً بعید ہے کہ وہ کسی طاعون زدہ بستی سے بھاگے یا طاعون کے مریض کی عیادت کو نہ جائے۔

وبا پھیلی ہوئی میں نہ جانے کے حکم کی وجہ

باقی دوسرے حکم کا مقصد صرف مسلمان کے عقیدہ کو خراب ہونے سے بچانا ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی طاعون زدہ بستی میں چلا گیا اور وہاں چلے جانے کی وجہ سے نہیں بلکہ قضاء الٰہی سے بیمار ہو گیا تو خدانخواستہ وہ یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ اس بستی میں آنے کی وجہ سے میں بیمار ہوا نہ یہاں آتا نہ بیمار ہوتا حالانکہ جب اس کے

مقدر میں تھا کہ وہ اس مرض میں گرفتار ہوگا تو چاہے یہاں آتا یا نہ آتا ضرور بیمار ہوتا جیسا کہ مذکورہ بالا آیت کریمہ سے ظاہر ہے بہر حال طبعی طور پر طاعون زدہ بستی سے نہ بھاگنا بڑے دل جگرے کا کام ہے اور صبر واستقلال اور ایمان کی پختگی کی دلیل ہے اسی لئے اس کا اجر وثواب شہید کے برابر ہے۔

شہید کے برابر ثواب ملنے کی وجہ

اس لئے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونے والا موت کی پرواہ کئے بغیر میدان جنگ یعنی ''موت کے منہ'' میں چلا جاتا ہے اسی طرح یہ شخص بھی موت کی پرواہ کئے بغیر اس طاعون زدہ بستی میں مقیم رہتا ہے اور بیماروں کی تیمارداری یا عیادت کر کے گونا گوں اجر وثواب سمیٹتا ہے باقی موت تو جب آنی ہوگی' آ کر رہے گی' کہیں بھی ہو وہ کسی طرح نہیں ٹل سکتی پھر اجر وثواب سے خود کو محروم کرنا سراسر حماقت اور ضعف ایمان کا نتیجہ ہے۔

اس زمانہ کی جہالت

اس ترقی یافتہ دور میں خصوصاً تعلیم یافتہ طبقہ میں ''بیماری لگنے'' یا کہئے ''بیماری کے جراثیم'' لگ جانے کا ہوا بری طرح دماغوں پر مسلط ہے بیمار کا تو ذکر ہی کیا تندرست لوگ بھی ایک دوسرے کے گلاس تک میں پانی نہیں پیتے حد یہ ہے کہ بعض خردماغ لوگ تو ہسپتال کے پاس سے گزرتے ہوئے ڈرتے ہیں کہ سانس کے ذریعہ مریضوں کے جراثیم منہ اور ناک میں گھس جائیں گے یہ کیفیت نہ صرف ایمان باللہ کے ضعف کی' بلکہ اعلیٰ درجہ کی حماقت اور جہالت کی دلیل ہے حالانکہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کے جھوٹے کو ''شفا'' بتلایا ہے برا ہو جہالت کا۔

دُعا کیجئے

اے اللہ! ہمارے دل کو نفاق سے عمل کو ریا سے زبان کو جھوٹ سے اور آنکھ کو خیانت سے پاک فرما دیجئے کیونکہ آپ آنکھوں کی چوری اور جو کچھ دل چھپاتے ہیں جانتے ہیں۔

اے اللہ! علم سے ہماری مدد فرما اور حلم سے ہمیں آراستہ فرما اور پرہیزگاری سے بزرگی عطا فرما اور امن سے ہمیں جمال عطا فرمایئے۔

اے اللہ! ہم آپ سے اپنے دین میں' دنیا میں اور اہل وعیال میں معافی اور امن کا سوال کرتے ہیں۔

اے اللہ! ہم ناپسندیدہ اخلاق اور اعمال نفسانی خواہشوں اور بیماریوں سے آپ کی پناہ مانگتے ہیں۔

اے اللہ! ہم ناپسندیدہ اخلاق اور اعمال نفسانی خواہشوں اور بیماریوں سے آپ کی پناہ مانگتے ہیں۔

اے اللہ! ہم آپ سے اپنے دین میں' دنیا میں اور اہل وعیال میں معافی اور امن کا سوال کرتے ہیں۔

صبر کا ایک اور اہم مقام اور اس کا اجر عظیم

وعن انس رضی اللہ عنہُ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول: ان اللہ عزوجل قال: اذا بتلیت عبدی بحبیبتیه فصبر عوضتهُ منهما الجنة، یرید عینیه. (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا آپ فرمارہے تھے: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے جب میں اپنے کسی بندے کی دونوں محبوب ترین چیزیں یعنی آنکھیں (اس کے صبر وضبط کی آزمائش کیلئے) لے لیتا ہوں اور وہ اس پر صبر کرتا ہے (اور راضی برضا مولیٰ زندگی بسر کر دیتا ہے) تو میں اس کو ان کے عوض جنت ہی دیتا ہوں۔

تشریح! اس اجر عظیم کی وجہ اور ہماری حالت

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایک صابر وشاکر نابینا بندے کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کتنی قدر ومنزلت ہے مگر برا ہو ہماری اس نخوت پرستی کا کہ ہم عام طور پر ایک نابینا مسلمان کو حقیر وخوار انسان سمجھتے ہیں اس کا احترام تو کجا اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا شادی بیاہ بھی گوارا نہیں کرتے اگر اس کی کسی طرح کی امداد کرتے ہیں تو اپنے سے حقیر اور کمتر سمجھ کر حالانکہ اس حدیث کی روشنی میں وہ بڑی عزت واحترام کا مستحق ہے آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ ایک مومن نابینا عبداللہ بن ام مکتومؓ سے بے اعتنائی" برتنے پر۔ حالانکہ وہ ایک خالص دینی مصلحت کے تحت تھی پھر بھی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کتنا عتاب فرمایا کہ پوری سورت عبس نازل فرمادی چنانچہ اس کے بعد جب بھی آپ کی خدمت میں وہ آتے تو آپ عاتبنی فیه ربی. یہ وہ شخص ہے جس کے بارے میں میرے رب نے مجھ پر عتاب فرمایا۔ فرما کر "خوش آمدید" کہا کرتے تھے اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

جنتی عورت

عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: (ایک دن) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کیا تم جنتی عورت کو دیکھنا پسند نہ کروگے؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں؟ کہنے لگے: دیکھو یہ سیاہ فام عورت جنتی ہے یہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر مرگی کے دورے پڑتے ہیں اور اس دورہ کی حالت میں میرا بدن کھل جاتا ہے (مجھے برہنگی کے گناہ میں پکڑے جانے کا ڈر ہے) آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس موذی مرض سے نجات دے دے آپ نے فرمایا تو چاہے تو اس (لاعلاج) بیماری پر صبر کر' اور اس صبر کے صلہ میں جنت لے لے اور تو چاہے تو میں تیرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کروں کہ تجھے اس مرض سے نجات دے دے" اس عورت نے عرض کیا میں (بخوشی) صبر کرتی ہوں پھر عرض کیا تو اسکے لئے تو دعا فرمادیجئے کہ میرا بدن (دورہ کے وقت) نہ کھلے تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمادی۔

دُعا کیجئے: اے اللہ! ہم ناپسندیدہ اخلاق اور اعمال نفسانی خواہشوں اور بیماریوں سے آپ کی پناہ مانگتے ہیں۔

صبر کا ایک اور اہم مقام اور ایک سبق آموز واقعہ

ترجمہ: اس سیاہ فام جنتی عورت کا خوف وخشیت دیکھنے اور سبق لینے کے قابل ہے مرگی جیسے موذی اور روح فرسا مرض کی اذیت اور تکلیف سے بچنے کی غرض سے اچھا ہونے کی دعا نہیں کرانا چاہتی بلکہ برہنگی کے گناہ اور معصیت سے بچنے کی غرض سے تندرست ہونے کی دعا کرانا چاہتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اسی جذبہ کو محسوس فرما کر اسے اختیار دیا کہئے صبر کرنے کی تلقین فرمائی چنانچہ اس نے دنیا کی چندروزہ تکلیف برداشت کرنے اور اس کے عوض جنت یعنی ابدی مقام قرب ورضا الٰہی میسر آنے کو تندرست ہونے پر ترجیح دی اور پھر برہنگی کے گناہ اور عار سے بچنے کی غرض سے صرف دورہ کے وقت بدن نہ کھلنے کی دعا کرائی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اس خوف کو دور کرنے کے لئے بدن نہ کھلنے کی دعا فرمادی جو یقیناً مقبول ہوئی ہوگی تا کہ وہ مطمئن ہو جائے ورنہ تو ایسی بے ہوشی کی حالت میں بے اختیار بدن کھل جانا نہ گنا ہے نہ معصیت۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کے دل میں ایسا ہی خوف وخشیت پیدا فرمادیں۔

صبر کا ایک اور اہم مقام اور ایک سبق آموز واقعہ

اس سیاہ فام جنتی عورت کا خوف وخشیت دیکھنے اور سبق لینے کے قابل ہے مرگی جیسے موذی اور روح فرسا مرض کی اذیت اور تکلیف سے بچنے کی غرض سے اچھا ہونے کی دعا نہیں کرانا چاہتی بلکہ برہنگی کے گناہ اور معصیت سے بچنے کی غرض سے تندرست ہونے کی دعا کرانا چاہتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اسی جذبہ کو محسوس فرما کر اسے اختیار دیا کہئے صبر کرنے کی تلقین فرمائی چنانچہ اس نے دنیا کی چندروزہ تکلیف برداشت کرنے اور اس کے عوض جنت یعنی ابدی مقام قرب ورضا الٰہی میسر آنے کو تندرست ہونے پر ترجیح دی اور پھر برہنگی کے گناہ اور عار سے بچنے کی غرض سے صرف دورہ کے وقت بدن نہ کھلنے کی دعا کرائی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اس خوف کو دور کرنے کے لئے بدن نہ کھلنے کی دعا فرمادی جو یقیناً مقبول ہوئی ہوگی تا کہ وہ مطمئن ہو جائے ورنہ تو ایسی بے ہوشی کی حالت میں بے اختیار بدن کھل جانا نہ گنا ہے نہ معصیت۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کے دل میں ایسا ہی خوف وخشیت پیدا فرمادیں۔

انبیاء علیہم السلام کے صبر کا امتحان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میری آنکھوں کے سامنے ہے وہ منظر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے ایک نبی کا واقعہ بیان فرما رہے تھے کہ اس (رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم) نبی کو اس کی قوم نے مارتے مارتے لہولہان کر دیا اور وہ (اولوالعزم) نبی اپنے چہرہ سے خون پونچھتا جا رہا تھا اور کہہ رہا تھا: اے اللہ! تو میری قوم کے اس گناہ کو معاف کر دے یہ نادان" ہیں جانتے نہیں (کسی خلاصۂ کائنات ہستی پر دست درازی کر رہے ہیں)

یہ اولوالعزم نبی کون ہیں

یہ نبی خود رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ واقعہ جو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثل فراخ حوصلگی بلند ہمتی اور صبر کی روشن دلیل ہے طائف میں اس وقت پیش آیا جب آپ مکہ سے اہل طائف کو اسلام کی دعوت دینے کی غرض سے تشریف لے گئے تھے تفصیلات "سیرت" کی کتابوں میں ضرور پڑھیئے ایمان تازہ ہوگا۔

دُعا کیجئے: یا اللہ! موجودہ دور میں ہمیں دین اسلام پر مضبوطی سے کاربند فرما اور غیر اسلامی تہذیب کے اثرات سے ہمیں اور ہماری نسلوں کی حفاظت فرما۔ آمین

معمولی تکلیف پر صبر کرنا بھی خطاؤں کا کفارہ

وعن ابی سعیدٍ وابی هريرة رضى الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ما يصيب المسلم من نصبٍ ولا وصبٍ ولا همٍ ولا حزنٍ ولا اذًى ولا غمٍ حتى الشوكة يشاكها الا كفر الله بها من خطاياه. متفق عليه

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ: آپ نے فرمایا: مسلمان کسی بھی مشقت وتعب میں، دکھ بیماری، فکرو پریشانی میں، غم واندوہ میں یا تکلیف واذیت میں گرفتار ہو یہاں تک کہ کوئی کانٹا بھی لگ جائے اور وہ اس پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس (تکلیف یا مصیبت) کو اس کی خطاؤں کا کفارہ بنا دیتے ہیں۔

معمولی معمولی چیزوں پر صبر کرنے کا فائدہ

اس حدیث پاک کے تحت ہر معمولی سے معمولی مصیبت یا تکلیف بھی ثواب کی نیت سے اس پر صبر وضبط اختیار کرنے کی صورت میں مسلمان کے لئے رحمت بن جاتی ہے یعنی خطاؤں کا کفارہ بن جاتی ہے اور صبر کرنے کا مستقل ملکہ اور عادت پیدا ہونے کا سبب بنتی ہے۔ اس حدیث پاک میں اسی بناء پر معمولی سے معمولی دکھ تکلیف یا مصیبت پر صبر کی ترغیب دی گئی ہے اس لئے انسان کا فرض ہے کہ ہر چھوٹی بڑی مصیبت یا تکلیف جونہی پیش آئے قرآن کریم کی تعلیم کے تحت فوراً اس پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھے گناہوں سے توبہ واستغفار کرے اور صبر وضبط کے ساتھ جائز تدابیر اختیار کرے انشاء اللہ بہت جلد رستگاری نصیب ہوگی اور گناہوں کے کفارہ میں تو کوئی شک ہی نہیں۔

صبر کرنے سے خطائیں اور گناہ معاف

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی مزاج پرسی کیلئے) حجرۂ مبارک میں داخل ہوا آپ کو بڑے زور کا بخار چڑھا ہوا تھا میں نے (جسم مبارک پر ہاتھ لگا کر بخار کی شدت کو محسوس کیا تو) عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو تو بڑی شدت کا بخار چڑھا ہوا ہے تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے تو بخار بھی تم میں کے دو آدمیوں کے برابر زور کا چڑھتا ہے'' میں نے عرض کیا: جی ہاں اسی لئے تو آپ کا اجر بھی دگنا ہے آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے (اس کے بعد) آپ نے ارشاد فرمایا: جو مسلمان کسی بھی تکلیف میں مبتلا ہو چاہے کانٹا یا اس سے بھی کمتر کوئی چیز چبھ جائے (اور وہ بنیت اجر وثواب اس پر صبر کرے) تو اللہ تعالیٰ اس تکلیف کو اس کی خطاؤں کا کفارہ بنا دیتے ہیں اور اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے (موسم خزاں میں) درخت کے پتے گر جایا کرتے ہیں۔

صبر کا امتحان رتبہ کے اعتبار سے

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر مرض اور دکھ بیماریوں کی یہ دو چند سہ چند شدت آپ کے غایت قرب الٰہی اور عنداللہ بلند ترین مرتبہ پر فائز ہونے پر مبنی ہے چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ آپ سے سوال کیا گیا کہ سب سے زیادہ سخت آزمائش کس کی

ہوتی ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

اشدالناس بلآء الانبیآء ثم الامثل فالامثل یبتلی الرجل علی حسب دینه فان کان فی دینه صلباً اشتدبلآء ه وان کان فی دینه رقیقاً هون علیه.

سب سے زیادہ سخت آزمائش نبیوں کی ہوتی ہے اس کے بعد جو ان سے ملتے جلتے ہوں پھر جو ان سے ملتے جلتے ہوں آدمی کی آزمائش اس کے دین کے اعتبار سے ہوتی ہے پس اگر وہ دین میں پختہ اور محکم ہوتا ہے تو اس کی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے اور اگر وہ دین میں نرم اور کمزور ہوتا ہے تو اس پر آسانی کی جاتی ہے (اس لئے کہ یہ آزمائش اور مصیبتوں میں گرفتاری تو اس کے درجے بلند کرنے کے لئے ہوتی ہے)

موت کی شدت بھی صبر کا امتحان

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب کسی کو آسانی سے مرتا دیکھتیں تو اس پر رشک کرتیں موت کی شدت اور سکرات موت کی تکلیفوں کو خدا کا عذاب سمجھتی تھیں اور موت کی سہولت اور آسانی کو اللہ تعالیٰ کی قابل رشک رحمت سمجھتی تھیں مگر جب انہوں نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سکرات موت کی شدت کا عالم بچشم خود دیکھا تو ان کو اپنی کوتاہ فہمی کا احساس ہوا اور اس کے بعد فرماتی ہیں۔

مآ اغبط احداً بهون موته بعد الذی رایت من شدة موت رسول الله صلی الله علیه وسلم.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شدت موت کی کیفیت دیکھ لینے کے بعد اب میں کسی کی موت کی آسانی پر رشک نہیں کرتی۔

ایک شبہ کا ازالہ

اس حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ موت کی سہولت اور آسانی اللہ کی ''رحمت'' نہیں ہے اس لئے کہ مسنون دعاؤں میں موت کی سختی سے پناہ مانگنے اور موت کی آسانی کی دعا مانگنے کا ذکر آتا ہے یہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے صبر کی آخری آزمائش تھی باقی اور انبیاء اکرام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صبر تو ضرب المثل ہے قرآن کریم میں ان کی بیماریوں مصیبتوں اور ان پر صبر کا حال تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! ہمیں اپنی اتنی محبت عطا فرما کہ آپ کے احکامات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں پر چلنا ہمارے لئے نہایت سہل ہو جائے۔

یا اللہ! ہم کو اپنی عبادات وطاعات خاصہ کی توفیق، اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی توفیق فرمایئے۔

یا اللہ! یا اللہ لغزشوں سے نفس وشیطان کے مکائد سے ہم کو محفوظ فرمایئے۔

یا اللہ! مجبوراً معاشرہ کے غلبہ سے اور نفس وشیطان کے غلبہ سے ہم سے جو فسق وفجور کے کام ہوئے ہیں ہم ان سے نفرت کرتے ہیں اور چھوڑ دینے کا عزم کرتے ہیں۔ مگر ڈرتے ہیں کہ پھر ہم سے ان کا ارتکاب ہو جائے گا۔ یا اللہ آپ ہی محافظ حقیقی ہیں۔ رحم کرنے والے ہیں ہم پر رحم فرمایئے، ہمیں محفوظ رکھئے اور اپنا مورد رحمت بنالیجئے۔

مصیبتیں مومن کیلئے باعث خیر ہیں

وعن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من يرد الله به خيرًا يصب منه. (رواه البخاری)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو اللہ تعالیٰ کوئی خیر پہنچانا چاہتے ہیں (یعنی بلند مرتبہ عطا فرمانا چاہتے ہیں) اسے کسی مصیبت میں گرفتار کر دیتے ہیں۔

مصیبتیں کن لوگوں کیلئے درجات کا باعث

یہ اللہ کے وہی نیکوکار بندے ہوتے ہیں جن کے مصیبت میں گرفتار ہونے کا بظاہر کوئی سبب گناہ وغیرہ نظر نہیں آتا انتہا درجہ کے نیکوکار اور پرہیزگار ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی نیکوکاری سے خوش ہو کر جنت میں جو اعلیٰ درجات ان کو دینا چاہتے ہیں ان کو حاصل کرنے کیلئے جہاں اور نیک کاموں کی ان کو توفیق دیتے ہیں وہیں مصیبت میں گرفتار کر کے صبر کرنے کی توفیق بھی دے دیتے ہیں تاکہ مرنے سے پہلے وہ ہر اعتبار سے ان درجات کے مستحق ہو جائیں سبحان اللہ کیا شان کریمی ہے رب العالمین کی پڑھیئے سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم.

موت کی دعا ہرگز نہ مانگنی چاہئے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص کسی مصیبت میں گرفتار ہونے کی وجہ سے موت کی تمنا ہرگز نہ کرے زیادہ سے زیادہ یہ دعا کیا کرے اے اللہ تو مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک کہ میرے لئے زندہ رہنا بہتر ہو اور جب مرجانا میرے لئے بہتر ہو تو اس وقت مجھے دنیا سے اٹھالے۔

موت کی دعا کیوں نہ مانگنی چاہئے

عام طور پر لوگ بیماری کی شدت یا درازی سے گھبرا کر موت کی دعا مانگنے لگتے ہیں یہ بڑی نادانی کی بات ہے اس لئے کہ موت کا تو جو وقت مقرر ہے اسی وقت آئے گی موت کی تمنا یا دعا کر کے بلاوجہ اور بلا فائدہ خود کو اجر و ثواب سے محروم کر لیتے ہیں اس سے بڑھ کر خسارہ اور کیا ہو سکتا ہے اسی لئے حدیث شریف میں موت کی تمنا سے سختی سے منع فرمایا ہے اسی کے ساتھ مذکورہ بالا دعا کرنے کی تلقین فرما کر اس طرف بھی اشارہ فرمایا ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ زندہ رکھیں سمجھنا چاہئے کہ زندہ رہنا ہی ہمارے حق میں بہتر ہے۔

پہلے ایمان والوں پر کیسی کیسی مصیبتیں

حضرت ابوعبداللہ خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: (ایک مرتبہ) ہم نے (قریش کے وحشیانہ مظالم سے عاجز آ کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے فتح و نصرت طلب نہیں کرتے؟ (اس ظلم و جور سے رستگاری کی) ہمارے لئے دعا نہیں کرتے؟ آپ اس وقت کعبہ شریف کی دیوار کے سایہ میں اپنی چادر کا تکیہ لگائے (آرام سے) بیٹھے ہوئے تھے (یہ شکوہ سن کر سیدھے ہو بیٹھے اور) فرمایا: (تم ابھی سے تلملا اٹھے؟ ارے) تم سے پہلی امتوں میں تو (خدا پر) ایمان لانے والے شخص کو (ایمان کے جرم میں) گرفتار کیا جاتا پھر اس کے لئے زمین میں قد آدم) گڑھا کھودا جاتا پھر اس مومن کو اس میں کھڑا کیا جاتا تھا (اور مٹی بھر دی جاتی تھی) پھر آرا لایا جاتا پھر اس کے بیچ سر پر رکھا جاتا

اور چیر کر دو ٹکڑے کر دیئے جاتے اور (یا) لوہے کے کنگھیوں سے اس کے بدن کا گوشت ہڈیوں تک کھرچ کر اتار دیا جاتا اور یہ (وحشیانہ مظالم) بھی اس کو اللہ تعالیٰ کے دین وایمان سے منحرف نہ کر پاتے۔

خدا کا وعدہ اور اس کے پورا ہونے کی خبر

خدا کی قسم اللہ تعالیٰ (کا وعدہ ہے کہ وہ) اس دین کو ضرور بالضرور تمام وکمال کی حد تک پہنچا کر (اور روئے زمین پر پھیلا کر) رہے گا یہاں تک کہ ایک سوار (تن تنہا) صنعا (یمن) سے چل کر حضر موت پہنچ جائے گا اور اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کا ڈر اور خوف نہ ہوگا یا (زیادہ سے زیادہ) بکریوں پر بھیڑیئے کا ڈر ہوگا ایک روایت میں حضرت خبابؓ اس شکایت کا عذر پیش کرتے ہیں ہم قریش کے (بیرحمانہ) سختیوں کا نشانہ بنے ہوئے تھے''۔

اس امت اور پہلی امتوں کی آزمائش میں فرق

پہلی امتوں کے مومنین پر مظالم کا کچھ تذکرہ اجمالی طور پر قرآن کریم اور احادیث میں موجود ہے خندقوں والوں کا قصہ آپ اسی باب میں پڑھ چکے ہیں اور تاریخ خصوصاً بنی اسرائیل کی تاریخ کی کتابیں تو ان قصوں سے بھری پڑی ہیں یہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی سرتاپا رحمت ذات گرامی کا فیض ہے کہ اس امت کے مومنین پر محض ایمان لانے کے جرم میں اس قسم کے لرزہ خیز وحشیانہ مظالم نہیں ہوئے بیشک ابتداء میں قریش نے کچھ وحشیانہ مظالم کئے مگر وہ اس طرح کے لرزہ خیز نہ تھے اور بہت تھوڑی مدت جاری رہے اور وہ بھی چند گنے چنے افراد پر' اور ہر مظلوم مسلمان کو جلد ہی کسی نہ کسی طرح نجات مل گئی الا ماشاء اللہ اسی لئے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس شکوہ پر چیں بجبیں ہوئے اور سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور نصیحت کیساتھ ساتھ صبر کرنے کی تلقین فرما دی بہر صورت مسلمانوں کی مکی زندگی کی تاریخ قریش کے ان مظالم اور مسلمانوں کے ان پر صبر کرنے کی شاہد یہ اس کو ضرور پڑھیئے تا کہ ایمان تازہ ہو۔

عظیم بشارت

حدیث کے آخری حصہ میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو بشارت دے رہے ہیں کہ عنقریب جزیرۃ العرب خدا' رسول اور مسلمانوں کے دشمنوں سے پاک وصاف ہو جائے گا اسلامی حکومت کے قیام اور اس کے نظام عدل وانصاف اور احکام جرم وسزا کے نفاذ کے بعد امن وامان اس قدر عام ہو جائے گا کہ نہ کفار اور دشمنان اسلام کا نام ونشان جزیرۃ العرب میں باقی رہے گا اور نہ کسی جرائم پیشہ چور ڈاکو کی ہمت ہوگی کہ کسی مسلمان کی جان ومال پر دست درازی کر سکے اس لئے کہ اسلام ہر مسلمان یا ذمی۔ غیر مسلم رعایا۔ کی جان ومال کی سلامتی کی ضمانت دیتا ہے ہاں صرف جنگلوں بیابانوں میں درندے تو باقی رہ جائیں گے جن سے مسافروں کو بچنے کی فکر ہوگی انسان کے جان ومال کا دشمن انسان' کوئی باقی نہ رہے گا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے ہی جزیرۃ العرب کا فر ومشرک کے وجود سے پاک ہو گیا تھا صرف کچھ یہودی اور نصرانی جزیہ (ٹیکس) دا کر کے اسلامی حکومت کی رعایا کے طور پر رہ گئے تھے سو آپ نے وفات سے پہلے وصیت فرما دی تھی **اخرجوا الیھود والنصاریٰ من جزیرۃ العرب** (جزیرۃ العرب سے یہود ونصاریٰ کو ضرور نکال دینا) چنانچہ عہد فاروقی ہی میں یہ وصیت اس طرح پوری کی گئی کہ اس وقت سے اس وقت تک کوئی غیر مسلم جزیرۃ العرب میں مستقل سکونت اختیار نہ کر سکا آج بھی اسلامی حکومت کے اجازت نامے (ویزا) کے بغیر کوئی کافر حجاز میں داخل نہیں ہو سکتا مستقل سکونت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثل صبر وضبط کا ایک واقعہ

وعن ابن مسعود رضي الله عنه قال: لما كان يوم حنين اثر رسول الله صلى الله عليه وسلم ناسا في القسمة فاعطى الاقرع بن حابس مائة من الابل، واعطى عيينة بن حصن مثل ذلك، واعطى ناساً من اشراف العرب، واثرهم يومئذ في القسمة (رياض الصالحين)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب (فتح مکہ کے بعد) جنگ حنین کا واقعہ پیش آیا اور اللہ تعالیٰ نے وقتی شکست کے بعد شاندار فتح نصیب فرما دی اور بے شمار مال غنیمت فاتحین کے ہاتھ آیا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت کی تقسیم میں (شرعی مصلحت کے تحت) بعض لوگوں کو (جو فتح مکہ کے وقت ہی مسلمان ہوئے تھے اور ابھی مسلمان ہوئے ایک مہینہ بھی نہ گزرا تھا' تالیف قلوب کے طور پر) ترجیح دی چنانچہ (ایک نومسلم قبیلہ کے سردار) اقرع بن حابس کو سو اونٹ دیئے عیینہ بن حصن کو بھی اتنے ہی (سو اونٹ) دیئے اور ان دونوں (سرداران قبائل) کے علاوہ اور بھی عرب (قریش) سرداروں کو (اسی طرح گرانقدر مال غنیمت) دیا اور ان (دو سرداران قبائل) کو اس تقسیم پر (پرانے مسلمان انصار ومہاجرین پر) ترجیح دی تو ایک (گستاخ) شخص بولا: خدا کی قسم نہ اس (مال غنیمت کی تقسیم) میں انصاف کیا گیا ہے اور نہ یہ تقسیم اللہ کے لئے کی گئی ہے (بلکہ اپنی قوم قریش کو خوش کرنے کے لئے یہ تقسیم کی گئی ہے) تو عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں۔ میں نے اپنے دل میں کہا: بخدا میں اس (گمراہ کن پروپیگنڈے) کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور دوں گا چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو اس شخص نے کہا تھا آپ کو اس کی اطلاع دی (کہ فلاں شخص نے یہ کہا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک (یہ سن کر ایک دم غصہ کے مارے کندن کی طرح) سرخ ہو گیا پھر (قدرے سکون کے بعد) ارشاد فرمایا تو پھر اور کون انصاف کرے گا جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بھی انصاف نہ کریں گے (یعنی انصاف اور محل انصاف کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے بڑھ کر کوئی نہیں سمجھ سکتا جب اس دریدہ دہن شخص کے بقول اس تقسیم میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے انصاف نہیں کیا تو اور دنیا میں کون انصاف کر سکتا ہے حقیقت صرف یہ ہے کہ اس شخص کو کچھ نہیں ملا اس لئے یہ بکواس کر رہا ہے اس کے بعد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ہزاروں ہزار رحمت فرمائیں بیشک ان کو تو (ان کی امت کی جانب سے) اس سے بہت زیادہ ایذائیں پہنچائی گئی ہیں مگر انہوں نے ہمیشہ صبر وضبط سے کام لیا (اور کوئی انتقامی کارروائی نہیں کی اسی طرح ہمیں بھی صبر وضبط سے کام لینا چاہئے) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آپ کی اس اذیت کو دیکھ کر اس اطلاع دینے پر بہت پچھتائے اور انہوں نے (دل میں) کہا کہ آئندہ میں ہرگز ہرگز کوئی تکلیف دہ بات آپ کی خدمت میں پیش نہ کروں گا۔

تشریح: حدیث کے ترجمہ میں ہم قوسین (بریکٹ) کے درمیان واضح کر چکے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان نومسلم قبائل اور ان کے سرداروں کو مال غنیمت کی تقسیم میں قدیم ترین مہاجر وانصار غازیوں پر فوقیت اور ترجیح محض دینی مصلحت اور شرعی حکم تالیف القلوب (نومسلموں کی دلجوئی) کے تحت دی تھی چنانچہ قرآن کریم میں مؤلفۃ القلوب کی ایک مستقل قسم مذکور

ہے اس لئے آپ چاہتے تو رسول ثقلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف اس گمراہ کن پروپیگنڈہ کرنے والے کو سزا دے سکتے تھے مگر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم:

اور صبر کرو (اے نبی) جیسے اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا ہے کے تحت صبر وضبط سے کام لیا اور حضرت موسیٰ کا واقعہ یاد کر کے اپنی اذیت اور غم وغصہ کو تسکین دی۔

قرآن کریم میں حضرت موسیٰ کی ایذا کا ذکر

اور حضرت موسیٰ کی ایذا رسانی خود ان کی زبانی قرآن کریم میں مذکور ہے ارشاد ہے۔

اور جب کہ (حضرت) موسیٰ نے اپنی (موذی) قوم سے کہا: تم یہ جانتے ہوئے کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا تمہارا رسول ہوں، مجھے کیوں ایذا پہنچاتے ہو؟

امت کو ایذاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بچنے کی تاکید

اسی لئے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو قوم موسیٰ علیہ السلام کی طرح رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانے سے منع فرمایا ہے۔

اے ایمان والو! تم ان لوگوں کی طرح (موذی) مت بنو جنہوں نے موسیٰ کو ایذا پہنچائی اور ایذاء رسول کی شدید ترین سزا کا بھی اعلان کیا ہے۔ بیشک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچاتے ہیں۔

ایذاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں سزا

مگر اس کے باوجود بعض اشقیاء امت ایذاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتکب ہو کر ابدی ہلاکت میں گرفتار ہوئے ہیں یہ شقی ازلی وہی منافق ہے جس کی اولاد اور پیرو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی پیشگوئی کے مطابق عالم اسلام کے لئے ایک عظیم اور ہلاکت خیز داخلی فتنہ کے موجب بنے ہیں اور تاریخ میں خوارج کے نام سے مشہور ہوئے ہیں اور تقریباً تین صدی تک امت کے لئے جان لیوا مصیبت بنے رہے ہیں بے شمار مسلمانوں کا بے دریغ خون بہایا ہے مسلمانوں کا قتل وغارت ان کا خاص شیوہ رہا ہے خونریز لڑائیوں کے بعد خدا خدا کر کے امت ان کی بیخ کنی کرنے میں کامیاب ہوئی ہے اس شخص کا نام ذوالخویصرہ تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے رفیق جہاد غازیوں نے جنگ نہروان میں اسے قتل کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کو ایذاء پہنچانے کا حکم

یاد رکھئے ایذا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتکب شخص جیسے آپ کی حیات میں کافر اور واجب القتل تھا ایسے ہی آپ کی وفات کے بعد بھی، امت قطعی دلائل کی روشنی میں، ایسے شخص کے کفر اور قتل پر متفق ہے چنانچہ تقریباً ہر دور میں ایسے موذی اور شاتم رسول پیدا ہوتے رہے ہیں اور اسلامی حکومتیں یا غیرت ایمانی کے مالک مسلمان ان کو قتل کرتے اور کیفر کردار تک پہنچاتے رہے ہیں اس ترجمہ کے وقت بھی ایک غیور مسلمان نے ایک سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے موذی کو حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبات سے مشتعل ہو کر قتل کر دیا ہے اور سندھ میں اس پر مقدمہ چل رہا ہے اور کابل میں امیر کابل کے شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کی سزا دینے کا واقعہ تو مشہور ہی ہے۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! ہم سے زیادہ محتاج اور کون ہے۔

ہم آپ کے فضل و کرم کے بہت محتاج ہیں۔

ہمیں اپنا فرمانبردار بنا لیجئے، اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا وفادار، سچا اُمتی بنا دیجئے۔

مومن زیادہ تر مصیبتوں میں کیوں گرفتار رہتے ہیں

وعن انس رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اذا اراد الله بعبده الخير عجل له العقوبة في الدنيا، واذا اراد الله بعبده الشر امسک عنه بذنبه حتى يوافى به يوم القيامة، وقال النبي صلى الله عليه وسلم: ان عظم الجزآء مع عظم البلاء، (رياض الصالحين)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی (نیکوکار) بندے کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتے ہیں تو (اسکی کوتاہیوں اور خطاؤں کی) جلدی سے دنیا میں ہی کسی مصیبت میں گرفتار کر کے سزا دے دیتے ہیں (اور آخرت کے دردناک ابدی عذاب سے بچا لیتے ہیں) اور جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی (نافرمان و بدکار) بندے کا برا چاہتے ہیں تو اس کے گناہوں کی سزا دنیا میں نہیں دیتے تا کہ قیامت کے دن (اس کے اگلے پچھلے تمام گناہوں کی) پوری پوری سزا دیں۔

مصیبتوں کے وقت ایک مومن کو کیا کرنا چاہئے

یہ حدیث پاک ہر مسلمان کو سبق دیتی ہے کہ جب بھی وہ کسی آفت و مصیبت یا دکھ بیماری میں گرفتار ہو تو فوراً اس کو اپنے شب و روز کے اعمال کا جائزہ لینا چاہئے اگر کوئی گناہ یا نافرمانی سرزد ہوئی ہو تو فوراً اس سے توبہ واستغفار کرنا چاہئے اگر کسی کی حق تلفی ہوئی ہو تو جلد از جلد اس کی تلافی کرنی چاہئے اور اسی کے ساتھ صبر و شکر بھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کریمی سے دنیا میں ہی سزا دے کر آخرت کے عذاب سے بچا لیا اور اگر بظاہر خدا کی ناراضگی کا کوئی سبب نظر نہ آئے تب بھی توبہ واستغفار کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ بہت سے گناہوں کا ہمیں پتہ بھی نہیں چلتا۔ اور صبر و شکر بھی کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے کفارہ سیئات اور رفع درجات کا سامان پیدا کر دیا بہر حال مصائب و آلام اور دکھ بیماری میں گرفتار ہونے کے وقت ایک مومن کا وظیفہ اور شعار بجائے شکوہ وشکایت اور جزع وفزع (رونے دھونے واویلا کرنے) کے توبہ واستغفار اور صبر و شکر ہونا چاہئے۔

ہماری حالت اور اس کی اصلاح کی تدبیر

اس زمانے میں ہماری خدا سے بے تعلقی کا یہ عالم ہے کہ ہم ان مصائب و آلام کو رفع کرنے اور دکھ بیماری کا علاج کرنے کے لئے ہر طرف دوڑتے ہیں دنیاوی تدابیر واسباب میں تو سرگرداں رہتے ہیں مگر خدا کی طرف بھول کر بھی متوجہ نہیں ہوتے خدا کا نام زبان پر آتا بھی ہے تو گستاخانہ شکوہ وشکایت اور اظہار ناراضگی کے لئے۔ اس سے خدا کی ناراضگی اور بھی بڑھتی ہے اور اس کے نتیجے میں مصیبتوں اور دکھ بیماری میں اور اضافہ ہوتا ہے حالانکہ مسبب الاسباب اور کارساز مطلق وہی ہے اس کے حکم کے بغیر نہ کوئی تدبیر کارگر ہو سکتی ہے نہ دوا علاج، اور نہ کوئی مددگار و ہمدرد ہی کچھ کر سکتا ہے نہ طبیب وڈاکٹر ہی، کس قدر خسارہ اور تباہی کا موجب ہے ہماری یہ غفلت اور بے تعلقی خدا سے' نسوا الله فنسيهم' کے مطابق ہم نے خدا کو بھلا دیا خدا نے ہم کو بھلا دیا: خدا ہماری حالت پر رحم کرے اور ہمیں توبہ واستغفار، صبر وضبط اور شکر کی توفیق عطا کرے آمین۔

مومنوں کیلئے مصیبتیں ایک بشارت ہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بڑی جزائے خیر بڑی

ہی مصیبت (برداشت کرنے) پرملتی ہے اور اللہ تعالیٰ جن لوگوں سے محبت فرماتے ہیں انہیں (مصیبتوں دکھ بیماریوں اور جانی و مالی نقصان میں گرفتار کرکے) آزماتے ہیں پس جو شخص (اللہ کی مرضی پر) راضی رہتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے راضی ہوتے ہیں اور جو شخص (ان مصیبتوں میں جزع وفزع اور واویلا کرتا ہے اور) اللہ تعالیٰ سے (شاکی اور) ناراض ہوتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ناراض ہوجاتے ہیں۔

تشریح! اس بشارت کی شرط صبر ہے

اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والوں کے لئے یہ حدیث بہت بڑی بشارت ہے بشرطیکہ وہ صبر وضبط سے کام لے کر اللہ تعالیٰ کی مرضی پر دل سے راضی رہیں اللہ تعالیٰ ہمیں مصائب وآلام پر صبر وضبط کی اور اپنی مرضی پر راضی رہنے کی توفیق عطا فرمائیں قرآن کریم بھی اس کی تاکید کرتا ہے رضی الله عنهم ورضوا عنه (اللہ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے۔

دُعا کیجئے

اے اللہ! تمام کاموں میں ہمارا انجام بہتر فرما اور دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے ہمیں محفوظ فرما۔

اے اللہ! ہم آپ سے اپنے دین میں، دنیا میں اور اہل وعیال میں معافی اور امن کا سوال کرتے ہیں۔

اے اللہ! ہم ناپسندیدہ اخلاق اور اعمال نفسانی خواہشوں اور بیماریوں سے آپ کی پناہ مانگتے ہیں۔

اے اللہ! ہمارے دل کو نفاق سے عمل کو ریا سے زبان کو جھوٹ سے اور آنکھ کو خیانت سے پاک فرمادیجئے کیونکہ آپ آنکھوں کی چوری اور جو کچھ دل چھپاتے ہیں جانتے ہیں۔

اے اللہ! علم سے ہماری مدد فرما اور حلم سے ہمیں آراستہ فرما اور پرہیزگاری سے بزرگی عطا فرما اور امن سے ہمیں جمال عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہمارے دلوں کے تالے کھول دے اپنے ذکر کے ساتھ اور ہم پر اپنی نعمت کو پورا فرما۔ اور ہم پر اپنا فضل کامل کر اور ہمیں اپنے نیک بندوں میں سے فرمادیجے۔ آمین

صبر وضبط کا ایک بینظیر اور سبق آموز واقعہ

وعن انس رضی الله عنه قال: کان ابن لابی طلحة رضی الله عنه یشتکی فخرج ابو طلحة، فقبض الصبی، فلما رجع ابو طلحة قال: ما فعل ابنی؟ قالت ام سلیم. وهی ام الصبی: .هو اسکن ما کان الخ. (ریاض الصالحین)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک لڑکا بیمار تھا وہ (اس کو اسی حالت میں چھوڑ کر) سفر میں چلے گئے تو (ان کے پیچھے) اس لڑکے کا انتقال ہو گیا۔ جب ابوطلحہ (سفر سے) واپس آئے تو (آتے ہی) انہوں نے (اپنے بیٹے کا حال) دریافت کیا۔ میرے بیٹے کا کیا ہوا؟ (ان کی اہلیہ اور بچے کی ماں ام سلیم نے کہا: اب تو اس کو پہلے کی نسبت بہت زیادہ سکون ہے (وہ یہ سن کر مطمئن ہو گئے) تو ام سلیم نے شام کا کھانا ان کے سامنے رکھا انہوں نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا پھر (رات کو) جماع بھی کیا جب وہ (سب کاموں سے) فارغ ہو گئے تو ام سلیم نے بتلایا کہ (تمہارے بیٹے کا تمہارے سفر میں جانے کے بعد انتقال ہو گیا تھا لوگوں نے اس کو دفن کر دیا ہے (انہیں بیٹے کی وفات کے صدمہ کے علاوہ اپنی بیوی کی یہ حرکت بھی بہت ناگوار گزری تو صبح ہوتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور (بطور شکایت) تمام واقعہ بیان کیا تو آپ نے (ام سلیم کے صبر وضبط سے خوش ہو کر) فرمایا: تو تم نے شب زفاف بھی منائی؟ ابوطلحہ نے عرض کیا: جی ہاں آپ نے ان دونوں کے لئے (اولاد صالح کی) دعا فرمائی اے اللہ تو ان دونوں کو برکت عطا فرما'' چنانچہ ام سلیم کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو انسؓ کہتے ہیں مجھ سے ابوطلحہؓ نے کہا: اس بچہ کو گود میں اٹھاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ چند کھجوریں بھی ساتھ بھیجیں (جب میں آپ کی خدمت میں بچے کو لیکر حاضر ہوا) تو آپ نے دریافت فرمایا: کچھ اس بچے کے ساتھ لائے بھی ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، یہ چند کھجوریں ہیں آپ نے (ان میں سے) ایک کھجور اٹھائی اور دہن مبارک میں چبائی اور اپنے دہن سے نکال کر بچہ کے منہ میں رکھ دی اور پھر تحنیک کی (یعنی بچہ کے تالو سے لگا کر چٹا دی) اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔ صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ مشہور محدث سفیان ابن عیینہ کہتے ہیں مجھ سے قبیلہ انصار کے ایک آدمی نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا برکت کا کرشمہ دیکھا کہ ابوطلحہ کے اس لڑکے کے (جس کا نام آپ نے عبداللہ رکھا تھا اور برکت کی دعا فرمائی تھی) نو لڑکے ہیں جو سب کے سب قرآن کے قاری (اور حافظ وعالم) ہیں'' صحیح مسلم کی ایک اور روایت میں (یہی واقعہ زیادہ وضاحت کے ساتھ مذکور) ہے اس کے الفاظ یہ ہیں: ابوطلحہ کے ایک لڑکے کا جو ام سلیم کے بطن سے تھا (ان کی عدم موجودگی میں) انتقال ہو گیا تو ام سلیم نے اپنے تمام اقرباء سے کہا: تم میں سے کوئی بھی ابوطلحہ کو (سفر سے واپسی پر) اس کے بیٹے کی وفات کی خبر نہ دے (اور تعزیت نہ کرے) جب تک کہ میں خود ان کو اس کی اطلاع نہ دے دوں چنانچہ ابوطلحہ (سر شام) سفر سے واپس آئے تو ام سلیم نے (بڑے اطمینان سے) شام کا کھانا ان کے سامنے رکھا ابوطلحہ نے خوب شکم سیر ہو کر کھانا کھایا پھر اس کے بعد ام سلیم نے (بتکلف) اپنے سابقہ معمول سے بھی بہتر بناؤ سنگھار کیا (اور شب عروسی کے سی تیاری کی) چنانچہ ابوطلحہ نے (پورے نشاط کے ساتھ) جماع کیا جب ام سلیم کو اطمینان ہو گیا کہ انہوں نے شکم سیر ہو کر کھانا بھی کھا لیا

اور اپنی طبعی خواہش بھی پوری کر لی تو ام سلیم نے کہا: اے ابوطلحہ! ذرا یہ تو بتلایئے کہ اگر کسی نے کسی اہل خانہ کو کوئی چیز بطور عاریت دی ہو اور وہ اس عاریت کو واپس مانگے تو کیا صاحب خانہ کو واپس دینے سے انکار کرنے کا حق ہے؟ ابوطلحہ نے کہا: نہیں (ہرگز نہیں) تو ام سلیم نے کہا: تو آپ اپنے بیٹے (کی وفات) پر بھی بنیت اجر و ثواب صبر کیجئے'' ابوطلحہ یہ سنتے ہی غصہ سے آگ بگولا) ہو گئے اور بولے: اری نیک بخت بیوی! اب جبکہ میں حیوانی خواہش (جماع) سے آلودہ ہو چکا اب تو مجھے میرے بیٹے کی وفات کی خبر دینے چلی ہے'' اور (صبح ہوتے ہی) گھر سے چل دیئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور (بڑے غم و غصہ کے ساتھ) پورا واقعہ بیان کیا تو آپ نے (از راہ تحسین و تسلی) فرمایا: اللہ تعالیٰ تم دونوں میاں بیوی کو تمہاری اس شب (عروسی) میں برکت (یعنی اولاد صالح) عطا فرمائیں (چنانچہ اس دعا کے نتیجہ میں) ام سلیم کے ہاں (نو ماہ بعد) لڑکا پیدا ہوا اس وقت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے اور ام سلیم بھی (اپنے شوہر ابوطلحہ کے ساتھ) اس سفر میں آپ کے ہمرکاب تھیں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ آپ جب کسی سفر سے مدینہ طیبہ واپس تشریف لاتے تو رات کے وقت بستی میں داخل نہ ہوتے (اور شہر کے باہر منزل گاہ (پڑاؤ) پر رات گزار کر صبح کو بستی میں داخل ہوتے) چنانچہ جب یہ قافلہ مدینہ کے قریب پہنچا (اور رات کو منزل گاہ پر قیام کیا) تو ام سلیم کو درد زہ شروع ہو گیا (جس کی وجہ سے صبح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب مدینہ میں داخل ہونا دشوار نظر آنے لگا) چنانچہ ان کی وجہ سے ابوطلحہ کو بھی وہیں رکنا پڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے تو راوی کہتا ہے کہ: ابوطلحہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت سے محرومی پر انتہائی یاس کے عالم میں) کہنے لگے: اے میرے رب! تو جانتا ہے کہ میرا جی چاہتا ہے کہ (کسی بھی سفر میں) جب آپ مدینہ سے روانہ ہوں تب بھی میں آپ کے ہمراہ چلوں اور جب آپ (واپس) مدینہ میں داخل ہوں تب بھی میں آپ کے ہمراہ مدینہ میں داخل ہوں اور اس وقت تو دیکھتا ہے کہ مجھے ام سلیم کی وجہ سے یہاں رکنا پڑ رہا ہے تو ام سلیم بولیں: اے ابوطلحہ اب تو مجھے درد زہ کی تکلیف ذرا بھی محسوس نہیں ہو رہی (چلو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی مدینہ چلیں) چنانچہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چل پڑے اور مدینہ پہنچنے کے بعد درد زہ ہوا اور لڑکا پیدا ہوا حضرت انسؓ کہتے ہیں میری والدہ ام سلیم نے کہا: اے انس اس بچہ کو اس وقت تک کوئی دودھ نہیں پلائے گا جب تک کہ تم اس کو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نہ لے جاؤ گے چنانچہ جب صبح ہوئی تو میں نے اس بچہ کو گود میں لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا اس کے بعد واقعہ وہی ہے جو اوپر والی روایت میں گزر چکا ہے۔

ایک مسلمان عورت کا عظیم الشان

صبر و ضبط اور حوصلہ

اس حدیث پاک میں حضرت ام سلیم انصاریہ رضی اللہ عنہا کے صبر و تحمل اور شوہر کے ساتھ وفاشعاری کے جذبہ کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے اس لئے کہ اولاد کی فطری محبت خصوصاً نرینہ اولاد کی۔ اور اس حالت میں کہ ایک لڑکا جس کا نام عمیر تھا اس سے قبل فوت ہو چکا تھا۔ ماں کو جس قدر محبت ہوتی ہے باپ کو اس کا عشر عشیر بھی نہیں ہوتی ماں کی گود کا خالی ہو جانا اس کے لئے ایک ہوش ربا سانحہ ہوتا ہے مگر چونکہ ام سلیم جانتی تھیں کہ ان کے شوہر کو بھی اس بچہ سے بے حد محبت تھی اگر سفر سے واپس آتے ہی ان کو اس سانحہ کی خبر دے دی گئی تو شدت غم واندوہ سے نہ معلوم کتنے دن تک کے لئے کھانے پینے اور آرام وراحت سے محروم ہو جائیں گے اس لئے خود اپنے کلیجہ

پر صبر وضبط کا پتھر رکھا اور شوہر کو سفر کی تکان دور کرنے کا موقع دیا نہ صرف یہ بلکہ بتکلف خود کو معمول سے زیادہ آراستہ وپیراستہ کر کے طبعی خواہش (جماع) کی ترغیب کا سامان بھی مہیا کیا اور فراغت کے بعد انتہائی حکیمانہ انداز میں بیٹے کی وفات کی خبر سنائی واقعی بڑے ہی سخت صبر وضبط عقل ہوش اور حوصلہ کا کام ہے اسی لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تحسین ستائش اور دعا برکت فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے اس کا نعم البدل عطا فرمایا ہمارے زمانہ کی خواتین اور ماؤں کے لئے یہ واقعہ انتہائی سبق آموز ہے۔

حضرت ام سلیمؓ مسلمان خواتین کیلئے قابل تقلید

حضرت ام سلیم انصاریہ رضی اللہ عنہا اپنی خدا پرستی' دینداری اور خوبیوں کے اعتبار سے ایک قابل تقلید مسلمان خاتون ہیں خصوصاً مسلمان عورتوں کے لئے' ان کے پہلے شوہر حضرت انس کے والد کا نام مالک تھا جونہی اسلام مدینہ میں پہنچا یہ فوراً مسلمان ہوگئیں نہ صرف یہ بلکہ اپنے شوہر مالک کو بھی اسلام قبول کرنے کی دعوت دی وہ شقی القلب کافر اس پر بے حد غضب ناک ہوا اور گھر سے نکل گیا اور ملک شام چلا گیا اور وہیں وفات پا گیا ابو طلحہ ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے عدت گزرنے کے بعد انہوں نے ام سلیم کو نکاح کا پیغام بھیجا ام سلیم نے اسلام قبول کر لینے کی شرط کے ساتھ اپنی آمادگی ظاہر کی چنانچہ ابو طلحہ مسلمان ہو گئے اور ام سلیم سے نکاح کر لیا اس لحاظ سے ابو طلحہ حضرت انس کے سوتیلے باپ ہیں۔

ام سلیمؓ کی خدمت گزاری کا صلہ

ام سلیم بے حد سمجھدار مدبر اور منتظم اور خدمت گزار خاتون تھیں اسی لئے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم امور خانہ داری اور ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن سے متعلق نسوانی انتظامات انہی کے سپرد فرمایا کرتے تھے انہوں نے اپنے بڑے بیٹے حضرت انسؓ کو دس سال کی عمر میں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور خادم پیش کر دیا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرما لیا تھا اور دس سال تک شب وروز اندرون خانہ اور بیرون خانہ سفر میں ہوں یا حضر میں برابر خدمت میں مصروف رہے۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا اثر

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ام سلیم نے ایک دن انس کے لئے دعاء برکت کی درخواست کی آپ نے از راہ کمال شفقت انس کے لئے عمر میں درازی اور مال واولاد میں برکت کی دعا فرمائی چنانچہ انسؓ نے سو سال سے زیادہ لمبی عمر پائی اور ان کی زندگی ہی میں ان کے بیٹوں پوتوں کی تعداد بھی سو سے اوپر پہنچ گئی تھی اور ان کا شمار ہمیشہ دولت مند صحابہؓ میں رہا اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ کے دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائیں کہ یہی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی خدمت اور محبت کی دلیل اور دنیا وآخرت میں کام آنے والا سرمایہ ہے۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! تمام لعنت زدہ کاموں سے ہمیں بچا لیجئے کہ ہم جن سے آپ ناراض ہوتے ہیں۔ یا اللہ ہم آپ کے مواخذہ کو برداشت نہیں کر سکتے نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔

یا اللہ! ہمارے پاس اور کوئی سرمایہ نہیں' کوئی وسیلہ نہیں اقرار جرم کرتے ہیں آپ کے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کر کے آپ کی رحمت کے طلب گار ہیں۔

بہادری زور آزمائی کا نام نہیں ہے

وعن ابی ھریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: لیس الشدید بالصرعة، انما الشدید الذی یملک نفسه عند الغضب، (متفق علیه)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بڑا بہادر وہ نہیں ہے جو (کشتی میں) سب کو پچھاڑ دے شہ زور بہادر تو درحقیقت صرف وہ شخص ہے جو غیض وغضب (کی حالت) میں خود کو اپنے قابو میں رکھے۔

شجاعت اور بہادری کا معیار

حدیث پاک کی تعلیم کا حاصل یہ ہے کہ جسمانی قوت وطاقت اور اس کے استعمال کرنے کی قدرت پر شجاعت کا مدار نہیں شجاعت کا مدار صرف قوت نفس پر ہے اور اس کا پتہ صرف اس وقت چلتا ہے جبکہ انسان انتہائی غیض وغضب اور اشتعال کی حالت میں بھی اپنے آپ کو قابو میں رکھے اور وہی کرے جو عقل سلیم، کرم نفس اور قانون عدل وانصاف کا تقاضا ہو اگر عقل اور شریعت جسمانی طاقت سے کام لینے اور سزا دینے کو ضروری قرار دیں تو جسمانی طاقت استعمال کرے اور اسی حد تک جس حد تک ضروری ہو ورنہ نہیں خواہ نفس کتنا ہی طاقت استعمال کرنے اور انتقام لینے کا تقاضا کرے مگر اس کے تقاضہ پر عمل نہ کرے بلکہ صبر اور درگزر سے کام لے۔

امام نووی اس حدیث کو صبر کے باب میں کیوں لائے

اسی لئے امام نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو شجاعت کے بجائے صبر کے بیان میں نقل کیا ہے اس لئے کہ کامل صبر وضبط کے ملکہ کے بغیر اس حدیث پر عمل نہیں کیا جاسکتا گویا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث میں درحقیقت صبر وضبط کی تعلیم دے رہے ہیں چنانچہ خلق عظیم کے مالک افضل الخلائق صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرہ طیبہ اور آپ کے اسوہ حسنہ کے رنگ میں رنگے ہوئے صحابۂ کرام خصوصاً حضرت علی مرتضیٰ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہم کی سیرت میں اس شجاعت اور صبر وضبط کی مثالیں آپ کو بکثرت ملیں گی کہ آپ کو ناانصافی کا اتہام لگانے والے لوگ گستاخ شخص پر کتنا شدید غصہ آیا تھا آپ چاہتے تو اس کو توہین وایذاء رسول کے جرم میں قتل کر سکتے تھے مگر چونکہ آپ کا ذاتی معاملہ تھا اس لئے آپ نے صبر اور درگزر سے کام لیا یہی قرآن مجید کی تعلیم ہے ارشاد ہے۔

اور بخدا اگر تم درگزر کرو (اور انتقام نہ لو) تو یہ تو صبر کرنے والوں کے لئے بہت بہتر ہے

صبر اور درگزر کہاں نہیں کرنا چاہئے

باقی اگر اسی اور پر کوئی ظلم کرتا ہو یا کسی کی آبرو پر حملہ کرتا ہو تو آپ ہرگز درگزر نہیں فرماتے تھے اور قرار واقعی سزا دیتے تھے چنانچہ صلوٰت ماثورہ (مسنون درود) کے کلمات میں آپ کی شان یہ مذکور ہے۔

اے اللہ تو رحمت نازل فرما ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جس کی مجلسوں میں کسی کی بے آبروئی نہیں کی جاتی تھی اور جو ظلم کرنے والے سے چشم پوشی (اور درگزر) نہیں فرمایا کرتے تھے۔

انسان کے صبر وضبط کی آزمائش کا موقعہ

وعن سليمان بن صرد رضى الله عنه قال: كنت جالساً مع النبى صلى الله عليه وسلم ورجلان يستبان، وأخدهما قد احمز وجهه، وانتفخت اوداجه. فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انى لا علم كلمة لو قالها لذهب عنه ما يجد، لو قال: اعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ذهب منه ما يجد، فقالوا له: ان النبى صلى الله عليه وسلم قال: تعوذ بالله من الشيطان الرجيم، متفق عليه

ترجمہ: حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ: میں (ایک دن) رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا اور دو آدمی آپس میں گالی گلوچ کر رہے تھے ان میں سے ایک کا (غصہ کے مارے برا حال تھا) چہرہ سرخ ہو رہا تھا گردن کی رگیں پھول رہی تھیں تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین سے فرمایا: مجھے ایک کلمہ ایسا معلوم ہے کہ اگر یہ اس کلمہ کو پڑھ لے تو اس کا یہ سارا غصہ کافور ہو جائے گا اگر یہ **اعوذ بالله من الشيطان الرجيم** پڑھ لے تو اس کا یہ سارا غصہ ختم ہو جائے" تو لوگوں نے اس شخص سے کہا (ارے بے وقوف) نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تو **اعوذ بالله من الشيطان الرجيم** کیوں نہیں پڑھ لیتا یعنی مردود شیطان سے اللہ کی پناہ کیوں نہیں لے لیتا۔

غصہ کو فرو کرنے اور صبر وضبط اختیار کرنے کی تدبیر

غصہ اور غیض وغضب خاص کر کسی شخص کی بے جا زیادتی پر ایک طبعی چیز اور فطری امر ہے اور انسان کا ازلی دشمن مردود شیطان اس طبعی اور فطری جذبہ سے ناجائز فائدہ اٹھا کر عموماً انسان کو ظلم وجور اور باہمی جھگڑے فساد کا مرتکب بنا دیتا ہے اس حالت میں صبر وضبط سے کام لینا اور عقل وخرد کے تقاضے یا شریعت کی تعلیمات پر عمل کرنا اور مردود شیطان کے بچھائے ہوئے جال سے بچنا بڑا ہی مشکل کام ہے اسی لئے اس حدیث پاک میں غیض وغضب کو فرو کرنے کی تدبیر شیطان لعین سے اللہ کی پناہ لینا اور صبر وتحمل اختیار کرنا بتلائی ہے جیسا کہ اگلی حدیث نمبر ۲۴ میں اس صبر وضبط کے اجر عظیم کی بشارت دی گئی ہے۔

انتقام لینے کی قدرت کے باوجود صبر وضبط

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنا غصہ اتارنے (اور بدلہ لینے) پر قادر ہو اور اس کے باوجود وہ اپنے غصہ کو دبائے (اور قابو میں رکھے) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو تمام مخلوق کے سامنے بلائیں گے اور اختیار دیں گے کہ وہ جنت کی آہو چشم حوروں میں سے جس کو چاہے لے لے۔

ان دونوں حدیثوں کو صبر کے باب میں لانے کی وجہ

آپ ہر دو حدیثوں کی مذکورہ بالا تشریح سے بخوبی سمجھ چکے ہیں کہ غیض وغضب اور غصہ، جو بقول حکماء جنون ساعۃ وقتی دیوانگی ہے۔ کے حملہ سے بچنے یا اس کے حملہ کے وقت اس کی مضرت سے بچنے کی واحد تدبیر صبر وضبط اور تحمل وبردباری کا دامن مضبوطی سے تھامے رہنا ہے اسی کی ان دونوں حدیثوں میں تعلیم دی گئی ہے اسی لئے امام نوویؒ ان کو صبر کے باب میں لائے ہیں۔

غیض وغضب اور صبر وضبط

وعن ابی هريرة رضی الله عنه، ان رجلا قال للنبی صلی الله علیه وسلم: اوصنی، قال ولا تغضب، فردد مرارا، قال: لا تغضب (بخاری)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ مجھے کوئی وصیت فرمایئے (جس پر میں عمر بھر کاربند رہوں) آپ نے فرمایا: غصہ کبھی مت کرنا راوی کہتے ہیں: اس شخص نے (اپنی کوتاہ فہمی کی وجہ سے) بار بار یہی سوال لوٹایا: مجھے وصیت کیجئے'' آپ نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا: غصہ کبھی مت کرنا۔

غصہ بری بلا ہے اور اسکا علاج صبر وتحمل کا ملکہ ہے

حقیقت یہ ہے کہ اچھے سے اچھا سمجھدار انسان بھی شدید غصہ کی حالت میں عقل وخرد سے خارج اور بالکل پاگل ہو جاتا ہے نہ خدا رسول کی تعلیمات کا ہوش رہتا ہے نہ اخلاق وانسانیت کے تقاضوں کا' اسی لئے کہا گیا ہے **الغضب جنون ساعة** (غصہ تھوڑی دیر کی دیوانگی کا نام ہے) علماء اخلاق نے لکھا ہے کہ بعض مرتبہ شدت غیض وغضب سے انسان کی موت واقع ہو جاتی ہے یا مستقل طور پر پاگل ہو جاتا ہے اور یہ تو بالکل عام بات ہے کہ غصہ فرو ہونے کے بعد انسان خود کو اپنے کئے پر ملامت کیا کرتا ہے اور بسا اوقات بڑے بڑے دوررس نقصانات اٹھانے پڑتے ہیں اور اس غصہ کے بھوت پر قابو پانا صبر وضبط کا ملکہ پیدا کئے بغیر اور برداشت وتحمل کی عادت ڈالے بغیر ممکن نہیں لہٰذا غصہ نہ کرنے کی وصیت کا منشا درحقیقت صبر وضبط کی عادت ڈالنے کی وصیت فرمانا ہے اور صبر وضبط کے دنیوی واخروی فوائد اور عنداللہ پسندیدہ اور موجب اجر وثواب ہونے کا حال آپ اس باب کی قرآن آیات میں پڑھ چکے ہیں اور احادیث میں پڑھ ہی رہے ہیں اسی لئے امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کو صبر کے باب میں لائے ہیں۔

صبر وشکر اختیار کرنے کا صلہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آگاہ فرمایا کہ: مومن مردوں اور مومن عورتوں کے جان پر' اولاد پر' مال پر' (ناگہانی) بلائیں اور مصیبتیں برابر آتی رہتی ہیں (اور وہ برابر توبہ واستغفار اور صبر وشکر کرتے رہتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں ان کی خطائیں معاف ہوتی رہتی ہیں) یہاں تک کہ وہ تمام گناہوں اور خطاؤں سے پاک وصاف' اللہ سے جا ملتے ہیں۔

صبر وضبط کا عظیم فائدہ

کمال ایمان کا لازمی تقاضہ ہے' مصائب پر صبر وشکر اور توبہ واستغفار' اور ظاہر ہے کہ جب ایک مخلص مومن کا شب وروز کا وظیفہ توبہ واستغفار ہوگا تو گناہوں اور خطاؤں کے باقی رہنے کا سوال ہی نہیں باقی رہتا حدیث شریف میں آتا ہے **التائب من الذنب کمن لاذنب له** (گناہ سے توبہ کر لینے والا اس شخص کی مانند ہو جاتا ہے جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو) ایسی صورت میں صبر وشکر کا رفع درجات اور قرب الٰہی کا موجب ہونا سابقہ احادیث کی روشنی میں یقینی ہے اور یہی ایک مومن کی انتہائی معراج ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

حضرت عمرؓ کے صبر وتحمل کا ایک واقعہ

وعن ابن عباس رضی الله عنهما قال: قدم عيينة بن حصن فنزل على ابن اخيه احر بن قيس، وكان من النفر الذين يدنيهم عمر رضی الله عنه، وكان القراء اصحاب مجلس عمر رضی الله عن ومشاورته كهولا كانوا او شبازل فقال عيينة لابن اخيه (رياض الصالحين)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: (ایک عرب قبیلہ کا سردار) عیینہ بن حصن (مدینہ) آیا اور اپنے بھتیجے حر بن قیس کے پاس ٹھہرا یہ حر بن قیس اور لوگوں (یعنی اراکین شوریٰ) میں سے تھے جن کو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنے سے قریب تر رکھتے تھے حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اہل مجلس (مقربین) اور ارباب شوریٰ (مشیر) حفاظ قرآن ہی ہوا کرتے تھے بڑے ہوں یا چھوٹے' سن رسیدہ ہوں یا نوعمر' تو عیینہ نے اپنے بھتیجے حر بن قیسؓ سے کہا: برادرزادے! تمہیں ان امیر المومنین سے قرب خاص حاصل ہے تو مجھے ملاقات کی اجازت لے دو چنانچہ حر بن قیسؓ نے ملاقات کی اجازت طلب کی حضرت عمرؓ نے اجازت دے دی جب یہ دونوں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عیینہ نے کہا: اے خطاب کے بیٹے! وہ (شکایت جس کے پیش کرنے کے لئے میں آیا ہوں) یہ ہے کہ خدا کی قسم نہ تم ہمیں (ہمارے قبیلہ کو) عطا کثیر ہی دیتے ہو اور نہ ہمارے حق میں عدل وانصاف ہی کرتے ہو' فاروق اعظم (اس دریدہ دہنی اور افترا پردازی پر) غصہ (سے آگ بگولا) ہو گئے یہاں تک کہ آپ نے قصد کیا کہ اس (گستاخ مفتری) کو قرار واقعی سزا دیں تو حر بن قیسؓ فوراً بولے! امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاہلین۔ عفو کو اختیار کرو' بھلی بات کا حکم دو اور جاہلوں سے درگزر کرو۔ اور یہ (میرا چچا) یقیناً جاہلوں میں سے ہے (اور اسلامی اخلاق وآداب سے نابلد ہے) راوی حدیث ابن عباسؓ کہتے ہیں: خدا کی قسم جوں ہی حر بن قیسؓ نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی حضرت عمر (کا غصہ بالکل سرد پڑ گیا اور انہوں) نے آیت کریمہ (کے حکم) سے سرمو تجاوز نہیں کیا حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں: فاروق اعظمؓ کتاب اللہ کے حکم کے سامنے ہمیشہ سر تسلیم خم کر دیا کرتے تھے۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خصوصیت

فاروق اعظمؓ جیسے سخت مزاج انسان۔ جن کے متعلق سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ یہ ہے **واشدهم فی امر الله عمر** (اللہ کے معاملہ میں تمام صحابہؓ سے زیادہ سخت عمر ہیں) کا عمر پر نہیں بلکہ خلیفہ رسول اللہ پر' ناانصافی کا الزام لگانے والے گستاخ شخص پر مشتعل اور غصہ سے آگ بگولا ہو جانا نہ صرف فطری بلکہ دینی تقاضہ تھا۔ مگر آیت کریمہ کو سنتے ہی غیظ وغضب کا یکسر فرو ہو جانا انتہائی صبر وتحمل کی دلیل ہے درحقیقت انتہائی اشتعال اور محل غیظ وغضب کی حالت میں صبر وتحمل اختیار کرنا بے حد کٹھن اور مشکل کام ہے اور صبر وضبط کی سب سے بڑی آزمائش ہے اللہ تعالیٰ کی توفیق خاص کے بغیر اس کٹھن آزمائش میں پورا اترنا ممکن نہیں اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس صبر وتحمل کی توفیق عطا فرمائیں آمین۔

مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشن گوئی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد (غیر مستحق

لوگوں کو مستحقین پر) ترجیح (فوقیت) دی جائے گی اور ایسے امور پیش آئیں گے جن کو تم اوپر (غیر اسلامی) محسوس کرو گے (یعنی میری سنت اور سیرت کے خلاف محسوس کرو گے صحابہؓ نے عرض کیا: تو (ایسے وقت کے لئے) آپ ہم کو کیا حکم دیتے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تمہارے اوپر (حکمرانوں کی اطاعت کا) حق ہے اس کو تو پورا پورا ادا کرنا اور جو تمہارا حق ہو (اور وہ مارا جائے اس کو اللہ تعالیٰ سے مانگنا (حکمرانوں کے خلاف بغاوت ہرگز نہ کرنا جب تک کہ کھلے کفر کی نوبت نہ آجائے)

صبر کا ایک اہم مقام

علانیہ حق تلفی کو برداشت کرنے کے لئے بھی بڑے حوصلہ اور صبر وضبط کی ضرورت ہے اسلامی ملکوں میں امن وامان برقرار رکھنے کی نیت سے اس ظلم وجور کو برداشت کرنا بہت بڑی قومی اور اجتماعی نیکی اور عند اللہ اجر وثواب عظیم کا موجب ہے اس لئے کہ ان اللہ لایحب الفساد (بیشک اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔)

قومی اور جماعتی امن وامان کی تعلیم

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک انصاری رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا آپ مجھے عامل (زکوۃ وصدقات کا محصل) نہیں بنا دیتے؟ جیسے آپ نے فلاں شخص کو بنایا ہے؟'' تو مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (میں نے تو کسی غیر مستحق کو مستحق پر فوقیت نہیں دی ہاں تم میرے بعد عنقریب یہ ترجیح (اور حق تلفی) دیکھو گے پس اس وقت تم اس پر مرتے دم تک صبر کرنا (اور حق تلفیاں کرنے والوں کے خلاف کوئی باغیانہ قدم نہ اٹھانا) یہاں تک کہ (اس صبر وتحمل کے صلہ میں) تم مجھ سے حوض کوثر پر آملو۔

حاکم کی حق تلفی کے باوجود صبر وتحمل اختیار کی ہدایت

اسلام مذہب ''امن وسلام'' ہے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تعلیمات قومی اور اجتماعی امن وسلامتی کو برقرار رکھنے راعی اور رعایا' حکومت اور اہل ملک' کے درمیان مخالفت اور خانہ جنگی کا سد باب کرنے پر مبنی ہیں عموماً حکمرانوں سے حق تلفیاں ہوتی ہیں نہ بھی ہوں تو بھی عوام محسوس کرتے ہیں کہ ہماری حق تلفی ہو رہی ہے درحقیقت کچھ حکومت اور حکمرانوں کی بھی مشکلات اور دشواریاں ہوتی ہیں جن کی بنا پر وہ اپنے رویہ میں حق بجانب ہوتے ہیں مگر عوام یا ان سے صحیح معنی میں واقف نہیں ہوتے یا وہ اپنے حقوق کے مطالبہ میں اس قدر مغلوب ہو جاتے ہیں کہ انہیں وہ مشکلات اور دشواریاں نظر ہی نہیں آتیں اور حکمرانوں پر ظلم وجور اور حق تلفی کا الزام لگانے لگتے ہیں۔

ملک میں امن وامان قائم رکھنے کی اسلامی تدبیر

ایسی صورت میں ملک کے استحکام کو محفوظ رکھنے کی یہی تدبیر ہوسکتی ہے کہ ایک طرف حکمرانوں کو عدل وانصاف قائم کرنے اور بے رو رعایت عوام کے حقوق ادا کرنے کی سخت ترین تاکید کی جائے دوسری طرف لوگوں کو حق تلفیوں پر صبر وتحمل اور ایثار کی ترغیب دی جائے یہی اسلامی تعلیمات کی ''روح'' ہے اگر راعی اور رعایا حاکم اور محکوم نیک نیتی کے ساتھ ان تعلیمات پر قائم اور کاربند رہیں تو حکومت کی مخالفت اور بغاوت کی نوبت آ ہی نہیں سکتی اور ملکی استحکام کو نقصان پہنچ ہی نہیں سکتا اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کے عوام اور حکمرانوں کو ان اسلامی تعلیمات پر کاربند ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔

دُعا کیجئے: یا اللہ! اس ماہ کا ایک ایک لمحہ' ایک ایک سانس ہمارے لئے باعث رحمت بنا دیجئے۔

میدان جہاد اور صبر واستقلال کی تعلیم

وعن ابی ابراهیم عبدالله بن ابی اوفی رضی الله عنهما ان رسول الله صلی الله علیه وسلم فی بعض ایامه التی لقی فیها العدو، انتظر حتی اذا مالت الشمس قام فیهم (ریاض الصالحین)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض لڑائیوں میں دشمن پر حملہ کرنے میں (سورج ڈھلنے کا) انتظار فرمایا ہے۔

اسلامی جہاد کے آداب

یہاں تک کہ جب سورج ڈھل گیا ہے تو پہلے کھڑے ہوکر غازیوں سے خطاب فرمایا ہے: اے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والو! دشمن سے لڑائی کی آرزو مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا مانگو پھر جب دشمن سے مقابلہ ہو ہی جائے تو صبر کرو (ثابت قدمی اور پائیداری سے کام لو) اور یقین کرلو کہ تلواروں کے سایہ کے نیچے جنت ہے (شہید ہوتے ہی سیدھے جنت میں جاؤ گے اور زندہ وجاوید ہوجاؤ گے) اس خطبہ کے بعد (ہاتھ اٹھاکر) دعا فرمائی ہے: اے اللہ تعالیٰ آسمان سے کتاب (قرآن) نازل کرنے والے بادلوں کو ادھر سے ادھر لے جانے والے اور باطل پرستوں کے گروہوں کو شکست دینے والے! تو ان دشمنوں کو پسپا کردے اور ان کے مقابلہ پر ہماری مدد فرما''۔

صبر واستقلال کی آزمائش کا سب سے بڑا مقام

ظاہر ہے کہ انسان کے صبر وضبط کی سب سے بڑی آزمائش کا مقام میدان جنگ ہے بڑے بڑے بہادروں کے قدم محاذ جنگ پر دشمنوں کی مسلح افواج کو دیکھ کر پھسل جاتے ہیں اسی لئے قرآن عظیم اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے بڑا گناہ کبیرہ فرار من الزحف (محاذ جنگ سے فرار) کو قرار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونے والوں کی موت کو اشرف الموت قتل الشهدآء (سب سے شریف موت شہیدوں کا قتل ہے) کے تحت سب سے زیادہ باعزت موت قرار دیا ہے تاہم دشمنوں سے لڑائی کی آرزو کرنے سے بھی منع فرمایا ہے جیسا کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے اس میدان جنگ کے خطبہ سے ظاہر ہے یعنی دشمنوں سے خواہ مخواہ لڑائی مول بھی مت لو مگر جب جنگ ناگزیر ہوجائے تو صرف اللہ تعالیٰ کی نصرت پر بھروسہ رکھو اور انتہائی پامردی کے ساتھ دشمنوں سے مرتے دم تک لڑو یہاں تک کہ اللہ کی راہ میں جان دے دو اور سیدھے جنت میں جاؤ۔

اسلام کے خلاف ایک پروپیگنڈے کی تردید

اس خطبہ سے دشمنان اسلام کے اس پروپیگنڈے کی بھی زبردست تردید ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ اسلام تو صرف خونریزی اور غارتگری کی تعلیم دیتا ہے اسے امن وسلام سے کیا واسطہ اسلام اگر ایک طرف۔ جب دشمنان اسلام سے جنگ کے سوا کوئی چارہ کار باقی نہ رہے تو انتہائی پامردی کے ساتھ لڑنے کی تعلیم دیتا ہے تو دوسری طرف دشمنوں سے باعزت صلح وآشتی کی بھی تعلیم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وان جنحوا للسلم فاجنح لها (اے پیغمبر اگر دشمن صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی صلح کی طرف مائل ہوجاؤ)

اسلامی جہاد کا مقصد

اسلام کی تمام تر قتال وجہاد کی تعلیمات کا واحد مقصد کلمۃ

اللہ۔ اللہ کے حکم کو۔ بلند کرنا اور اللہ کی حاکمیت کو قائم کرنا ہے۔ جس کی زیر سایہ غیر مسلم بھی اسی طرح امن وامان کے ساتھ زندگی بسر کر سکتے ہیں جیسے مسلمان۔ اسلام جس طرح ایک مسلمان کی جان ومال کی سلامتی کی ضمانت دیتا ہے اسی طرح وہ ایک ذمی (غیر مسلم رعایا) کی جان ومال کی سلامتی کا بھی ضامن ہے تفصیل کے لئے قرآن وحدیث اور فقہ اسلامی کی تعلیمات کی مراجعت کیجئے۔

صدق کے لغوی اور شرعی معنی

لغت کے اعتبار سے اگرچہ صدق کے معنی "سچ بولنا" اور واقعہ کے مطابق بات کہنا کئے جاتے ہیں اور اس لحاظ سے صدق انسان کی زبان اور قول کے ساتھ مخصوص ہوجاتا ہے مگر شریعت کی اصطلاح میں صدق کے تحت انسان کے قول کی طرح خود اس کا اپنا فعل بھی داخل ہے اور صدق فی الفعل کے معنی یہ ہیں کہ انسان جو زبان سے کہے اس پر عمل بھی کرے اس کو پورا بھی کرے اس لحاظ سے صدق فی الفعل کا تعلق اپنی ذات سے ہوجاتا ہے جیسا کہ صدق فی القول کا تعلق "غیر" سے ہوتا ہے یعنی کسی کے متعلق جو بات کہے بالکل سچی اور واقعہ کے مطابق کہے بالفاظ دیگر عربیت کی اصطلاح کے مطابق صدق فی القول "خبر" ہے اور صدق فی الفعل "انشا" ہے۔

صدق فی القول اور صدق فی الفعل کی خلاف ورزی

صدق فی القول کی خلاف ورزی یعنی جان بوجھ کر جھوٹ بولنا اور واقعہ کے خلاف بات کہنے پر تو قرآن کریم میں بے شمار وعیدیں آئی ہیں حتیٰ کہ لعنة الله علی الکاذبین۔ جھوٹوں پر خدا کی لعنت۔ تک کی تصریح ہے اسی طرح صدق فی الفعل کی خلاف ورزی۔ یعنی جو زبان سے کہنا اس پر عمل نہ کرنا۔ بھی شدید وعید آتی ہے ارشاد ہے۔

اے ایمان والو! جو تم کرتے نہیں وہ زبان سے کیوں کہتے ہو۔ یعنی بڑی بری بات ہے بلکہ زبردست اخلاقی کمزوری ہے کہ جو زبان سے کہو اس پر عمل نہ کرو انسان کو اپنی زبان کا پاس ہونا چاہئے۔ چاہے کچھ بھی ہوجائے جو زبان سے کہا اسے پورا کرنا چاہئے گویا ایمان کے دعویٰ کے بالکل منافی ہے کہ جو تم زبان سے کہو اس پر عمل نہ کرو یا جو عہد کرو اس کو پورا نہ کرو۔ اسی پر بس نہیں بلکہ ارشاد ہے۔

بہت بڑی ناراضگی کا موجب ہے اللہ کے نزدیک کہ تم جو کہو اس پر عمل نہ کرو۔ اس لئے ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ صادق القول یعنی "راست گفتار" بھی ہو اور صادق الفعل یعنی "راست کردار" بھی ہو تب ہی وہ کامل مومن ہوسکتا ہے خدا کی ناراضگی اور قہر وغضب سے بچ سکتا ہے اور اگر کبھی دانستہ یا نادانستہ طور پر قول یا فعل میں جھوٹ سرزد ہوجائے تو فوراً اس سے توبہ واستغفار کرے اور اگر وہ قول یا فعل کسی دوسرے شخص کے حق سے متعلق ہو تو اس کی تلافی کرنا یا اس سے معاف کرانا بھی از بس ضروری ہے جیسا کہ آپ توبہ کے شرائط میں پڑھ چکے ہیں۔

ہماری حالت اور اس کا نتیجہ

آج کل ہم مسلمانوں میں دوسری قوموں کی دیکھا دیکھی جھوٹ۔ دونوں قسم کا۔ اس قدر عام ہوگیا ہے کہ نہ صرف یہ کہ اسے کوئی گناہ اور جرم نہیں سمجھتے بلکہ "ہنر" سمجھتے ہیں اسی لئے طرح طرح سے اللہ کا قہر وغضب ہم مسلمانوں پر نازل ہو رہا ہے العیاذ باللہ

دُعا کیجئے: یا اللہ! ہمارے پاس اور کوئی سرمایہ نہیں، کوئی وسیلہ نہیں اقرار جرم کرتے ہیں آپ کے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کر کے آپ کی رحمت کے طلب گار ہیں۔

سچ کی عادت انجام نیک.....جھوٹ کی عادت انجام بد

فالاول عن ابن مسعود رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: ان الصدق یهدی الی البر وان البر یهدی الی الجنة، وان الرجل لیصدق حتی یکتب عند الله صدیقاً، وان الکذب یهدی الی الفجور، یهدی الی النار، وان الرجل لیکذب حتی یکتب عند الله کذاباً (متفق علیه)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک سچ (انسان کو) نیکوکاری کا راستہ بتلاتا ہے اور نیکوکاری یقیناً (انسان کو) جنت میں پہنچا دیتی ہے اور بیشک آدمی سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں (اس کا نام) صدیقین میں لکھ دیا جاتا ہے (اس کے برعکس) جھوٹ (انسان کو) بدکاری کا راستہ بتلاتا ہے اور بدکاری یقیناً (انسان کو) جہنم میں پہنچا دیتی ہے اور بیشک آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں (اس کا نام) کذابین بڑے جھوٹوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔

صادقین سے صدیقین تک، کاذبین سے کذابین تک

اس حدیث میں صدق سچ بولنے کے اس فائدہ کو واضح کیا ہے نیز اس کے برعکس کذب جھوٹ بولنے کی اس مضرت کو ظاہر فرمایا ہے جس کی بناء پر جھوٹا آدمی عذاب اور سزا کا مستحق ہو جاتا ہے نیز یہ بھی واضح فرمایا ہے کہ قول اور فعل میں سچائی اختیار کرنے اور عادت ڈالنے کا ثمرہ یہ ہے کہ انسان صادقین کے درجہ سے ترقی کر کے صدیقین کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے جن کا مقام اللہ تعالیٰ کے ہاں انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد ہے اس کے برعکس جھوٹ اور اس کی عادت کا اندازہ کیجئے کہ جھوٹ کی جرأت پیدا ہو جانے کے بعد بے شمار گناہوں اور جرموں کی راہ ہموار ہو جاتی ہے انسان بڑے سے بڑے گناہ اور جرم کا ارتکاب کرنے سے بھی نہیں جھجکتا محض اس بنیاد پر کہ اگر بات کھلی تو میں صاف انکار کر دوں گا نتیجہ ظاہر ہے کہ دنیا میں بھی ذلیل وخوار اور رسوا ہوتا ہے اپنے کئے کی سزا بھگتنا ہے اور آخرت میں تو جہنم کا عذاب اس کے لئے ہے ہی اسی لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسے عادی جھوٹے کا نام کذابین میں لکھ دیا جاتا ہے اور اس کا مقام جہنم کا سب سے نچلا طبقہ منافقین کا خاص مقام ہوتا ہے۔ العیاذ باللہ

منافقین کی نشانیاں

اسی لئے مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کی علامت بتلائی ہے **اذاحدث کذب واذاوعداخلف واذا عاهد غدر**. جب بھی بات کرے جھوٹ بولے اور جب بھی وعدہ کرے اس کا خلاف کرے اور جب بھی کسی سے عہد کرے تو عہد شکنی کرے پہلی صفت سے صدق فی القول کے منافی اور کذب فی القول ہے دوسری اور تیسری صفت میں صدق فی الفعل کی ضد اور کذب فی الفعل ہے۔

صدق اور کذب کا خاصہ

یہ صدق اور کذب' سچ اور جھوٹ۔ کی دینی اور اخروی

منفعت اور مضرت ہوئی حدیث ذیل میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدق اور کذب کا ایک ایسا خاصہ (خاص وصف) بیان فرمایا ہے جو دنیا اور آخرت دونوں میں پایا جاتا ہے۔

الصدق ینجی والکذب یھلک: سچ نجات دیتا ہے اور جھوٹ ہلاک کرتا ہے۔

یعنی صدق نجات کا ذریعہ ہے اور کذب ہلاکت کا' دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ دنیا کے واقعات اور تجربات شاہد ہیں کہ سچ بولنے کی عادت دنیوی زندگی میں بھی انسان کی قدر ومنزلت اور عزت وسرخروئی کا سبب بنتی ہے اور آخرت کے اعتبار سے بھی صدیقین کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے اس کے برعکس جھوٹ بولنے کی عادت دنیا میں بھی ذلت وخواری اور رسوائی کا موجب ہوتی ہے اور آخرت میں تو جھوٹے منافقوں کے ساتھ اس کا حشر ہوگا ہی اگرچہ سچ بولنے کی وجہ سے دنیوی اور مادی اعتبار سے کچھ نقصان ہی کیوں نہ اٹھانا پڑے اور جھوٹا آدمی جھوٹ بول کر دنیوی اعتبار سے کچھ منفعت ہی کیوں نہ حاصل کرلے حتیٰ کہ سچے آدمی کی تو ''موت'' بھی باعزت موت سمجھی جاتی ہے اور جھوٹے آدمی کی سلامتی اور زندگی بھی لعنت اور پھٹکار کی زندگی سمجھی جاتی ہے **لعنة الله علی الکاذبین** جھوٹے آدمی کیلئے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

ایک قیمتی نصیحت

حضرت حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: مجھے اپنے نانا خاتم انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک قیمتی نصیحت خوب اچھی طرح یاد ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا: جس بات میں شک یا تردد ہو اس کو چھوڑ دو اور جس میں کوئی شک وشبہ یا تردد نہ ہو اس کو اختیار کرو (تاکہ جھوٹا بننے کا امکان نہ رہے) اس لئے کہ سچ قلبی اطمینان کا نام ہے اور جھوٹ بے اطمینانی اور تردد کا۔

کسی بات کے سچ یا جھوٹ ہونے کی پہچان

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ کی نہایت اہم پہچان بتلائی ہے وہ ہے ''اطمینان قلب'' جس کو اردو محاورے میں کہتے ہیں ''دل ٹھکنا'' یعنی جس بات پر دل ٹھکے اس کو سچ سمجھو اور جس پر دل مطمئن نہ ہو اس کے سچ مت سمجھو بسا اوقات کوئی بات بظاہر جھوٹی نہیں معلوم ہوتی مگر دل اس پر نہیں ٹھکتا تو احتیاط کا تقاضہ ہے کہ اس بات کو باور بھی نہ کرو اور جھٹلاؤ بھی مت' وقت گزرنے پر پتہ چل جاتا ہے کہ واقعہ کیا تھا۔

مومن کا دل

خاص کر ایک مومن کامل کے قلب کے متعلق تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: **اتقوا فراسة المؤمن فانه ینظر بنور الله** ایک مومن کی فراست قلبی سے ہوشیار رہو اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔

شریعت کا حکم

شرعاً بھی کسی بات کو سن کر بلاتحقیق بیان کر دینا ممنوع ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

جس بات کا علم (یقین) نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑو بیشک (انسان کے) کان' آنکھیں اور دل ان میں سے ہر ایک سے باز پرس ہونی چاہے۔

اسی لئے جو لوگ سچ بولنے کا اہتمام کرتے ہیں وہ کبھی اطمینان کئے بغیر بات نہیں کہتے اگر کہنا ہی پڑ جائے تو اپنی بے اطمینانی کا اظہار کر دیتے ہیں۔

صدق کا مرتبہ اور مقام

عن ابی سفیان صخر بن حرب، رضی الله عنه فی حدیثه الطویل فی قصة هرقل، قال هرقل: فماذا یامرکم. یعنی النبی صلی الله علیه وسلم. قال ابو سفیان: قلت: یقول: واعبدوا الله وحده لا تشرکوا به شیئا، واترکوا ما یقول اباؤکم، ویامرنا بالصلاة، والصدق، والعفاف، والصلة (متفق علیه)

ترجمہ: حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے پہلے زمانہ میں رومی بادشاہ ہرقل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اپنی ملاقات اور گفتگو کا قصہ ایک طویل حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ: ہرقل نے ابوسفیان سے دریافت کیا کہ: تمہیں وہ نبی کس بات کا حکم دیتا ہے؟ ابوسفیان کہتے ہیں: میں نے جواب دیا وہ نبی کہتا ہے صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور کسی بھی چیز کو اس کا شریک مت گردانو اور تمہارے باپ دادا جو (شرکیہ باتیں کرتے اور) کہتے چلے آئے ہیں ان سب کو بالکل چھوڑ دو اور وہ نبی ہمیں نماز (پڑھنے) کا حکم دیتا ہے اور سچ (بولنے) کا پاکدامنی (اختیار کرنے) کا اور صلہ رحمی (کرنے) کا حکم دیتا ہے۔

تشریح! سچ بولنا نبیوں کا شیوہ ہے

صدق درحقیقت انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی صفات عالیہ میں سے ہے اور تمام انبیاء سابقین کی تعلیمات میں صدق کو ایک متفق علیہ۔ مسلم اور مانی ہوئی۔ فضیلت کا مقام حاصل ہے رومی بادشاہ ہرقل اس حقیقت کو جانتا تھا اسی لئے وہ آپ کے امر بالصدق سچ بولنے کے حکم کو آپ کے نبی برحق ہونے کی دلیل قرار دیتا ہے: نہ صرف انبیاء کرام علیہم السلام بلکہ دنیا کے تمام حکماء اور علماء اخلاق بھی صدق کو انسانی کمالات وفضائل میں سرفہرست اول نمبر پر شمار کرتے ہیں۔

سچے دل سے کسی بات کے کہنے یا دعا مانگنے کا ثمرہ

حضرت ابوثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے سچ مچ (صدق دل سے) شہادت کے درجہ کی دعا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو شہیدوں کے مرتبہ پر پہنچا دیتے ہیں اگرچہ بستر پر پڑ کر ہی اس کو موت آئے۔

صدق فعلی (عملی سچ) کا بیان

یہ صدق فعلی ہے جس کو اردو میں سچے دل سے دعا مانگنا یا کسی سے وعدہ کرنا کہتے ہیں جس کا دوسرا نام اخلاص ہے دیکھئے اللہ تعالیٰ کے ہاں اسکی کتنی قدر ہے کہ لڑائی کے میدان میں شہید ہوئے بغیر ہی محض صدق واخلاص کی بناء پر اتنا بلند مرتبہ عطا فرما دیتے ہیں اسی لئے مسنون دعاؤں میں ایک دعا ہے یہ دعا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ **اللهم ارزقنی موتاً فی بلد نبیک وشهادة فی سبیلک** اے اللہ تو مجھے اپنے نبی کے شہر (مدینہ) میں موت عطا فرما اور اپنی راہ (جہاد) میں شہادت عطا فرما۔ آپ بھی صدق دل سے یہ دعا مانگا کیجئے۔

دُعا کیجئے: یا اللہ! اس ماہ کا ایک ایک لمحہ ایک ایک سانس ہمارے لئے باعث رحمت بنا دیجئے۔

ایک نبی علیہ السلام کی امت کا واقعہ

عن ابی هريرة، رضی الله عنه، قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: غزا نبی من الانبياء صلوات الله وسلامه عليهم فقال لقومه: لا يتبعنی رجل ملک بضع امرأة. وهو يريد ان يبنی بها ولما يبن بها، ولا احد بنی بيوتا لم يرفع سقوفها، ولا احد اشتری غنما او خلفات وهو ينتظر اولادها. (رياض الصالحين)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا کہ پہلے نبیوں میں سے ایک نبی نے صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین۔ ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے اپنی قوم (امت) میں اعلان کرایا کہ تم میں سے جس شخص نے شادی کی ہو مگر ابھی تک شب زفاف کی نوبت نہ آئی ہو بلکہ اس کی تیاری کر رہا ہو وہ اس جہاد میں شریک نہ ہو اور نہ کوئی ایسا شخص شریک ہو جو مکان تعمیر کر رہا ہو مگر ابھی تک اس کی چھتیں نہ پڑی ہوں اور نہ کوئی ایسا شخص میرے ساتھ اس جہاد میں جائے جس نے گابھن بھیڑ' بکریاں' اونٹنیاں خریدی ہوں مگر ان کے بچے ابھی پیدا نہ ہوئے ہوں بلکہ انتظار میں ہو'چنانچہ وہ نبی علیہ السلام (ایسے فارغ البالی اور یکسوئی کے مالک مخلص غازیوں کے ہمراہ جن کے لئے طبعی اور فطری طور پر اخلاص میں رخنہ اندازی کرنے والا کوئی امر مانع نہ تھا) دشمنوں سے لڑنے کے لئے روانہ ہوئے تو دشمنوں کی ایک بستی پر عصر کی نماز کے وقت یا اس کے قریب قریب پہنچے تو انہوں نے سورج سے خطاب کر کے کہا (اے سورج) تو بھی (اپنے نظام حرکت کو جاری رکھنے پر) مامور ہے اور میں بھی (غروب سے پہلے اس بستی کو فتح کر لینے پر) مامور ہوں (اس کے بعد اللہ سے دعا کی) اے اللہ تو سورج کو روک دے (تاکہ میں تیرے حکم کی تعمیل کر سکوں) چنانچہ سورج کو روک دیا گیا یہاں تک کہ اللہ نے اس بستی کو (سورج ڈوبنے سے پہلے) فتح کرا دیا۔

پہلی امتوں میں مال غنیمت کا حکم

تو نبی علیہ السلام نے (نماز کے بعد) تمام مال غنیمت (دشمنوں کا مال ایک اونچے مقام پر) جمع کر دیا تو (حسب معمول) اس مال غنیمت کو کھا جانے (جلا کر راکھ کر دینے) کے لئے (آسمان سے) آگ آئی مگر اس نے اس مال کو نہ کھایا (اور چھوڑ کر واپس چلی گئی) تو نبی علیہ السلام نے فرمایا: یقیناً تم لوگوں میں سے کسی نے مال غنیمت میں خیانت کی ہے لہٰذا تم میں سے ہر قبیلہ کا ایک آدمی (سردار یا نمائندہ) آ کر میرے ہاتھ پر بیعت کرے چنانچہ ایک قبیلہ کے آدمی (نمائندے) کا ہاتھ ان کے ہاتھ سے چپک گیا تو انہوں نے فرمایا: تمہارے قبیلہ میں خیانت ہے لہٰذا تمہارے قبیلہ کا ہر آدمی فرداً فرداً مجھ سے آ کر بیعت کرے' چنانچہ ایک آدمی یا دو تین آدمیوں کے ہاتھ چپک گئے (اور چور پکڑا گیا) تب وہ گائے کے سر کے برابر سونے کا سر (ڈلا) لائے تو اس سونے کو (مال غنیمت کے اوپر) رکھا تب آگ آئی اور سب مال کھا گئی (جلا ڈالا)

اس امت کی خصوصیت

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہم سے پہلے کسی امت کے لئے مال غنیمت حلال نہیں ہوا اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے ہماری کمزوری اور عاجزی کی بنا پر ہمارے

(امت محمدیہ کے) لئے اموال غنیمت حلال کر دیئے ہیں۔

جھوٹ بولنے کی عبرتناک سزا

دیکھئے جھوٹ بولنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح رسوا کیا عموماً ایسا ہی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ جلد یا بدیر جھوٹ بولنے والوں کا جھوٹ کسی نہ کسی طرح کھول دیتے ہیں اور رسوا کر دیتے ہیں۔

یہ نبی کون تھے

اس حدیث میں ان اسرائیل نبی علیہ السلام اور اس بستی کا نام مذکور نہیں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ذیل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نبی غالباً حضرت یوشع علیہ السلام ہی ہیں اور یہ بستی بیت المقدس ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورج جب سے یوشع بن نون علیہ السلام کے لئے روکا گیا ہے پھر اور کسی کے لئے نہیں روکا گیا جب وہ بیت المقدس کی طرف (جہاد کے لئے) گئے تھے۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت اور برکت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پہلی امتوں میں زکوٰۃ وصدقات کی طرح اموال غنیمت بھی کسی کے لئے حلال نہ تھے بلکہ آگ آتی تھی اور ان کو جلا ڈالتی تھی یہ صرف نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت 'بہترین امت' کی خصوصیت ہے کہ زکوٰۃ وصدقات (فقراء اور محتاجوں کے لئے اور اموال غنیمت غازیوں اور دوسرے ضرورت مندوں کے لئے یا مصارف خیر میں خرچ کرنے کے لئے) حلال کر دیئے گئے کتنی بڑی رحمت اور نعمت ہے۔

کن لوگوں کو جہاد میں نہیں لے جانا چاہئے

حضرت یوشع علیہ السلام نے مذکورہ بالا تینوں قسم کے لوگوں کو اپنے ساتھ جہاد میں چلنے سے اس لئے منع فرمایا تھا کہ ان تینوں قسم کے لوگوں کے لئے ایک جائز امر اور وقتی عذر سفر کرنے سے مانع موجود تھا اگر وہ جہاد میں جاتے بھی تب بھی ان کو فطری طور پر وہ طمانیت اور یکسوئی یعنی اخلاص اور توجہ الی اللہ میسر نہ آتا جس کی جہاد میں اشد ضرورت ہے فتح ونصرت اللہ تعالیٰ کی جانب سے مخلصین ہی کے لئے آتی ہے مجاہدین کے لشکر میں دو چار یا دس پانچ ایسے لوگوں کا وجود بھی مضر ہے جو خلوص اور توجہ الی اللہ سے محروم ہوں۔

ہماری امت کے لئے حکم

شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں امیر المسلمین کی طرف سے اعلان جہاد کی دو صورتیں ہیں (۱) ایک نفیر عام۔ جہاد میں چلنے کا عام حکم۔ اس صورت میں بجز ان دائمی اور مستقل معذور لوگوں کے جو لڑائی میں کام آ ہی نہیں سکتے۔ جیسے اپاہج' نابینا وغیرہ اور ہر بالغ اور توانا وتندرست مرد کے لئے بلا استثناء جہاد میں شرکت ضروری ہے (۲) دوسرے نفیر خاص۔ جہاد کا خاص حکم۔ اس صورت میں امیر المسلمین اپنی صوابدید اور اختیار سے ضرورت سے زائد بالغ اور توانا وتندرست لوگوں کو بھی جہاد میں شرکت نہ کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔ تفصیل کے لئے قرآن وحدیث اور کتب فقہ کی مراجعت کیجئے۔

سورج کا رک جانا

ایک قادر مطلق خالق کائنات اللہ تعالیٰ کی قدرت وحکمت پر ایمان رکھنے والے مسلمان کے نزدیک سورج کا زمین کے گرد یا زمین کا سورج کے گرد گھومنا اور حرکت کرنا یعنی ''وقت کی رفتار'' محض اللہ تعالیٰ کے حکم سے جاری ہے وہ اس کو مستقل طور پر یا وقتی طور پر جب چاہے روک سکتا ہے اس لئے کہ اس مدبر کائنات اللہ تعالیٰ کے جس امر تکوینی کے تحت یہ نظام شمسی حرکت کر رہا ہے اس کی شان

یہ ہے ارشاد ہے: اس کے سوانہیں کہ ہمارا امر (حکم) کسی چیز کے (وجود میں آنے کے) لئے جب ہم اس کا ارادہ کرلیں تو (صرف یہ (ہوتا) ہے کہ ہم اس کو کہہ دیں ''ہوجا'' وہ فوراً ہوجاتی ہے۔

یہ لفظ کن کہنا بھی انسانوں کو سمجھانے کے لئے ہے ورنہ ''کن کہنے'' کی بھی گنجائش نہیں صرف آنکھ کا اشارہ ہی کافی ہوتا ہے ارشاد ہے۔

اور ہمارا امر (حکم) تو (بس) ایک (اشارہ) ہوتا ہے جیسے نگاہ اٹھا کر دیکھ لینا۔ لہٰذا اس نظام شمسی کی حرکت کو وقتی طور پر یا مستقل طور پر روک دینے کے لئے خالق کائنات کا اشارہ کافی ہے۔ اور صادق مصدوق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ وحی ترجمان زبان مبارک 'یوشع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے سورج کے رک جانے کی خبر دے رہی ہے جو بغیر وحی الٰہی کے ہلتی ہی نہیں ارشاد ہے۔

اور وہ (تمہارے نبی) اپنی طرف سے مطلق نہیں بولتے وہ (جو کچھ بولتے اور کہتے ہیں وہ) تو وحی ہوتی ہے جو ان کے پاس بھیجی جاتی ہے۔

لہٰذا خالق کائنات کی عقل انسانی کی رسائی سے خارج قدرت پر اور اس کے معصوم القول (جس کی بات جھوٹ اور غلطی سے پاک ہو) رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر سچے دل سے ایمان رکھنے والے ''خدا پرستوں'' کے لئے اس نظام شمسی کی حرکت یعنی وقت کی رفتار کے رک جانے کو تسلیم کرنے میں ذرہ برابر شک وشبہ یا تردد نہیں ہوسکتا جو اس میں شک یا تردد کرے وہ خدا کا پرستار نہیں بلکہ عقل کا پرستار ہے اس سے ہمیں واسطہ نہیں۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! ہمیں ہر خطا وعصیان سے محفوظ رکھئے ہر تقصیر وکوتاہی سے محفوظ رکھئے۔

یا اللہ! ہم کو اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندگی سے بچا لیجئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لئے ہم پر اور تمام امت مسلمہ پر رحم فرمایئے۔

یا اللہ! آپ کے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اس وقت جہاں جہاں بھی ہیں اور دشمنوں کی رد میں ہیں، سازشوں میں ہیں۔ ان کی حفاظت فرمایئے ان کو ہدایت دیجئے اور ان کو دشمنوں سے آزاد کردیجئے۔ اعدائے دین کی سازشوں سے ان کو بچا لیجئے۔

دنیوی معاملات خرید وفروخت وغیرہ میں بھی سچ بولنا ضروری ہے

عن ابی خالد حکیم بن حزام، رضی الله عنه، قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: البیعان بالخیار مال یتفرقا، فان صدقا وبینا یورک لهما فی بیعهما، وان کتما وکذبا محقت برکة بیبعهما (متفق علیه)

ترجمہ: حضرت ابوخالد حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (قاعدہ مقرر) فرمایا ہے کہ: بائع اور مشتری (بیچنے والا اور خریدنے والا) دونوں کو (بیچنے نہ بیچنے، خریدنے نہ خریدنے کا) اختیار رہتا ہے جب تک کہ وہ ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں پس اگر ان دونوں نے سچ بولا (اور مال کے عیب دار یا بے عیب ہونے کو ظاہر کر دیا) اور بتلا دیا (کہ یہ مال ایسا ہے) تو ان کے اس سودے میں دونوں کے لئے برکت عطا فرما دی جائے گی اور اگر (عیب کو) چھپایا (اور جھوٹ بولا) تو ان دونوں کے سودے کی برکت مٹادی جائے گی۔

تشریح! دنیوی معاملات میں جھوٹ بولنا

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس طرح دینی امور میں سچ بولنا ضروری ہے اسی طرح دنیوی امور اور معاملات میں بھی سچ بولنا ضروری ہے بلکہ دنیوی امور اور معاملات میں لین دین میں، خرید وفروخت وغیرہ میں جھوٹ تو صرف جھوٹ ہی نہیں بلکہ دھوکہ دہی اور ضرر رسانی بھی ہے اور حقوق اللہ سے متعلق نہیں کہ توبہ واستغفار سے معاف ہو جائے بلکہ حقوق العباد سے تعلق رکھتا ہے اس لئے جب تک متعلقہ شخص یا اشخاص کا حق ادا نہ کیا جائے اور نقصان کی تلافی نہ کی جائے یا معاف نہ کرایا جائے اس وقت تک اس کی سزا سے بچنا ممکن نہیں۔

ہمارے معاشرہ کی حالت

ہمارے موجودہ معاشرہ میں ویسے تو تمام ہی دنیاوی امور خصوصاً لین دین خرید وفروخت وغیرہ سرتاسر جھوٹ دھوکے اور فریب پر چل رہے ہیں مگر بدقسمتی سے جو لوگ روزہ نماز کے پابند ہیں اور دیانتدار و پرہیزگار کہلاتے ہیں وہ بھی ان معاملات میں جھوٹ بولنے کو جھوٹ ہی نہیں سمجھتے۔ چیز دکان پر ہوگی اور کہہ دیں گے نہیں ہے نقلی چیز ہوگی بلاتکلف اس کو اصلی بتلا دیں گے علیٰ ہذا القیاس۔

اس حدیث سے کیا سبق لینا چاہئے

اس حدیث سے ہماری آنکھیں کھل جانی چاہئیں اور عہد کر لینا چاہئے کہ کسی بھی معاملہ میں کسی بھی صورت میں جھوٹ ہرگز نہ بولیں گے چاہے سچ بولنے میں کتنا ہی نقصان ہو دشواریاں پیش آئیں نقصان اٹھانے پڑیں، ناراضگیاں مول لینی پڑیں اگر ہم صدق دل سے یہ عہد کریں گے اور اس پر قائم رہیں گے تو اللہ تعالیٰ ضرور ہماری مدد فرمائیں گے یا نقصانات سے بالکل ہی بچادیں گے یا ان کی تلافی فرما دیں گے یہی مطلب ہے حدیث کے فقرہ بورک **لهمافیه** کا۔

مراقبہ کے معنی اور اس کی تشریح

مراقبہ کے لفظی معنی ہیں "نگرانی کرنا" یعنی کسی کے ہر نیک وبد، اچھے برے، قول وفعل اور نقل وحرکت سے پوری طرح باخبر رہنا اور ان کو محفوظ رکھنا تا کہ اچھے اور نیک کاموں کا صلہ اور جزائے خیر دی جا سکے اور برے اور بد کاموں کی سزا دی جا سکے اس نگرانی کے مؤثر اور نتیجہ خیز ہونے کے لئے نگرانی کرنے والے میں تین وصف پائے جانے ضروری ہیں (۱) اول اس شخص پر نگرانی کرنے والے کا کامل استحقاق ہو، جس کی وہ نگرانی کرتا ہے (۲) دوسرے اس شخص

کے ہر ہر قول وفعل اور نقل وحرکت کا اس نگران کو ایسا پختہ اور یقینی علم ہو اور وہ ایسا باخبر ہو کہ کتنا ہی چوری چھپے تنہائیوں، پردوں اور تہہ خانوں میں چھپ کر بھی کچھ کیا جائے اس یقین کے ساتھ کہ یہاں نہ کوئی دیکھنے والا ہے نہ ہی کسی کو اس حرکت کی کسی طرح خبر ہو سکتی ہے تب بھی اس نگرانی کرنے والے کو اس کا پورا پورا علم ہو جائے اور اس سے چھپا نہ رہ سکے (۳) تیسرے نگرانی کرنے والے کو ہر اچھے برے نیک وبد کام اور فرمانبرداری ونافرمانی کی جزا اور سزا دینے کی کامل قدرت اور مکمل اختیار حاصل ہو اس قدرت واختیار کا جتنا پختہ علم اور یقین ہوگا اسی قدر اس نگران کا خوف اس شخص پر غالب اور مسلط ہوگا اسی قدر بدی اور بدکاری اور اس نگران کی نافرمانی وناراضگی سے ڈرے گا ہر وقت اور ہر کام میں پوری احتیاط رکھے گا کہ کوئی قول وفعل اور نقل وحرکت نگران کے منشا اور حکم کے خلاف سرزد نہ ہو جائے۔

خدائے قدوس کی ذات وصفات پر اعتقاد وایمان رکھنے والے ہر مسلمان کا عقیدہ اور ایمان ہے کہ یہ تینوں وصف اللہ تعالیٰ کی ذات سے بڑھ کر کسی اور ہستی میں تصور بھی نہیں کئے جا سکتے وہ نہ صرف انسانوں کا بلکہ تمام کائنات کا خالق ومالک مالک الملک رب العالمین ہے فعال لمایرید (جو بھی ارادہ کرے فوراً کر گزرے) اس کی شان ہے وہ نہ صرف انسانوں کے قول وفعل، بلکہ دل میں چھپے ہوئے خیالات، نیتوں اور ارادوں سے بھی رتی رتی واقف اور باخبر ہے اس کو دنیا اور آخرت دونوں میں جزا اور سزا دینے کی ایسی کامل قدرت حاصل ہے کہ اس کے دائرہ اختیار اور حدود قدرت سے کوئی بھی انسان، کسی بھی صورت میں باہر نہیں ہو سکتا اس کے قہر وغضب سے نہ زمین میں پناہ مل سکتی ہے نہ آسمان میں نہ ہی کوئی کسی کو اس کے قہر وغضب سے بچا سکتا ہے اللہ تعالیٰ کے یہی تینوں اوصاف مندرجہ ذیل آیات واحادیث میں مذکور ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ کے مقدس ناموں میں ایک نام رقیب بھی ہے، جس کے معنی ہیں "نگران" یا نگرانی کرنے والا" قرآن کریم کی متعدد آیات میں یہ نام آیا ہے۔

دنیوی امور میں محاسبہ کا عظیم فائدہ

یہ محاسبہ جس طرح اللہ کی عبادت وطاعت اور دینی فرائض کے انجام دینے میں اور ان کے ذریعہ قرب خداوندی حاصل کرنے میں بے حد نافع اور مفید ہے اسی طرح دنیوی معاملات اور کاروباری امور مثلاً تجارت، زراعت، ملازمت وغیرہ کو کامیاب طریق پر انجام دے کر دنیاوی منافع حاصل کرنے اور نقصانات سے بچنے یا ان کی تلافی کرنے کے بارے میں بھی غایت درجہ مفید ہے۔

روزانہ محاسبہ کا طریقہ

روزانہ سونے سے پہلے بستر پر لیٹ کر آنکھیں بند کر کے اپنے دن بھر کے کئے ہوئے دینی اور دنیوی کاموں کا جائزہ لے کر اور دوسرے دن اس جائزہ کی روشنی میں کام کر کے دیکھئے انشاء اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت دونوں کے اعتبار سے اس "عمل" کو انتہا درجہ مفید پائیں گے۔

صوفیا کے ہاں مراقبہ

حضرات صوفیا اور ارباب باطن کے ہاں چونکہ دل میں غیر اللہ کا خیال اور تصور بھی مانع قرب الٰہی ہے اس لئے تصوف کی اصطلاح میں قلب کو غیر اللہ۔ اللہ کے ماسوا۔ سے فارغ اور پاک کرنے کی غرض سے مراقبہ ایک اہم ترین ریاضت وعبادت ہے۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! ہم کو اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندگی سے بچا لیجئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لئے ہم پر اور تمام امت مسلمہ پر رحم فرمائیے۔

ایمان، اسلام، احسان اور علامات قیامت کا بیان

عن عمر بن الخطاب، رضی اللہ عنہ، قال: بینما نحن جلوس عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ذات یوم اذ طلع علینا رجل شدید بیاض الثیاب شدید سواد الشعر، لا یری علیہ اثر السفر، ولا یعرفہ منا احد، حتی جلس الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم... (ریاض الصالحین)

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ہم ایک دن خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی اثناء میں ایک سفید براق لباس اور کالے سیاہ بالوں والا شخص نمودار ہوا نہ اس پر سفر (اور مسافر ہونے) کے آثار ظاہر تھے (کہ ہم سمجھتے اجنبی مسافر ہے) نہ ہی ہم میں سے کوئی اس کو پہچانتا تھا (کہ اس کا مقامی آدمی اور شہری ہونا ظاہر ہوتا) یہاں تک کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس طرح دوزانو بیٹھا کہ اس نے اپنے گھٹنے آپ کے گھٹنوں سے ملا دیئے اور دونوں ہاتھ دونوں رانوں پر رکھ لئے (جیسے کوئی مرید بیعت ہونے کے لئے پیر کے سامنے بیٹھتا ہے) اور کہا: اے محمد! آپ مجھے بتلائیے کہ اسلام کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم (زبان سے) لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی شہادت (گواہی) دو، نماز کو قائم کرو (پابندی کے ساتھ پنجوقتہ با جماعت نماز ادا کرو) زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو بیت اللہ کا حج کرو، اس نو وارد نے اس پر کہا آپ نے سچ فرمایا'' تو اس پر ہمیں بڑا تعجب ہوا (کہ ایسے عقیدت مندانہ انداز میں) سوال بھی کرتا ہے اور تصدیق وتصویب بھی کرتا ہے (گویا آپ کا امتحان لے رہا ہے) پھر کہا: تو آپ مجھے بتلائیں کہ ایمان کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تم اللہ (اور اس کی صفات) پر اس کے فرشتوں پر، کتابوں پر، رسولوں پر اور یوم آخر (قیامت اور آخرت) پر ایمان لے آؤ (دل سے مان لو) اور اچھی بری تقدیر پر (بھی) ایمان لے آؤ (دل سے مان لو) اس پر بھی اس نے کہا (درست ہے) آپ نے سچ فرمایا''۔ تو اب آپ یہ بتلائیے کہ احسان کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا' احسان (حسن عمل) یہ ہے کہ تم اللہ کی اس طرح عبادت کرو جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو (اور وہ تمہیں دیکھ رہا ہے) اور اگر تم اس کو نہ دیکھ پاؤ (یعنی اگر تم کو یہ مشاہدہ کا مرتبہ میسر نہ آئے کہ تم اسے دیکھ رہے ہو) تو (کم از کم اتنا تو دل سے) یقین رکھو کہ وہ تمہیں ضرور دیکھ رہا ہے (اور تمہاری نگرانی کر رہا ہے) پھر اس نو وارد نے کہا: تو اب آپ مجھے قیامت کے بارے میں بتائیے (کہ وہ کب آئے گی؟) اس پر آپ نے ارشاد فرمایا: اس کا تو جواب دینے والے کو بھی سوال کرنے والے سے زیادہ علم نہیں ہے (یعنی نہ تم جانتے ہو نہ میں کہ قیامت کب آئے گی؟ اس کو تو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا) اس پر اس نے کہا: تو آپ کچھ قرب قیامت کی علامتیں تو بتلا دیجئے آپ نے ارشاد فرمایا قرب قیامت کی علامت یہ ہے کہ کنیزیں اپنے آقاؤں کو جننے لگیں گی (یعنی خانگی روابط وتعلقات میں ایسا انقلاب آ جائے گا اور ماں باپ کی نافرمانی اس قدر بڑھ جائے گی کہ اولاد ماں باپ کے ساتھ ایسا برتاؤ کرے گی کہ مائیں اپنی لڑکیوں کے سامنے ان کی لونڈیاں معلوم ہوں گی اور باپ اپنے لڑکوں کے سامنے ان کے غلام محسوس ہوں گے) اور یہ کہ تم ننگے پاؤں، ننگے بدن بکریاں چرانے والے گڈریوں کو دیکھو گے کہ وہ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر شاندار عمارتیں (کوٹھی، بنگلے) بنانے لگیں گے (یعنی ایسا انقلاب آ جائے گا کہ ننگے بھوکے اور نان شبینہ تک کے محتاج لوگ اس

قدر دولت مند اور مالدار بن جائیں گے کہ جہالت کی وجہ سے مال و دولت کا مصرف ان کے ہاں اس کے سوا نہ رہے گا کہ وہ ایک دوسرے پر اپنی بڑائی جتلانے اور شیخی بگھارنے کی غرض سے شاندار عمارتیں بنوانے ہی میں دولت صرف کریں گے نہ ان کو مخلوق خدا کی حاجت برآری سے مطلب ہوگا نہ قومی اور اجتماعی زندگی کی ضروریات اور رفاہ عام کے کاموں سے) پھر وہ نو وارد سائل اٹھ کر چلا گیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں کچھ دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکا تو (ایک دن جب میں حاضر ہوا تو) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر تمہیں معلوم ہے کہ (وہ نو وارد عجیب وغریب حلیہ اور انداز والا) سائل کون تھا؟ میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی جانیں (مجھے تو معلوم نہیں) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ جبرائیل علیہ السلام تھے، تم کو دین کی تعلیم دینے کی غرض سے آئے تھے (اور دین کے اہم ترین بنیادی اصول واحکام کے سوالات کئے تھے تاکہ میں جواب دوں وہ تصدیق وتائید کریں اور تم سنو اور یاد رکھو۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے: تم تو مجھ سے سوال کرتے نہیں (ڈرتے ہو) اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے سائل بن کر آئے تھے دین (کے بنیادی امور) کی تعلیم کی غرض سے (کہ ایسے اہم امور کے متعلق سوال کرنے چاہئیں اور ایسے ادب کے ساتھ، اس میں کچھ حرج نہیں)

تصوف کی اصطلاح میں مراقبہ کے معنی

تصوف کی اصطلاح میں مراقبہ کے معنی یہ ہیں کہ: زیادہ سے زیادہ یکسوئی کے وقت، تنہائی میں آنکھیں بند کر کے ہمہ تن وہمہ شعور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر اس طرح بیٹھنا کہ پورے یقین کے ساتھ یہ باور کرے کہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں بیٹھا ہوں اور وہ مجھے اور میرے دل کو دیکھ رہے ہیں اور میرا دل اللہ اللہ کہہ رہا ہے اسی کا نام ذکر قلبی ہے یہ قلبی اور روحانی ریاضت یعنی یہ مراقبہ جس قدر اور جتنی دیر میسر اور ممکن ہو روزانہ کرنا چاہئے۔

مشاہدہ

اس مراقبہ کی مواظبت اور روزانہ پابندی سے رفتہ رفتہ ترقی کر کے سالک مقام شہود پر پہنچ جاتا ہے یعنی ہر ہر عبادت خصوصاً مراقبہ کے وقت پورے یقین کے ساتھ یہ محسوس کرتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں اور وہ میرے سامنے ہے پہلے مرتبہ کا نام مراقبہ ہے اور دوسرے مرتبہ کا نام مشاہدہ ہے احادیث کے بیان میں آپ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی حدیث کے ذیل میں ان دونوں مرتبوں کا ذکر پڑھیں گے ظاہر ہے کہ یہ عبادت میں اخلاص کا آخری اور انتہائی مقام ہے جس کو حدیث جبریل میں احسان کے عنوان سے تعبیر کیا ہے۔

طریقت اور شریعت

واضح ہو کہ تصوف اور طریقت، شریعت سے کوئی علیحدہ اور جدا چیز نہیں ہے بلکہ شریعت کے آخری اور مطلوب مقام اخلاص تک پہنچنے کے طریقوں اور ریاضتوں کا نام تصوف یا طریقت ہے یہ جملہ معترضہ تھا اب ہم مراقبہ کے مضمون اور آیات قرآن عظیم سے اس کے ربط وتعلق پر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔

قیامت کے متعلق امام نووی علیہ الرحمۃ کی تشریح

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لونڈیاں اپنے ماؤں کو جننے لگیں گی، اس کے معنی یہ ہیں کہ قیامت کے قریب لوگوں میں اپنی لونڈیوں کو "داشتہ" کے طور پر استعمال کرنے کا رواج عام ہو جائے گا تو ان داشتہ کنیزوں سے جو اولاد ہوگی وہ اپنے باپ کی طرح آزاد بھی ہوگی اور اپنی ماؤں کی مالک بھی ہوگی فرماتے ہیں اس کے علاوہ بھی علماء حدیث نے اس فقرہ کے معنی بیان کئے ہیں۔

دین کے معنی اوراس کے بنیادی ارکان

دین عقائد واعمال کے مجموعے کا نام ہے عقائد کا تعلق قلب سے ہے اور اعمال کا تعلق جوارح۔ اعضا ہاتھ' پاؤں' آنکھ کان زبان وغیرہ۔ سے ہے اور کتاب کے پہلے باب میں آپ تفصیل کے ساتھ پڑھ چکے ہیں کہ اخلاص خالص عبادت کی نیت۔ کے بغیر کوئی بھی عبادت وطاعت حتیٰ کہ ایمان بھی۔ اللہ کے ہاں مقبول ومعتبر اور ذریعۂ نجات نہیں بن سکتی اس لئے شریعت کی اصطلاح میں ''مجموعہ عقائد'' اللہ کی ذات وصفات پر' اس کے فرشتوں پر' کتابوں پر' رسولوں پر' یوم آخر (آخرت) پر اچھی بری تقدیر کے برحق ہونے پر سچے دل سے اعتقاد رکھنے اور ماننے۔ کا نام ایمان ہے اور مجموعہ اعمال۔ زبان سے شہادتیں (توحید ورسالت کی گواہی) کا اقرار کرنا' نماز' زکوٰۃ' روزہ اور حج ادا کرنے کا نام اسلام ہے اور اخلاص نیک نیتی کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے عبادت کرنے کا نام احسان ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر یقین کر کے صرف اسی کے لئے عبادت کرنا۔

دین کے بنیادی ارکان

لہٰذا دین کے اساسی ارکان اور جوہری اصول تین ہیں (۱) ایک ایمان (۲) دوسرا اسلام (۳) اور تیسرا احسان

پورے دین کا نام بھی اسلام ہے

یادرکھئے اسلام کے مذکورہ بالا معنی اس صورت میں ہیں جبکہ اسلام کا لفظ ایمان کے مقابلہ پر استعمال ہو ورنہ ''پورے دین''یعنی مجموعہ عقائد واعمال واخلاص کا نام بھی اسلام ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

بیشک اللہ کے نزدیک (پسندیدہ) دین اسلام ہے

احسان کا تعلق مراقبہ سے

سادہ لفظوں میں حدیث جبرائیل علیہ السلام کی روشنی میں۔احسان کا معنی ہیں پورے یقین کے ساتھ اللہ کو حاضر وناظر اور بندوں کے اعمال کا نگران جان کر' پورے خلوص کے ساتھ' اس کی عبادت کرنا' اس احسان کے دو مرتبے ہیں (۱) ایک اعلیٰ مرتبہ مشاہدہ ہے جو حدیث جبرئیل میں کانک تراہ۔ گویا

(اردو میں ''گویا'' اور عربی میں کان کا لفظ اس لئے لایا گیا ہے کہ اس مادی دنیا میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنا انسانی قدرت سے قطعاً باہر ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ اس کا قطعی ثبوت ہے اسی طرح مشاہدہ کا مطلب بھی اس کے انوار وتجلیات کا مشاہدہ ہے)

گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے کے عنوان سے مذکور ہے یہ مرتبہ سالہا سال کی عبادتوں اور ریاضتوں کے بعد بھی خال خال عارفین کو میسر آتا ہے (۲) دوسرا مرتبہ مراقبہ ہے جو حدیث جبرئیل میں فانه یراک پس بیشک وہ تجھ کو ضرور دیکھ رہا ہے کے عنوان سے مذکور ہے اس مرتبہ کا حصول صرف کامل توجہ الی اللہ پر موقوف یہ جو ہر اس مومن مسلمان کو میسر آسکتا ہے جو عبادت کے وقت نفس اور شیطان کی مزاحمتوں خیالات اور وسوسوں سے خود کو محفوظ کرلے یعنی عبادت کے وقت اپنے خیال کو ادھر ادھر نہ بھٹکنے دے اور اس یقین کے ساتھ عبادت کرے کہ میں اللہ کے سامنے ہوں اور وہ مجھے دیکھ رہا ہے جیسا کہ آپ قرآن کریم کی آیت کریمہ نمبر (۱) و (۲) و (۴) کے تحت پڑھ چکے ہیں یہی اس حدیث کا مراقبہ سے تعلق ہے اور اسی غرض سے امام نووی اس حدیث کو باب مراقبہ کے تحت لائے ہیں۔

مراقبہ کا یہ درجہ حاصل کرنے کی تدبیر

کم از کم احسان کا یہ مرتبہ جس کا نام مراقبہ ہے حاصل کرنے

کی ہر مسلمان کو کوشش کرنی چاہئے اس کے حصول کے لئے علاوہ روزانہ جس قدر بھی ممکن ہو اس طریق پر مراقبہ میں بیٹھنے کے جس کا ذکر آپ مراقبہ کی تشریح کے ذیل میں پڑھ چکے ہیں یہ تدبیر بھی نہایت کارگر ہے کہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے ذکر میں خواہ زبان سے ہو یا دل سے مصروف رہے اپنی زبان سے پورا کلمہ طیبہ یا صرف اللہ اللہ یا کوئی اور ذکر' سبحان اللہ یا الحمد للہ وغیرہ کرتا ہے اور خاموشی کے وقت دل سے اللہ اللہ کرتا رہے۔ بہت مؤثر تدبیر ہے آپ بھی چند روز تجربہ کر کے دیکھئے۔

حدیث کی جامعیت اور حضرت جبرئیل کے آنے کی وجہ

اس تفصیل کے بعد آپ بآسانی سمجھ سکیں گے جبرئیل علیہ السلام کی یہ حدیث نہ صرف دین کے انہی تینوں بنیادی اصول وارکان پر مشتمل اور جامع ترین حدیث ہے بلکہ مراقبہ اور مشاہدہ اور ان کے باہمی فرق سے متعلق واحد حدیث ہے۔ حضرت جبرئیل کو اللہ تعالیٰ نے بھیج کر ان تینوں ارکان کے سوالات کرنے اور جوابات کی تصدیق وتصویب کرنے کی ہدایت اس لئے فرمائی کہ اول تو صحابہ کرامؓ آپ سے سوالات کرتے ہوئے ڈرتے تھے اللہ تعالیٰ نے کثرت سوالات سے منع فرما دیا تھا۔ علاوہ ازیں شاید وہ اس قدر جامع ومانع سوالات نہ کر سکتے اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی الٰہی کے ذریعہ جوابات دیئے اور آخر میں فرما دیا: تم تو سوال کرتے نہیں تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو تمہیں دین کے بنیادی ارکان کی تعلیم دینے کے لئے بھیجا تھا تاکہ صحابہ کرام اور امت اس حدیث کی اہمیت کو سمجھیں اور یاد رکھیں۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! ہمیں ہر خطا وعصیان سے محفوظ رکھئے ہر تقصیر وکوتاہی سے محفوظ رکھئے۔

یا اللہ! ہم کو اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندگی سے بچا لیجئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لئے ہم پر اور تمام امت مسلمہ پر رحم فرمایئے۔

یا اللہ! آپ کے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اس وقت جہاں جہاں بھی ہیں اور دشمنوں کی رد میں ہیں' سازشوں میں ہیں۔ ان کی حفاظت فرمایئے ان کو ہدایت دیجئے اور ان کو دشمنوں سے آزاد کر دیجئے۔ اعدائے دین کی سازشوں سے ان کو بچا لیجئے۔

قرب قیامت کی علامات

عن عمر بن الخطاب، رضی الله عنه، قال: بينما نحن جلوس عند رسول الله صلی الله عليه وسلم، ذات يوم اذ طلع علينا رجل شديد بياض الثياب شديد سواد الشعر، لا يرى عليه اثر السفر، ولا يعرفه منا احد، حتى جلس الى النبی صلی الله عليه وسلم... (رياض الصالحين)

تشریح: اس حدیث میں قرب قیامت کی علامات کے سلسلے میں مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے دو اہم ترین چیزیں بیان فرمائی ہیں (۱) ایک یہ کہ عقوق۔ ماں باپ کی نافرمانی۔ اس درجہ بڑھ جائے گی کہ لڑکے تو لڑکے لڑکیوں کے سامنے بھی ماں لونڈی بن کر رہ جائے گی ان کی نقل و حرکت' آمد و رفت' میل جول اور چال چلن کی نگرانی اور روک ٹوک تو کیا کرتی اپنی آبرو کے ڈر سے لونڈیوں کی طرح ان کی ہاں میں ہاں ملانے پر مجبور ہو جائے گی اسی طرح لڑکوں کے سامنے باپ کی حیثیت خانہ زار غلام یا نوکر کی ہو جائے گی اس لحاظ سے آخر زمانہ میں گویا مائیں اولاد جننے کے بجائے اپنے آقاؤں کو جنم دینے لگیں گی چنانچہ علامات قیامت کی اور احادیث میں ویکثر العقوق اور ماں باپ کی نافرمانی بہت زیادہ عام ہو جائے گی کی تصریح موجود ہے۔

امام نووی علیہ الرحمۃ کی تشریح پر کلام

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لمۃ اور ربۃ کے الفاظ ان کے حقیقی معنی۔ لونڈی اور مالکن میں رکھ کر اس فقرہ کے معنی یہ بیان کئے کہ لوگ اپنی زر خرید لونڈی کو "داشتہ" کے طور پر استعمال کرنے لگیں گے عربی میں سریہ اس زر خرید لونڈی کو کہتے ہیں جسے مالک ہمبستری کے لئے مخصوص کر لے اس فقرہ کے اس معنی پر گونا گوں اشکال وارد ہوتے ہیں اور تمام اشکالات کے علاوہ جن کی تفصیل شروح حدیث میں موجود ہے سب سے بڑا اشکال یہ ہے کہ قیامت تو ابھی معلوم نہیں کب آئے گی زر خرید لونڈیوں اور غلاموں کا وجود اب سے صدیوں پہلے مفقود ہو چکا قیامت کی علامت تو ایسی عالمگیر چیز ہونی چاہئے کہ جوں جوں قیامت قریب آتی جائے وہ برابر بڑھتی رہے عقوق والدین کی نافرمانی' بیشک عالمگیر اور روز افزوں ہے جس کا ہم شب و روز مشاہدہ کر رہے ہیں اپنے ملک میں بھی اور دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی۔ (۲) دوسری علامت کا حاصل یہ ہے کہ آخر زمانہ میں دولت سمٹ کر ایسے بھوکے ننگے اور نااہل لوگوں کے پاس چلی جائیگی جو دولت کو اس کے صحیح مصرف اور حقیقی محل' مخلوق خدا کی حاجت روائی اور قومی و ملکی ضروریات' میں خرچ کرنے کے بجائے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر صرف شیخی اور خود نمائی کے کاموں میں صرف کریں گے اس کا مشاہدہ بھی روز افزوں ہے آج کل کے کروڑ پتیوں کے ماضی اور حال کا جائزہ لے کر دیکھئے حقیقت کھل جائے گی۔

چند ہاتھوں میں دولت کے آجانیکا نقصان

دولت و ثروت کے ان نااہلوں کے ہاتھ میں سمٹ کر آجانے کا نقصان صرف اتنا ہی نہیں کہ وہ بے محل اور بے مصرف خرچ ہونے لگتی ہے بلکہ ایک طرف یہ نااہل نو دولتئے اس دولت کے زور سے ملک و قوم کے تمام وسائل معاش اور ذرائع آمدنی پر قابض ہو کر یا خود اقتدار اعلیٰ اور حکومت پر قبضہ کر لیتے ہیں یا ارباب اقتدار اور حکمران ان کے اشاروں پر چلنے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور اس طرح بلاواسطہ یا بالواسطہ اقتدار اعلیٰ انہی چند کروڑ پتیوں اور ارب پتیوں کے ہاتھ آجاتا ہے مخبر صادق صلی

اللہ علیہ وسلم علامات قیامت کے سلسلہ میں اسی خطرہ سے آگاہ فرماتے ہیں ارشاد ہے: جب کام نااہلوں کے سپرد کردیئے جائیں تو اس وقت تم قیامت کا انتظار کرنے لگنا۔

دوسری طرف یہ مسلم اور آزمودہ حقیقت ہے کہ دولت وثروت کی فراوانی اور ریل پیل لازمی طور پر زبردستی نفس پرستی عیاشی' بے لگام شہوت رانی کو اپنے ساتھ لاتی ہے چنانچہ یہ نااہل نودولتیے حرام وحلال کے فرق وامتیاز اور شرم وحیا کو بالائے طاق رکھ کر' شراب خوری' حرام کاری' رقص وسرور اور عیاشی کی ہمت افزائی کرنے لگتے ہیں سود خوری' قمار بازی وغیرہ محرمات شرعیہ کو اپنا قابل فخر کارنامہ سمجھنے لگتے ہیں ملک اور قوم کے افلاس زدہ عوام میں اول اول تو ان کی نفسانی خواہشات حرام کاریوں اور بدمستیوں کو بادل نخواستہ پورا کرنے اور ان کا ساتھ دینے پر مجبور ہوتے ہیں بعد ازاں رفتہ رفتہ انہی حرام کاریوں اور عیاشیوں کے خود بھی عادی ہو جاتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پورا معاشرہ تباہ اور پوری قوم روحانی اور اخلاقی اعتبار سے ہلاک ہو جاتی ہے۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت کو نصیحت

مخبر صادق فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے متعلق اسی تباہ کاری اور ہلاکت کے خطرہ کا اظہار خیال کے الفاظ میں فرمایا ہے۔

مجھے تمہارے متعلق فقر اور تنگدستی (سے ہلاکت) کا خطرہ نہیں بلکہ مجھے تمہارے متعلق دنیا (کی دولت وثروت) سے ڈر لگتا ہے جبکہ وہ سمٹ آئے تمہارے پاس پھر تم ایک دوسرے سے (زراندوزی میں) بڑھنے کی دھن میں لگ جاؤ جیسے تم سے پہلی قوموں نے کیا اور پھر وہ دنیا (کی دولت وثروت) تم کو ہلاک کر ڈالے جیسے تم سے پہلوں کو ہلاک کر ڈالا۔

یہ تمام تر ہلاکت اور تباہ کاری اسی نااہلوں کے ہاتھ میں دولت وثروت سمٹ آنے کا نتیجہ ہے جس کو حدیث جبرئیل علیہ السلام میں قرب قیامت کی علامت قرار دیا ہے یہ وہ حقیقتیں ہیں جن کا ہم آج علانیہ مشاہدہ کر رہے ہیں کاش کم از کم مسلمان قوموں ہی کی آنکھیں کھل جائیں اور وہ اپنے رؤف ورحیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور شفقت آمیز تعلیمات سے سبق حاصل کرلیں اور خود کو اس آخر زمانہ کی ہلاکت اور تباہی سے بچالیں وفقنا اللہ وایاکم بالخیر امید ہے کہ اس حدیث جبرئیل علیہ السلام کی اہمیت کی بنا پر اس تشریح کی طوالت میں معذور سمجھیں گے۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! آپ کے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اس وقت جہاں جہاں بھی ہیں اور دشمنوں کی زد میں ہیں' سازشوں میں ہیں۔ ان کی حفاظت فرمایئے ان کو ہدایت دیجئے اور ان کو دشمنوں سے آزاد کردیجئے۔ اعدائے دین کی سازشوں سے ان کو بچالیجئے۔

یا اللہ! تمام ممالک اسلامیہ میں پھر اسلام کی حیات طیبہ عطا فرما دیجئے۔ ان کی اعانت ونصرت فرمایئے۔

یا اللہ! یہ ملک پاکستان جو اسلام کے نام پر قائم ہوا تھا اس کو گمراہیوں سے بچایئے۔ ہر قسم کے فواحش ومنکرات سے جو رائج الوقت ہو رہے ہیں۔ ان سے محفوظ رکھئے۔

نیکیاں بدیوں کو مٹا دیتی ہیں خوش اخلاقی بہت بڑی نیکی ہے

عن ابی ذر جندب بن جنادة معاذ بن جبل رضی الله عنهما، عن رسول الله صلی الله علیه وسلم، قال: واتق الله حیثما کنت، واتبع السیئة الحسنة تمحها، وخالق الناس بخلق حسن، (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوذر اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو جہاں بھی تم ہو (اس لئے کہ وہ ہر جگہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے اور تم ہر وقت اس کے سامنے ہوتے ہو) اور ہر برائی (اور بدکاری) کے بعد فوراً کوئی نیکی (اور نیک کام) کرلیا کرو تو یہ نیکی اس بدی کو مٹا دے گی اور مخلوق کے ساتھ ہمیشہ خوش اخلاقی سے پیش آیا کرو (کہ یہ خوش اخلاقی بہت بڑی نیکی ہے خدا بھی اس سے خوش ہوتا ہے مخلوق بھی دعائیں دیتی ہے اس لئے یہ نیکی تمہاری بہت سی برائیوں کو مٹاتی رہے گی)

حدیث کا مراقبہ اور محاسبہ سے تعلق

یہ حدیث بھی ہر جگہ اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کے حاضر و ناظر ہونے اور بندے کے ہر وقت اور ہر حالت میں اس کے زیر نگرانی ہونے کو ثابت کرتی ہے اور آیت نمبر (۲) سے ماخوذ ہے نیز یہ حدیث بھی آیت کریمہ نمبر (۱۴) کی طرح اپنے اعمال کا جائزہ لیتے رہنے کی طرف اشارہ کرتی ہے اس لئے کہ اپنی بدکاریوں اور کوتاہیوں کے احساس کے بعد ہی ان کے ازالہ کے لئے نیکوکاری خصوصاً خوش اخلاقی' اختیار کرنے کا جذبہ پیدا یا تیز تر ہوتا ہے قرآن کریم کی آیت کریمہ ان الحسنات یذھبن السیئات آپ پڑھ ہی چکے ہیں یہی اس حدیث کا مراقبہ کے مضمون سے تعلق ہے۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایمان افروز وصیت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: میں ایک دن نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے (پیچھے چل رہا) تھا تو آپ نے مجھ سے خطاب کر کے فرمایا اے لڑکے! میں تمہیں چند (ضروری) باتیں بتلاتا ہوں (انہیں ہمیشہ یاد رکھنا)

(۱) تم اللہ کی (عبادت وطاعت کی) حفاظت کرو تو اللہ (دینی اور دنیوی آفتوں سے) تمہاری حفاظت کرے گا۔

(۲) تم اللہ (کے حاضر وناظر ہونے کے یقین) کی حفاظت کرو تو تم اللہ تعالیٰ کو (ہر وقت) اپنے سامنے پاؤ گے (اور مراقبہ کے مرتبہ سے ترقی کر کے مشاہدہ کے مرتبہ پر پہنچ جاؤ گے)

(۳) اور جب بھی سوال کرو تو اللہ تعالیٰ سے ہی سوال کرنا (وہی تمہارے سوال کو پورا کرتا ہے کوئی دوسرا اگر کرتا بھی ہے تو وہ بھی اسی کے حکم سے پورا کرتا ہے)

(۴) اور جب بھی مدد مانگو تو اللہ تعالیٰ سے ہی مدد مانگنا اللہ تعالیٰ ضرور تمہاری مدد کرے گا (یا اپنے کسی بندے سے کرادے گا)

(۵) یاد رکھو! تمام مخلوق بھی اگر تم کو کوئی نفع پہنچانے پر متفق ومتحد ہو جائے تو وہ تمہیں اتنا ہی نفع پہنچا سکیں گے جتنا اللہ تعالیٰ نے (تمہارے مقدر میں) لکھ دیا ہے۔

(۶) اور اگر تمام مخلوق بھی تم کو کوئی نقصان پہنچانے پر متفق ومتحد ہو جائے تو وہ تمہیں اتنا ہی نقصان پہنچا سکیں گے جتنا اللہ

تعالیٰ نے (تمہارے مقدر میں) لکھ دیا ہے (اس لئے نوشتہ تقدیر پر ہی یقین وایمان رکھو اور قناعت کرو مخلوق کی نفع رسانی یا نقصان رسانی کی طرف قطعاً التفات نہ کرو اور کسی کو مورد الزام نہ ٹھہراؤ)

(۷) یاد رکھو! تقدیر کے قلم (جو لکھنا تھا) لکھ چکے اور نوشتہ ہائے تقدیر خشک ہو چکے (اب نہ اس میں کسی تغیر وتبدل کا امکان ہے اور نہ مٹنے مٹانے کا) امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ جامع ترمذی کی روایت ہے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو صحیح اور حسن کہا ہے ترمذی کے علاوہ اور کتب حدیث میں اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

(۱) تم اللہ تعالیٰ کو ہر وقت یاد رکھو تو اس کو ہر وقت اپنے سامنے پاؤ گے (وہ ہر وقت تمہارے ساتھ ہے)

(۲) تم فراخی اور خوشحالی میں اللہ تعالیٰ کو پہچانو (کہ یہ فراخی وخوشحالی محض اس کا انعام واحسان ہے) تو اللہ تعالیٰ سختی اور تنگدستی میں تمہیں پہچانے گا (کہ یہ میرا وہی شکر گزار بندہ ہے جس نے فراخی وخوشحالی میں مجھے یاد رکھا تھا اور تمہاری سختی اور تنگدستی کو دور کر دے گا)

(۳) یاد رکھو! جس مصیبت سے تم بچ گئے وہ (دراصل) تم پر آ ہی نہیں سکتی تھی اور جو مصیبت تم پر آئی اس سے تم (کسی طرح) بچ ہی نہیں سکتے تھے (یعنی جو مقدر میں ہے وہ ہو کر رہتا ہے اور جو نہیں ہے وہ کبھی ہو ہی نہیں سکتا)

وصیتوں کا تجزیہ کونسی وصیت کس باب سے متعلق ہے

اس حدیث کی پہلی روایت میں سات وصیتیں مذکور ہیں ان میں سے

۱- میں تقویٰ کی تعلیم ہے جس کا تفصیلی بیان اگلے باب میں آتا ہے۔

۲- مراقبہ اور اللہ کی نگرانی سے متعلق ہے اسی جزو کی وجہ سے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو مراقبہ کے باب میں لائے ہیں

۳و۴- کا تعلق استعانت باللہ۔ اللہ ہی سے مدد مانگنے سے ہے۔ جو توکل کے تحت داخل ہے اور باب الیقین والتوکل کے ذیل میں اس کا بیان آتا ہے اس استعانت باللہ کا ماخذ سورۃ فاتحہ کی آیت کریمہ ایاک نعبدو ایاک نستعین ہے۔ تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے ہم مدد مانگتے ہیں۔

۵و۶و۷- کا تعلق ایمان بالقدر سے ہے جس کا ذکر آپ حدیث جبرئیل علیہ السلام کے ذیل میں پڑھ چکے ہیں۔

دوسری روایت میں چار وصیتیں مذکور ہیں ان میں سے (۱) کا تعلق مراقبہ سے ہے جس کا تفصیلی بیان اسی باب میں آپ پڑھ چکے ہیں اور (۲) کا تعلق شکر سے ہے اور اس کا ماخذ آیت کریمہ ذیل ہے۔

بخدا اگر تم شکر ادا کرو گے تو یقیناً میں تم کو اور زیادہ (نعمتیں) دوں گا اور بخدا اگر تم نے ناشکری کی تو (یاد رکھو) میرا عذاب بہت ہی سخت ہے۔

نمبر (۳) کا تعلق ایمان بالقدر سے ہے اور

نمبر (۴) کا تعلق صبر سے ہے جس کا تفصیلی بیان آپ مستقل باب کے تحت پڑھ چکے ہیں۔

اس حدیث کی اہمیت

اس حدیث پاک میں مراقبہ اللہ کی نگرانی اور ذکر اللہ اللہ کی یاد کی اہمیت ضرورت اور منفعت کی تعلیم کے علاوہ شفیق اعظم ہادی برحق نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو استعانت باللہ ایمان بالقدر اور صبر وشکر سے متعلق ایسی زریں وصیتوں اور بیش بہا نصیحتوں کی بھی تعلیم دی ہے کہ اگر مسلمان ان کو اپنے دلوں پر پتھر کی لکیر کی طرح نقش کر لیں تو ایک طرف اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی اور آخرت کی فلاح وکامرانی ان کے لئے یقینی ہو

جائے دوسری طرف نہ صرف دنیوی زندگی کی تمام دشواریاں آسان اور مشکلات حل ہو جائیں بلکہ دنیا میں مصائب وتکالیف جن سے اس زندگی میں کوئی نہیں بچ سکتا کا باوقار مردانہ وار مقابلہ کر کے نہایت عزت وعظمت اور فلاح وکامرانی کی زندگی بسر کر سکیں نہ کسی تکلیف ومصیبت میں کسی کے بزدلانہ گلہ وشکوہ کی نوبت آئے اور نہ کسی کو اپنی مصیبت وتکلیف کا ذمہ دار قرار دے کر برا بھلا کہنے کی حماقت ان سے سرزد ہو۔

ہماری بے حسی یا بدقسمتی

یہ ہماری بے حسی یا بدقسمتی ہے کہ ہم اپنے مشفق اعظم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے سرے سے بے خبر ہیں اگر اتفاق سے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں پڑھنے یا وعظ خطبہ وغیرہ میں سننے کی توفیق بھی ہوتی ہے تو محض عقیدت واحترام کی نیت سے پڑھ یا سن لیتے ہیں ان پر عمل کرنے یا زندگی میں ان سے فائدہ اٹھانے کی طرف توجہ مطلق نہیں ہوتی کتنی بڑی محرومی ہے اللہ رحم کرے۔

بچوں کو اوائل عمر میں ہی یہ وصیتیں یاد کرادینی چاہئیں

راوی حدیث حضرت ابن عباس جن کی عمر اس وقت صرف ۹ یا ۱۰ سال کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یا غلام ’اے لڑکے‘ کے شفقت بھرے الفاظ سے خطاب فرما کر ان زریں نصائح کو بیان کرنے کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ امت محمد یہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے نوعمر لڑکوں اور لڑکیوں کو اوائل عمر سے ہی یہ نصیحتیں یاد کرادینا چاہتے ہیں تاکہ ان کے دلوں میں بچپن سے ہی راسخ ہو جائیں اور ایمان واعتقاد کا جزو بن جائیں اور ساری عمر وہ ان کی روشنی میں کامیاب وکامران زندگی بسر کر سکیں اور دین ودنیا کی فلاح حاصل کر سکیں۔

غلط فہمی اور اس کا ازالہ

اس حدیث کی پہلی روایت کے فقرہ نمبر (۵) اور دوسری روایت کے فقرہ نمبر (۳) کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ عالم اسباب میں مصائب وآفات اور تکالیف ونقصانات سے بچنے کی ظاہری تدابیر واسباب نہ اختیار کئے جائیں اور سعی وکوشش کو چھوڑ بیٹھیں اس لئے کہ اس تدبیر اور جدوجہد کے تو ہم شرعاً مامور اور مکلف ہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ اپنی تدبیروں اور کوششوں پر نیز ظاہری اسباب پر بھروسہ اور اعتماد نہ کریں اور کامیابی کی صورت میں مغرور اور خدا فراموش نہ بن جائیں اور ناکامی کی صورت میں خدا کی رحمت سے مایوس اور اس سے بدظن نہ ہوں نیز ہمت نہ ہاریں خود کو یا کسی دوسرے کو موردالزام ناکامی کا ذمہ دار نہ ٹھہرائیں تقدیر کو نہ کوسیں بلکہ صدق دل سے یقین واطمینان رکھیں کہ جو کچھ ہوا یا ہو رہا ہے سب منجانب اللہ ہے اسی میں مصلحت ہے گو ہم نہ سمجھیں رہی ہماری تدبیریں اور کوششیں سو وہ تو صرف تعمیل حکم کے لئے تھیں اور ہیں جو کامیابی ہوئی وہ محض اللہ تعالیٰ کا انعام واحسان ہے اس پر شکر ادا کریں اور ناکامی کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت پر بھروسہ رکھیں اور اس سے کامیابی یا ناکامی کے نعم البدل بہترین بدلہ کی اور رحم وکرم کی دعا مانگیں یہی اچھی بری تقدیر پر ایمان جس کا ذکر آپ حدیث جبرئیل علیہ السلام میں پڑھ چکے ہیں رکھنے کا مطلب ہے خود ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہنا اور دنیاوی اسباب وتدابیر کو چھوڑ بیٹھنا نہ ایمان بالقدر ہے اور نہ ہی صبر وتوکل ہے خود رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تدابیر اور اسباب کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے چنانچہ ایک دن ایک شتر سوار دیہاتی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا یا

رسول اللہ! میں اس اونٹ کو کھلا چھوڑ دوں اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کروں یا اس کے گھٹنے باندھ دوں اور پھر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کروں؟ آپ نے فرمایا: **اعقلها فتوکل** اسے باندھ دو اور پھر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو یعنی اسباب وتدابیر ضرور اختیار کرو مگران پر بھروسہ ہرگز نہ کرو بھروسہ صرف اللہ تعالیٰ پر کرو۔

اسی طرح پہلی روایت کے فقرہ نمبر (۳) اور (۴) کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ خود آ کر تمہارے سوال کو پورا کرے گا یا مدد کرے گا بلکہ مطلب یہ ہے کہ غیر اللہ سے کوئی بھی سوال کرنے یا مدد مانگنے کے بجائے جس میں کفر وشرک لازم آ جانے کا قوی اندیشہ ہے اللہ تعالیٰ سے ہی سوال کرو اسی سے مدد مانگو وہ اپنے کسی بندے کے دل میں ڈال دے گا وہ تمہارا سوال پورا کردے گا یا مدد کرے گا اس کے بعد جو بھی تمہارا سوال پورا کرے یا مدد کرے دل سے یقین کرو کہ یہ کارسازی دراصل اللہ تعالیٰ کی ہے اس پر اول اللہ تعالیٰ کا شکر دل وجان سے ادا کرو اس کے ساتھ ہی اس شخص کا بھی شکریہ ادا کرو اس لئے کہ شریعت کا حکم ہے کہ جو تم پر احسان کرے یا تمہاری مدد کرے تم اس کا شکریہ ضرور ادا کرو **من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ** جس نے (احسان کرنے والے) لوگوں کا شکر نہ ادا کیا اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا نہیں کیا۔

(۴) اور یہ بھی یاد رکھو! کہ مدد یقیناً صبر کے ساتھ ہے (جو صبر کرتا ہے اس کی ضرور مدد کی جاتی ہے) اور کشائش یقیناً سختی کے ساتھ ہے اور آسانی یقیناً دشواری کے ساتھ ہے (یعنی ہر تکلیف کے بعد راحت اور ہر دشواری کے بعد آسانی ضرور میسر آتی ہے صبر وتحمل کے ساتھ انتظار کرنا چاہئے گھبرانا اور واویلا نہ کرنا چاہئے نہ کوئی مصیبت اور تکلیف دائمی ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی مشکل اور دشواری ہمیشہ رہتی ہے)

دُعا کیجئے

یا اللہ! تمام ممالک اسلامیہ میں پھر اسلام کی حیات طیبہ عطا فرما دیجئے۔ ان کی اعانت ونصرت فرمایئے۔

یا اللہ! یہ ملک پاکستان جو اسلام کے نام پر قائم ہوا تھا اس کو گمراہیوں سے بچایئے۔ ہر قسم کے فواحش ومنکرات سے جو رائج الوقت ہو رہے ہیں۔ ان سے محفوظ رکھئے۔

یا اللہ! ہمارے قلوب کی صلاحیتیں درست فرما دیجئے' ایمانوں میں تازگی عطا فرما دیجئے۔ تقاضائے ایمان بیدار فرما دیجئے ہمارے دلوں میں گناہوں سے نفرت پیدا فرما دیجئے' غیرت پیدا فرما دیجئے۔

خطاؤں اور گناہوں کی جرأت پیدا ہونے کا سبب

عن انس رضی الله عنه قال: وانكم لتعملون اعمالا هي ادق في اعينكم من الشعر، كن نعدها على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم من الموبقات، (بخاری)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں بیشک تم آج کل بہت سے ایسے کام کرتے ہو جو تمہاری نظروں میں بال سے بھی زیادہ باریک حقیر اور معمولی ہیں اور ہم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں انہی کاموں کو ہلاک کر دینے والے کاموں میں سے شمار کیا کرتے تھے (یعنی خدا کی نگرانی سے غفلت اور اس کے محاسبہ کا خوف دلوں میں نہ رہنے کی وجہ سے تمہاری نظروں میں خطاؤں اور چھوٹے موٹے گناہوں کی وہ اہمیت باقی نہیں رہی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت اور خوف خدا کے غلبہ کی وجہ سے ہماری نظروں میں تھی اس لئے کہ اول تو صغیرہ گناہ کو معمولی اور حقیر سمجھنا خود کبیرہ ہے علاوہ ازیں یہی صغیرہ گناہ بڑھتے بڑھتے کبیرہ گناہوں کے ارتکاب کا سبب بن جاتے ہیں اسی لئے ہم ان صغیرہ گناہوں کو ہلاک کرنے والا سمجھتے تھے غرض خوف خدا اور محاسبہ اعمال کا احساس باقی نہ رہنے کی وجہ سے ہی تم خطاؤں اور گناہوں کے ارتکاب پر اس قدر جری ہو گئے ہو۔

ہماری حالت کے سدھارنے کی تدبیر

جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کہ پوری ایک صدی بھی نہ گزری تھی اتنا بڑا فرق پڑ گیا تھا اور خدا کے قہر و غضب سے بے خوفی و غفلت اور اس کی نگرانی سے لاپروائی اور اس کے نتیجہ میں گناہوں کی جرأت کا یہ عالم تھا تو آج چودہ صدیوں کے بعد کا تو کہنا ہی کیا ہے اسی وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں میں غیبت، دھوکہ دہی، جھوٹ، جھوٹی شہادت، دروغ حلفی، سودی کاروبار، ناجائز لین دین جیسے مہلک کبیرہ گناہ اور کھلے ہوئے حرام کام نہ صرف یہ کہ کچھ برے نہیں سمجھے جاتے بلکہ فخریہ بیان کئے جاتے ہیں اس کی وجہ صرف خدا سے بے تعلق اور اس کے محاسبہ کے خوف اور نگرانی کے یقین کا دلوں سے نکل جانا ہے ہر عبادت وطاعت کے وقت تو ہم خدا کے سامنے ہونے اور اس کے دیکھنے کو تو کیا باور کرتے ہم تو نماز تک میں یہ نہیں سمجھتے کہ ہم خدا کے سامنے کھڑے ہیں اور وہ ہماری نقل وحرکت کو اور ہمارے دلوں اور ان کے ادھر ادھر بھٹکنے والے خیالات کو دیکھ رہا ہے اور یہ کہ ہم اپنے رب سے مناجات کر رہے ہیں اور وہ سن رہا ہے حالانکہ مشفق اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف لفظوں میں آگاہ کیا ہے نمازی نماز میں اپنے رب سے مناجات کرتا ہے اور اس کا رب اس کے اور قبلہ کے درمیان یعنی سامنے ہوتا ہے بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے دلوں میں اس قادر مطلق اللہ تعالیٰ کا خوف اتنا بھی نہیں جتنا ایک ٹریفک کے سپاہی کے دل میں اپنے اس افسر کا خوف ہوتا ہے جس کے متعلق اسے یقین ہو کہ اگرچہ افسر مجھے نظر نہیں آ رہا مگر یقیناً وہ کسی خفیہ جگہ سے میری نگرانی کر رہا ہے حالانکہ وہ احکم الحاکمین پکار پکار کر کہہ رہا ہے ان ربک لبالمرصاد۔ بیشک تیرا رب تیری گھات میں ہے۔

اسی تباہ کن صورت حال اور اس کے نتیجہ بد سے قرآن عظیم آیت کریمہ نمبر (۱۴) میں متنبہ کر رہا ہے اور اس کی

اصلاح کی تدبیر محاسبہ اعمال، اپنے اعمال کا جائزہ لینا بتلا رہا ہے مگر وائے محرومی کہ ہماری آنکھیں نہیں کھلتیں صرف اس لئے کہ مراقبہ اللہ کی نگرانی، کا یقین یا ہے نہیں یا نہ ہونے کے برابر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس صحبت کا بدل

یاد رکھئے اگر چہ خاتم الانبیاء نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی کیمیا اثر صحبت تو آپ کی وفات کے بعد میسر آنا ممکن نہیں مگر آپ کے وہی انفاس قدسیہ کلمات طیبہ اور پورا اسوۂ حسنہ جس سے صحابہ کرامؓ کی کایا پلٹ ہوئی تھی محدثین رحمہم اللہ کی مساعی جمیلہ کے نتیجہ میں کتب حدیث میں موجود ومحفوظ ہے اگر پختہ ایمان سچی عقیدت اور اصلاح کی مخلصانہ نیت کے ساتھ ہم آج ان احادیث کو پڑھیں یا پڑھوا کر سنیں تو وہ ہمارے دلوں سے بھی اس غفلت، و بے خوفی اور لاپروائی کے زنگ کو دور کرنے کے لئے بہت کافی وافی ہیں بشرطیکہ جیسا چاہیے۔ ہمارے دلوں میں خدا کا خوف روز حساب کا ڈر اور اس کے نتیجہ میں عذاب آخرت سے نجات کی جستجو اور اصلاح احوال کا عزم مصمم اٹل ارادہ ہو۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! ہم کو اپنی عبادات وطاعات خاصہ کی توفیق، اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی توفیق فرمایئے۔

یا اللہ! یا اللہ لغزشوں سے نفس وشیطان کے مکائد سے ہم کو محفوظ فرمایئے۔

یا اللہ! مجبوراً معاشرہ کے غلبہ سے اور نفس وشیطان کے غلبہ سے ہم سے جو فسق وفجور کے کام ہوئے ہیں ہم ان سے نفرت کرتے ہیں اور چھوڑ دینے کا عزم کرتے ہیں۔ مگر ڈرتے ہیں کہ پھر ہم سے ان کا ارتکاب ہو جائے گا۔ یا اللہ آپ ہی محافظ حقیقی ہیں۔ رحم کرنے والے ہیں ہم پر رحم فرمایئے، ہمیں محفوظ رکھئے اور اپنا مورد رحمت بنالیجئے۔

یا اللہ! ہم سے زیادہ محتاج اور کون ہے، ہم آپ کے فضل وکرم کے بہت محتاج ہیں، ہمیں اپنا فرمانبردار بنالیجئے، اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا وفادار، سچا اُمتی بنادیجئے،

یا اللہ! تمام لعنت زدہ کاموں سے ہمیں بچالیجئے کہ ہم جن سے آپ ناراض ہوتے ہیں۔ یا اللہ ہم آپ کے مواخذہ کو برداشت نہیں کر سکتے نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔

اللہ تعالیٰ کی غیرت

عن ابی هريرة رضى الله عنه عن النبى صلى الل عليه وسلم، قال: وان الله تعالىٰ يغار، وغيرة الله، تعالىٰ، ان ياتى المرء ما حرم الله عليه. (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا: اللہ کو بھی غیرت آتی ہے اور اللہ کو غیرت اس پر آتی ہے کہ انسان وہ کام کرے جو اس نے حرام کئے ہیں۔

غیرت کے معنی اور اللہ تعالیٰ کی طرف اسکی نسبت

غیرت کا لفظ اردو میں دو معنی میں استعمال ہوتا ہے

۱- ایک یہ کہ کوئی شخص یہ سمجھ کر کہ مجھے کوئی نہیں دیکھ رہا کوئی برا کام کرے یا ایسا کام کرے جو خود اگر چہ برا نہ ہو مگر دوسروں کے سامنے وہ کام کرنا معیوب ہو اور اس حالت میں کوئی آ جائے یا اسے دیکھ لے تو اگر وہ فوراً اس کو چھوڑ دے یا چھپنے کی کوشش کرے تو یہ غیرت ہے اور اگر نہ کرے تو یہ بے غیرتی ہے گویا یہ غیرت شرم وحیا کے معنی میں ہے اور خود انسان کی ذات اور اس کے اعمال وافعال سے متعلق ہے اس معنی کے اعتبار سے غیرت کی نسبت اللہ تعالیٰ کی حدوث وتغیر کی کیفیات سے مقدس اور منزہ ذات کی طرف ہرگز جائز نہیں اللہ تعالیٰ اس طرح کے نقائص اور کمزوریوں سے پاک اور پاکیزہ ہیں۔

۲- غیرت کا دوسرا استعمال یہ ہے کہ کوئی باپ اپنی اولاد کو یا کوئی آقا اپنے نوکروں کو سختی کے ساتھ کسی کام سے منع کرے اور وہ اولاد یا نوکر خود اس کے سامنے وہ کام کریں تو اس پر اگر اس باپ یا آقا کو ان کی یہ بے پروائی اور دیدہ دلیری غایت درجہ ناگوار گزرے غصہ آئے اور ان کو سزا دینے کے لئے تیار ہو جائے تو یہ غیرت ہے اور وہ باپ یا آقا غیور ہے اگر وہ ایسا نہ کرے تو یہ بے غیرتی ہے اور وہ باپ یا آقا بے غیرت اور بے حمیت ہے سادہ لفظوں میں اس غیرت کے معنی ہیں ناگواری ناراضگی کا اظہار اپنی شفقت ورحمت سے محروم کر دینا اور اس کا تعلق دوسروں کے افعال واعمال سے ہوتا ہے اس فرق کو سمجھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی غیرت کے معنی سمجھئے۔

اللہ تعالیٰ خالق کائنات اور پروردگار عالم اپنی پروردہ مخلوق انسانوں کو ان حرام کاموں کو کرتا ہوا دیکھتا ہے جن کو اس نے انہی انسانوں کے فائدہ کے لئے حرام کیا ہے تو اس کو اس مخلوق کی یہ بیباکی اور بے غیرتی سخت ناگوار گزرتی ہے اور شدید غصہ آتا ہے اور پھر یا اسی وقت اس حرام کاری اور حرام خوری کی سزا دیتا ہے اور اگر کسی مصلحت کی وجہ سے اسی وقت سزا نہیں بھی دیتا تو ان سے ناراض ضرور ہو جاتا ہے اور اپنی شفقت ورحمت سے ان کو محروم کر دیتا ہے الا یہ کہ وہ اپنے اس گناہ اور نافرمانی کی معافی مانگیں اور آئندہ کے لئے توبہ کریں تو وہ غفور ورحیم پروردگار ان کو معاف کر دیتا ہے اور پھر رحمت وشفقت سے نوازنا شروع کر دیتا ہے مختصر اور سادہ لفظوں میں اللہ تعالیٰ کی غیرت کے معنی ہیں محرمات 'حرام کاموں' کا ارتکاب کرنے والوں سے ناراض ہو جانا یعنی ان کو اپنی رحمت سے محروم کر دینا۔

حدیث کا مراقبہ سے تعلق

یہ حدیث ثابت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ہر

ہر قول اور فعل کی سخت نگرانی کرتے ہیں خاص کر حرام کام کرنے والے نافرمان بندوں کی، اگر چہ وہ یہی سمجھتے رہیں کہ ہمیں کوئی نہیں دیکھ رہا چنانچہ آپ آیت کریمہ نمبر (۳) میں پڑھ چکے ہیں ان ربک لبالمرصا.

یہ واقعہ ہے اگر کسی سچے مومن بندے کو بڑے سے بڑے گناہ کا ارتکاب کرتے وقت یہ خیال آ جائے یا کوئی خیال دلا دے کہ خدا مجھے دیکھ رہا ہے تو فوراً وہ اس گناہ سے باز آ جاتا ہے جیسا کہ آپ کتاب کے پہلے باب میں ان تین آدمیوں کے قصہ میں جو ایک غار میں بند ہو گئے تھے دوسرے آدمی کا واقعہ پڑھ چکے ہیں اور ہم اسی خیال کو ہر وقت متحضر رکھنے کی تدبیر مراقبہ کے بیان میں بتلا چکے ہیں یاد نہ رہی ہو تو اس بیان کو دوبارہ پڑھ لیجئے اور اس پر عمل کیجئے تاکہ آپ غیرت خداوندی کا نشانہ بننے سے محفوظ و مامون رہیں اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرے۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! ہم کو اپنی عبادات وطاعات خاصہ کی توفیق، اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی توفیق فرمایئے۔

یا اللہ! یا اللہ لغزشوں سے نفس وشیطان کے مکائد سے ہم کو محفوظ فرمایئے۔

یا اللہ! مجبوراً معاشرہ کے غلبہ سے اور نفس وشیطان کے غلبہ سے ہم سے جو فسق وفجور کے کام ہوئے ہیں ہم ان سے نفرت کرتے ہیں اور چھوڑ دینے کا عزم کرتے ہیں۔ مگر ڈرتے ہیں کہ پھر ہم سے ان کا ارتکاب ہو جائے گا۔ یا اللہ آپ ہی محافظ حقیقی ہیں۔ رحم کرنے والے ہیں ہم پر رحم فرمایئے، ہمیں محفوظ رکھئے اور اپنا مورد رحمت بنا لیجئے۔

یا اللہ! ہم سے زیادہ محتاج اور کون ہے، ہم آپ کے فضل وکرم کے بہت محتاج ہیں، ہمیں اپنا فرمانبردار بنا لیجئے، اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا وفادار، سچا اُمتی بنا دیجئے،

یا اللہ! تمام لعنت زدہ کاموں سے ہمیں بچا لیجئے کہ ہم جن سے آپ ناراض ہوتے ہیں۔

یا اللہ! ہم آپ کے مواخذہ کو برداشت نہیں کر سکتے نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔

اللہ تعالیٰ کی نگرانی کا ایک عجیب واقعہ

عن ابی هریرة رضی الله عنه انه سمع النبی صلی الله علیه وسلم یقول: ان ثلاثة من بنی اسرائیل: ابرص، واقرع، واعمی، اراد الله ان یبتلیهم فبعث الیهم ملکا، فاتی الابرص فقال: ای شیء احب الیک؟ قال: لون حسن، وجلد حسن، ویذهب عنی الذی قد قذرنی الناس،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے تین (مصیبت زدہ روگی) آدمیوں کو ان پر حجت قائم کرنے کی غرض سے آزمانا چاہا ایک جذامی دوسرا گنجا تیسرا اندھا تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو (انسانی شکل میں) بھیجا وہ جذامی کے پاس آیا اور کہا: بتلا تجھے کیا چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: دل آویز رنگ وروپ اور خوش رنگ (بدن کی) کھال مجھے محبوب ہے اور یہ جذام جس کی وجہ سے مجھے لوگوں نے گندا (اور اچھوت) بنا رکھا ہے اس سے مجھے نجات مل جائے فرشتہ نے اس کے بدن پر ہاتھ پھیرا وہ ساری گندگی (جذام کا اثر) ایک دم جاتی رہی اور نہایت حسین رنگ وروپ اور دلکش (بدن کی) کھال اس کو دے دی گئی فرشتہ نے کہا: اب بتا تجھے کون سی قسم کا مال سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس نے بتلایا: اونٹ یا گائیں راوی کو شک ہے (کہ اونٹ کہا یا گائیں) چنانچہ اسے ایک ماہ کی گابھن اونٹنی دے دی گئی اور فرشتہ نے اس کو دعا دی خدا تجھے اس میں برکت دے (اور اونٹوں کی نسل میں زیادہ سے زیادہ اضافہ ہو) اس کے بعد گنجے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا: تجھے کون سی چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا خوبصورت (لمبے لمبے) بال مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں اور یہ جو گنج ہے جس کی وجہ سے لوگوں نے مجھے گندا پلید بنا رکھا ہے یہ جاتا رہے فرشتہ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اس کا گنج فوراً جاتا رہا اور خوبصورت (لمبے لمبے) بال اس کو دے دیئے گئے اس کے بعد فرشتہ نے پوچھا: اب بتا تجھے کون سی قسم کا مال زیادہ پسند ہے اس نے کہا گائیں، چنانچہ اسی وقت ایک گابھن گائے اس کو دے دی گئی اور فرشتہ نے دعا دی: اللہ تجھے اس میں برکت عطا فرمائے اس کے بعد فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا تجھے کون سی چیز سب سے زیادہ محبوب ہے؟ اس نے کہا کہ مجھے تو بس خدا بینائی عطا کر دے (اور کچھ نہیں چاہئے) چنانچہ فرشتہ نے اس کے چہرہ پر ہاتھ پھیرا تو اللہ نے اسی وقت اس کی بینائی واپس کر دی پھر فرشتہ نے پوچھا اب تجھے کون سی قسم کا مال پسند ہے؟ اس نے کہا مجھے تو بھیڑ بکریاں پسند ہیں چنانچہ اس کو ایک گابھن بکری دے دی گئی اور فرشتہ نے اس کو بھی برکت کی دعا دی اور چلا گیا۔

مال ودولت کی فراوانی اور اس کا نتیجہ

چنانچہ جذامی، گنجے اور اندھے تینوں کے ہاں اونٹوں، گایوں اور بھیڑ بکریوں کے خوب بچے ہوئے اور خوب نسلیں بڑھیں اور تینوں خوب مالدار ہو گئے جذامی کے ہاں اونٹوں (کے گلہ) سے وادی بھر گئی اور گنجے کے ہاں گائیں بھینسوں کے گلے سے وادی بھر گئی اور اندھے کے ہاں بھیڑ بکریوں (کے ریوڑ) سے وادی بھر گئی۔

تو پھر وہی فرشتہ جذامی کے پاس بالکل اسی کی سی (جذامی) شکل وصورت اور حلیہ میں آیا (یعنی ایک جذامی آدمی کی صورت

میں) اور کہا: بابا! میں ایک مسکین محتاج اپاہج مسافر ہوں سفر جاری رکھنے کے وسائل (سواری اور سفر خرچ) سے محروم ہو گیا ہوں اب میرا سہارا اللہ تعالیٰ کے اور پھر تیرے سوا کوئی نہیں میں تجھ سے اس اللہ تعالیٰ کے نام پر جس نے تجھے یہ دلکش رنگ وروپ اور حسین وجمیل جلد عطا کی ہے اور کثیر مال بھی دیا ہے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے (سواری کے لئے) ایک اونٹ دے دے جس سے میں اپنا سفر جاری رکھ سکوں اور پورا کرلوں (وطن پہنچ جاؤں) جذامی بولا: میاں میرے ذمے تو اتنے بہت سارے حقوق ہیں (جن کے لئے یہ مال کافی بھی نہیں، تجھے کہاں سے دے دوں) فرشتہ نے کہا کہ: مجھے تو ایسا یاد پڑتا ہے کہ میں تجھے جانتا پہچانتا ہوں تو وہی جذامی نہیں ہے؟ جس کو لوگ پلید سمجھتے تھے (اور دور بھاگتے تھے) اور کوڑی کوڑی کو تو محتاج تھا پھر اللہ تعالیٰ نے تجھے (محض اپنے فضل سے) یہ (صحت وحسن اور مال ومنال) عطا فرمایا ہے جذامی بولا: جا (جا، میں ایسا کیوں ہوتا) میں تو باپ دادا سے ایسا ہی (حسین وجمیل اور) مالدار چلا آ تا ہوں فرشتہ بولا: اگر تو جھوٹ بول رہا ہو تو خدا تجھے پھر ویسا ہی بنا دے جیسا تو تھا (چنانچہ وہ اسی حالت کو پہنچ گیا جس پر تھا) اس کے بعد گنجے کے پاس اسی گنجے کی شکل وصورت اور حلیہ میں آیا اور وہی سوال اسی طرح کیا جس طرح جذامی سے کیا تھا گنجے نے بھی اس کو وہی جواب دیا جو جذامی نے دیا تھا اس پر فرشتے نے بھی اس کے جواب میں وہی کہا (کہ کیا تو ایسا ایسا نہ تھا) جو جذامی کے جواب میں کہا تھا اور اس کے بعد کہا: اگر تو جھوٹ بول رہا ہو (اور منعم ومحسن پروردگار کی ناشکری کر رہا ہو) تو خدا تجھے ویسا ہی کر دے جیسا تھا (چنانچہ وہ بھی کفران نعمت کی سزا کو پہنچا اور ویسا ہی ہو گیا جیسا تھا) اس کے بعد اندھے کے پاس اسی اندھے کی شکل وصورت اور حلیہ میں آیا اور کہا میں اندھا محتاج مسافر ہوں اور وسائل سفر (سواری اور خرچ راہ) سے محروم ہو گیا ہوں اس وقت اللہ تعالیٰ کے اور اس کے بعد تیرے سوا میرا اور کوئی سہارا نہیں کہ میں اپنا سفر (جاری رکھ سکوں) پورا کروں (اور اپنے دیس پہنچوں) میں تجھ سے اس اللہ تعالیٰ کے نام پر جس نے تجھے بینائی واپس کی (اور مال ودولت سے نوازا) چند بکریوں کا سوال کرتا ہوں جن کے ذریعہ میں اپنی منزل مقصود کو پہنچ سکوں اندھے نے کہا: بیشک میں نابینا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے مجھے دوبارہ بینائی عطا فرما دی (اور اس مال ومنال سے نوازا اس کا لاکھ لاکھ شکر ہے) لہٰذا تم (ان بھیڑ بکریوں کے ریوڑ میں سے) جتنی بھیڑ بکریاں چاہو لے لو اور جتنی چاہو چھوڑ دو (تمہیں اختیار ہے) اللہ تعالیٰ کی قسم جو بھی تم اللہ تعالیٰ کے نام پر لوگے میں اس پر مطلق ناگواری کا اظہار نہ کروں گا (تم بلاتکلف جو چاہو اور جتنا چاہو لے لو) تو اس پر فرشتہ نے کہا: تمہارا مال تمہیں مبارک ہو واقعہ صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے تم تینوں آدمیوں (کے صبر وشکر) کا امتحان لیا گیا ہے (تمہیں خوشخبری ہو کہ) اللہ تم سے (تمہاری احسان شناسی اور شکر گزاری پر) خوش ہو گیا اور تمہارے دونوں ساتھیوں (جذامی اور گنجے) سے (ان کی ناشکری اور جھوٹ بولنے پر) ناراض ہو گیا (اور اس ناشکری کی سزا میں ان کو ویسا ہی جذامی اور گنجا بنا دیا)

اللہ تعالیٰ کی نگرانی کا ایک عبرت آموز واقعہ اور امت محمدیہ کو اس سے سبق لینے کی ہدایت

یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کے صبر وشکر کی نگرانی اور آزمائش سے متعلق کسی پہلی امت کا ایک واقعہ ہے مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے مالدار اور خوشحال لوگوں کی تنبیہ اور عبرت کے لئے بیان فرمایا ہے یہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رافت ورحمت کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی اس طرح فرشتوں کے ذریعہ بطور امتحان آزمائش نہیں کرتے اور ہاتھ

کے ہاتھ بغیر توبہ کا موقع دیئے ناشکری کی سزانہیں دیتے تاہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا اس واقعہ کو بیان کرنے سے یہی ہے کہ آپ کی امت کے متمول اور خوشحال لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی اس نگرانی اور آزمائش سے غافل نہ رہنا چاہئے اور جب بھی کوئی حاجتمند سائل ان کے پاس آئے تو فوراً یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نگرانی اور آزمائش ہے اس نے اس ضرورت مند کو صرف میری آزمائش کے لئے میرے پاس بھیجا ہے ورنہ وہ خود اپنے خزانہ غیب سے اپنے بندے کی حاجت کو پورا کر دیتے اور اس نابینا کی طرح نہایت خندہ پیشانی اور فراخ حوصلگی کے ساتھ محض اللہ تعالیٰ کی رضا خوشنودی اور شکر نعمت کی نیت سے کما حقہ' اور خاطر خواہ اسکی ضرورت کو پورا کرنا چاہئے اور پھر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے اس آزمائش میں پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائی اور اس حاجتمند کا ممنون ہونا چاہئے کہ اسی کی بدولت ہمیں یہ شکر نعمت ادا کرنے اور رضا الٰہی حاصل کرنے کا موقع ملا۔

اپنا جائزہ لیجئے

اس تفصیل کے بعد ذرا جائزہ لیجئے کہ ہم اور ہمارے دولت مند حضرات اس معیار پر کس قدر پورے اترتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس شکرگزاری کی توفیق عطا فرمائیں۔

دُعا کیجئے

اے اللہ! جو علم آپ نے ہمیں دیا اس سے نفع عطا فرمائے اور ہمیں وہ علم دیجئے جو ہمیں نفع دے۔

اے اللہ! تمام کاموں میں ہمارا انجام بہتر فرما اور دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے ہمیں محفوظ فرما۔

اے اللہ! ہم آپ سے اپنے دین میں دنیا میں اور اہل وعیال میں معافی اور امن کا سوال کرتے ہیں۔

اے اللہ! ہم ناپسندیدہ اخلاق اور اعمال نفسانی خواہشوں اور بیماریوں سے آپ کی پناہ مانگتے ہیں۔

اے اللہ! ہمارے دل کو نفاق سے عمل کو ریا سے زبان کو جھوٹ سے اور آنکھ کو خیانت سے پاک فرما دیجئے کیونکہ آپ آنکھوں کی چوری اور جو کچھ دل چھپاتے ہیں جانتے ہیں۔

اے اللہ! علم سے ہماری مدد فرما اور حلم سے ہمیں آراستہ فرما اور پرہیزگاری سے بزرگی عطا فرما اور امن سے ہمیں جمال عطا فرمایئے۔

اے اللہ! ہمارے دلوں کے تالے کھول دے اپنے ذکر کے ساتھ اور ہم پر اپنی نعمت کو پورا فرما۔ اور ہم پر اپنا فضل کامل کر اور ہمیں اپنے نیک بندوں میں سے فرما دیجے۔ آمین

اپنے اعمال کا جائزہ لینے کی ہدایت

عن ابی یعلی شداد بن اوس رضی الله عنه، عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: الکیس، من دان نفسه، وعمل لما بعد الموت، والعاجز من اتبع نفسه هواها، وتمنیٰ علی الله. (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابویعلی شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زیرک (اور عاقبت اندیش) وہ شخص ہے جس نے خود اپنے اعمال کا محاسبہ کیا (اور جائزہ لیا) اور مرنے کے بعد (آخرت) کے لئے کام کیا اور عاجز ونا کارہ وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کی خواہشات اور اغراض کے پیچھے عمر گنوادی (اور آخرت کے لئے کچھ نہ کیا) اور (ساری عمر) اللہ تعالیٰ سے (بغیر کچھ کئے) تمنائیں کرتا رہا (اور مغفرت کی امیدیں باندھتا رہا)

یہ خوبی اعمال کا جائزہ سے پیدا کی جاسکتی ہے

مسلمان اپنے اسلام میں یہ خوبی اسی وقت پیدا کر سکتا ہے جبکہ وہ اپنے شب وروز کے کاموں کا محاسبہ کرتا رہے اور جائزہ لیتا رہے اس لئے اسے اپنے شب وروز کے اعمال کا روزانہ جائزہ لے کر نہ صرف گناہوں اور معصیتوں کو بالکل ترک کر دینا چاہئے بلکہ ان تمام کاموں کو بھی چھوڑ دینا چاہئے جو آخرت میں کام آنے والے نہ ہوں اور ان کی جگہ سوچ سوچ کر وہ کام کرنے چاہئیں جو آخرت میں کام آئیں۔

حدیث پر عمل کرنے سے زندگی میں نہ کوئی تنگی اور دشواری

یاد رکھئے۔ آپ کے جائز معمولات زندگی میں اس حدیث پر عمل کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا صرف اتنا کرنا پڑے گا کہ جو کام بھی آپ کریں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نیت سے کریں اس طرح آپ کی ساری دنیا دین بن جائے گی جس کی تفصیل آپ اس کتاب کے پہلے باب میں نیت کی تشریح کے ذیل میں پڑھ چکے ہیں۔

آخرت میں جزا سزا کی تفصیل

یاد رکھئے انسان کی ہر جائز خواہش اور طبعی ضرورت اگر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نیت سے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ اور آپ کی سنت کے مطابق جس کی تفصیل انشاء اللہ اس پوری کتاب میں پڑھیں گے پوری کی جائے وہ یقیناً آخرت میں کام آنے والی ہے مزید تفصیل کے لئے اور دینی کتابوں کی مراجعت کیجئے خاص کر اس کتاب کا پہلا باب بار بار پڑھئے اور یاد رکھئے۔

اس حدیث پر عمل کرنے کا عظیم فائدہ

اس طریق کار پر عمل کرنے سے رفتہ رفتہ انسان کی زندگی فرشتوں کے لئے بھی قابل رشک بن جاتی ہے اس لئے کہ فرشتوں کی تمام خوبیاں اور پارسائی فطری اور غیر اختیاری ہے وہ کوئی برا کام یا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر ہی نہیں سکتے اسی لئے اس پر ان کے لئے کوئی جزاء اور صلہ وانعام نہیں اور اس انسان کی یہ تمام خوبیاں اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری نفس اور شیطان کے علی الرغم برخلاف اور ضد پر خود اپنے قصد وارادہ سے حاصل کردہ اور کافی مشقیں برداشت کرنے کے بعد حاصل شدہ ہیں اسی لئے ان کے عوض میں آخرت میں جزائے خیر اور جنت الفردوس کی نعمتوں کا وعدہ ہے جو ضرور پورا ہوگا ایسے ہی انسان اللہ تعالیٰ کے نزدیک عام فرشتوں سے افضل ہیں والحمد للہ علی ذلک اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کو اور تمام مسلمانوں کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں آمین۔

بیوی بچوں پر دینی امور میں سختی کا فائدہ

عن عمر رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: ولا یسأل الرجل فیم ضرب امراته، (ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: مشفق اعظم نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (پابند شریعت) آدمی سے اپنے بیوی (بچوں) کو مار پیٹ کرنے پر (قیامت کے دن) کوئی باز پرس نہ ہوگی۔

تشریح: جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے مخلوق اور پروردہ بندوں کے اعمال واخلاق کے خود نگراں ہیں اسی طرح اس نے مسلمان مردوں کو اپنے بیوی بچوں کے اعمال وافعال کا نگران بنایا ہے اور ان سے نماز روزے وغیرہ تمام احکام شرعیہ کی پابندی کرانا اور خلاف شرع کاموں سے باز رکھنے اور ان کو جہنم کے عذاب سے بچانے کی کوشش کرنا مردوں کا فرض قرار دیا ہے ارشاد ہے۔

اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو (جہنم کی) آگ سے بچاؤ۔

خاص طور پر نماز کی پابندی کرانے کے متعلق ارشاد ہے۔

تم اپنے اہل وعیال کو نماز کا حکم دیا کرو اور سختی سے اس پر قائم رہو ہم تم سے رزق (دینے نہ دینے) کا سوال نہیں کریں گے (نماز پڑھوانے نہ پڑھوانے کا سوال کریں گے۔)

اور نگران بنانے کا اعلان ذیل کی آیت کریمہ میں فرمایا ہے: مرد عورتوں پر نگران ہیں اس فضیلت کی وجہ سے جو اللہ نے بعض کو (مردوں کو) بعض پر (عورتوں پر) دی ہے اور اس لئے کہ وہ ان کا خرچ اٹھاتے ہیں۔

اور اس نگران کے تحت بیویوں کو سمجھانے بجھانے اور اخلاقی سزا دینے اور ضرورت کے وقت (بقدر ضرورت) مار پیٹ کرنے کا اختیار ذیل کی آیت کریمہ میں دیا ہے۔

اور وہ عورتیں (بیویاں) جن کے سرکش بن جانے کا تمہیں اندیشہ ہو تو (پہلے) ان کو نصیحت کرو اور (ضرورت پڑے تو) ان کو بستر پر اکیلا چھوڑ دو (یعنی ساتھ سونا چھوڑ دو) اور (اس پر بھی نہ باز آئیں تو) ان کی (ہلکی سی) پٹائی کر دو اگر وہ تمہارا کہا ماننے لگیں تو ان کے خلاف (انتقام) کی راہ مت تلاش کرو (جو کچھ کرو اصلاح کی نیت سے کرو نہ کہ انتقام کی نیت سے)

ایک پابند احکام الٰہیہ مسلمان اپنی بیوی اور بچوں کو خلاف شرع کاموں پر ہی سزا دے سکتا ہے اور اسی نیت سے اور وہی سزا دے سکتا ہے جس کی شریعت نے اجازت دی ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس مار پیٹ کی اجازت دی ہے اس کی شرط یہ ہے کہ ہاتھ پاؤں توڑ دینے اور کسی عضو کو بیکار کر دینے والی ایسی سزا ہرگز نہ ہونی چاہئے جو ہڈیوں تک اثر کرے باقی ان کاموں کی جن سے روکنا چاہئے اور ان سزاؤں کی مزید تفصیل جن کی اجازت دی ہے کتب حدیث وفقہ میں موجود ہے معلوم کیجئے بہرحال اس نگرانی اور خلاف ورزی پر گرفت کرنے میں ناموافقت ناراضگی اور عداوت ودشمنی کا جذبہ ہرگز کارفرما نہ ہونا چاہئے شریعت نے سختی کے ساتھ اس سے منع کیا ہے چنانچہ مذکورہ بالا آیت کریمہ میں فلاتبغوا علیھن سبیلاً میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی صحیح سمجھ عطا فرما دیں آمین۔

الحمد للہ جلد ۹ مکمل ہوئی